ریخ مذاہب اسلام

ـ جس میں سوانح عمریاں بہ تفصیل سے لکھی ہیں

مؤلفہ

محمد نجم الغنی خاں العا... خلف مولانا عبدالغنی خاں صاحب مرحوم

بتہذیب العقائد و نجم الا...

فارسی ...

۱۹۰۱ء

سان

فہرست مضامین تاریخ مذاہب الاسلام بہ ترتیب حروف تہجی

[1] شفا میں قاضی عیاض نے اسکی جگہ طیانہ بھی لکھا ہے ۔ ۱۲

التماس مولف

حامداً و مصلیاً

مسلمانون کے واسطے اس بات کی بڑی ضرورت ہے کہ اونکو اپنے یہان کے تمام نہین تو علی الاکثر مذاہب سے واقفیت ہو کیونکہ اپنے اور غیر کے مذہب مین امتیاز حاصل ہے۔ اس فن کی جامع و مفصل کتاب اردو اور فارسی مین تو آجتک لکھی ہی نہین گئی یا لکھی گئی ہے تو ہم تک نہین پہونچی۔ عربی مین بھی جہانتک تلاش کی گئی تو فرقہای اسلام کے حال مین یکجائی بیان نہین ملا مجھے علم کلام سے بہت دلچسپی ہے اس فن مین مینے کئی کتابین لکھی ہین جب عقاید نسفی کی شرح زبان اردو مین لکھنے لگا تو اوس کے ساتھ ہی ساتھ مذاہب کی تحقیق بھی کرتا رہا یہانتک کہ بڑی جستجو کے بعد ایک اچھا خاصہ ذخیرہ فراہم ہوگیا جسکو مرتب کرکے ایک کتاب کی صورت مین کرلیا اور اوسکا نام **مذاہب الاسلام** رکھا۔ اس فن مین ایسی کافی و وافی کتاب کا تیار ہوجانا محض تائید ایزدی ہے۔ ورنہ مین کہان و اوس گلشن ہمیشہ بہار کا سیر کہان۔ اگر شایقین تلاش کرینگے تو مین امید کرتا ہون کہ وہ اس جامعیت کے ساتھ مذاہب اسلام کے بیان مین کسی زبان مین کوئی کتاب نہین پائینگے یہ میرا بیان اپنی تعلی کے لیے نہین بلکہ واقعات کا اظہار مقصود ہے۔ معاش کی صعوبت۔ افلاس کی نحوست۔ امدنی کی قلت خرچ کی کثرت۔ اہل دولت کی ناقدردانی و نخوت۔ اور ناحق کوشون کی عداوت اس کام پر ہمت نہین بندھنے دیتے تھے مگر محض اپنے شوق سے بزرگان قدرشناس کی تحسین کی امید پر اس سخت کام کو پورا کرتا رہا سختی و نرمی سردی و گرمی گذرتے ہین اور گذر جائینگے ایکدن مین نہونگا میری یادگار رہجائیگی اور کبھی نہ کبھی اسی کی بدولت اون بزرگون کی جنہون نے تصنیف و تالیف سے ملک و ملت کی مدد کی ہے معنوی ہمنشینی نصیب ہوجائیگی۔ مذاہب کے بیان مین اس قدر بصیرت کا حاصل ہونا جو کہ محققین سابقین اور مدققین متاخرین کی تحقیق

کے مطابق ہے (اور ایک بہت بڑے کتب خانہ کی چھان بین کرنے کے بعد حاصل ہوسکتی ہے بشرطیکہ وقت مساعدت کرے اور حصول کمال کا شوق بھی ہو) علوم اسلامیہ کی طرف سے اس بے اعتنائی کے زمانہ مین غنیمت ہے۔ اس کتاب کی تیاری کے واسطے جن کتابون کو پڑہا اور اون سے حالات کا اقتباس کیا اونکی فہرست کے پیش کرنے سے اپنا اطلاع نظر جتانا مقصود نہین بلکہ یہ اظہار مطلوب ہے کہ یہ کتاب کس مادے اور صورت سے تیار ہوئی ہے۔ مینے احتیاطاً ہر اہم اور نادر واقعہ کا حوالہ حتی الوسع بقید نام و جلد کتاب اس کتاب کے ہر صفحہ پر لکھنے کی کوشش کی ہے اور اسطرح مینے اپنا وہ فرض ادا کر دیا ہے جو بحیثیت ناقل میرے ذمے تھا۔ میرا مقصود اس تحریر سے صرف مذاہب اسلامیہ کے حالات لکھنا مقصود ہے۔ کسی مسئلہ عقاید کا فیصلہ اور طے کرنا یا ایک مذہب کو دوسرے مذہب پر ترجیح دینا یا کسی مذہب کو حق اور کسی کو باطل ثابت کرنا یا کسی کی خوبی اور کسی کی برائی اپنی جانب سے پیدا کرنا مقصود نہین جیسا کہ میری بے رو و رعایت تحریر سے ثابت ہوگا۔

صحاح ستہ۔ معارف ابن قتیبہ۔ شرح عقاید عضدی مولفہ علامہ جلال الدین دوانی۔ جامع مسند۔ دین خالص مولفہ نواب صدیق حسن خان۔ حجج الکرامہ۔ شرح لمشرح عقاید ملا جلال۔ فتح الباری۔ عروہ مولفہ شیخ علاؤالدولہ سمنانی۔ تمہید فی اصول الدین مولفہ شیخ ابو المعین نسفی۔ خبیۃ الاکوان۔ شذرات الذہب۔ شرح مواقف۔ اشعۃ اللمعات۔ مغرب۔ تعریفات مولفہ سید شریف۔ ہدایۃ فی اصول الدین مولفہ محمد بن ابو بکر رازی۔ تاج المکلل۔ فواتح سبع عقود الجمان۔ تیسیر الوصول الی جامع الاصول۔ شرح حاوی۔ شرح مختصر۔ شرح فرایض مولفہ سید شریف۔ نہایۃ الارب فی معرفت قبائل العرب۔ ابجد العلوم۔ شرح رسالہ مبارزیہ مولفہ ملا نظام الدین۔ او ثولوجیا۔ محمد بن عمر حسین رازی۔ حسن العقیدہ مولفہ شاہ ولی اللہ صاحب۔ حجۃ اللہ البالغہ۔ فتح البیان۔ مشارق الانوار فی فوز اہل الاعتبار۔ بحر المذاہب۔ درمختار۔ بہجۃ العلوم۔ سیرۃ النعمان۔ صراط المستقیم۔ شرح سفر السعادت۔

تقصار جیود الاحرار ترجمہ مشکوٰۃ از مولانا عبد الحق دہلوی۔ مرات جہان نما۔ جوہرۃ الاسیہ جو ہر
تحفۃ الخلفا۔ معتمد مولفہ تورپشتی۔ فلاح سلسلۃ الذہب۔ شرح مسلم الثبوت مولفہ بحر العلوم۔
ہدایۃ مشہور۔ کیمیائے سعادت۔ بحر الرائق۔ فتاوائے مولوی عبد الحی صاحب۔ سواد اعظم
کتاب الہند مولفہ ابوریحان بیرونی۔ نہایۃ العقول مولف امام رازی۔ تذکرۃ الفقہا۔ شرح مقاصد
ازالۃ الخفا۔ عقد الجید۔ توضیح المذاہب۔ مواہب لدنیہ۔ تمہید ابو شکور سالمی۔ بدیع المعانی
فی شرح عقیدۃ الشیبانی۔ معتقد المنتقد۔ مرآت الجنان۔ شروح وحواشی عقیدۃ السنوسیہ معروف
ام البراہین ونبذۃ التوحید۔ اربعین امام رازی۔ شرح عمدہ نسفی مولفہ علامہ نکساری۔ عمدۃ البرکات
مولفہ علامہ نسفی۔ کتاب الاوائل مولفہ ابو ہلال عسکری۔ کشف الغمہ عن افتراق الامہ۔ شمس بازغہ
صدرا۔ شرح اشارات مولفہ محقق طوسی۔ شفا مولفہ شیخ الرئیس۔ ملل ونحل شہرستانی ترجمہ
فارسی ملل ونحل از مصطفیٰ بن خالق داد۔ عمدہ اہل التوفیق والتسدید۔ تفسیر کبیر۔ کشاف اصطلاحات
الفنون۔ تاریخ ابو الفدا۔ نزہۃ الالبا۔ کشف الغمہ عن جمیع الامہ۔ محاضرات الابرار۔ اشرف
الوسائل الی فہم الشمائل۔ تاریخ اعثم کوفی۔ نبراس مولفہ میر باقر داماد۔ نہج البلاغۃ۔ قرۃ العینین
تاریخ کامل ابن اثیر۔ غنیۃ الطالبین۔ ترجمہ فارسی غنیۃ الطالبین بطور شرح مختصر۔ منتہی المقال
توضیح المقال۔ شم العوارض۔ منتہی الارب۔ تنزیہ الانبیا والائمہ۔ ازالۃ الغین۔ تہذیب
مصائب النواصب۔ کتاب شافی۔ مسالک شرح شرائع۔ مجمع البحرین۔ استغاثہ۔
معارف شرح صحائف۔ شرح عقیدۃ الوسطی۔ لواقح الانوار۔ نخبۃ الدہر۔ آثار البلاد عزنی۔ تعریبات
الشافیہ لمرید الجغرافیہ۔ طبقات الفقہا۔ تکمیل الایمان۔ طبقات شافعیہ۔ طبقات الحفاظ
ذہبی۔ طبقات الحنفیہ۔ نفحات الانس۔ اسعاف الراغبین۔ بستان المحدثین۔ حبل متین
نامہ دانشوران۔ رحلہ ابن بطوطہ۔ رحلہ ابن جبیر۔ کشف الظنون۔ آثار الاوزبار۔ منتہی المقال
میزان ذہبی۔ صلح الاخوان۔ حدائق الحنفیہ۔ فتاوائے ابراہیم شاہی۔ تذکرہ خواص الامہ مولفہ
ابن جوزی۔ غطاء الآثار۔ مجمع الاحباب۔ مصفیٰ شرح موطا۔ مفتاح النجا۔ نزل الابرار۔ مکتوبات

شاہ ولی اللہ صاحب ۔ مختصر کتاب المؤمل ۔ رسالہ خلافیات ماتریدیہ واشاعرہ ۔ جوہر المحصل
کتاب مناقب امام شافعی ۔ میزان شعرانی ۔ مؤید الافاضل ۔ تذکرۃ المذاہب ۔ ریاض التعلق
کتاب العرش ۔ صواعق محرقہ ۔ کتاب کشی ۔ خلاصہ ۔ تاریخ سرجان ملکم ۔ تحفہ اثنا عشریہ
انوار النعمانیہ ۔ صحاح ۔ قاموس ۔ طبقات دول اسلامیہ مولفہ ذہبی ۔ رسالہ امام احمد حنبل
در رد جہمیہ ۔ رسالہ عربی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام الٰہی واقع ہونے کے ذکر میں رد
ابن تیمیہ کلام الٰہی کی تحقیق میں ۔ مآثر الامرا ۔ مرآت الاسرار ۔ رسالہ قشیریہ ۔ کشف المحجوب
عمدۃ الطالب ۔ انجمن آرائے ناصری ۔ کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ ۔ روضۃ الصفا ۔ تاریخ اللغۃ
تاریخ علامہ ابن خلدون ۔ نزہۃ المجالس ۔ تاریخ الخلفا ۔ وفیات الاعیان ۔ ارشاد مولفہ ابو المعالی
کتاب البیان فی اخبار صاحب الزمان ۔ درر الاصداف ۔ جامع الفنون ۔ بیان المغرب
فی اخبار المغرب ۔ تاریخ یمن مولفہ نجم الدین عمارہ یمنی ۔ فوائد المجموعہ فی احادیث الموضوعہ ۔ لطائف
اخبار الاول ۔ روضتین ۔ ابجد العلوم ۔ جامع التواریخ ۔ قلائد الجواہر فی احوال الجواہر ۔ منتخب
التواریخ ۔ تذکرہ نجوم السما ۔ مجالس المومنین ۔ تذکرہ ریاض الشعرا ۔ تذکرہ نشتر عشق ۔ تذکرہ
الاولیا ۔ فتاوے خانیہ ۔ کتاب الترغیب والترہیب ۔ مصباح الہدایت ۔ تاریخ خمیس
تاریخ طبری ۔ تفسیر کشاف ۔ مختصر منہاج السنۃ ۔ مروج الذہب ۔ کشکول بہائی ۔ شرح تجرید ۔
اتحاف المرید ۔ شرح عقائد نسفی مولفہ علامہ تفتازانی ۔ خرائج الجرائح ۔ مجموعہ واجدیہ ۔ اصول کافی
کلینی ۔ ناسخ التواریخ ۔ طبقات مناوی ۔ فصول مہمہ ۔ نور الابصار ۔ مولد اہل البیت ۔
نجوم الزاہرہ ۔ تاریخ فرشتہ ۔ شرح فقہ اکبر مولفہ ملا علی قاری ۔ شرح فقہ اکبر موسوم بہ ضوء الاکثر
مولفہ نصحی ۔ شرح فقہ اکبر مولفہ مولوی عصمت اللہ ۔ حاشیہ بر حاشیہ قدیمہ از ملا نظام الدین
فتوحات مکیہ ۔ فتاوے عزیزی ۔ شامی ۔ طحطاوی ۔ جامع الاصول ۔ فتح القدیر ۔ عنایہ ۔ شرح
مسلم الثبوت مولفہ مولوی ولی اللہ ۔ رسالہ عقائد مولفہ سلیمان بن عبد الوہاب ۔ شرح طوالع
الانوار مولفہ عبد اللہ بن محمد فرغانی ۔ مطالع الانظار شرح طوالع الانوار ۔ مولفہ شمس الدین بن محمود

الٰہی میں بندہ خطا دار ہوں
جو کچھ ہو سزا دی سزاوار ہوں

نظر کر نہ زشتی کردار پر
سیہ کاریوں سے مری درگزر

وہ دل دے جو شیدا کسی کا نہ ہو
ترا ہو کے اصلا کسی کا نہ ہو

ترا ذکر دن رات کرتا رہے
تجھی پر شب و روز مرتا رہے

شراب محبت سے یوں جوش ہو
تری یاد میں خود فراموش ہو

جدھر چشم بینا اٹھائے نظر
ترے حسن کا جلوہ آئے نظر

سبب تجھے سمجھے دنیا حاجت روا
تجھی سے کہے جو کہے مدعا

سمجھے جانے ہر دم سمیع و بصیر
تجھی سے کرے عرض مافی الضمیر

سوا تیرے سمجھے وہ دنیا کو ہیچ
زمین و فلک پست و اعلیٰ کو ہیچ

رہے بادہ عشق سے تیرے مست
نہ بھولے کبھی عہد روز الست

دم مرگ بھی یاد کرتا رہے
نہ ہو ہوش پر ہوش تیرا رہے

ہر اک سے جدا اسطرح بیگانہ ہو
تری شمع وحدت کا پروانہ ہو

زمانے کے جھگڑے بھلائے رہے
تری روز و شب لو لگائے رہے

خوشی ہو کہ ہو کاہش درد و غم
ترا شکر کرتا رہے دمبدم

گوارا ہے تنگدستی سب مجھے
مبارک مری فاقہ مستی مجھے

گدائی خداوند عرش بریں
نہ دکھلا امیروں کی چین جبین

نہوں لغو باتوں سے کان آشنا
بکھنا پڑے جا و بیجا بجا

قناعت دی نان جوین سے مجھے
پھرا بہر روزی نہ در در مجھے

تلاش نعم میں پریشان نکر
مجھے کاسہ لیس امیران نکر

میں بندہ ترا ہوں تو پروردگار
تجھے فکر میری مجھے تجھسے کار

دم غیر پر دم بھروں کس لئے
کسی کی خوشامد کروں کس لئے

رہ دین میں دے استقامت مجھے | تزلزل نہو تا قیامت مجھے

نعت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

محمد کہ الفت سے جس پر مدام | خدا بھیجتا ہے درود و سلام

کوئی اوسکے رتبہ میں بڑھکر نہیں | خدائی میں ایسا پیمبر نہیں

اگر دیکھ لے شکل خیر الانام | بشر پر ہو دوزخ کی آتش حرام

لگاتے جو خاک قدم بے بصر | ازل سے ابد تک سب آئے نظر

زبان انکی تھی زبان خدا | بیان آپکا ہے بیان خدا

وہ دیتے تھے تعلیم احکام کی | کہ دنیا نظر آئی اسلام کی

بظاہر تھے امی بنزد خاص و عام | زبان پر تھا علم لدنی تمام

نوشت و درس کی ضرورت نہ تھی | کوئی جیسے خط و کتابت نہ تھی

بیان کی وہ توحید حق کی دلیل | ہوئے سنکے کفار و مشرک ذلیل

ہوئے بجھتے کفر کے گل چراغ | نظر آئے گلہائے دین باغ باغ

یہی چاہئے ہم کو کہنا مدام | علیہ الصلوٰۃ علیہ السلام

مدح نواب معلی القاب ناصیہ ہفت کشور بارقہ ہفت اختر نواب حامد علی خانصاحب بہادر دام اقبالہ والی ریاست رامپور ملک روہیلکھنڈ

کیا اس رسالے کو جسنے تمام | بعہد خداوند عالی مقام

جہان عطا آسمان کرم | سلیمان نژاد و سکندر حشم

سزاوار اورنگ و فرماندہی | در تاج اقبال شاہنشہی

رعایا کے غمخوار و فریاد رس | ستمدیدہ مخلوق کے دادرس

یوں ہی حسکمران تا قیامت ذین یہی جسنلق کہتی ہے لیل و نہار		رعایا کے سر پر سلامت ہین کہ حامد علیخان عالی تبار

الہ ایسا کرے کہ یہ ہدیہ مختصر عمدۃ الامرا زبدۃ الفضلا مخدومی و مکرمی مولانا حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب سلمہ اللہ تعالے خلف ملک الاطبا سلالۃ الحکما حکیم محمود خان صاحب مرحوم دہلوی کی توجہ سے بندگان نواب صاحب بہادر کے ملاحظہ مین گزرکر شرف قبولیت حاصل کرے حکیم صاحب موصوف کو اہل اسلام کے علوم قدیمہ خصوصاً عربیہ کے ساتھ ذاتی دلچسپی و فریفتگی ہے اور اس کساد بازاری کے وقت مین اہل علم کی تعظیم وقدر کرتے ہین —

حدیث افتراق امت کی تحقیق

اہل علم تحصیل علم کے اعتبار سے چار قسم پر ہین (۱) صوفیہ یہ علم انکشافی کو نبی کی متابعت سے حاصل کرتے ہین (۲) اشراقیین یہ علم اشراقی کو نبی کی متابعت کے بدون حاصل کرتے ہین (۳) مشائین یہ عقل کے ساتھ استدلال کرتے ہین (۴) متکلمین کتاب وسنت اور اجماع کے ساتھ استدلال کرتے ہین اور یہ ۷۳ فرقے ہین جنکا ذکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث مین کیا ہے افترقت الیہود علی احدی وسبعین او اثنتین وسبعین فرقۃ وافترقت النصاری علی احدی وسبعین او اثنتین وسبعین فرقۃ وتفترق امتی علی ثلث وسبعین فرقۃ یعنی یہود اکہتر یا بہتر اور نصاری بھی اکہتر یا بہتر فرقے ہوگئے میری امت تہتر فرقے ہوجائیگی اس حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے اور ابن ماجہ کی ایک روایت عوف ابن مالک سے یون ہے کہ یہود اکہتر فرقے ہوگئے جن مین سے ایک جنت مین اور ستر دوزخ مین اور نصاری بہتر فرقے ہوگئے کہ اکہتر آگ مین ہین اور ایک جنت مین بستم ہے اوس خدا کی جسکے قبضہ قدرت مین تقاضی ذات محمد ہے

تحقیق میری امت بہتر فرقے ہو جاوے گی جن میں سے ایک فرقہ جنتی ہے
و بہتر دوزخی اور عبد اللہ ابن عمرو ابن عاص کا لفظ مرفوع یہ ہے قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لیاتین علی امتی ما اتی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتی ان منہم
من اتی امہ علانیۃ لکان فی امتی من یصنع ذلک وان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین
ملۃ وتفترق امتی علی ثلث وسبعین ملۃ کلہم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ہی یا رسول
اللہ قال ما انا علیہ واصحابی رواہ الترمذی وقال غریب یعنی میری امت کے لوگوں پر
بھی آئیگا جو بنی اسرائیل پر آیا برابر ہونگے اونکے یہاں تک کہ اگر کسی نے ان میں سے
اپنی ماں کے ساتھ علانیہ صحبت کی ہو تو میری امت میں بھی کوئی شخص پیدا ہو جاوے
گا وہ ایسا کام کرے گا اور بنی اسرائیل بہتر فرقے ہو گئے میری امت تہتر فرقے ہو جاوے
گی سب آگ میں جاوینگے مگر ایک ملت انہ صحابہ نے پوچھا وہ کون ہیں یا رسول اللہ
فرمایا وہ طریقہ جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں مسند احمد اور ابوداؤد کا لفظ معاویہ سے
یوں ہے قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال الا ان من قبلکم من اہل الکتاب افترقوا
علی ثنتین وسبعین ملۃ وان ہذہ الامۃ ستفترق علی ثلث وسبعین ثنتان وسبعون فی
النار وواحدۃ فی الجنۃ وہی الجماعۃ۔ یعنی ہم میں آنحضرت خطبہ کو کھڑے ہوئے اور
فرمایا خبردار ہو کہ جو تم سے پہلے اہل کتاب تھے وہ بہتر فرقے ہو گئے اور قریب ہے
کہ یہ امت تہتر فرقے ہو جاوے کہ بہتر نار میں جاوینگے اور ایک جنت میں وہ جماعت ہے
لفظ جماعت کا اطلاق اہل سنت پر اسی حدیث سے ثابت ہوا ہے اور ابن عدی نے
ابوہریرہ سے صرف اسی قدر روایت کیا ہے۔ یہود کے اکہتر فرقے بن گئے اور نصاری
بہتر۔ میری امت کے تہتر فرقے ہو جاوینگے۔ بیہقی نے افتراق امت کی حدیث کو صحیح
حسن کہا ہے اور حاکم اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیحین میں اسی مضمون کی حدیث
ابوہریرہ سے روایت کی ہے پھر حاکم نے کہا ہے کہ اصول میں یہ ایک بڑی حدیث ہے

سعد ابن ابی وقاص اور ابن عمرو اور عوف ابن مالک نے مثل اسکے روایت کی ہے
اور بقول مؤلف مقاصد حسنہ انس اور جابر اور ابو امامہ اور ابن مسعود اور حضرت عمر اور
حضرت علی اور عویمر اور ابو درداء اور واثلہ اور عبد اللہ ابن عمرو ابن عاص اور معاویہ
رضی اللہ عنہم سے بھی اس مضمون کی روایتیں آئی ہین اور ابو ہریرہ بھی اسکے راوی ہین
اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن عدی اور حاکم اور ابن حبان وغیرہ محققین
محدثین نے اسکو اپنی اپنی کتب مین روایت کیا ہے۔ اور جامع الاصول و تیسیر الوصول
اور مقاصد حسنہ اور جمع الجوامع اور کتاب بیہقی وغیرہ مین ان روایات کو اون
کتب صحاح حدیث وغیرہ سے نقل کیا ہے تو اسکی صحت مین کلام نہین ہے مجھے مولوی شبلی
صاحب نعمانی سے تعجب ہے کہ اونہون نے سیرۃ النعمان کے صفحہ ۲۰۳ مین محض اپنی رائے
سے اس حدیث کو کیون موضوع قرار دیدیا کوئی بھی دلیل اسکی موضوعیت کی مولوی صاحب
نے نہین بیان کی۔ اس حدیث کے طریق بہت ہین اور ائمہ حدیث نے اسکو صحیح مانا ہے
اور ترمذی نے جو اس طریق کی روایت کو غریب کہا ہے سو اسکا یہ مطلب ہے کہ کسی زمانے
مین اسکی روایت ایک ہی راوی سے ہوئی ہے اور غریب احادیث صحیحہ کے اقسام سے
ہے اور صحیح حدیث قابل حجت ہے پھر حسن لذاتہ پھر حسن لغیرہٖ۔ اور تمام طریقو مین تفرق
تہتر فرقو نہین آیا ہے بہتر ہین اگرچہ سیوطی نے ایک حدیث ابن ماجہ کی جو انس سے مروی
ہے اس مضمون کی بھی نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل کے اکہتر فرقے ہوگئے اور میری امت
بہتر فرقے ہوجاویگی سب دوزخ مین جاوینگے مگر ایک فرقہ اور یہ جماعت ہے مگر شیخ
عبد الحق محدث دہلوی کہتے ہین کہ اس روایت کا اعتبار اون بہت سی روایات کے
مقابل نہین ہوسکتا۔ بلکہ سیوطی نے ہی ابن ماجہ کی حدیث عوف بن مالک سے امت
محمدی کے ۷۳ فرقے ہوجانیکے باب مین نقل کی ہے سو یہی صحیح روایت ہے اور یہی

لہ دیکھو جلد دوم دین خالص ۱۲ ۔ سلہ دیکھو شرح سفر السعادت ۱۲

وجہ ہے کہ صاحب سفر السعادہ نے تصریح کی ہے کہ در باب افتراق امت بر ہفتاد و سہ فرقہ
چیزے ثابت نشدہ مطلب یہ ہے کہ افتراق امت ۷۳ فرقون پر ثابت ہوا ہے ۔ دیگر
در اگر یہ ثابت کیا جاسکے کہ مصنف سفر السعادہ کی مراد یہ ہے کہ افتراق امت سے
باب مین مطلقا کوئی حدیث صحیح نہین ہوئی اور جو کچھہ اس معاملہ مین آیا ہے وہ سب
موضوع ہے تو یہ قول انکا کیسے معتبر ہوسکتا ہے جبکہ اتنے بہت ائمہ حدیث افتراق
امت کی روایت صحیح تسلیم کرتے ہین اور بہت سے طریقون سے مروی ہی ہے شاید
مولوی شبلی صاحب نے اس حدیث کے موضوع ہونے کے قول کو یہین سے اڑایا ہے اور اگر
اگر صاحب سفر السعادہ تو یہ کہتے ہین کہ امت محمدی کا بہتر فرقے ہوجانا کسی حدیث سے
ثابت نہین مولوی صاحب نے ایک بڑا کر بہتر کو اپنی رائے سے کہا ہے ۔
فائدہ یہود کے اکثر والطف فرقے عنانیہ وعیسویہ ویوذعانیہ تھے انہین مین سے
موشکانیہ وسامریہ ہین یہ فرقے بڑے ہین انہین سے اکہتر فرقے نکلے جن مین سے
بعض بت پرست ہین اور بعض آفتاب و ماہتاب و نجوم پرست اور بعض اوثان پرست صنم
پوجتے ہین بت کو وثن کہتے ہین یہان لو اس لفظ مین سارے معبود باطلہ داخل ہین جیسے
شجر وغیرہ اور بڑے فرقے نصارے کے تین ہین ملکانیہ نسطوریہ یعقوبیہ
باقی فرقے انہین مین سے نکلے ہین شہرستانی نے ان سب فرقون کا ذکر ملل ونحل مین
کیا ہے اون احوال کی حکایت سے ہمکو کچھ غرض نہین ہے ۔ مگر اس ضمن مین
اتنا کہنا مناسب ہے کہ یورپ کے عیسائیون مین تین مذہب عام کر سب سے بڑے
تصور کیے جاتے ہین ایک رومن کاتھولک یعنی رومی کلیسا جن کے نزدیک دین کا
سب سے بڑا امام اور حضرت عیسی کے خاص اشخاص حواری پطرس کا خلیفہ پوپ تصور
کیا جاتا ہے جو اٹلی کے قدیم شہر رُوم مین رہتا ہے تعداد کے لحاظ سے عیسائیون
مین رومی کلیسا کے لوگ زیادہ ہین مگر اس مذہب (مراد یورپ کی) والونکی سلطنتو مین پہلے سے بہت

کمی اور ضعف آگیا ہے صرف ایک سلطنت یعنی فرانس کی ایمین بہت زبردست
باقی ہے دوسرا مذہب گریک چرچ یعنی یونانی کلیسا ہے اس فرقے کے
سب عیسائی زار روس کو مسیح کا خلیفہ اور اپنا پیشوا اور امام سمجھتے ہیں اور
اس کے کل احکام دینی و دنیوی کو واجب التعمیل جانتے ہین اور جو عیسائی ان احکام
کی تعمیل سے اعراض و انکار کرے اوسے اپنی جماعت سے خارج اور بیدین تصور
کرتے ہین تیسرا بڑا مذہب پراٹسٹنٹ ہے اس فرقے والونکا زور آجکل زیادہ
ہے اور چھوٹی بڑی کئی سلطنتین رکھتے ہین انگلستان و جرمن دو سلطنتین ایمین
بہت زبردست ہین اس مذہب مین بہت سے فرقے شاخ در شاخ مثل لوتھرن
اور کلونسٹ اور ایفاید چرچ اور پریزبی ٹیرین اور چرچ آف انگلینڈ وغیرہ وغیرہ
کے پیدا ہوگئے ہین ۔

تنبیہ ان حدیثونمین اشکال ہے دو طرح پر ایک یہ کہ انمین اکثر اشخاص امت
محمدی پر حکم ہلاک اور ناری ہونے کا کیا ہے حالانکہ اور حدیثون مین آیا ہے کہ یہ
امت مرحوم ہے اور جنت مین سب سے زیادہ یہی امت ہوگی یہانتک کہ وہان
دو ثلث اس امت کے لوگ ہونگے اور ایک ثلث مین باقی امتین اسکا جواب بعض
لوگون نے یہ دیا ہے کہ مراد امت سے اس جگہ امت دعوت ہے نہ امت اجابت
اور مراد امت اجابت سے وہ لوگ ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے
ہین ۔ جلال الدین دوانی شرح عقاید عضدیہ مین کہتے ہین کہ ظاہر امراد امت
اجابت ہے نہ امت دعوت اسلئے کہ اگرچہ حدیث مین اسطور پر بیان ہوا ہے
تو اوس کلام سے مراد اہل قبلہ ہین ۔ انتہی واقعی حدیث مذکور مین امت اجابت قرار

شرح الشرح عقاید جلالی کی یہ عبارت ہے دستفرق امتی ای امۃ الاجابۃ للدعوۃ وہم الذین آمنوا بہ علیہ الصلوۃ والسلام وہو الظاہر ان کثر وارد
شرع الکلیات علی ہذا الاسلوب ای لفظ امتی ارید بہ اہل القبلۃ کذا بہھنا ۔ م

دینا درست نہیں کیونکہ یہ حدیث خاص آنحضرت کی سب امت کے تفرق کے بیان میں
وارد ہوئی ہے چنانچہ اس میں لفظ امتی ہے امت حضرت موسے اور حضرت عیسی
کا شمار اس میں داخل کرکے تعین فرمایا ہے انکے واسطے اور حدیث یہ ہے انہ
قال صلی اللہ علیہ وسلم ان بنی اسرائیل تفرقت بعد موسی علی احدی وسبعین فرقة
وبعد عیسی علی اثنین وسبعین فرقة وستفترق امتی من بعدی ثلثة وسبعون فرقة اگر سب
فرقے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مع اصناف کفار شمار کرینگے تو بہتر فرقے
کیونکر ہونگے پس اگرچہ کہا امتی امت دعوت میں لیکن معلوم ہوا کہ یہان مراد امت
سے امت اجابت ہے جنہون نے اسلام قبول کیا تھا اسی وجہ سے امتی
کو اسکا اپنی ذات کی طرف منسوب کیا ہے دوسرا اشکال بابت تعین فرقہ ناجیہ
کے ہے ہر فرقہ کو یہ گمان ہے کہ میں ناجی ہون اور غیر ہمارا ناری ہے اسپر ہر کسی نے
اپنی اپنی اسمین کتابیں لکھی ہین جو کوئی کسکے جانے سے بھی زیادہ گمراہ ہین فرقہ ناجیہ وہی
مذہب ہے جو مصداق اس لفظ کا ہے ما انا علیہ واصحابی یہ لفظ اوسی شخص پر صادق
آتا ہے جسکے عقیدے وعمل میں کوئی بدعت ظاہر و مخفی نہیں ہے بلکہ سارے عقائد
واعمال اوسکے مطابق سنت مطہرہ وسیرت صحابہ کے ہین کسی نے یون ہی کہا ہے
کہ فرقہ ناجیہ ہر فرقے کے صلحا میں کسی نے کہا اہل بیت سالکین میں لیکن اصل بات یہ ہے
کہ کوئی فرقہ خاص نہیں ناجی وہی گروہ ہے جو کہ خاص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور
اسکے اصحاب کی راہ پر چلتا ہے اور کسی طرح کی بدعت میں مبتلا نہیں جس طرح
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بخاری ومسلم نے روایت کی ہے کہ ایک اعرابی نے شرائع
اسلام کو حضرت سے دریافت کرکے یہ عرض کیا تھا والذی نفسی بیدہ لا ازید علی
ہذا شیئا ولا انقص منہ یعنی قسم ہے اوس ذات پاک کی کہ جان میری اوسکے ہاتھ میں
ہے جو آپنے فرمایا ہے مین اوسپر کچھ زیادہ کرونگا اور نہ اوس سے کچھ کم کرونگا

سلہ جو اکثر امتیہ میں بعض فرقہ ناجیہ کے باب میں پوری بحث کی ہے ۱۲

اس پر حضرت نے اوسکو جنتی فرمایا تھا یعنی ناجی نار سے سو جو کوئی دعوے
نجات کا کرے اور اوسکے عقاید و اعمال خلاف طریقہ حضرت اور سیرت صحابہ کے
ہون تو وہ دعوی اوسکا باطل ہے اسلام کے بہتر فرقون مین سے وہ کون فرقہ
ہے جو اپنے آپکو ناجی اور اپنے مخالف کو ناری نہین جانتا ہے ایک امامیہ
مذہب شاعر کہتا ہے ۔ ناجی بخدا فرقہ اثنا عشری ہے ۔ لیکن تصدیق اس
دعوے کی یا تکذیب اوسکی اسی طرح پر ممکن ہے کہ جسکا عقیدہ و عمل ما انا علیہ واصحابی
کے موافق ہو اور کسی طرح کا خلاف بدعت سیئہ کی طرف سے اوسکے عقیدے
و عمل مین نہ آوے گو بعض تقصیرات فروعیہ اوس سے صادر ہو جاتی ہون وہ ناجی ہے اور
جسکا عقیدہ و عمل اوسکے مخالف ہو وہ ناری ہے کیونکہ عہد حضرت و صحابہ مین کسی عمل
و عقیدے مین کوئی بدعت نہ تھی اگرچہ بعض افراد سے طاعت مین قصور و فتور واقع
یا فجور ہو جاتا تھا ابن حزم نے زیادت الا واحدۃ کو موضوع کہا ہے لیکن یہ دعوے
انکا صحت کو نہین پہونچا نہایت یہ ہے کہ یہ زیادت شاذ ہو نہ موضوع ۔ بعض علما
فرماتے ہین کہ مراد ناری ہونے سے اگر خلود نار ہے تو یہ بات مخالف نص و احادیث
صحیحہ قطعیہ کے ہے کیونکہ کوئی فرقہ اہل اسلام کا مخلد فی النار نرہیگا اور اگر
مراد ناری ہونے سے یہ ہے کہ چند مدت نار مین رہے گا پھر نجات پائیگا تو یہ بات
مسلم ہے لیکن اس تقدیر پر یہ بات لازم آتی ہے کہ کوئی شخص فرقہ ناجیہ مین سے
نار مین نجاوے حالانکہ احادیث صحیحہ دلیل ہین اس بات پر کہ فساق مومنین چندے
نار مین جاوینگے سو یہ شبہ قدیمہ ہے اہل علم نے اس کے چار پانچ جواب لکھے ہین جو
کہ شرح و حواشی عقائد ملا جلال مین مذکور ہین اونمین سے زیادہ ارجح و اقوی اوس
جواب کو کہا ہے جو ملا جلال دوانی نے دیا ہے شق ثانی کو اختیار کر کے یعنی
مراد دخول ہے من حیث الاعتقاد اور فرقہ ناجیہ کا دخول من حیث الاعتقاد ہوگا

گو بسبب بعض معصیت عمل کے آگ مین جائین دوسرا جواب امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
کا ہے جسکو محدثین نے بھی پسند کیا ہے وہ یہ کہ مراد فرقہ ناجیہ سے وہ لوگ ہین جو کہ مطلقاً نار
مین نہ جاینگے نہ من حیث الاعتقاد اور نہ من حیث العمل بلکہ بے وصول عذاب داخل
جنت ہونگے اونکی معصیت خواہ عفو ہو جاوے یا شدائد موت و قبر و اہوال قیامت مین
محو ہو جاوے یا شفاعت حضرت سے وہ سارے ذنوب محو ہو جائین غزالی کا یہ
کہنا کہ فرقہ ناجیہ وہی ہے جو بے حساب و کتاب و بے شفاعت بہشت مین جاوے گا کما حقہ
نہین تھا اسلئے کہ اس صورت مین دائرہ نجات کا بہت تنگ ہوا جاتا تھا لہذا محققین
متاخرین نے جواب مذکور کو اصلاح فرماکر تقریر مسطور کی ہے۔ اور تیسرا جواب یہ ہے
کہ کلہا فی النار کے معنی کل واحد من افراد کل فرقۃ فی النار ہے یعنی ہر ایک آدمی ہر
ایک فرقے کے افراد سے آگ مین جائے گا پس اس عبارت سے مراد ایجاب کلی ہے
پھر الا واحدۃ کے ساتھ استثنا کر لی ہے یہ ایجاب کلی رفع ہوا اور رفع ایجاب کلی ایجاب
جزئی کے ساتھ بھی صادق ہو سکتا ہے چنانچہ یہ بات ظاہر ہے پس اس صورت
مین معنی الا واحدۃ کے یہ ہونگے کہ ہر ہر فرد اس فرقہ کی دوزخ مین داخل نہو گی گو
بعض بسبب تقصیر اعمال کے داخل دوزخ ہون اس صورت مین اشکال دفع ہو گیا
اور فرقون غیر ناجیہ اور فرقہ ناجیہ مین وجہ امتیاز اسی قدر ہوتی کہ غیر ناجی فرقے
سارے داخل دوزخ ہونگے اور یہ فرقہ سارا دوزخ مین نجاویگا لیکن فرقہ ناجی
کا امتیاز اور فرقون سے اعمال کے ساتھ نہین ہو سکتا اسلئے کہ اعمال سب مین
مشترک ہین پس امتیاز کا باعث صرف عقائد کی درستی اور صحت ہے اور خلاصہ یہ
کہ اس جواب کا مرجع بھی طرف جواب اول کے ہوتا ہے اور سب سے بہتر ایک
اور جواب ہے جو موافق ہے استعمال قدیم عرب کے اور حدیث مین بھی اسکے استعمال
کی شہادت موجود ہے خلاصہ اسکا یہ ہے کہ کلہا فی النار سے مراد بطلان ہے

چنانچہ جب کہتے ہین فلان چیز فی النار ہے تو اس سے مراد یہی ہوتی ہے کہ باطل ہے
چنانچہ حدیث صحیح مین آیا ہے الهذار فی النار یعنی زبا درازی باطل ہے اور سورۂ
نسا مین ہے ان الذین یاکلون اموال الیتامی ظلما انما یاکلون فی بطونهم نارا جو
لوگ کھاتے ہین مال یتیم ظلما ناحق سوا اسکے نہین کہ کھاتے ہین اپنے پیٹون مین کھانا
باطل اور حرام نار سے مراد یہان چیز باطل اور حرام ہے اسلئے کہ یتیم کا مال حقیقت
مین آگ نہین اور مجاز پر اسواسطے حمل نہین کرتے کہ یہ جو بات کہ پیٹون مین کھاتے
ہین یہ قول سراسر بیکار کرتا ہے کیونکہ مجاز مراد نہین پس حدیث مذکور مین
کلهم فی النار سے یہ مراد ہوگی کہ تمام فرقے باطل پر ہین گو ایک عقیدہ اور ایک
عمل کی وجہ سے ہون یا دو کی اور فرقہ ناجی کے نہ عقیدے مین بطلان ہے نہ
عمل مین مگر یہ چاہیے کہ فرقہ ناجی کی تخصیص اس بات کیساتھ کردی جائے کہ نہ
اونکے عمل مین بدعت ہے نہ عقیدے مین اور یہی منشا ہے جواب دوم کا یہی بطلان
کو صرف اعتقادیات کے ساتھ مخصوص کردیا جائے یعنی یہ کہا جائے کہ اونکے
اعتقاد مین کسی طرح کا فتور نہین پس اس صورت مین یہ جواب پہلے جواب کی طرف
رجوع کریگا اسی واسطے کہا ہے کہ اقوے و ارجح وہی جواب اول ہے اور شیخ
علاء الدولہ سمنانی عروہ مین کہتے ہین کہ اسلام کے تمام فرقے اہل نجات ہین اور
حدیث مین مراد ناجیہ سے ناجیہ بے شفاعت ہے انتہی مراد سارے فرقہائے
اسلام کے اہل نجات ہونے سے یہ ہے کہ بقدر سزائے معاصی کے دوزخ
مین رہکر بالآخر اوس سے نجات پاوینگے اور بہشت مین داخل کئے جاوینگے اور
ناجیہ سے ناجیہ بے شفاعت مراد لینے مین وہی قباحت ہے جو امام غزالی کے
جواب مین بیان ہوئی پس بہتر جواب وہی ہے جو محققین متاخرین نے امام غزالی
کے جواب مین اصلاح کرکے بیان کیا ہے ۔

علم فقہ اور طبقات فقہا

علم فقہ اکثر صحابہ کا شعار تھا جیسے خلفائے اربعہ اور بقیہ عشرہ مبشرہ اور ابن مسعود اور معاذ اور ابی ابن کعب اور زید بن
ثابت اور ابو درداء اور بی بی عائشہ اور ابن عمر اور ابن عباس اور ابن عمرو ابن
عاص اور ابن الزبیر اور ابو موسے اور ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ اور جابر
بن عبد اللہ وغیرہ رضی اللہ عنہم اور تھوڑے سے مسائل فقہ انکے سوا دو تین
صحابہ سے بھی منقول ہوئے ہین جیسے ابو ذر اور عمار اور حذیفہ اور سلمان اور عبادہ
بن صامت اور ابو مسعود اور حفصہ اور واثلہ اور خالد اور سعد اور عمرو
بن عاص اور ام سلمہ اور اسما بنت ابو بکر اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہم اور انمین
سے جنکے فتاوے شہرت کو پہونچ گئے وہ نو ہین حضرت عمر حضرت علی ابن مسعود
اور ابی ابن کعب اور زید اور ابو موسے اور ام المومنین عائشہ اور ابن عمر اور ابن عباس
اور انمین سے بھی زیادہ مشہور یہ تین شخص ہوئے عبد اللہ بن مسعود زید بن ثابت عبد اللہ
بن عباس اہل مدینہ کا فقہ مین زید بن ثابت اور عبد اللہ بن عمر پر اعتماد تھا اور
اہل مکہ کا ابن عباس کی رائے پر اور اہل کوفہ کا حضرت علی اور عبد اللہ ابن مسعود
کی رائے پر اور اہل مصر ابو موسے اشعری اور عمران بن حصین کی رائے پر تھے اور
شام مین معاذ اور ابو درداء وغیرہ سے بعد اسکے ریاست علم فقہ تابعین کو پونچی چنانچہ
صحابہ کے بعد مدینہ مین سعید بن مسیب اور عروہ بن زبیر اور قاسم بن محمد اور خارجہ
بن زید اور سلیمان یسار اور عبید اللہ بن عبد اللہ ابن عتبہ اور ابو بکر بن عبد الرحمن
بن حارث تھے اور مدینہ کے جو سات فقہا مشہور ہین وہ یہی ہین اور اسی طبقہ
مین سے مدینہ مین یہ لوگ بھی تھے سالم بن عبد اللہ اور ابو سلمہ ابن عبد الرحمن اور
ابان ابن عثمان اور قبیصہ بن ذویب وغیرہ اور جنہون نے انکی متابعت کی اونکا بھی
اسی طبقہ مین شمار ہے جیسے عمر بن عبد العزیز اور علی بن حسین اور یحیی بن سعید اور

ابو الزناد اور زہری اور ربیعہ وغیرہ پھر فقہ تبع تابعین کی طرف منتقل ہوا جیسے ابو بکر
اور ماجشون اور امام مالک بن انس اور اونکے اصحاب اور مکہ مین عبید بن عمیر اور
عطا بن ابی رباح اور مجاہد اور عکرمہ اور سعید بن جبیر اور ابن ابی ملیکہ اور عمرو بن دینار
وغیرہ تھے پھر فقہا ابن ابی نجیح اور ابن جریج اور سفیان بن عیینہ اور مسلم بن خالد اور سعید
بن سالم وغیرہ کو پہونچا پھر امام ابو عبد اللہ شافعی اور اونکے اصحاب کی طرف منتقل ہوا
اور کوفہ مین ابن مسعود کے اصحاب علقمہ اور عبیدہ اور مسروق اور اسود اور عبد الرحمن
بن یزید اور عمرو بن شرحبیل اور شریح قاضی وغیرہ فقہ کے استاد تھے اور اونکے
بعد عامر شعبی اور ابراہیم نخعی انکے بعد حکم بن عیینہ اور حماد بن ابی سلیمان
اور منصور بن معتمر وغیرہ تھے اور بعد انکے ابن شبرمہ ابن ابی لیلے اور حسن بن
صالح اور شریک بن عبد اللہ اور امام ابو حنیفہ اور سفیان ثوری اور ان دونونکے
اصحاب تھے اور بصرہ مین حسن اور ابن سیرین اور مطرف بن عبد اللہ اور جابر
بن زید اور ابو قلابہ پھر قتادہ اور ایوب اور یونس اور سلیمان تیمی اور
ابن عون اور عثمان بتی پھر حمادان بن زید اور ابن سلمہ اور یحیی بن سعید اور
ابن مہدی تھے اور شام مین ادریس خولانی اور شہر بن حوشب اور ابن ابی زکریا اور
رجا بن حیات اور عبادہ بن نسی اور مکحول وغیرہ تھے اور یمن مین طاوس اور وہب
بن منبہ وغیرہ تھے اور مصر مین یزید بن ابی حبیب و بکر بن حارث اور لیث بن
سعد وغیرہ تھے پھر اصحاب امام مالک اور امام شافعی اور اونکے اصحاب اور
خراسان مین ضحاک بن مزاحم اور ابراہیم صایغ اور عبد اللہ بن مبارک اور
اسحاق بن راہویہ اور بغداد مین امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کے اصحاب
اور امام احمد ابن حنبل پھر ابو ثور اور ابو عبید قاسم بن سلام پھر داود اور محمد
بن جریر وغیرہ ان فقہا مین سے ہر طبقہ مین اگرچہ ہر ایک فقیہ فقہ مین نامور تھا

گرپہر بھی باعتبار شہرت کے انمین بڑا تفاوت ہے

اختلاف مذاہب کی ابتدا

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکے صحابہ کے عہد مین علم کلام کوئی فن منفرد و مدون نہ تھا جب مسائل اعتقادیہ مین کوئی
سوال کسی کو پیش آتا تو حضرت سرور عالم سے اور اونکے وصال کے بعد اونکے
اصحاب سے حل کر لیتے جب قرن گزر گئے تو عقاید مین مکالمات بہت پیدا ہونے
لگے بلکہ مکالمات سے مجادلات پر نوبت پہونچی اور مسلمانون نے یہانتک عقاید
مین کلام کیا کہ اونکے مقالات کا علم کلام[1] نام ہوگیا بعض کہتے ہین کہ اسکی باتین
کلام الٰہی کے باب مین ہین کہ وہ قدیم ہے یا حادث غرض کہ اسی طریق پر چلتی تھی
حسن بصری نے ریاست علم مین شہرت حاصل کی اور اونکے شاگرد واصل نے
ایک مسئلہ خاص مین سرعام اوستاد کے ساتھ مخالفت کی حسن نے اوس سے
فرمایا اعتزل عنا اسی لئے واصل نے اونسے علیحدگی اختیار کی اور مستقلا اوس
نے ایک مجلس قائم کی اور ایک بڑا جتھا اوسکے متبعون کا ہوگیا اور وہ معتزلہ
کہلانے لگے اور چونکہ معتزلہ خدائے تعالی کی صفات کا انکار کرتے تھے اسلئے
سلف اونکو معطلہ کہنے لگے اور معتزلہ نے سلف کا لقب **صفاتیہ** کہدیا
کیونکہ یہ اللہ کے لئے صفات ازلی ثابت کرتے تھے جیسے علم ارادہ قدرت حیات

[1] کشف الظنون کی جلد ثانی مین مذکور ہے کہ علم کلام وہ علم ہے جسکی وجہ سے عقاید دینیہ کو دلایل کے
ساتھ ثابت کرنے اور نیز شبہات رفع کرنے کی قدرت حاصل ہوتی ہے۔ اور علم کلام کے
موضوع کے بارے مین متقدمین و متاخرین نے اختلاف کیا ہے۔ متقدمین یہ کہتے ہین کہ علم کلام
کا موضوع اللہ پاک کی ذات و صفات ہین انمین سے بعض کی یہ رائے ہے کہ موضوع اوسکا موجود
من حیث ہو موجود ہے۔ اور متاخرین کہتے ہین کہ علم کلام کا موضوع معلوم ہے اس حیثیت سے
کہ اوسکے ساتھ عقاید دینیہ کا ثابت کرنا متعلق ہو اور تعلق عام ہے اس سے کہ قریب ہو یا بعید اور دین سے مراد محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کا دین ہے ۱۲

سمع بصر کلام جلال اکرام جود انعام عزت عظمت اور صفات ذات اور صفات
فعل مین فرق نہین کرتے تہے دونون کو مساوی سمجہتے تہے اسی طرح صفات
خبریہ ثابت کرتے تہے اور وہ یہ ہین ہاتہ. پاؤن منہ وغیرہ انہین تاویل بالکل نہین کرتے
تہے چونکہ یہ صفات اخبار مین وارد ہوی ہین اسلئے انہین صفات خبریہ بولتے
تہے پہر بعض سلف[1] نے اثبات صفات الٰہی مین تشبیہ کی حد مین داخل ہوگئے یعنی محدثات
کی صفات کے ساتہ ان صفات کو مشابہ جاننے لگے بعضون نے صرف اون صفات پر
اقتصار کیا جنپر افعال دلالت کرتے ہین اور بعض صفات خبریہ مین مقتضائے لفظ کے مطابق
تاویل کرنے لگے اور بعضون نے تاویل کرنے سے توقف کیا اور کہنے لگے کہ ہماری عقل
کہتی ہے کہ اللہ کسی شے کے مشابہ نہین وہ بے مثل ہے اور جو اس قسم کے الفاظ قرآن و
حدیث مین آئے ہین اونکے مفہوم ہمکو معلوم نہین جو اوسنے مراد ہے وہ اللہ ہی خوب جانتا ہے
اور ہمکو یہ حکم ہے کہ ان الفاظ کے معانی اور حقیقت سمجہنے کی کوشش کرین بلکہ ہمکو
تو اس بات پر اعتقاد رکہنے کا حکم ہے کہ اللہ بے مثل ہے مگر متاخرین کہنے لگے کہ ان الفاظ کا
ظاہر پر جاری کرنا اور اونکی تفسیر کرنا چاہیے جیسا کہ کتاب و سنت مین وارد ہین اور تاویل
سے تعرض نکرنا چاہیے اور نہ ظاہر پر توقف کرنا چاہیے پس یہ متاخرین تشبیہ خالص مین
مبتلا ہوگئے جو یہود کا طریق ہے اور یہ اعتقاد سلف کے خلاف تہا مگر بعض شیعہ
نے بہت غلو اور تقصیر سے کام لیا غلو تو یہ تہا کہ اپنے ائمہ کو اللہ کیساتہ تشبیہ
دینے لگے اور تقصیر یہ کہ اللہ کو بعض مخلوق کے ساتہ تشبیہ دی مگر جب معتزلہ اور متکلمین کے
مقالات زیادہ مشہور ہوگئے تو بعض شیعہ غلو اور تقصیر کو چہوڑ کر معتزلہ سے ملگئے

[1] مراد سلف سے اصطلاح شرع مین اولا بالذات عہد صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہے پہر ثانیا و بالعرض زمانہ تابعین کا پہر عہد تبع تابعین کا
اور نہایہ مین ہے کہ سلف اور خلف کے درمیان فرق یہ ہے کہ سلف صالحین سے مراد تابعین کا صدر اول ہے اور خلف
بفتح لام وہ لوگ ہین جو تابعین کے بعد نیک لوگ گذرے ہین اور صدر الشریعہ نے کہا ہے کہ سلف سے مراد صحابہ و علمائے مجتہدین امتثال

اون سلف مین سے جو تاویل و تشبیہ کی طرف متوجہ ہوے یہ بن مالک بن انس احمد بن حنبل سفیان اور داؤد اصفہانی یہانتک کہ عبد اللہ بن سعید بن کلاب اور ابو العباس قلانسی اور حارث بن اسد ابو عبد اللہ محاسبی کا دور شروع ہوا اگرچہ یہی سلف کی چال ڈہال پر تہے مگر علم کلام سے مزاولت کرنے لگے اور عقاید سلف کی تایید دلائل کلامیہ اور براہین اصولیہ سے کی اور اب علم کلام ترقی کرنے لگا اور زبانی کلام سے نوبت تحریر کو پونہچی اور عقلون کے تصرف اسمین بڑہنے لگے بعض نے کتابین بنائین اور بعض درس و تدریس مین مشغول ہوے یہانتک کہ ابو علی جبائی اور اوسکے تلمیذ رشید شیخ ابو الحسن اشعری کے درمیان ایکبار مسئلہ صلاح و اصلح مین مناظرہ و مباحثہ ہوگیا اور جب اوس مباحثہ مین جبائی لاجواب ہوگیا تو اشعری اور جبائی مین علیحدگی ہوگئی اور اشعری نے اپنے لئے ایک علیحدہ مجلس مقرر کرلی اور مسند تعلیم و تعلم پر بیٹھ گئے اور بہت لوگ اونکی اتباع کرنے لگے اور اب صفاتیہ اشعریہ کہلانے لگے اشعری مذہب اعتزال کو چھوڑ کر طریق ابو محمد عبد اللہ بن سعید المعروف بہ ابن کلّاب پر چلے اور اونہین کے قوانین پر مسائل صفات و قدر مین کلام کیا اور مذہب سلف کی تایید قاعدہ کلابیہ پر کی غنیۃ الطالبین مین لکہا ہے کہ عبد اللہ بن کلّاب کے متبعون کو کلابیہ کہتے ہین انکا مذہب یہ ہے کہ صفات باری تعالی نہ قدیم ہین نہ حادث اور اوسکے صفات نہ عین ذات ہین اور نہ غیر ذات ہین اور قرآن مین جو آیاہے الرحمن علی العرش استوی یہان استوی سے مراد یہ ہے کہ ٹہرا نہین اور اللہ تعالی ہمیشہ کو عرش پر ہے حالانکہ اوسکے لئے کوئی جگہ نہین اور قرآن کے لئے حروف نہین اور طبقات شافعیہ مین لکہا کہ ابن کلاب اعلی درجہ کے متکلمین مین سے اور اہل سنت مین سے تہے اور ابو الحسن اشعری ایک تو انہکے طریق پر چلے

اور دوسرے حارث محاسبی کے ابن کُلّاب کا انتقال سال دو سو چالیس ہجری کے بعد ہوا ہے اور حارث محاسبی نے امام شافعی کی صحبت پائی تھی اور تصوف اور حدیث اور کلام مین مسلمانون کے امام تھے انہین کی طرف اکثر متکلمین صفاتیہ منسوب ہین انکا شمار شافعیہ کے طبقہ اولی مین ہے بغداد مین ۲۴۳ھ مین ملک عدم ہوئے۔ نفحات الانس مین مذکور ہے کہ حارث محاسبی نے چالیس برس تک اس سختی کے ساتھ مراقبہ کیا کہ دن رات دوزانو بیٹھے رہے مگر کسی چیز سے ٹیک نہ لگائی امام فخرالدین رازی نے سورۂ انعام کی تفسیر مین تفسیر کبیر کے اندر لکھا ہے کہ جب اشعری اور جبائی مین بغض وخصومت زیادہ بڑھی تو اشعری نے اپنے استاد کے تمام مقالون پر اعتراض کیا اور روز بروز اشاعرہ ومعتزلہ مین سلسلہ خصومت بڑھتا رہا معتزلہ نے اپنی تقویت اور طرف ثانی کی تضعیف کے لئے براہین حکمیہ کو عقائد مین داخل کرنا شروع کیا اور اپنے مدعا پر ادلہ سے استدلال کرنے لگے اسلئے معتزلہ کے مطالب کلامیہ دلائل حکمیہ و براہین فلسفیہ سے خلط ملط ہوگئی اور رفتہ رفتہ یہانتک فلاسفہ کی اتباع اور حکمت کے مسائل کا مادہ انمین بڑھا کہ عقل کو نقل پر ترجیح دینے لگے۔ جہان ظواہر آیات و احادیث انکے عقول کے مخالف ہوتین اونکی تاویل و توجیہ کرتے اشاعرہ نے اونکے مقابلہ مین اتنا مبالغہ کیا کہ ظواہر آیات و احادیث سے ذرا تجاوز نہین کرتے اور تاویل کا دروازہ بند کردیا۔ اوس دن سے مسلمانون مین مذاہب مجسمہ اور عقائد مشبہ پیدا ہوگئے۔ اور معتزلہ کی وجہہ سے براہین فلسفیہ کو رد کرنے اور اونکی مذمت

ؔ طبقات شافعیہ کے عبارت عربی یہ ہے عبداللہ ابن سعید ابو محمد المعروف بابن کلاب بضم الکاف وتشدید اللام کان من کبار المتکلمین ومن اہل السنۃ وبطریقۃ وطریقۃ الحارث المحاسبی اقتدی ابو الحسن الاشعری ۱۲ منہ

بیان کرینگے اور رفتہ رفتہ پھر چلا ہوا کہ جہان علم حکمت کا ذکر کیا جاتا وہ
مجلس نجوم سمجھی جاتی۔ اور جس قدر مسلمانون کے خیالات مین وسعت ہوتی
گئی عقائد مین بھی مذاہب پیدا ہوتی گئی —
پس یہ ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ میری امت ۷۳ فرقے ہوجائیگی
گی ایک معجزہ ہے اسلئے کہ جو کچھ فرمایا تھا وہ بے کم و کاست ظہور مین آیا
ابن حزم[1] نے ملل و نحل کیا ہے اہل اسلام کے پانچ فرقے ہین ایک اہل سنت
دوسری معتزلہ اور انہین مین قدریہ داخل ہین تیسرے مرجیہ اور انہین مین
جہمیہ و کرامیہ کا شمار ہے چوتھے شیعہ پانچوین خوارج انہین مین ازارقہ و
اباضیہ ہین پھر ہر ایک فرقہ انہین سے کئی فریق ہوگیا بڑا افتراق اہل سنت کا نیک
ہی ہوا اور تھوڑا سا اعتقادات مین فتوے مین چار مذہب ہوگئے حنفی شافعی
مالکی حنبلی اعتقاد مین تین گروہ ہوگئے اشعری ماتریدی حنبلی یہی
چار فرقے سوائے اہل سنت کے سوا انمین سے کسی کا خلاف اہل سنت کے
ساتھ بعید ہے اور کسی کا قریب۔ مرجیہ کے فرقونمین اہل سنت سے
قریب وہ ہین جنکا قول ہے کہ ایمان کہتے ہین دل اور زبان دونون سے تصدیق
و اقرار کرنے کو۔ رہے سارے اعمال سو فقط فرائض و شرائع اسلام ہین ایمان
مین داخل نہین۔ اور انہین اہل سنت سے بعید دو فرقے ہین ایک اصحاب جہم بن
صفوان جنکا قول یہ ہے کہ ایمان صرف تصدیق بالقلب کا نام ہے اگرچہ مومن
کفر و تثلیث کا کلمہ زبان سے کہے اور بت پرستی کرے اور یہ بطور تقیہ کے بھی نہو
تب بھی ایمان نہین جا سکتا جب تک تصدیق بالقلب باقی رہے۔ دوسرے
اصحاب محمد بن کرام جنکا قول یہ ہے کہ ایمان فقط زبان سے اقرار کرنے یعنی کلمہ
شہادت کے پڑھنے کو کہتے ہین پس اگر کوئی شخص دل سے کفر کا معتقد ہو تو اوسکا

[1] دیکھو فتح الباری شرح صحیح بخاری ۱۲

ایمان باطل نہیں ہوسکتا جب تک کہ باقی اسکا باقی ہے - اسی طرح اور باقی فرقونکا ذکر کیا ہے جنیۃ الاکوان مین لکھا ہے کہ معتزلہ مین اہل سنت سے قریب وہ ہین جوکہ اصحاب حسین نجار و بشر بن غیاث مریسی ہین - اور بعید اونسے اصحاب ابو ہذیل علاف ہین اور مذاہب شیعہ مین اہل سنت سے قریب اصحاب حسن بن صالح ہین جنکا فرقہ صالحیہ کہلاتا ہے اور شیعہ زیدیہ مین شمار رہاتا ہے اور انمین سے بعید فرقہ امامیہ ہے رہی غلاۃ انکے سو وہ سرے سے مسلمان ہی نہین بلکہ اہل ردت و شرک ہین اور قریب فرقہ خوارج مین اصحاب عبداللہ بن یزید اباضی ہین اور بعید اونکے ازارقہ ہین - رہے بطیخیہ اور وہ جو کہ کسی شے کے قرآن مین سے ہین اور اجماع کے مخالف ہین جیسے عجاردہ وغیرہ سو وہ باجماع کفار ہین انتہی واضح رہے کہ ہمنے فرقون کے بیان مین شرح مواقف وغیرہ کی طرز اختیار کی ہے اسی واسطے ہمنے جہمیہ کو جبریہ مین اور کرامیہ کو قدریہ مین اور مریسیہ کو مرجیہ مین ذکر کیا ہے و علی ہذا القیاس - صاحب اشعۃ اللمعات کا قول ہے کہ افتراق اس امت کا ۷۳ فرقون پر حدیث صحیح سے ثابت ہے اس طرح کہ معتزلہ کے ۲۰ فرقے ہین اور شیعہ ۲۲ اور خوارج ۲۰ اور مرجیہ ۵ اور نجاریہ ۳ اور ایک ایک فرقہ جبریہ اور مشبہ اور ناجیہ یعنی اہل سنت و جماعت کا - اور غنیۃ الطالبین مین مذکور ہے کہ ۷۳ فرقونکی اصل یہ دس فرقے ہین اہل سنت خوارج شیعہ معتزلہ مرجیہ مشبہ جہمیہ ضراریہ نجاریہ کلابیہ اہل سنت کا ایک فرقہ ہے اور خوارج کے ۱۵ فرقے ہین اور شیعہ کے ۳۲ اور معتزلہ کے ۶ اور مرجیہ کے ۱۲ اور جہمیہ ضراریہ نجاریہ کلابیہ کا ایک ایک فرقہ ہے اور مشبہ کے ۳ فرقے

شذورات الذہب مین بھی ابن اہدل سے نقل کیا ہے کہ فرقہ مریسیہ مرجیہ مین کا ایک فرقہ ہے جو منسوب ہے طرف بشر مریسی کے [۱۲]

ہین کل ۷۳ فرقے ہوگئے اور محققون نے ان ۷۳ فرقونکی اصول ۶ فرقے قرار
دئے ہین جنکے یہ نام ہین جہمیہ قدریہ شیعہ حروریہ مرجیہ جبریہ اور پھر ہر ایک
کے بارہ بارہ فرقے لکھے ہین اس حساب سے ۷۲ فرقے ہو گئے اور
صاحب شرح وقایہ نے بھی کتاب الشہادۃ مین سب فرقونکی اصول چھ ہی فرقے
قرار دئے ہین اور یہ نام لکھے ہین جبریہ قدریہ شیعہ خوارج معطلہ مشبہ اور
شیخ ابو الحسن اشعری نے اصول دس فرقے قرار دئے ہین شیعہ خوارج
معتزلہ مرجیہ جہمیہ ضراریہ کلابیہ حسنیہ بکریہ مجسمہ اور امام فخر الاسلام نے بزدوی
الکلام مین اونکی چھ قسمین ان نامونکے ساتھ مقرر کی ہین شیعہ نجاریہ قدریہ جبریہ
مرجیہ مجسمہ۔ اور محمود الغزالی نے اپنے رسالہ مین اور ابن السلج نے مذکرۃ
المذاہب مین اور محمد صالح ابن محمد شریف خیرآبادی نے مؤید الافاضل مین نام
فرقون کی اصول بھی چھ فرقے ذکر کئے مگر انہون نے بجائے مجسمہ کے جہمیہ
کو ذکر کیا ہے۔ اور مؤلف بحر المذاہب نے بھی انکے مطابق ذکر کیا ہے اور
پھر ہر ایک کے بارہ بارہ فرقے بیان کئے ہین مگر یہ قلمی نسخے ایسی لکھی ہوئے ہین
کہ اکثر نام ایک نسخے کے دوسرے سے مطابق نہین بلکہ صحیح بھی نہین پڑھے جاتے اور
چونکہ اونکی وجہ تسمیہ لکھی ہے نہ کچھ تفصیل ذکر کی ہے اسلئے اور مشتبہ ہو گئے ہین اور
صحت نہین ہو سکتی اور یہ خرابی اون کاتبون کی وجہ سے زیادہ پڑگئی ہے جو محض
فارسی خوان ہوتے ہین تفصیل ان فرقون کی اس طرح ہے —

شیعہ

علویہ ابدیہ شیعیہ اسحاقیہ زیدیہ عباسیہ امامیہ ناؤسیہ متناسخیہ لاعنیہ راجعیہ متربصیہ

خوارج

ازرقیہ اباضیہ ثعلبیہ خازمیہ خلفیہ کوزیہ کنزیہ معتزلیہ میمونیہ محکمیہ اخنسیہ شمراخیہ

مؤید الافاضل اور تذکرۃ المذاہب وغیرہ مین لکھا ہے کہ انکے علاوہ ساتھ فرقے
اور ہین دہریہ - صابئیہ[11] - اباحیہ - باطنیہ - براہمیہ[12] - اشعریہ[13] - کرامیہ - اور
صاحب ؟ نے لکھا ہے کہ فرقہائے اسلام کی اصول یہ آٹھ فرقے ہین -
معتزلہ - شیعہ - خوارج - مرجیہ - نجاریہ - جبریہ - مشبہ - اہل سنت
وجماعت - اور تفصیل انکی یون ہے - معتزلہ کے ۲۰ فرقے ہین - واصلیہ
عمریہ - ہذیلیہ - نظامیہ - اسواریہ - اسکافیہ - جعفریہ - بشریہ -
مزداریہ - ہشامیہ - حابطیہ - حدثیہ - صالحیہ - معمریہ - ثمامیہ - خیاطیہ -
جاحظیہ - کعبیہ - جبائیہ بہشمیہ - اور شیعہ ۲۲ فرقے ہین جنمین سے یہ ۱۸
غلاۃ کہلاتے ہین - سبائیہ - کاملیہ - مغیریہ - بیانیہ - جناحیہ - منصوریہ
خطابیہ - غرابیہ - ذمیہ - حکمیہ - سالمیہ - زراریہ - نعمانیہ - یونسیہ - زرامیہ -
مفوضہ - نصیریہ - اسماعیلیہ - جو سبعیہ اور باطنیہ بھی کہلاتے ہین - باقی
چار فرقے یہ ہین - جارودیہ - سلیمانیہ - بتریہ - یہ تینون زیدیہ ہین اور امامیہ
جنہین اثنا عشری بھی کہتے ہین - اور خوارج ۲۰ فرقے ہین محکمہ - بیہسیہ -
ازارقہ - نجدات - اصفریہ - اباضیہ - میمونیہ - حمزیہ - شعیبیہ - حازمیہ
خلفیہ - اطرافیہ - معلومیہ - مجہولیہ - صلتیہ - ثعالبہ - یہ دسون
عجاردہ کہلاتے ہین - اخنسیہ - معبدیہ - شیبانیہ - مکرمیہ - یہ چارون فرقے

تتمہ حاشیہ صفحہ ۲۲

[illegible] نسخہ تذکرہ اور مؤید مین واقعہ ہے [illegible] نسخہ تذکرہ اور مؤید مین واقعیہ ہے [illegible]

ثعالبیہ کی شاخ ہین اور مرجیہ کے ۵ فرقے ہین۔ یونسیہ۔ عبیدیہ
غسانیہ۔ ثوبانیہ۔ ثومنیہ۔ اور نجاریہ کے تین فرقے ہین برغوثیہ۔
زعفرانیہ۔ مستدرکہ اور ایک ایک فرقہ جبریہ اور مشبہ اور اہل سنت وجماعت
ہے۔ جہمیہ جبریہ ہین اور کرامیہ وحشویہ مشبہ ہین اور ان فرقون بعضے
قدریہ بھی ہین۔ یہ تہتر فرقے جو مشہور ہین انہین بھی کئی فرقے مثل شاخون
کے ظاہر ہوے ہین جو شخص جس فرقہ کا کام کریگا اوس مین شمار پائے گا
اور ان شاخون کی وجہ سے شمار فرقون کا تہتر سے بڑھگیا ہے۔ میر سید شریف
نے تعریفات مین لکھا ہے اہل اہوا سے مراد وہ اہل قبلہ ہین جنکا عقیدہ اہل
سنت کا سا نہین اور وہ جبریہ اور قدریہ اور شیعہ اور خوارج اور معطلہ اور
مشبہ ہین اور انہین سے ہر ایک کے بارہ فرقے ہین اس صورت مین تہتر
فرقے ہوگئی مگر یہ قول سید صاحب کا تحقیقی نہین اسلئے کہ اسی قدر فرقون اہل اسلام
کے فرقونکا حصر نہین ہے تہتر سے بہت زیادہ تعداد ہوگئی ہے اور آنحضرت
نے جو تہتر کا عدد فرمایا ہے وہ غالبًا انحصار کیلئے نہین بلکہ اظہار کثرت مقصود ہے
اب غور کرو کہ عامۂ مصنفین نے انحصار بڑی بڑی گروہ اسلام کا نو فرقون مین کیا ہے۔
اہل سنت وجماعت۔ معتزلہ۔ شیعہ۔ خوارج۔ مرجیہ۔ نجاریہ۔ جبریہ۔ قدریہ۔ مشبہ

فرقۂ اہل سنت وجماعت

انہین بھی باہم اختلاف پیدا ہوکر کئی فرقے اور مذہب ہوگئے ہین۔ مین مناسب
سمجھتا ہون کہ ان مذاہب کے بیان سے پہلے فروع اور اعمال مین اختلاف پیدا ہونیکی

ف ہوی عبارت ہے خواہش مذموم سے اور اہل ہوی ایک فرقہ معین نہین بلکہ جو مخالف سنت کے
بتاویل فاسدہ وہ اہل ہوی ہے۔ منتخب مین ہے کہ اہل ہوی وہ لوگ ہین جو طریقہ اہل سنت وجماعت
سے تجاوز کرین اور اہل قبلہ ہون یعنی اپکو مسلمان کہتے ہون ۱۲

کیفیت بیان کردن عقائد و اصول مین اختلاف واقع ہونے کا حال پہلے مذکور ہو چکا ہے
یاد رکھو کہ اختلاف مسائل شرعی مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے
بعد پیدا ہوا ہے تاج الدین اسمٰعیل قونوی شارح عمادی کا بیان ہے کہ پہلا
خلاف جو صحابہ مین واقع ہوا وہ ایک فرائض کے مسئلہ مین ہوا ہے چونکہ اسمین
رائین بہت مختلف ہوئین اسلیے اوسکا نام مسئلہ خمسہ ہے ایک شخص مرا اور
اوسکے بہن ایک ماں ایک جد اوسکے وارث رہے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمشیر
کو نصف دلا دینا چاہیے اور ماں کو تہائی باقی جو بچے وہ دادا کا ہے اور عمر
رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بہن کا نصف اور باقی مین سے ماں کا تہائی ہے اور جد کا
اسکا دو تہائی ہے اور عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کل مال کے تین حصے کرکے
ہر ایک کو ایک ایک حصہ دینا چاہیے اور حضرت ولایت پناہ رضی اللہ عنہ نے
کہا کہ ہمشیر کو نصف اور باقی نصف دادا اور ماں کو دینا چاہیے اور زید بن ثابت
نے کہا کہ ماں کو تہائی دینی چاہیے اور باقی مین سے دادا کو دو تہائی اور ہمشیر کو تہائی
باقی حصہ ملے شرح مختصر مین ثابت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما مسئلہ
عول مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ و ابن مسعود کے مخالف تھے۔ اور شرح
فرائض سراجیہ مین سید شریف نے لکھا ہے کہ جسنے اول مسئلہ عول کا حکم کیا وہ حضرت
عمر رضی اللہ عنہ تھے اور شرح مختصر مین یہ بھی لکھا ہے کہ ایک حاملہ عورت کو
حضرت عمر نے طلب کیا اوسکا حمل ساقط ہو گیا حضرت عثمان اور عبد الرحمن
بن عوف نے حضرت عمر سے کہا انما انت مؤدب لا نری علیک شیئا یعنی بے
شک تم صاحب ادب ہو تم پر ہم کوئی نقصان نہین پاتے اور حضرت علی نے کہا
ان کان عثمان قد اجتہد فقد اخطأ وان لم یجتہد فقد غشک یعنی اگر
حضرت عثمان نے اجتہاد کیا تو خطا کی اور اگر اجتہاد نہین کیا تو تمہین

دہوکا دیا اور روز بروز خلاف کا دائرہ وسیع ہونے لگا اور مجتہد بڑہنے لگے
مگر ہوہتی صدی سے پہلے کسی مذہب معین کی قید نہ تھی یہانتک کہ بغداد
کو شکر چنگیز خانی نے پامال کر دیا اور سلطنت اعلی اسلام کی برباد ہوگئی تو
لوگون کی رائے مذاہب اربعہ پر قرار پائی اسلیے کہ یہ مذاہب اور مذاہب
کی بہ نسبت کسی قدر مدون ہوچکے تہے مگر ابھی تک کوئی تقلید کو واجب
نہین جانتا تہا بلکہ عوام کے لئے تقلید کو مستحسن خیال کرتے تہے علما کے حق مین تقلید
مکروہ جانتے تہے بعد اسکے علم کی کمی ہوتے ہوتے اور جہل پہیلتے پہیلتے تقلید
کی ضرورت نے ترقی کی اور علمائے مذاہب اربعہ تمام عالم مین پہیل گئے اور
ان مذاہب کی تقلید سنت رہوگئی اور بعض اہل تحقیق جو تقلید سے محتاج نہ تہے
وہ خاص اس ضرورت سے تقلید مین پڑگئے کہ عامہ خلق اونسے منحرف ہوجانے
اور برا بتانے لگے اور پہر بہی بعض ایک مذہب پر چلنا نہ اپنے لئے پسند کرتے
تہے اور نہ اور لوگون کو اپنے فتوون پر پابند ہونیکی خواہش رکہتے تہے لفظ
اہل سنت عموماً ان مذاہب اربعہ اور دوسرے اصحاب مذاہب مثل
جیسے مذہب سفیان ثوری اور داؤد ظاہری کو بہی شامل ہے اہل سنت کا انحصار
انہین چارگروہ مین نہین ہے انہین سے سفیان ثوری کا مذہب اونکے سلوک
مین چھپ گیا ہے تاج المکلل مین لکھا ہے کہ فرج بن برقوق چرکسی نے جسکا لقب
ناصر ہے اور ۸۰۱ھ ہجری مین پیدا ہوا تہا چارون مصلی بیت الحرام مین
قایم کئے ہین ۔ اور مجتہد ان مذاہب اربعہ مین سے اول امام ابو حنیفہ
نعمان بن ثابت ہین یہ ۸۰ھ مین پیدا ہوئے نعمان نام تہا ابو حنیفہ کنیت
امام اعظم لقب مگر کنیت حقیقی نہین ہے امام کی کسی اولاد کا نام حنیفہ نہ تہا
کنیت وصفی معنی کے اعتبار سے ہے یعنی ابو الملۃ الحنیفۃ قرآن مین خدا نے

مسلمانوں سے خطاب کرکے کہا ہے واتبعوا ملة ابراہیم حنیفا۔ یعنی تابع ہو جاؤ
دین ابراہیم کے جو مستقیم تھا امام نے اس نسبت سے اپنی کنیت ابو حنیفہ اختیار
کی اور دو بارا ونکو عہدہ قضا اختیار کرنے کی تکلیف دیگئی جو کہ شرائط موجودہ
نہ تہا اسلئے اونہوں نے قبول نکیا اول بار کوفہ مین یزید بن عمر بن ہبیرہ نے جو
مروان حمار کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا اونکو اس عہدہ کی اختیار کرنیکے
لیے کہا اور انکار کرنے پر اونکو سو کوڑے اس طرح لگوائے گئے کہ دس دن
تک یعنی دس دس کوڑے لگوائے جاتے تہے اور دوسری بار بعد اوسکے منصور دوا
نیقی خلیفہ بغداد نے اونکے لیے قضا کا عہدہ تجویز کیا امام نے انکار کیا تو تیس کوڑے
لگوائے اور بعضی کہتے ہیں کہ سو کوڑے لگوائے اور قید کردیے گئے اور قید ہی مین ۱۵۰ھ[۱] مین وفات پائی
ثابت مہرگان کے دن حضرت علی علیہ السلام کی خدمت مین فالودہ لیکے گئے تہی
اونہون نے ثابت کے حق مین دعا کی تہی دعا کی برکت سے اونمین اور
اونکی اولاد مین علم پیدا ہوا ثابت کے باپ کا نام زوطا[۲] ہے اور زوطا
اصل کابل کا یا بابل کا یا انبار کا رہنے والا تہا کہ غلامی کا طوق اوسکی
گردن مین پڑگیا اور قبیلہ بنی تیم اللہ بن ثعلبہ کی ایک عورت نے خرید
کیا تہا اسلئے امام کا خاندان مولے بنی تیم اللہ[۳] کہلاتا ہی پہر زوطا آزاد ہو
گیا تہا اور ثابت اوسکی حالت اسلام مین پیدا ہوئے تہے مگر خطیب
مورخ بغداد نے اسماعیل بن حماد بن امام ابو حنیفہ سے نقل کیا ہے

ف۱ دیکھو تواریخ بغداد ۱۲ ف۲ طبقات الحفاظ مین ذہبی نے کہا ہے مات سنة خمسین ومائة وقیل سنة ۱۵۱ وقیل سنة ۱۵۳ اور عقود الجمان مین لکہا ہے اتفقوا علی انہ رضی اللہ عنہ مات سنة مائة وخمسین وحکی انہ مات سنة احدی وخمسین وغلطوا قائلہ ۱۲
ف۳ عقود الجمان مین لکہا ہے زوطا بضم الزاء وسکون الواو وفتح الطاء فالف تانیث مقصورة کما ذکرہ الامام النووی فیکون علی وزن موسی اور طبقات حنفیہ مین فتح زا کے ساتھ ہے اور تاریخ ابو الفدا مین لکہا ہے کہ اس نام مین طا بے نقطہ ہے ۱۲ ف۴ نہایت الارب فی معرفة قبائل العرب مین لکہا ہے کہ بنو تیم اللہ ایک بطن ہے بکر بن وائل سے اور وہ عدنانیہ مین سے ہیں اور تیم اللہ کا سلسلہ نسب یوں

کہ ہم کبھی کسی کی غلامی مین نہین آئے اور بعضون نے امام ابو حنیفہ کا
نسب یون بیان کیا ہے کہ نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان اور ابو
مطیع نے اونکو نسل عرب سے شمار کیا ہے اور سلسلہ نسب یون بیان کیا ہے
نعمان بن ثابت بن زوطا بن یحیے بن زید بن اسد بن راشد انصاری اور حافظ
ابو اسحاق نے شجرہ نسب کے متعلق یہ روایت نقل کی ہے نعمان بن ثابت
بن کاوس بن ہرمز بن کسرا امام صاحب شاگرد ہین حماد کے اور حماد
ابراہیم نخعی کے اور ابراہیم نخعی علقمہ کے اور علقمہ عبد اللہ بن مسعود صحابی
کے امام صاحب کی طرف ایک وصیت اور ایک عقائد کا مختصر سا رسالہ منسوب ہے
اوسے فقہ اکبر کہتے ہین اور ایک مسند بھی اونکی طرف منسوب ہے جو قاضی
القضاۃ ابو المؤید محمد بن محمود بن محمد خوارزمی کی تالیف ہے کہ سنہ [illegible] مین

تتمہ حاشیہ صفحہ ۲۷ و حاشیہ صفحہ ۲۹

[illegible]

کہین اسکا ذکر تک نہین ہے اس کتاب کی جسقدر شرحین ہوئین سب آٹھوین صدی مین یا اوسکے بعد ہوئین

اوسکو رواج دیا تھا اور امام اعظم کی مسانید کو کہ علمای سابق نے مرتب کی تھین اس مسند مین جمع کر دیا ہے چنانچہ خود خطبہ مین اس بات کی تصریح کی ہے اون مسانید سابق مین سے دو مسند جو بہت مشہور تھین اب تک متداول ہین ایک مسند یعقوب بن حارثی کی دوسری مسند حسین بن محمد بن خسرو کی

فائدہ

در مختار مین امام ابو حنیفہ کے جہان اور اوصاف لکھی ہین اونمین یہی لکھا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام یعنی امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی موافق عیسی علیہ السلام حکم کرینگے اور چلپی محشی نے اسکا مطلب یون بیان کیا ہے کہ حضرت مسیح اجتہاد کرینگے اور اونکا اجتہاد امام ابو حنیفہ کے اجتہاد کے موافق پڑیگا لیکن شافعیہ توافق اجتہاد امام شافعی کے مدعی ہونگے سید احمد طحطاوی حنفی نے بعد نقل کلام چلپی کے لکھا ہے کہ جماعت حنفیہ کو ایسے الفاظ ہمیشہ بولنا ہرگز لائق نہین ہے ایسی باتون سے منقبت ثابت نہین ہوتی بلکہ قائل کی مذمت ثابت ہوتی ہے حضرت عیسی علیہ السلام معصوم مطلق ہین اور امام ابو حنیفہ مجتہد ہین اور مجتہد کبھی خطا کرتا ہے اور کبھی صواب کو پہونچتا ہے یہی وجہ ہے کہ اونکی صاحبین نے اکثر مین دو ثلث احکام مین سے اونکا خلاف کیا ہے تو کیونکر تقلید

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۸

اسکے علاوہ ابو مطیع بلخی راوی اس کتاب کا راوی اون حدیث و روایت مین چندان مستند نہین بس ایسی مستند کتاب جسکا ثبوت صرف ابو مطیع کی روایت پر منحصر ہے محدثانہ اصول پر قابل تسلیم نہین میرا خیال ہے کہ ابو مطیع بلخی نے ایک رسالہ مین بطور خود بعض مسائل قلمبند کئے تھے رفتہ رفتہ وہ امام صاحب کیطرف منسوب ہوگیا اس خیال کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال مین جہان ابو مطیع کا ذکر کیا ہے ان لفظون سے کیا ہے کہ صاحب الفقہ الاکبر جسکے معنی یہی ہین کہ خود ابو مطیع اوسکے مصنف ہین میرا یہ بھی خیال ہے کہ فقہ اکبر کی موجودہ ترتیب و عبارت ابو مطیع کے زمانہ سے بھی بہت بعد کی ہے ۱۲ منہ

کرے وہ شخص جو معصوم ہے کبھی خطا نہین کرتا اوس شخص کی جسکی صفت
مخطی و مصیب ہے امام صاحب کی فضیلت ایسی ہی اصل چیز کے ساتھ ثابت
کرانے جسنے تنقیص انبیا علیہم السلام کی لازم آئے نکیا ضرور ہے جسکا اونکے
فضائل واقعیہ ہی شمار نکو جو دہین علما ی متقدمین نے کتابین تصنیف کی ہین
اگر امام ابو حنیفہ ایسی افترا کو سنتے تو قائل کی نسبت کیا فتوے دیتے
دوسرے امام مالک ابو عبد اللہ بن انس بن مالک بن ابو عامر اصبحی
ہین کہ ۹۳ھ مین مدینہ کے اندر پیدا ہوے ابو عامر صحابی تہے اور یہ انس
بن مالک غیر ہین اون انس بن مالک سے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے خادم تہے شیخ فریدالدین عطار نے تذکرۃ الاولیا مین انکا ذکر نہین
کیا ہے باوجودیکہ اور تینون ائمہ کا حال بیان کیا ہے مدینہ مین انکا مکان وہ تہا
جو مکان ابن مسعود کا تہا اور مسجد نبوی مین اوس مقام پر بیٹہا کرتے
تہے جہان حضرت عمر بیٹہتے تہے احیاء العلوم مین انکے زہد و سلوک
کی بہت سی حکایتین لکہی ہین امام مالک نے ابتداے عمر مین علم نہایت
تنگدستی کی حالت مین سیکہا تہا اپنے مکان کی چہت کے شہتیر اور دوسری
لکڑیان فروخت کرکے کتابین خریدتے بعد اسکے اونکے جانب دنیا
نے ایسا رخ کیا کہ نہایت امارت اور حشم و خدم کے ساتہ رہنے لگے
۱۷ برس کی عمر مین مسند افادہ پر قدم رکہا تہا اور مجلس مین اونکے
اعلی درجہ کا ہیبت و وقار ہوتا تہا سفیان اور بشر حافی اونکے مجلس
مین حاضر ہوتے اور اونکی شاگردی کو فخر جانتے تہے امام مالک
سے کسی نے سوال کیا کہ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق امام صاحب
نے فرمایا کہ اس زندیق کو مار ڈالو کہ اسکے کلام سے بہت سے

فتنے پیدا ہونگے اور ایک آدمی نے اونسے دریافت کیا کہ استویٰ علی العرش کے
کیا معنی ہین اونہون نے بہت غور کے بعد جواب دیا الکیف منہ غیر معقول
والاستواء منہ غیر مجہول والایمان بہ واجب والسوال عنہ بدعۃ اور فرمایا کہ اس
شخص کو ہماری مجلس سے نکال دو کہ صاحب بدعت ہے انہون نے حدیث
مین کتاب جمع کرکے موطا نام رکھا ہے اونہون نے اول موطا مین دس
ہزار حدیثین لکھی تہین پھر آہستہ آہستہ انتخاب کرتے رہے اور موجودہ حال تک
نوبت پہونچی اور وہ جب تک زندہ رہے موطا مسودہ ہی رہا اسلئے اونکے
نسخے مختلف طرح کے ہین کہ ہر ایک نسخے کی ایک علیحدہ طور ترتیب ہے
بستان المحدثین مین سولہ نسخون کا حال بیان کیا ہے سوائے موطا کے کوئی
کتاب اسوقت ایسی موجود نہین جو تبع تابعین کی تالیف سے ہو اہل حدیث
کہتے ہین کہ جب حدیث اونکی روایت سے ثابت ہو وہ نہایت صحیح ہے
جب ہارون الرشید حج کو گیا تو امام مالک سے موطا کو سنا اور تین ہزار
دینار رشید نے اونکو دیے اور یہ استدعا کی کہ آپ میرے ہمراہ چلئے میرا ارادہ
ہے کہ مسلمانون کو اس کتاب پر جمع کردون جیسا کہ حضرت عثمان نے
مسلمانون کو قرآن پر جمع کیا تہا امام مالک نے جواب دیا کہ یہ بات
مناسب نہین اسلئے کہ حضرت سرور عالم کی وفات کے بعد اونکے اصحاب
جابجا ملکون مین پہیل گئے ہین اسلئے ہر شہر والونکے پاس علم ہے اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کا اختلاف رحمت ہے
اور امام مالک نے مدینہ کو نہ چہوڑا اور وہین ۱۷۹ھ مین انتقال کیا منصور
نے انکو حکم دیا تہا کہ آپ طلاق مکرہ کے باب مین حدیث نہ بیان کیا
کیجے۔

پھر منصور نے دبوکہ وہی کے راہ سے ایک آدمی کو انکے پاس بھیجا کہ یہ مسئلہ دریافت کرے انہون نے برملا لوگون کے سامنے بیان کیا کہ جسم دبا کر ڈالکر طلاق دلائی جائے تو یہ طلاق حقیقت مین واقع نہین ہوتی منصور نے انکو کوڑون سے پٹوایا ابن حزم نے لکہا ہے کہ امام ابو حنیفہ اور مالک کے مذہب نے عالم مین بوجہ ریاست سلطنت کے رواج و انتشار پایا ہے۔

تیسری امام شافعی ابو عبد اللہ محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع بن سائب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن عبد المطلب ابن سائب جنگ بدر مین مسلمان ہوئے پس شافعی باپ کی طرف سے مطلبی ہین اور مان کی طرف سے ہاشمی جرجانی حنفی نے کہا ہے کہ مالکیہ اونکی اس نسب کو تسلیم نہین کرتے بلکہ اونکو ابو لہب کے غلام کی اولاد قرار دیتے ہین یہ جرجانی کا تعصب ہے اور یہ بہتان اونہون نے اس پر باندہا ہے کہ لوگ امام ابو حنیفہ کو غلام کی اولاد بتاتے ہین امام شافعی سنہ ۱۵۰ھ مین مقام غزہ یا عسقلان مین پیدا ہوئے تھے اور وہ دو برس کے تھے کہ اونکو مکہ کو لیگئے وہین نشو و نما پائی پندرہ برس کی عمر مین انکو انکے استاد مسلم بن خالد زنجی نے افتا اور تدریس کی اجازت دیدی تھی پھر مدینہ کو گئے اور امام مالک کے شاگردی اختیار کی اور جب تک وہ زندہ رہے اونہین کے دامن فیض مین تربیت پاتے رہے امام شافعی علم کلام کی مذمت بیان کیا کرتے تھے اور انساب اور ایام عرب کے بڑے ماہر تھے اصول فقہ مین تصنیف کی اولیت اونکو حاصل ہے

۱؎ دیکھو تیسیر الوصول ۱۲ ۲؎ دیکھو کتاب مناقب امام شافعی مولفہ ابو عبد اللہ محمد بن عمر [illegible]

بحث چھیڑی کہ حدیث مین آیا ہے کہ قیامت مین سورہ بقرہ اور سورہ
تبارک آے گی مین نے جواب دیا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ انکا ثواب آئیگا اور
قرآن مین آیا ہے وجاء ربک والملک صفا صفا مین نے کہا کہ اس سے مراد
ہے کہ اللہ کی قدرت آئیگی۔ امام احمد کا یہ مذہب ہے کہ قرآن غیر مخلوق
ہے جب اونسے کہا گیا کہ اس سے تشبیہ لازم آتی ہے تو بولے کہ اللہ یکتا ہے
کوئی اوسکی مشابہ نہین جب انہون نے یہ رای ظاہر کی کہ قرآن غیر مخلوق ہے
تو معتزلہ کے زور اور رسوخ کی وجہ سے ماہ رمضان سنہ ۲۰۰ھ مین کہ خلیفہ معتصم عباسی
کا عہد تہا ۲۹ کوڑے لگوائے گئے اور قید کیے گئے تاکہ اپنے اس
قول سے پہر جائین مگر یہ اپنے قول سے نہ پہرے اور قرآن کو مخلوق نہ کہا
متوکل انکی بہت تعظیم کرتا تہا ایک روز متوکل سے ایک شخص نے بیان کیا
کہ احمد حنبل آپکے باپ دادا کو زندیق سمجھتے ہین اور انکو برائی سے یاد کرتے ہین
متوکل نے جواب دیا کہ مامون نے ایسی باتین ملا دی ہین کہ لوگونکو اوسپر اعتراض
کرنے کی گنجایش ہوئی اور ابو اسحاق معتصم محمد بن ہارون الرشید جنگجو تہا اسکو
کلام سے بہرہ نہ تہا اور میری بہائی واثق باللہ ہارون بن معتصم کے حق مین
جو کچھ کہا جاتا ہے وہ اوسکے لئے مستحق ہے اور حکم دیا کہ اس شخص کے
دو سو کوڑے لگائے جائین جس افسر کو اس حکم کی تعمیل کے لئے متعین کیا
تہا اوسنے بجائے دو سو کے پانسو کوڑے لگوائے متوکل نے اس زیادتی کا سبب
دریافت کیا تو اوس افسر نے عرض کی کہ دو سو تو آپکی تعمیل حکم کے موجب لگائے
ہین اور دو سو خدا کی رضامندی کے لئے لگائے اور سو اس وجہ سے لگائے
کہ اوسنے امام احمد جیسے نیک آدمی پر افترا کیا تہا۔ امام احمد کی بہت
سی تصنیفین ہین اونمین سے ایک تفسیر ہے کہ نہایت مبسوط ہے

الزہد اور کتاب الناسخ والمنسوخ اور کتاب المنسک الکبیر اور کتاب المنسک الصغیر
اور کتاب حدیث شعبہ اور کتاب فضائل صحابہ مین اور کتاب فضائل حضرت ابوبکر
مین اور کتاب فضائل حسنین مین اور کتاب تاریخ مین اور کتاب الاشربہ مگر
یہ کتابین متوسط درجہ پر ہین اور دوسرے محدثین کی کتابین ان بیانات مین انکا
ثقاہت سے کم نہین بلکہ تفوق رکھتی ہین ایک بہت ضخیم مسند بھی انکی تالیف
سے ہے کہ جسکو بطور یادداشت کے اپنی حیات مین جمع کیا تھا اور ترتیب و
تہذیب نہین کرنے پائے تھے کہ ۷۷ برس کی عمر ۲۴۱ھ مین بغداد مین عہد
خلافت متوکل مین انتقال کر گئے اونکے بعد اونکے بیٹے عبد اللہ پھر ابوبکر
قطیعی نے جسنے اس کتاب کو عبد اللہ سے روایت کیا تھا کچھ اس مسند مین زیادہ
کیا پھر ابن المذہب نے اس کتاب کو اجزا پر تقسیم کیا یہ جس طرح ہے جسنے
قطیعی سے اس مسند کو روایت کیا ہے امام کے بیٹے نے اگرچہ اس کتاب
کی ترتیب تہذیب کی ہے مگر غلطیان بھی بہت سی کی ہین کہ مدنیون کو شامیون
مین اور شامیون کو مدنیون مین درج کر دیا ہے — اس مسند مین کل چالیس ہزار
بعد الی تیس ہزار حدیثین ہین اور امام احمد نے اسکو ساڑھے ساتھ لاکھ
روایات سے انتخاب کیا ہے اور اسمین اٹھارہ مسندین اور ایک سو بہتر اجزا
پر منقسم ہے - امام ابوحنیفہ کا مذہب امام احمد کے بالکل موافق ہے کہین تھوڑا
سا فرق ہے اور امام شافعی کا مذہب زیادہ تر امام احمد کے مذہب کے
مخالف ہے ایک سو پچیس مسئلے اصول مسائل مین سے ایسے ہین کہ اونمین
امام احمد امام ابوحنیفہ کے ساتھ موافق ہین اور شافعی کے ساتھ مخالف نواب
صدیق حسن خان نے تقصار وغیرہ مین نقل کیا ہے کہ علم حدیث مین کسی کو وہ حق
حاصل نہین جو امام احمد حنبل کو ہے اور انکے مذہب مین جتنے ائمہ حدیث

لذہبی ہین وہ اور کسی مذہب مین کم گذرے ہین - ابن تیمیہ اور ابن قیم اونکے
مذہب پر تھے خصوصاً حضرت شیخ عبد القادر جیلانی بھی اونکے مذہب
مین تھے - مگر ابن تیمیہ کئی باتون مین اونسے مخالف بھی ہین نامہ دانشوران
مین لکھا ہے کہ شیخ تقی الدین احمد ابن تیمیہ اللہ کے لئے جہت وجانب
ثابت کرتے تھے کہتے تھے کہ نفی جہت سے نفی صانع لازم آتی ہے مگر مولانا
شاہ ولی اللہ نے اپنے ایک مکتوب مین کہا ہے کہ ابن تیمیہ کی نسبت جو
باتین مشہور ہین مثلاً (۱) استوی علی العرش کے معنی فوق العرش کہتے
تھے سو اس مسئلہ مین جو مذہب انکا ہے وہی ابو الحسن اشعری کا ہے اشعری
اپنی ایک کتاب مین لکھتے ہین کہ ہم صفات الٰہی کے مسئلہ مین اور اللہ کے
فوق العرش ہونے کے بارے مین امام احمد کے مذہب پر ہین اور اسمین شک
نہین کہ اللہ کو عرش کیساتھ جو خصوصیت ہے وہ اور مخلوق کے ساتھ نہین اسی خصوصیت
کو استوا کے ساتھ تعبیر کیا ہے جیسے انکشاف مسموعات و مبصرات کو
سمع و بصر کے ساتھ تعبیر کیا ہے - (۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت
کو جانا ممنوع قرار دیتے تھے یہ بھی تحقیق کے خلاف ہے اونہون نے مطلقا
زیارت کو منع نہین کیا ہے بلکہ خاص زیارت کے ارادہ سے سفر اختیار کرنے
کو منع کیا ہے اور یہ حدیث نبوی کے مطابق ہے (۳) غوث و قطب
وخضر کے وجود سے انکار کیا ہے اور صوفیہ کے ساتھ اس باب مین متفق نہین
مگر یہ باتین کتاب و سنت سے ثابت کب ہین (۴) محمد بن حسن عسکری
کو امام محجوب نہین مانتے جو شیعہ کے نزدیک امام دوازدہم ہین یہی عقیدہ اہل
سنت کا بھی ہے (۵) جناب امیرؑ کے ساتھ بے ادبی کی ہے مگر یہ
افترا ہے اصل یہ ہے کہ شیعہ نے جس طریق سے خلفائے ثلثہؓ

شیخ موصوف ابو علی جبائی کے شاگرد تھے اور مذہب اعتزال مین نہایت متعصب تھے اور چالیس برس تک معتزلی رہے یہانتک کہ معتزلہ کے مقتدا مانے گئے پھر شیخ موصوف اپنے استاد سے پھر گئے جیسا کہ ہم قبل اس کے بیان کر چکے ہین اور اعتزال کو چھوڑ دیا اور بغداد مین داخل ہوے اور ذکریا ساجی وغیرہ سے علم حاصل کیا لکھا ہے کہ جب اعتزال سے بیزار ہوے تو اول اپنے گھر مین ۱۵ دن تک بیٹھے رہے اور لوگون سے نہین ملے بعد اسکے جامع مسجد مین گئے اور ممبر پر چڑھکر کہا ای مسلمانون اس عرصہ مین کہ مین تم سے مخفی رہا تو غور کرتا رہا مگر کوئی دلیل ایسی نہین پائی کہ جسکی وجہ سے مین ایک شئے کو دوسری شئے پر ترجیح دیسکتا یہانتک کہ خدائے پاک نے مجھے ایسے اعتقادات کی جانب ہدایت کی جنہین مین نے اپنی کتب مین لکھا ہے اور مین نے اپنے اگلے اعتقادات کو چھوڑ دیا اور وہ کتابین جو اہل سنت کے مذہب پر لکھی تہین مسلمانون کو دیدین [1] — طبقات شافعیہ مین خطیب بغدادی سے نقل کیا ہے کہ ابو الحسن اشعری متکلم نے بہت سی کتابین معتزلہ اور جہمیہ اور خوارج اور تمام اقسام اہل بدعت کے رد مین لکھی ہین ابن عساکر نے اپنے طبقات مین ابن حزم سے نقل کیا ہے کہ ابو الحسن کی تصنیفات سے ۵۵ کتابین ہین اور وہ بصری تھے مگر بغداد مین سکونت اختیار کر لی تھی اور وہین سنہ باسنہ ۳۲۴ ہجری مین انتقال ہوا ہے — ابو اسحاق اسفرائنی نے حکایت کی ہے کہ شیخ ابو الحسن ابو اسحاق مروزی سے فقہ سیکھتے تھے اور ابو اسحاق اونسے علم کلام سیکھتے تھے اور ابو بکر ابن فورک نے طبقات متکلمین مین لکھا ہے کہ اشعری فقہ مین شافعی کے مذہب پر تھے اور یہ جو بعضے مالکیہ

[1] طبقات الفقہا مولفہ تاج الدین عبد الوہاب سبکی ۱۲

کہتے ہین کہ وہ مالکی تہے یہ وہم ہے وہ شافعی ہی تہے معتزلہ اشعریہ کو
بدعتیہ ہی سمجھتے ہین ابن جوزی کہتے ہین کہ ابو ذر عبد الرحمن بن احمد نے اول
مذہب اشاعرہ کو حرم مین داخل کیا اور وہان رواج دیا۔ ماتریدیہ
ابو منصور محمد بن محمد بن محمود ماتریدی کی طرف منسوب ہین جو تین واسطے
سے امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہین اور قرت مین حنفی المذہب تہے انکے زمانہ مین ریاست
مذہب امام ابو حنیفہ کی انہین پر منتہی ہوئی ابو منصور کنیت ہی تفقہ ابو بکر احمد جوزجانی
اور ابو سلیمان جوزجانی سے حاصل کی طبقات الحنفیہ[ف] مین لکہا ہے کہ انہون
نے اس بات کو مسلمانون پر معتبر کر دیا تہا کہ جو لوگ طالب علمی کے لئے نکلین
انکی حاجات کو پورا کرین یہانتک کہ اگر انکی حاجات کے پورا کرنے مین کمی کرین
تو انکا پورا کرنا اوپر قرض سمجہا جائے جیسا کہ زکوۃ نہ دیجائے تو وہ قرض
رہتی ہے اور یہ بات خاص انکے مختارات مین سے تہے کتاب التوحید
کتاب المقالات کتاب بیان فساد رای المعتزلہ کتاب رد امامت بعض روافض
کتاب رد قرامطہ کتاب الرد علی ادلہ الکعبی کتاب رد اصول خمسہ محمد باہلی وغیرہ
انکی تصنیفات مشہور ہین علاوہ انکے کتاب تاویلات القرآن ایسی تصنیف
کی کہ اپنا نظیر نہین رکہتی بلکہ اس فن مین جو تصنیفات پہلی ہو چکی ہین
کوئی اسکی برابری نہین کرسکتی ماترید سمرقند مین ایک محلہ کا نام ہے
جسمین آپ رہا کرتے تہے بعض کہتے ہین کہ سمرقند کے شہرون مین ایک
شہر یہ بہی ایک شہر کا نام ہے سنہ ۳۳۳ مین وفات پائی سمرقند مین دفن کئے
گئے اور دین پناہ تاریخ وفات ہے۔

حنابلہ امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل شیبانی کے متبعون کا نام ہے

ف یہ مقام طبقات کفوی کا مؤلف کے ہاتہ کا نسخہ میری نظر سے گزرا ہے نسخہ مسودہ معلوم ہوتا ہے نہایت دقت سے پڑہا جاتا ہے مؤلف اسکا عبد اللہ افندی کا ایک شاگرد ہے ۱۲

اشعریہ اور ماتریدیہ اور حنبلیہ مین مسئلہ تکوین اور استثنا اور ایمان اور حدود
و قدم کلام لفظی وغیرہ مین اختلاف ہے باقی مین اتفاق ہے مسئلہ اختلافیہ
مین مالکی اور شافعی لوگ امام ابو الحسن اشعری کے تابع ہین اس وجہ سے انکو
اشعریہ کہتے ہین۔ اور حنفی لوگ امام ابو منصور ماتریدی کے قول کے تابع ہین
اس سبب سے انکو ماتریدیہ کہتے ہین۔ اور امام احمد حنبل کے مقلد لوگ حنبلی
کہلاتے ہین اس طریقے کے جو لوگ شام عراق بغداد اور نجد کی نواحی مین
ہین یہ معتقد تاویل صفات کے نہین۔ نواب صدیق حسن خان نے لکھا ہے کہ
جو لوگ خاص متبع ہین وہ آپ کو ہرگز حنبلی نہین کہتے کہلاتے اونکا لقب
محدث اور خطاب اہل سنت ہے۔ شہرستانی نے ملل نحل مین کہا
ہے کہ اصحاب حدیث اہل حجاز ہین اور وہ یہ لوگ ہین یاران مالک
بن انس یاران محمد بن ادریس شافعی۔ یاران سفیان ثوری یاران احمد بن حنبل
یاران داود بن علی اصفہانی انکو اہل حدیث اس وجہ سے کہتے ہین کہ انکا سارا
اہتمام حدیث حاصل کرنے اور نقل کرنے کی جانب تھا اور تمام احکام کی بنا نصوص
پر رکھتے تھے جب تک اثر و خبر مل سکتی تھی قیاس جلی و خفی کی طرف رجوع
نہین کرتے تھے۔

اور اصحاب الرائے اہل عراق ہین اور وہ امام ابو حنیفہ کے یار ہین
محدث ابن قتیبہ نے کتاب المعارف مین اہل الرائے کی سرخی سے ایک باب
باندھا ہے۔ اور عنوان کے نیچے یہ نام لکھے ہین۔ ابن ابی لیلی۔ ابو حنیفہ
ربیعۃ الرائے۔ زفر۔ اوزاعی۔ سفیان ثوری۔ مالک
بن انس۔ ابو یوسف قاضی محمد بن حسن ابن ابی قتیبہ نے ۲۷۶ھ مین وفات
پائی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کم از کم تیسری صدی تک مذکورہ بالا

اور اہل الرائے کے لقب سے مشہور ہے اور اس لقب کیساتہ اول دل جنکو امتیاز
حاصل ہے وہ ربیعۃ الرائے ہین جو امام مالک کے استاد اور شیخ الحدیث ہے
رای کا لفظ انکے نام کا جزو بنگیا ہے اور تاریخ و اسماء الرجال کی کتابون مین ہمیشہ
انکا نام ربیعۃ الرائے لکہا جاتا ہے اصل یہ ہے کہ جو لوگ علم حدیث کے
درس و تدریس مین مشغول تھے ان مین دو فرقے قائم ہو گئے ایک وہ جنکا
کام صرف حدیثون اور روایتون کا جمع کرنا تہا وہ حدیث سے صرف من
حیث الروایت بحث کرتے تہے یہانتک کہ انکو ناسخ و منسوخ سے بھی سروکار
نہ تھا دوسرا فرقہ حدیثون کو استنباط احکام اور استخراج مسائل کے لحاظ سے
دیکہتا تہا اور اگر کوئی نص صریح نہین ملتی تھی تو قیاس سے کام لیتا تہا اگرچہ
یہ دونون حیثیتین دونون فریق مین کسی قدر مشترک تہین لیکن وصف غالب
کے لحاظ سے ایک دوسرے سے ممتاز تہا پہلا فرقہ اہل الروایۃ اور اہل الحدیث
اور دوسرا فرقہ مجتہد اور اہل الرائے کے نام سے پکارا جاتا تہا امام مالک
سفیان ثوری اور اوزاعی اسلیئے اہل الرائے کہلائے کہ وہ محدث ہونیکے
ساتہ مجتہد مستقل اور بانی مذہب تہے لیکن چونکہ ان لوگون مین بھی معلومات
حدیث اور قوت اجتہاد کے لحاظ سے اختلاف مراتب تہا اسلیئے اضافی طور
پر کبھی اس فرقہ مین سے ایک کو اہل الرائے اور دوسرے کو اہل حدیث
کہنے لگے مثلاً امام مالک کے بہ نسبت امام ابو حنیفہ پر مجتہد اور اہل الرائ
کا لقب زیادہ موزون تہا اور چونکہ وہ عام محدثین کے برخلاف روایت
مین درایت سے بھی کام لیتے تہے اسلیئے انکی نسبت اس لقب کو زیادہ شہرت ہوی

عقائد ماتریدیہ کی تفصیل یون ہے

اسباب علم (یعنی یقین) بلحاظ جریان عادت الٰہی ظاہر مین تین ہین اول حواس خمسہ ظاہ

کہ سمع اور بصر اور شم اور ذوق اور لمس ہین گو کبھی بعض موقعون پہ کسی نوع

حاشیہ صفحہ ۱۴

؎ علم کے معنی یقینی کی وجہ یہ ہے کہ اس فن مین اون عقاید سے بحث کیجاتی ہے جو دین اسلام کی اصولی باتون سے متعلق ہوتے ہین اور جن پر شرع اور اثبات شرع کا دارومدار ہوتا ہے اور جو باتین ایسی ہوتی ہین اونکا اذعان کامل اور عقیدہ جازم ہوتا ہے اگرچہ عرف علما مین اسکا اطلاق بہت سے معانی پر ہوا کرتا ہے چنانچہ (۱) ادراک مطلقا تصور ہو یا تصدیق یقینی ہو یا غیر یقینی (۲) تصدیق مطلقا یقینی ہو یا غیر یقینی (۳) تصدیق یقینی (۴) یقین و تصور مطلقا (۵) تعقل (۶) توہم و تعقل و تخیل (۷) ادراک کلی مفہوم ہو یا حکم (۸) ادراک مرکب تصور ہو یا تصدیق وغیرہ وغیرہ مگر متکلمین کے یہان علم کا استعمال سوائے یقین کے کسی اور معنے مین نہین اور علم کی تعریف مین بھی اختلاف ہے (۱) معتزلہ کہتے ہین کہ علم نام ہے اعتقاد کرنے شے کا جس حالت پر وہ ہے ضرورت سے یا دلیل سے اور جس حالت سے مراد یہ ہے کہ واقع کے مطابق ہو اوسکے خلاف نہو اس تعریف پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ ممتنعات جنکو نفس الامر مین ثبوت نہین وہ اشیا مین داخل نہین ہین اور تمنے علم کی تعریف مین شے کو ہی لیا ہے تو ممتنعات کا علم اس تعریف سے خارج ہو جائے گا ہان لغت کی رو سے ممتنع بھی ایک شے ہے مگر اصطلاح کے مطابق اوسپر شے کا اطلاق نہین ہو سکتا (۲) ابو الحسن اشعری کہتے ہین علم وہ صفت ہے کہ جسکے ساتھ قائم ہو اوسکا عالم ہونا واجب کردے اور اشعری نے یون بھی تعریف کی ہے کہ علم ادراک معلوم کا ہے مطابق واقع کے مگر دونون تعریفون مین علم اور معلوم ماخوذ ہونیکے وجہ سے دَور ہے اور مطابقت واقع کے بھی قید زیادہ ہے اسلئے کہ جو علم واقع کے مطابق ہو وہ جہل ہے نہ علم (۳) علامۂ ازہری کے نزدیک جو تعریف عمدہ اور مختار ہے وہ اسطرح ہے علم ایک ایسا وصف ہے کہ جسکے ساتھ وہ قائم ہوتا ہے اوسکا موصوف بسبب اوس وصف کے مذکور ظاہر ہو جاتا ہے اور مذکور سے مراد وہ شے ہے جسکا ذکر زبان یا دل کے ساتھ ہو سکے اس صورت مین تمام مفہومات داخل تعریف ہینگے خواہ وہ بالفعل ذہن مین موجود ہون یا نہون غرض مذکور بیان شے کا مرادف ہے اور حیوانات مطلق کی صفات اس تعریف سے نکل گئی اگرچہ بوجہ اوسکے انسان کو حالات معلوم ہو جاتے ہین مگر اون صفات سے اپنے موصوفون کو کوئی فائدہ کشف علم کے قبیل سے حاصل نہین ہوتا اسی طرح انسان کی بھی وہ کل صفات نکل گئین جن سے اظہار و کشف کا کوئی تعلق نہین ہے اور ظہور سے یہان مراد انتہا درجہ کا ظہور ہے اور اس صورت مین تقلید اور جہل مرکب اور ظن اور شک اور وہم سب نکلے جاتے ہین کیونکہ انمین انکشاف تام نہین ہوتا اور یہ تعریف علم مطلق کی ہے جسکی تقسیم طرف قدیم اور حادث اور تصور اور تصدیق اور ضروری اور کسبی اور احساسی اور عقلی اور تفصیلی اور اجمالی کے ہوتی ہے اور علم قدیم مخصوص ہے خداوند کریم کی ذات پاک کے ساتھ اور علم حادث علم مخلوق کا ہے

کے سبب سے حس غلطی کرتی ہے جیسا بھینگا ایک کو دو دیکھتا ہے اور صفراوی شیرین

حاشیہ متعلق صفحہ ۴۱

انسان کے علوم از قسم تصور ہوں یا از قسم تصدیق بعض ضروری ہیں اور بعض کسبی و اکتسابی کسبی وہ علم ہے جو
کسب یعنی غور و فکر کرنے سے حاصل ہوتا ہے نظری اسکا مرادف ہے مگر اون لوگوں کے نزدیک جو کہتے ہیں
کہ کسب و اکتساب کا طریقہ بجز غور و فکر کے کوئی اور ایسی شے نہیں جو ہماری قدرت میں ہو اگرچہ الہام اور
تعلیم اور ایسے ہی تصفیہ باطنی بھی کسب کے طریقے ہیں مگر ہماری حد اختیار سے خارج ہیں اور جو یہ تجویز کرتے
ہیں کہ سوائے فکر و غور کے شاید کسب کے اور بھی ایسے طریقے ہوں جو ہماری قدرت و اختیار میں ہو سکتے
قائل ہوں مگر ابھی ہمکو اونپر اطلاع میسر نہیں ہوئی ہے تو اونکے نزدیک نظری کسبی اکتسابی سے خاص ہے
اور اکتسابی کو استدلالی بھی کہتے ہیں مگر بعض کی رائے ۔ ہے کہ استدلالی وہ ہے جو صرف دلیل میں
غور و فکر کرنے سے حاصل ہو اور دلیل میں غور و فکر کرنیکے علاوہ حس یا حواس خمسہ ظاہریہ کے استعمال
سے بھی فائدہ اوٹھانے ہوں وہ اکتسابی ہے تو ہر اکتسابی استدلالی ہے اور برعکس نہیں ۔
اور جس علم میں غور و تامل درکار نہو اوسے ضروری کہتے ہیں اور یہی تعریف بدیہی کی ہے اور بعض
نے کہا ہے کہ ضروری اوس علم کو کہتے ہیں جسکا حصول انسان کے اختیار میں نہو اور اس معنی کی رو سے
بدیہی ضروری سے خاص ہو جاتا ہے پس ضروری پہلے معنی کی اعتبار سے استدلالی کا مقابل ہوتا ہے
اور دوسرے کے اعتبار سے اکتسابی کا مگر علمائے کلام کی عام رائے یہی ہے کہ ضروری بدیہی
کا اور نظری کسبی اور اکتسابی کا مرادف ہے اور اکتساب استدلال اور اکتسابی و استدلالی ایک چیز
ہے اور علوم ضروری کی تین قسمیں ہیں (۱) وجدانیات یہ وہ ہیں کہ جنکا علم انسان کو خود اپنے
نفس یا اپنے قوائے باطنی کے ذریعہ سے حاصل ہو جیسے اس بات کا علم کہ ہم ذی وجود ہیں یا ہمیں
خوف اور غضب اور لذت اور الم اور بھوک اور پیاس کا علم (۲) حسیات اور اسی میں تمام
تجربیات اور متواترات اور مشاہدات بھی داخل ہیں (۳) بدیہیات یعنی وہ قضایا کہ عقل مجرد
اونکے تصور سے حکم لگا دیتی ہے اور کسی حس یا غیر حس کی استعانت کی ضرورت نہیں پڑتی ۔
اور متکلمین کہتے ہیں کہ ضروری اور کسبی علم حادث کی قسمیں ہیں اور منطقی کہتے ہیں کہ علم
مطلق کے اقسام ہیں پس متکلمین کے نزدیک اللہ تعالی کا علم ضرورت اور کسب کے ساتھ متصف
نہیں ہو سکتا بلکہ ان دونوں میں واسطہ ہے اور منطقیین کے نزدیک ضروری میں داخل ہے
بوجہ موقوف ہونے کے نظر پر ۱۲ منہ

کو ملح جاتا ہے مگر یہ نادر ہے والنادر کالمعدوم پس غالباً عدم موانع کی صورت
مین حس سے علم یقینی حاصل ہوتا ہے اسلئے حس کو مفید علم یقینی وقطعی جانتے
ہین دوم عقل گو عقل بھی کبھی بسبب مزاحمت وہم وخیال کے یا بسبب
لحاظ کرنے شرائط برہان کے خطا کرتی ہے لیکن چونکہ اکثر موانع نہونیکی صورت
مین یقین حاصل ہوتا ہے اسلئے عقل بھی مفید علم یقینی وقطعی ہے سوم خبر
ہے کہ حق تعالی نے واسطے حاصل ہونے سامع کے مافی الضمیر متکلم پر اسکو
وضع کیا ہے لیکن احتمال کذب متکلم کبھی قصداً اور کبھی خطاءً بسبب قصور فہم اور
حافظے وغیرہ کے البتہ مانع حصول علم یقینی ہوتا ہے اسلئے خبر مطلق اسباب
علم یقینی سے نہین بلکہ ظنیات سے ہے البتہ جس خبر مین احتمال کذب باقی نہو
اوس سے یقین حاصل ہوتا ہے اور خبر صادق دو قسم پر ہے (۱) خبر متواتر
جو ایسی جماعت سے حاصل ہوے ہو کہ عقل کے نزدیک اونکا اتفاق کذب پر
بالبداہت ممتنع ہو اور اس جماعت نے اسی طور سے جماعت اول سے یقین
حاصل کیا ہو وہکذا یہانتک کہ وہ خبر کسی ایک حس پر منتہی ہو (۲) خبر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ استدلال کے بعد تصدیق ہوتی ہے پس چونکہ نبوت اور
عصمت دلیل سے ثابت ہوئی احتمال کذب کا عمداً اور خطاءً دور ہوا اسلئے خبر
احاد مین ظنیت راوی کی وجہ سے ہے نہ خبر رسول ہونیکی جہت سے اور خبر مشہور
سے بسبب احتمال کذب کے علم الیقین حاصل نہین ہوتا۔

اسباب علم مین سے اعلی واقوی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر کہ اوسمین کسی
طرح خطا کا احتمال بسبب عفت وعصمت جناب اقدس کے نہین ہے واجب
سے ممکن تک اور ازل سے ابد تک اوس سے آگاہی حاصل ہوتی ہے اوسکے بعد
حس ہے کہ خطا کا احتمال اگرچہ اسمین نہین ہے لیکن اشیائے محسوسہ خصوصاً

اونکے ظاہر پر مقصور ہے۔ بعد اسکے رتبہ خبر متواتر کا ہے کہ اوسکی بنا اور منتہی بھی
حس پر ہے لیس الخبر کالمعاینہ پھر عقل ہے اسلئے کہ رایون کا اختلاف عقلا
مین بہت ہوتا ہے۔ اور الہام اولیاء چونکہ مختص بخواص ہے اور متکلمین اسباب
علم عام سے بحث کرتے ہین اور نہ اوسکے ساتھ کوئی ایسی علامت موجود ہوتی ہے
جس سے یہ معلوم ہوسکے کہ یہ من عند اللہ ہے اور حجت ہونیکی قابل اور مطابق واقع
کے ہے اور نیز الہام مین مزاحمت وہم وخیال اور کدورات نفسانی وشیطانی
مانع حصول علم یقینی ہے گو ملہم علیہ کو اوسپر اعتماد ہوجائے مگر بغیر قراین خارجیہ کے
نفس الہام ظنیت کے رتبہ سے نہین نکلتا اسلئے اسباب علم مین سے نہین شمار
کیا جاتا۔

اور عقل بالبداہت حکم کرتی ہے کہ عالم کی چیزونکی حقیقت ثابت ہے اور علم اس مسئلہ
کا یقینی ہے فقط وہم وخیال نہین یعنی پانی پانی ہے اور آگ آگ ہے نہ یہ کہ اگر پانی
کو مثل آگ کے سمجھے تو آگ ہوجائے اور آگ کو مثل پانی کے سمجھے تو پانی ہوجائے جیساکہ
عقیدہ سوفسطائیون کا ہے۔ اور عالم یعنی جو کچھ سوائے ذات وصفات خدا کے
ہے حادث ہے عدم سے وجود مین آیا ہے قدیم نہین کیونکہ اوسمین دو قسمین
ہین اعیان و اعراض۔ اعیان اون ممکنات کو کہتے ہین جو اپنی ہستی
مین دوسری چیز کی ہستی کی تابع نہون انکی دو قسمین ہین (۱) غیر مرکب
جسے جوہر اور جوہر فرد اور جزو لایتجزی بھی کہتے ہین کیونکہ اسکی تقسیم نہین
ہوسکتی (۲) مرکب اجزائی لایتجزی سے جسے جسم کہتے ہین اس مین طول
وعرض وعمق تینون امتداد ہوتے ہین جن مین تقسیم ہوسکتا ہے۔ اعراض اون ممکنات
کو کہتے ہین جو اپنی ہستی وقیام مین اجسام کے محتاج ہون جیسے رنگ کپڑے
کے اور مزہ سیب کے اور بو پہول کے اور سردی پانی کی اور گرمی آگ کی اور افعال

اختیاری حیوان کے بغیر موجود نہین ہوسکتے اور تمام اعراض حادث ہین اونکے
کا حادث ہونا مشاہدہ سے معلوم ہوتا ہے مثلاً سیاہی کے بعد سفیدی یا گرمی
کے بعد سردی یا نور کے بعد ظلمت پیدا ہوجاتی ہے مثلاً سفیدی جاکر سیاہی
آجاتی ہے یا کسی بدن مین سردی آنے سے گرمی دور ہوجاتی ہے اور یہ ثابت
ہوچکا ہے کہ جو چیز قدیم ہوتی ہے وہ کبھی فنا نہین ہوتی پس ثابت ہوا کہ اعراض
قدیم نہین ہین اور یہی مدعا ہے اور اعیان بھی سب حادث ہین کیونکہ
عین یا تو جسم ہے یا جوہر فرد پس ہر جسم اور جوہر کو حرکت اور سکون عارض ہے
کیونکہ اونکے واسطے مکان یا حیز یعنی ٹھہرنے کی جگہ تو ضرور ہے پس اگر
اس آن سے پہلے بھی اسی حیز یا مکان مین ہے تو ساکن ہین ورنہ متحرک اور
حرکت و سکون بسبب عرض ہونیکے حادث ہین پس یہ جسم اور جوہر کہ جنکو حرکت
اور سکون عارض ہے حادث ہین ورنہ لازم آئیگا کہ حوادثات ازل مین پائے جاوین
اور قدیم کہلاوین اور یہ محال ہے پس جب اعیان اور کل اعراض کا حادث ہونا
ثابت ہوا تو کل عالم کا حادث ہونا بھی ثابت ہوگیا کیونکہ کل عالم انہین دو مین منحصر
ہے اور عالم کا عدم سے وجود مین لانے والا اللہ تعالی ہے جو موجود ہے کیونکہ
اوسنے عالم کو پیدا کیا اور وجود عطا کیا پس جو ایسا ہوگا وہ موجود ہوگا واجب الوجود
ہے یعنی خود بخود ہے اوسنے سبکو بنایا ہے اوسکو کسینے نہین بنایا نہ ہونا اوسکا
ممتنع ہے کیونکہ اگر ممکن الوجود ہو تو صانع کی طرف محتاج ہوگا اور احتیاج عالم
کے پیدا کرنے والے کیلئے منافی ہے یکتا ہے اسلئے کہ اگر آسمان و زمین مین
بہت سے معبود ہوتے تو انتظام بگڑ جاتا کیونکہ اگر دو ہوتے تو دونون قدرت
والے ہوتے یا ایک عاجز ہوتا تو جو عاجز ہوتا وہ خدائی کے لائق نہوتا اور دونون
قدرت والے نہین ہوسکتے کیونکہ آپس مین مخالفت کسی کے مارنے اور زندہ کرنے

ہین مثلاً ممکن ہے پس دونون مین سے ایک کو ضرور عاجز ہونا پڑتا اگرچہ
بالفعل آپس مین اتفاق ہو — قدیم ہے یعنی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا
کیونکہ واجب الوجود ہے پس محال ہے کہ قدیم نہو — علیم ہے کہ ہر جزئی
کلی کو ازل سے ابدتک جانتا ہے کیونکہ افعال اوسکے استوار و مستحکم ہین پس
فاعل ایسے افعال کا عالم ہے اور ہر جز و کل پر ممکنات سے ازل ہی
سے قدرت رکھتا ہے کیونکہ تمام مقدورات کو اوسکی ذات مقدس کیطرف
طرف برابر نسبت ہے پس بعض کے ساتھ اوسکی قدرت کا متعلق ہونا
اور بعض کے ساتھ نہین ترجیح بلا مرجح ہے اور یہ محال ہے — زندہ ہے اوس
لئے علم و قدرت اور ارادہ ثابت ہے اور یہ بدون حیات کے ممکن نہین
اور یہان مراد حیات سے بقا اور وجود ایسی حالت کے ساتھ ہے کہ اشیاء
کو ادراک کرسکے اور اون پر قدرت حاصل ہو نہ وہ معنی مراد ہین جو
حیات سے عرف مین سمجھے جاتے ہین یعنی قوت حس و قوت تغذیہ اور وہ
قوت جو اعتدال نوعی کے تابع ہوتی ہے اور اوسکے طفیل تمام قوای حیوانی
حاصل رہتے ہین — مختار ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے فعل اور ترک فعل اوسکے اختیار
مین ہے کیونکہ عالم پہلے نہ تہا پہر دوسری زمانہ مین اوسکو ایجاد کیا پس زمانہ
سابق مین عالم کو ایجاد نکرنا اور زمانۂ لاحق مین ایجاد کرنا دلیل اس امر کیہے
کہ حق تعالی مختار ہے — بے زبان کے گویا ہے کانونکے شنوا ہے آنکھو
بینا ہے کیونکہ گونگا اور بہرا اور اندہا اور ناقص لائق خدائی کے نہین —
اور سننے اور دیکھنے کی صفات اوسکے لئے علیحدہ ثابت ہین مسموعات اور
مبصرات کے جاننے کا نام سمع و بصر نہین — اور اوسکا کلام حروف اور
آواز سے مبرا ہے کیونکہ یہ دونون حادث ہین اور حق تعالی قدیم ہے —

اور یہ بات محال ہے کہ ذات قدیم محل حوادث ہو بلکہ کلام الٰہی ایک معنی
ہے جو اوسکی ذات کے ساتھ قائم ہے اسے کلام نفسی کہتے ہین اور جو
کلام اس کلام نفسی پر دلالت کرتا ہے وہ کلام لفظی ہے اور کلام لفظی حروف اور
اصوات سے مرکب ہوتا ہے اور کلام نفسی غیر مخلوق ہے کہ یہ صفت ازل سے
ابد تک اوسکو حاصل ہے اوسکے سبب سے جب سے چاہتا ہے کلام کرتا ہے سو یہ
کلام الٰہی اس سبب سے ہے کہ اُسکی صفت ہے اور اوسکے ساتھ قائم ہے
اور یہ الفاظ اور عبارات قرآن کی جو کلام لفظی ہے اُنکو کلام الٰہی اسواسطے کہتے
ہین کہ یہ سوا خدا کے کسی اور کی تالیف اور تصنیف نہین ہے بلکہ اُنکو خاص اللہ تعالےٰ
نے اپنے کلام نفسی کے سمجھنے کے لئے نہایت فصیح و بلیغ زبان عربی مین کہ
جسکا مثل بنانا طاقت بشری سے باہر ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہے
اور قرآن کا اطلاق کلام نفسی اور کلام لفظی دونون پر ہوتا ہے اور غیر مخلوق
قرآن نفسی ہے نہ لفظی۔ اور خدائے تعالیٰ کے کلام مین تین مضمون ہین امر
و نہی و خبر اور حق تعالےٰ صاحب ارادہ ہے اور ارادہ حادث نہین ہے
قدیم ہے۔ اور ارادہ الٰہی متعلق ہوتا ہے ہر موجود سے خواہ وہ عین ہو یا
عرض خیر ہو یا شر کفر ہو یا اسلام طاعت ہو یا معصیت ارادہ اور امر
الٰہی دو متغائر چیزین ہین اور ہر ایک دوسرے سے منفک ہے چنانچہ
اللہ تعالےٰ کبھی ارادہ کرتا ہے اور حکم نہین کرتا اور کبھی حکم کرتا ہے اور ارادہ
نہین کرتا۔ اور کبھی ارادہ کرتا ہے اور حکم بھی کرتا ہے۔ اور نہ کبھی نہ ارادہ کرتا ہے
نہ حکم کرتا ہے پس حکم خدای تعالےٰ مستلزم ارادہ کو نہین اور نہ کلی مستلزم

۱؎ کلام نفسی کے معنی بیان کرنے مین علمائے حنفیہ کی عبارتین مختلف ہین پس کبھی اوس سے معنی الفاظ
و عبارات کے مراد رکھتے ہین اور کبھی کہتے ہین کہ وہ ایک صفت ہے بسیط قدیم اللہ تعالےٰ
کی ذات کے ساتھ قائم ۱۲ منہ

عدم ارادہ کو بلکہ حکم کیا ہے کافہ انام کو واسطے اسلام اور طاعت کے اور یہی
ارادہ ہے کفر و معصیت کے اور ارادہ کرتا ہے اسلام مومن کا اور کفر کافر کا اور بغیر
ارادہ الٰہی کے کوئی چیز موجود نہیں ہو سکتی اسلیئے کہ قدرت ایجاد کی بہ نسبت
ممکن کے برابر ہے۔ اختلاف اوقات سے مختلف نہیں ہوتی ارادہ وہ ہے
کہ تخصیص کرتا ہے موجودات کی ایک معین وقت اور معین جہت اور معین کیفیت
وغیرہ کے ساتھ اور جس چیز کا کہ حق تعالیٰ ارادہ کرتا ہے بے شک واقع ہوتی ہے
تخلف مراد الٰہی سے محال ہے کہ مستلزم عجز کو ہے اور جس چیز کے عدم وقوع
کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے تعلق ارادہ کا اوسکے ساتھ محال ہے ورنہ عجز یا جہل
لازم ہو۔ اور جائز ہے کہ حکم کرے واسطے اظہار عصیان یا کسی دوسری
حکمت کے واسطے پس اگر خدا چاہے کہ کسی شخص کو ہدایت فرماوے
کسی کی قدرت نہیں کہ اوسکو گمراہ کر سکے ورنہ کوئی دوسرا خدا پر غالب آویگا اور
اگر خدا چاہے کہ کسی کو گمراہ کرے تو کسی کی مجال نہیں کہ اوسکو ہدایت کرے
اور سب کمال کی صفتیں اوسکی ذات میں موجود ہیں اور نقصان و زوال کی چیزوں سے
اوسکی ذات پاک منزہ ہے اور صفات اوسکے قدیم و باقی ہیں جیسے اوسکی
ذات قدیم ہے اور باقی ہے۔ اور کوئی چیز حادث اوسکی ذات میں قایم
نہیں ہوتی کیونکہ قدیم محل حوادث نہیں ہوتا۔ اور یہ سب صفات اوسمیں یون
نہیں ہیں جیسے انسان اور حیوان میں پائی جاتی ہیں کیونکہ انکی صفات متعلق بہ
اعضا و جوارح و حواس و روح و دل ہیں اور اللہ تعالیٰ ان چیزون سے بری
ہے اور باین ہمہ سب صفات کامل طور پر اوس میں موجود ہیں اور ان صفات
کے قدم سے انکے متعلقات کا قدم لازم نہیں آتا کیونکہ یہ ہو سکتا ہے کہ
صفت قدیم ہو اور اوسکا تعلق حادث اور ان صفات کے تعلقات مین

تغیر آنے سے صفات مین تغیر نہین آتا اور اسکی صورت یہ ہے کہ مثلاً
علم معلوم سے متعلق ہوگا تو اس صفت کے تعلق مین تغیر آئیگا کیونکہ معلوم
کے وجود سے پہلے کسی سے متعلق نہ تہا۔ اسی طرح صفت خالقیت کا تعلق
بہی مخلوقات کے تغیر سے متغیر ہوگا اور یہ سب صفات قائم ہین ذات الٰہی
کے ساتہ اور قدیم ہین مگر نہ عین ذات الٰہی ہین اور نہ اسکی مغائر یعنی منفصل ہیں
اس صورت مین قدم غیر اور تعدد قدما کی قباحت نکل گئی۔ اور ایک صفت خدا
کی دوسری صفت کی نہ عین ہے اور نہ غیر ہے۔ اور صفات خدائے تعالیٰ
کی متماثل و متجانس و متضاد نہین ہین اسلیئے کہ یہ سب محدثات کی نشانیان ہین
اور اللہ تعالیٰ کی صفات محدث نہین ہین اور حق تعالیٰ کی صفات ذات اور صفات
فعل مین فرق نہین ہے صفات ذات صفات حقیقی اور کمالی ہین اسکی ذات
مقدس سے انکا انفکاک محال ہے اور صفات کمال آٹہہ ہین حیات۔ علم۔ قدرت
ارادہ۔ سمع۔ بصر۔ کلام۔ تکوین۔ اور صفات فعل صفات ذات کے آثار ہین فی
الحقیقت انکے ساتہ متصف ہونا کمال نہین بلکہ انپر قابو رکہنا کمال ہے مثلاً پیدا کرنا قیت
مین کمال نہین ہے بلکہ اسپر قدرت حاصل ہونا کہ جسوقت چاہے اسکی ضرورت ہو
وقوع مین آسکے یہ کمال ہے پس یہ ممکن نہین کہ حق تعالیٰ ایک زمانہ مین تو پیدا کرتا
ہو اور دوسرے زمانہ مین پیدا نہ کرسکتا ہو یہی حال فرشتادن رشت اور فعل ترزیق
وغیرہ صفات فعل کا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی صفتو مین ترتیب نہین کہ ایک سے
دوسری پہلے پیدا ہوی ہے یعنے یہ نہین ہے پہلے زندگی آئی پیچہے علم پہر قدرت
آئی کیونکہ اسمین حدوث لازم آتا ہے۔ اور پروردگار عالم کا نہ جسم ہے[۱] ۔

---

[۱] قرآن اور احادیث مین جو اللہ تعالےٰ کے حق مین مونہہ اور ہاتہ اور قدم اور ساق اور لب و انگلی اور
فوقیت اور استوا علی العرش اور نزول اور آنا وغیرہ الفاظ وارد ہین بس یہ دو صورتین ہین ایک یہ کہ ... ظاہ... اپنے
معانی ظاہری پر محمول ہین اور کیفیت اور تفصیل انکی اللہ ہی خوب جانتا ہے دوسری ... [illegible]

یعنی طول و عرض و عمق نہین رکھتا اور نہ جوہر یعنی جزو لایتجزی ہے جس سے جسم
بنتا ہے اور نہ عرض ہے کہ قائم بالغیر ہو جیسے رنگ و بو اور نہ صورت رکھتا ہے
[illegible] اگر ایسا ہو تو ممکن اور محتاج طرف صانع کے ہوگا اور یہ محال ہے اور نہ مرکب
ہے یعنی اوسکی ذات کے واسطے نہ اجزائے ترکیبی ہین کہ کئی چیزون سے ملکر بنی ہو
[illegible] اجزائے تحلیلی کہ اوسکی ذات کا نصف و ربع وغیرہ ہوسکے کیونکہ اگر مرکب ہو تو
محتاج ہوگا اجزا کی طرف اور محتاج ممکن ہوتا ہے نہ رنگین ہے نہ اوسمین کوئی مزہ
ہے [illegible] کسی قسم کی بو ہے کیونکہ یہ اجسام کی صفات ہین اور جو ذات جسمیت سے
[illegible] ہو اوسکے لئے انکا ثابت کرنا محال ہے اور نہ وہ معدود ہے کہ اوسکو گن سکے
[illegible] اسلئے کہ وہ ایک ہے اور ایک عدد مین داخل نہین اور نہ محدود ہے

حاشیہ صفحہ ۵۰

[illegible] ذات اور قدم سے قدم بعض مخلوقات علمی کا اور اللہ کے نزول اور اوسکی
[illegible] سے نعرف مراد ہے ملا نظام الدین شرح رسالہ بارزیہ مین لکھا ہے
[illegible] ہے کہ ہر جسم مرکب ہوتا ہے اجزائے حقیقیہ سے کہ وہ اجزائے لایتجزیٰ ہین جیسا جمہور
متکلمین کا مذہب [illegible] اون کے نزدیک ہیولی اور صورت ہین اور اصحاب انفصال کے نزدیک جز
ہونے کے [illegible] اجزائے تحلیلیہ مقداریہ سے مرکب ہوتا ہے کیونکہ ہر مرکب محتاج ہوتا ہے طرف
اجزا کے [illegible]

حاشیہ صفحہ ۵۱

سلہ محمد بن عمر حسین [illegible] نے کتاب اثولوجیا مین کہا ہے واعلم انہ ثبت انہ تعالیٰ منزہ عن الجسمیۃ والحصول فی الحیز
[illegible] ان یکون اللون القایم بہ لونا ساریا فی ذات منبسطۃ علی سطحہ ففی ذلک اللون ماہیۃ بخلاف ما شاہدناہ فی
[illegible] لایکون تلک الصفۃ لونا بل صفۃ اخری مخالفۃ لما یعقل من اسم اللون و ذلک یفید نفی الالوان
علی الوجہ الذی عقلناہ [illegible] جبکہ ثابت ہوچکا کہ اللہ پاک جسمیت سے اور اس سے کہ کسی چیز مین
حاصل ہو تو ثابت ممنوع ہی کہ اوسکی ذات کے ساتھ قائم ہونے والا رنگ اوس قسم کا ہو جو ایسی ذات مین سرایت
کرتا ہے جو جسم کے سطح پر پھیلی ہوئی ہوتی ہے پس اوس رنگ مین ایسی ماہیت ہے جو مخالف ہے اوس چیز کے جسے ہم
جسمون مین دیکھا کرتے ہین پس ایسی حالت مین اوس صفت پر رنگ کا اطلاق درست نہین ہو سکتا بلکہ یہ ایک علیحدہ چیز
اور مخالف ہے اوسکے جو رنگ کے نام سے سمجھی جاتی ہے اور اس سے رنگ کا ہونا ذات الٰہی مین ثابت ہوگیا ۱۲

کہ حد و غایت رکھتا ہو اسلئے کہ حد اور غایت اوس چیز کی ہوتی ہے جسکا حصر اور
انتہا ہو سکے جیسے نقطہ خط کی حد ہے اور خط سطح کی اور سطح جسم کی پس اللہ تعالے
کی کوئی شکل نہین اور نہ کسی طرف ہی معنی نہ اوپر ہے نہ نیچے نہ آگے ہے نہ پیچھے نہ داہنے
ہے نہ باٸین اور نہ کسی مکان مین ہے کیونکہ اگر کسی مکان مین ہو تو ضرور محتاج ہوگا
اور ثابت ہوا ہے کہ اللہ تعالی نہ جسم ہے اور نہ عرض پس مکان مین نہوگا اور نہ
کسی زمانہ مین ہے یعنی زمانہ شامل اور محیط اوسکا نہین کیونکہ جب زمانہ نتہا تب
بھی وہ موجود تھا اور اب کہ زمانہ ہے اب بھی وہ موجود ہے مثلاً یہ نہین کہہ سکتے
کہ خدا لاکھ برس کا یا ہزار برس کا ہوا اور کوئی اوسکا ذات وصفات مین مثل
و مانند نہین نہ کوئی اوس کا شریک ہے وجوب وجود اور استحقاق عبادت اور پیدایش
و تدبیر مین اور نہ کوئی اوسکا مخالف ہے ہم جنس یا غیر جنس سے اور نہ کوئی اوسکے
کامون مین معین و مددگار ہے اور نہین جائز ہے کہ حق تعالے حلول کرے اپنے
غیر مین کیونکہ غیر مین در آنا صفات جسم سے ہے اور نہ اپنے غیر کیساتہ متحد ہو سکتا
ہے اتحاد کے معنے یہ ہین کہ دو شے ایک ہو جائین بغیر زیادتی اور کمی کے
اور یہ محال ہے اور اللہ تعالے متصف بالمحال نہین ہوتا نہ کیفیات نفسانی
جیسے بھوک پیاس رنج و راحت وغیرہ کے ساتہ متصف ہے اور نہ لذات
عقلی کے ساتہ اوسکا متصف ہونا جائز ہے کیونکہ اگر ایسا ہو تو لازم آتا ہے
کہ نافرمانی کفار سے چاہیے کہ متألم بھی ہو اور یہ اللہ تعالے پر جائز نہین

تتمہ حاشیہ صفحہ ۵۱

سلہ اثولوجیای محمد بن عمر حسین رازی مین ہے واما سائر الکیفیات مثل الالوان والطعوم والروائح فالعقول باثباتہا
للہ تعالی یستبعدہ العقل لان ہذہ صفات الاجسام فکان اثباتہا للذات المنزہۃ عن الجسمیۃ محال

اسلئے کہ محال ہے کہ ظاہر ہووے اللہ پر وہ چیز کہ پہلے سے اسپر ظاہر نہ تھی جس طرح
کہ آدمی مین تبدیل رائے ہوتی ہے کیونکہ اس سے اللہ تعالی کا جہل ثابت ہوتا ہے
اور تعالی شانہٗ مکوّن جمیع موجودات یعنی جواہر و اعراض اور اونکے افعال و حرکات و سکنات
حق تعالے نے ہے ممکن نہین کہ کوئی اور کسی چیز کو پیدا کرسکے یا کسی چیز کے پیدا کرنے مین کوئی
اور حق تعالی کا شریک ہو یا اوسی کسی چیز کا پیدا کرنا اپنی مخلوقات مین سے کسی
کے تفویض کیا ہو پس سب خیر و شر اور نفع و ضرر اور حسن و قبح اوسکے قضا و قدر سے
ہے۔ انسان کو چاہیے کہ کوشش کرے منافع کے حصول اور مضار کے دفع کرنے
مین بقدر امکان کے پھر باوجود اسکے لایق ہے یہ کہ یقین کرے اس بات کا کہ اوسکی
طرف وہی پہونچتا ہے جو کچھ اللہ نے مقدر کیا ہے اور بندونکے کامونکا پیدا کرنے
والا وہی ہے اسلئے کہ خالق سب چیزون کا وہی ہے اور افعال و اعمال بھی بندونکے
سب چیزون مین داخل ہین بندے اپنے افعال کے کاسب ہین خالق نہین اور نہ شریک
خالق ہین۔ کسب کے یہ معنی ہین کہ جب بندہ کسی کام کا ارادہ مصمم کرتا ہے تو خدای تعالے
اوسمین فعل پیدا کر دیتا ہے کسب کی وجہ سے کاسب کو استقلال حاصل نہین ہوتا
اور خلق کی وجہ سے خالق مستقل ہوتا ہے پس کفر و ایمان اور طاعت و عصیان
اور نیکی و بدی بندونکی اللہ کے ارادہ اور مشیت اور حکم و تقدیر کرنے سے صادر ہوتی
ہے لیکن خدای تعالی کفر و معصیت سے راضی نہین اور نیکی سے راضی ہے۔

ف منح الروض شرح فقہ اکبر مولفہ شیخ نعمانی مین مذکور ہے کہ مقضی کا متغیر ہونا اس بات کا موجب نہین کہ قضاء
الٰہی مین بھی تغیر پیدا ہوا اسلئے کہ انسان چار قسم کے ہین (۱) جنکی ابتدا و انتہا دونون کی سعید ہونے پر قضاء
الٰہی جاری ہوئی جیسے حضرت علی اور امام حسنؓ و حسینؓ (۲) جنکی ابتدا و انتہا دونون کی شقی ہونے پر قضاء
الٰہی جاری ہوئی جیسے ابوجہل (۳) جنکی ابتدا مین سعید اور انتہا مین شقی ہونے پر قضای الٰہی جاری
ہوئی جیسے شیطان و بلعم (۴) جنکی ابتدا مین شقی اور انتہا مین سعید ہونے پر قضای الٰہی جاری ہوئی
جیسے حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و ساحران فرعون ۱۲

خواہش کرنی اور پیدا کرنا اور ہے اور راضی ہونا اور رضا وہ ہے کہ حکم دے کہ کرو اور راضی
ہوتا ہے کہ حکم دیتا ہے اور نہیں چاہتا ہے کہ واقع ہو بسبب کسی حکمت کے کہ اسکو
سوائے حق تعالے کے دوسرا نہیں جانتا مگر باوجود اسباب کے کہ سب ارادہ و تقدیر
الٰہی سے ہے بندون کو بھی اعمال مین اختیار دیا گیا ہے کہ بندے اپنے کام اپنے
ارادہ و اختیار سے کرتے ہین نہ جبر و اضطرار سے کہ اسی کے سبب ثواب پاتے ہین
اور اوسی پر عذاب ہوتا ہے بندے کے افعال اختیاریہ اللہ تعالیٰ کے مقدور ہونیکی جہت
کی وجہ سے اور بندے کے مقدور ہین تعلق کے سبب سے کہ اوسکو اکتساب کہتے
ہین اللہ تعالیٰ کی قدرت موثرہ ہے اور بندہ کی قدرت کاسبہ اور غیر موثرہ پس افعال
اختیاریہ جب بندہ کے اپنی قدرت کی طرف منسوب ہوتے ہین تو کسب کہتے ہین اور
جب اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے نسبت کئے جاتے ہین تو خلق کہتے ہین پس
بندہ کے مکسوب اور اللہ تعالیٰ کے مخلوق ہونگے اللہ تعالیٰ بندے کے افعال اختیاریہ
کو اوسکے ارادہ کے موافق پیدا کرتا ہے اگر وہ نیک کام کرنے کا قصد کرتا ہے تو فعل
خیر کی قدرت و استطاعت اوسمین موجود کر دیتا ہے اور اگر بری کام کا ارادہ کرتا ہے
تو اسکے کرنیکی قدرت اوس مین پیدا کر دیتا ہے بندہ آپ ہی فعل خیر کی قدرت کو
ضائع کر دیتا ہے اسلئے ذم اور عذاب کا مستحق ہوتا ہے غرضکہ بندہ کاسب ہے اور کسی
قدر اختیار رکھتا ہے اسی کا معتقد ہونا چاہئے کہ خلق خدا سے ہے اور عمل بندے
سے فرق اتنا ہے کہ عمل نیک اوسکی رضا ہے اور بد کام اوسکی رضا اور خوشنودی
کے خلاف ہے اسکی مثال یون سمجھنا چاہئے کہ ایک شخص اپنے غلام سے کہے کہ تو
بازار کو جا اور فلانی چیز لے آ تجھے اختیار ہے کہ زبردستی چھین لا یا دام دیکر خرید لا
اگر دام دیکر لاوے گا تو ہم خوش ہونگے اور جو زبردستی چھین لاوے گا تو ہم ناخوش
ہونگے اس صورت مین اگر اوسنے خلاف مرضی اپنے مالک کے کام کیا تو قطعاً

سزاپانی کا سزاوار ہے اسی طرح حق تعالی نے بندون کو ایک طرح کا اختیار دیا ہے
کہ وہ اوس اختیار سے اچھے اور برے دونون طرح کے کام کا قصد کر سکتے ہین اور
یہ بھی کہدیا ہے کہ اچھے کام سے ہم راضی ہین اور بدکام ہماری ناراضمندی
کا باعث ہین اب بندہ جیسا کام کریگا ویسا اوسکا بدلہ پائے گا اور یہی عدل و
انصاف ہے حقیقت کار امر متوسط ہے درمیان جبر و قدر کے دلیل اس مدعا
کی شریعت ہے مگر جو معتقدات مین بحث کرتے ہین اور اونکو دلائل عقلی سے
ثابت کرتے ہین جب تک کوئی بات معقول نہ ٹھہرے تصدیق نہین کرتے وہ اس
امر متوسط کے ادراک مین حیران ہین ۔ اور اللہ پر کوئی شے واجب نہین ہے
لطف و قہر نہ ثواب و عذاب ہر چیز کا بدلہ دینا اور روزی پہونچانا اوسکا احسان
ہے ہمارا استحقاق اوسپر کچھ نہین ہے اگر وہ عوض نہ دے اور روزی نہ پہونچائے
تو اوسپر قباحت لازم نہین کیونکہ ساری مخلوقات اوسکی مملوک ہے اور مملوک
کا مالک پر کیا استحقاق ہوتا ہے کہ اوسکے حق مین بہتری اور لطف و مہربانی اور
رعایت مصلحت مالک پر واجب ہوئی ورنہ کسی کافر مفلس کو پیدا کرنا کیونکہ اوسکو
دنیا و آخرت مین خسارا ہے دوسری اوسکا کسی بندہ پر احسان و امتنان ثابت
ہوتا کیونکہ اگر اوسنے کسی کو دین و دنیا کی نعمتین دین تو اوس چیز کو کیا جو اوسپر واجب
تھی تیسرے ابوجہل لعین اور نبی علیہ السلام پر اللہ کا احسان برابر ہوتا تو کچھ زیادہ
شکرگزاری حضرت پر واجب نہوتی اوسنے جو دونون کے لئے اصلح تہا وہ کیا
اپنے واجب سے فارغ الذمہ ہوا ۔ اور اللہ کے کامون مین کچھ غرض نہین کیونکہ
غرض والا محتاج ہوتا ہے باوجود اسکے اوسکا ہر ایک کام لاکہون حکمتون سے
بھرا ہے کہ کوئی اوسکو دریافت نہین کر سکتا اور اوسکے فوائد و منافع واسطے
خاص و عام کے ہین نہ واسطے اوسکی ذات مقدس کے کہ اوسکو کسی چیز کی احتیاج نہین

جبر اسلئے استطاعت اسمین مفقود ہے۔ اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے
فقہ اکبر مین کہا ہے کہ کسی پر اللہ تعالی نے کفر و ایمان کا جبر نہین کیا ہے اسکا بھی
مطلب یہی ہے کہ انسان کے ساتھ تعلق تکلیف کا مدار استطاعت کے معنی
عام پر ہے یعنی اہل پر پس جن لوگون نے یہ کہا کہ وہ مرجیہ یا جہمیہ ہے
اونپر سراسر بہتان ہے اور جو چیز انسان کی قدرت سے باہر ہو اللہ اسکی
تکلیف اوسے نہین دیتا اور مقتول اپنے اجل سے وقت پر مرتا ہے اللہ
نے مقتول کی عمر اپنی تقدیر ازلی کے ذریعہ سے اوسکے لئے مقرر کر دیا ہے اور جو وقت
اوسکی موت کا علم الٰہی مین ہے اوسی وقت پر اوسکو موت آتی ہے اوسکی موت
اللہ تعالی کا فعل ہے اسلئے اوسمین کسی طرح تغیر تقدیم و تاخیر کسب قاتل
کی وجہ سے پیدا نہین ہو سکتا۔ اور قاتل پر قصاص عائد ہوتا اور اسکو عذاب الٰہی
پہنچانا امر شرعی ہے شرع نے رفع تنازع اور انسداد فساد و انتظام کے لئے یہ سزائین
مقرر کی ہین بندہ اگرچہ فعل قتل کا خالق نہین مگر کاسب تو ضرور ہے جب وہ اپنے
با شروع فعل کے کسب کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالی موافق عادت کے اوسکے
فعل کے بعد مقتول کی موت پیدا کر دیتا ہے اور موت مردی کے ساتھ قائم ہے
اور اللہ تعالی کی مخلوق ہے بندے کو اوسکے پیدا کرنے مین دخل نہین ہے اور
موت کا وقت ایک ہی ہے متعدد نہین جو موت علم الٰہی مین ہر شخص کے مرنے
کے واسطے معین ہے جس طور سے مقرر اور مقدر کی گئی ہے اوسی وقت پر
آتی ہے تقدیم و تاخیر نہین ہوتی اگر اسمین کچھ بھی تغیر و تبدل ہو تو علم الٰہی
مین نقصان پایا جائے۔ اور حرام بھی رزق ہوتا ہے اور ہر ایک جاندار اپنی روزی
پوری کرتا ہے حلال ہو یا حرام کوئی شخص غیر آدمی کی روزی جو اللہ نے اوسکے
لئے ازل مین اپنے علم اور قسمت ازلی کے ذریعہ سے مقدر کر رکھی ہے نہین

وغیرہ قرار دی ہیں یہ شرائط عادی ہیں تمام اقسام حواس ہیں جو اس کے لئے بوجہ
اپنی بطور عادت کے مقرر ہو گئے ہیں وہم نے انکو شرائط و لوازم مان لیا ہے اور
یہ جان لیا ہے کہ حس کا کام بغیر انکے نہیں نکل سکتا درحقیقت بجز وجود باقی دھری
کی کوئی اور شرط نہیں ہے اگر یہ شرطیں رویت کے لئے لازمی ٹھہر جاویں جا سکے کہ رویت
انھی سے نسبت ممکنات کے ہی انکار کریں کہ حق تعالی جہات سے منزہ ہے اور
اتصال شعاع کا اور مسافت متوسطہ کا درمیان رائی و مرئی کے متصور نہیں ہے شرائط
تو اجسام مشکلون اور اعراض اجسام کے لئے ہیں نہ اوس ذات کے لئے جو مادہ سے
بالکل مجرد ہو اور قرآن میں جو آیا ہے لا تدرکہ الابصار یعنی اوسکو نہیں پا سکتیں آنکھیں اس
سے رویت کی نفی لازم نہیں آتی کیونکہ ادراک کہتے ہیں شئے کی حقیقت کے جان
لینے کو اور آیت میں اوسکی نفی کی گئی ہے اور یہ ہو سکتا ہے کہ کسی شئے کی رویت
حاصل ہو اور اوسکی حقیقت پر اطلاع نہ ہو سکے جیسا کہ چاند کو دیکھتے ہیں اور اوسکی حقیقت
کا ادراک نہیں کرتے یا ادراک اسے کہتے ہیں کہ مرئی کو اوسکے تمام حدود و جہات سے پورا
پورا دیکھ لینا یعنی اوسکا احاطہ کر لینا اور عدم احاطہ سے عدم رویت لازم نہیں آتی جیسا
کہ علم کے احاطہ نکر لینے سے علم کا عدم لازم نہیں آتا جایز ہے کہ رویت ہو احاطہ
ساتھ ہو سکی آیت میں نفی کی گئی اور موسی علیہ السلام کو جو سوال رویت کے
جواب میں لن ترانی یعنی تو مجھکو ہرگز نہ دیکھیگا یہ انکار اس غرض سے ہے
کہ عادت الٰہی یوں جاری نہیں ہوئی ہے نہ اس وجہ سے کہ رویت ناممکن الوقوع ہے
اور غرض اس خطاب کی یہ ہے کہ دنیا میں اللہ تعالی کی دیدار کی طاقت ان آلات
جسمیہ سے کہ فنا پذیر ہیں نہ لا سکیگا نہ یہ کہ آخرت میں بھی نہ دیکھ سکیگا بلکہ قصہ سوال
حضرت موسی علیہ السلام نسبت رویت الٰہی کے ہمارے لئے حجت ہے جواز رویت
کی اسلئے کہ انبیا علیہم السلام سے حق جاننے والا زیادہ کون ہے اگر رویت

محال ہوئی تو سوال حضرت موسیٰ کا مشتمل غفلت تہا مسئلہ دینی سے اور ایسی
غفلت انبیا علیہم السلام سے محال ہے اور اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام رویت
الٰہی کو محال جانکر سوال کرتے تو سفاہت لازم آتی اور سفاہت سے انبیا منزہ
ہین اور اللہ تعالیٰ نے جو پہاڑ کے ٹھہرے رہنے پر اپنے دیدار کو معلق کیا تو معلوم
ہوا کہ دیدار الٰہی جائز ہے اسلیئے کہ ٹھہرا رہنا پہاڑ کا جائز ہے اور معلق اوپر
جائز کے جائز ہے — اور اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہین رات دن اسکی بندگی
مین مصروف رہتے ہین کبھی فرمان الٰہی کے بجالانے مین سستی و کاہلی نہین
کرتے صاحب پر و بال ہین حقیقت اونکے پروبازو کی خدا ہی جانتا ہے سب
گناہان صغیرہ وکبیرہ سے بری ہین کوئی اونمین مرد یا عورت نہین چار فرشتے
اونمین سے اعلیٰ درجہ کے ہین ایک جبرئیل علیہ السلام جو پیغمبرون پر وحی لاتے
ہین دوسرے میکائیل علیہ السلام جو مخلوقات کو روزی پہونچاتے ہین تیسرے
اسرافیل علیہ السلام جو قیامت مین صور پہونکینگے چوتھے عزرائیل علیہ السلام
ہین جو روح کو قبض کرتے ہین — اور اللہ تعالیٰ کی کتابین ہین جو اپنے پیغمبرون
پر اوتارین اور شمار اونکا کسی دلیل قطعی سے ثابت نہین مشہور چار کتابین
ہین جو پیغمبرون پر نازل ہوئین وہ یہ ہین توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر
انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر قرآن حضرت
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر انمین سے قرآن شریف پر عمل کرنا ہر مسلمان پر
فرض ہے اور جتنی کتابین اسکے سوا نازل ہوئین وہ سب منسوخ العمل ہین
یعنی اور کتابون مین جو احکام قرآن شریف کے مخالف اور مناقض
ہین اونپر عمل کرنا درست نہین اور نسخ مین بہت سی مصلحتین ہوتی ہین کیونکہ احکام
مصلحتون کے تابع ہوتے ہین اور مصلحتین موافق اوقات کے بدلتے رہتے ہین اسو

مین جس نام کی اہل کتاب کے پاس ہین وہ اصل نہین اہل کتاب اپنی کتب
کے مجموعہ کو بیبل کہتے ہین جو لفظ یونانی معنی کتاب ہی پھر اسکے دو حصے ہین
عہد عتیق یعنی پرانی کتابین جسمین توریت زبور وغیرہ ۳۹ کتابونکا مجموعہ ہے
نام صحیفے مجموعہ کو عیسائی توریت کہتی ہین اگو یہودی اور عیسائی سب
مانتے ہین لیکن عیسائیون نے اس مجموعہ مین ۷ کتابین اور داخل کی ہین جنکی نام
مین انکے متقدمین و متاخرین مین بڑا اختلاف ہی یہود ان کتابون
کو نہین مانتے مین ۲۷ عہد جدید کے مجموعہ مین یہ کتابین ہین اول انجیل متی جس
عیسیٰ کے بعد متی حواری نے مسیح کی پیدائش سے لیکر موت تک
حالات کو تاریخ کے طور پر جمع کیا ہے۔ دوم انجیل مرقس اسمین بھی مرقس نے
ابتدا سے لیکر اخیر تک حضرت مسیح کی سرگذشت سنی سنائی بیان کی ہے۔ سوم
انجیل لوقا یہ بھی حضرت مسیح کی تاریخ ہے جسکو لوقا نے تالیف کیا ہے۔ چہارم انجیل یوحنا
اسمین یوحنا حواری نے حضرت مسیح کا حال ابتدا سے انتہا تک لکھا ہے ان چارون تاریخون
کو کہ جنکے زمانہ تالیف مین بڑا اختلاف ہی عیسائی اناجیل اربعہ کہتے ہین اور یہ
تورات و اناجیل اربعہ اصل تورات و انجیل منزل علی موسیٰ و عیسیٰ جنکا ذکر قران
شریف مین اکثر جگہ آیا ہے نہین وہ گم ہوگئی ہین بلکہ حسب اقرار علمای اہل کتاب
تاریخ اور روزنامچے ہین کہ جنمین بہت عرصے بعد انبیا اور حضرت مسیح کے احوال
کو ابتدا سے انتہا تک معتبر اور غیر معتبر رواۃ سے بلا سند متصل مجہول لوگون نے نقل
کیا ہے اصل کتابین عبرانی زبان مین ہین جو ملک یہودیہ کی قدیم زبان ہے
انکے ترجمے یونانی اور لاطینی اور عربی وغیرہ مین ہوگئے ہین اور عہد جدید مین
اناجیل کے ساتھ عیسائیون نے اور بھی بہت سے رسالے اور خطوط حواریون اور
غیر حواریون کے ملاکر اپنی کتب مقدسہ مین شمار کیا ہے اور سب کو واجب التسلیم

قرار دیا ہے ۔ اور ہونا کراماً کاتبین کا جو دو فرشتے ہین دونون شاہد نیک
و بد کام کی تحریر کرنے کے لئے حق ہے اور مسلط ہونا ملک الموت کا وقت
قبض ارواح کے حق ہے ۔ اور عذاب قبر کا کافرون اور بدکارون کو واسطے
اور بعضے عاصیون اور مومنون کے لئے حق ہے اور منکر و نکیر کا سوال حق ہے کہ
وہ دو فرشتے ہین مہیب صورت نیلی پیلی آنکھون والے قبر مین مردے کے
پاس آتے ہین اور سوال کرتے ہین کہ پروردگار تیرا کون ہے اور رسول تیرا
کون ہے اور دین تیرا کیا ہے اگر جواب موافق سوال کے دیا تو ناز و نعمت
مین رہے اور مثل عروس خواب ناز مین استراحت کرے اور قبر اوسکی ایک چمن
چمنہائے جنت سے معمور ہو اگر عہدۂ جواب سے برات نہوئی زحمت و عذاب
دیکھے اور قبر اوسکے حق مین ایک غار غارہائے دوزخ سے ہو قبر سے مراد عالم
برزخ ہے کہ دنیا اور آخرت مین واسطہ ہے اور اوسے عالم مثال کہتے ہین
اور یہ عالم کہین آسمان و زمین پر کسی خاص جگہ نہین بلکہ اس عالم حس کا دوسرا
پہلو وہ ہے قبر سے مراد یہان مدفن نہین ہے تاکہ یہ کیفیت شامل اون لوگون کی
نسبت بہی موجود ہو جو دریا مین ڈوب گئے ہین یا آگ مین جلکر مر گئے ہین یا کسی جانور
نے اونکو کہا لیا ہے اور عذاب روح اور بدن دونون کو ہوتا ہے مطلع ہونا
اوسکی کیفیت پر ضرور نہین انسانونکی جزا و سزائے قبر کی یہ صورت ہے کہ جب انسان
لباس جسمانی اوتارتا ہے تو اوسکے اعمال اچھے یا برے صورتون مین آکر دکھائی دیتے

سہ شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ مین لکھا ہے بعض آیات اور بہت سی احادیث صحیحہ اس
بات پر دلالت کرتی ہین کہ اس عالم عنصری کے سوا ایک اور عالم (عالم مثال) ہے کہ جسمین اعمال و
اقوال وغیرہ اشیا اپنے مناسب ایک صورت خاص مین متشکل ہوتے ہین اور اس عالم مین جو چیز ہشیا موجود ہوگی
مین تب اس عالم عنصری مین ادمی کے مطابق ظاہر ہوتی ہین اور بہت سی چیزین اوس عالم مین یہان
سے نقل کر جاتی ہین ۱۲ منہ

ہین پھر جب جسم کو چھوڑ دیتا ہے اور نیک شخص ہوتا ہے تو وہ حظیرۂ قدس اور عالم
قدس مین روح اعظم کی طرف اس طرح کھنچ جاتا ہے کہ جیسا لوہا مقناطیس کی طرف
کھنچتا ہے اور اسی حظیرۂ قدس کو علیین بھی کہتے ہین پہنچکر اوسکی ملائکہ مین اور
ارواح نیک مین بہت الفت ہوتی ہے اور اوسکی جسمانی باتین مٹ جاتی ہین
اور اوسکے اعمال و اوسکے اخلاق کو نہایت عمدہ صورتون مین اوسکو دکہایا جاتا ہے
جنت کی ہوائین اور خوشبوئین اوسکو آتی ہین اور اوسکی خواہش کے موافق نعمتا
اعلی اوسکے لیے مشتمل ہو جاتی ہین اور جو بد شخص ہے تو اوسکے اعمال منکر نکیر
کی نہایت بری شکل مین اوسکو عذاب کرتے ہین اوسکا بخل اور شہوات اور دیگر
اخلاق رذیلہ سانپ بچھو کی صورت مین ظاہر ہو کر اوسکو ڈستے ہین اوسپر گرز
پڑتے ہین اور طبقۂ ظلمانی مین جسکو سجین کہتے ہین اوسکو محبوس کیا جاتا ہے اور
یہ حالتین بھی بیماریون سے رنج اوٹھاتا رہتا ہے اور اس سجین اور علیین کو
عالم قبر کہتے ہین اور بعد مرنیکے قبرون سے مردونکا زندہ ہو کر اوٹھنا حق ہے
عاقل و مجنون و صبی و جن و شیاطین و طیور و حشرات کل اوٹھینگے ظاہر ہے
کہ جسنے اول علم قدیم اور مادہ محض سے پیدا کیا اور کتم عدم سے وجود مین لایا وہ
دوبارہ بھی پیدا کرنے پر قادر ہے — سباع و بہائم وغیرہ سے بابدیگر قصاص ہوگا
اور نابود کرتے جاوینگے اور جن و انس و شیاطین ہمیشہ دوزخ یا بہشت مین رہینگے
اور عملونکا تولا جانا حق ہے تاکہ مقدار نیکی و بدی کی بندون کو معلوم ہوا اور خدا
علیم جانتا ہی ہے مگر یہ یاد رہے کہ اعمال کا وزن نہین ہوگا بلکہ اعمال ناموںکا وزن ہوگا
یعنی جن کاغذون مین بندون کے اعمال لکھے ہونگے وہ وزن ہو کر اونکی کمیت
معلوم کیجاتی گی کیونکہ اعمال اعراض ہین اور ہلکا بھاری ہونا جواہر کی شان سے ہے
مومن کو لازم ہے کہ ایمان تو ترازو کے ہونے اور اعمال کے تلنے پر لاوے مگر دریافت

کیفیت اور ادراک کیفیت کی جانب متوجہ ہو کہ کہان قائم ہوگی اور اعمال کیونکر وزن
کیے جائینگے یا اعمالنامے وزن کئے جائینگے تو اونمین اوراق کی کمی بیشی اور لمبے
چوڑے اور ہلکے بھاری اور خط کے خفی و جلی ہونے اور سیاہی کی جہت اور عبارت
کے طول و قصر کی کیا کیفیت ہے — اور نامۂ اعمال مسلمانون کے داہنے ہاتھ
مین سامنے سے اور کافرونکو پیٹھ کے پیچھے سے بائین ہاتھ مین ملنا حق ہے —
اور حساب لینا بندون سے ایک ایک ذرہ نیکی و بدی کا حق ہے — اور گواہی
اعضا کی حق ہے — اور حوض کوثر حق ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کے واسطے قیامت کے دن ہوگا اور اوسکا پانی دودھ سے سفیدتر اور اوسکی خوشبو مشک
سے خوشتر ہوگی اور اوسمین تارونسے زیادہ اور روشن تر کوزے ہین جو کوئی
اوسکا پانی ایک دفعہ پئے گا پھر کبھی پیاسا نہوگا — اور پل صراط حق ہے کہ حق تعالی روز
قیامت کو ایک پل دوزخ کی پشت پر بال سے باریکتر اور تلوار کی دھار سے تیزتر
رکھے گا اور اوسپر سے سبکو گزرنا ہوگا بعضے ہوا کی صورت بعضے آب روان
کی مانند بعضے تیز گھوڑے کی چال سے بعضے پیادہ چلنے والے کی رفتار سے بعضے
چیونٹی کی روش پر اوس پل کو طے کرینگے اور یہ سب تفاوت بقدر کمی بیشی
اعمال حسنہ کے ہر شخص کے گزرنے مین ہوگا جتنے نیک اعمال زیادہ ہین اتنا ہی
طے کرنا پل کا آسان ہے بعضے یہی نجات پائینگے کہ پل تہا پایا تہا اور بعضے مجروح ہوکے
اور بعضے کٹ کر دوزخ مین گر پڑینگے — اور شفاعت پیغمبرون اور علما اور صلحا کی
گنہگارون کے واسطے حق ہے مگر بعد اذن حق تعالے کے — اور جہان عدم شفاعت
کا منع آیا ہے وہان وہی شفاعت مراد ہے جو رب العالمین کے اذن اور رضا کے
بغیر ہو — اور جنت و دوزخ حق ہین اور دونون پیدا ہو چکی ہین اب بھی موجود
ہین آدم و حوا کا قصہ دلیل قاطع ہے اسپر فنا نہونگی ہمیشہ رہینگی البتہ بقدر

ان دا حد سکے اس قول کے صادق ہونیکے لیے کل شی ہالک الا وجہہ صور فنا کے
وقت فنا ہو جائینگے - اور تعیین مکان بہشت و دوزخ کی اور روئی اعین کے ثابت
نہیں ہے اور جو کہ آدمیون کے تئیں آسمان و زمین سے کوئی چیز بڑی نہیں
ہے واسطے تمثیل کے طور پر کہا عرضہا السموات والارض یعنی عرضہا کعرض السموات والارض
یعنی چوڑائی بہشت کی مثل چوڑائی آسمان و زمین کے ہے اور اس آیت سے یہ
مراد نہیں ہے کہ جو [illegible] بہشت کا ہے [illegible] آسمان و زمین کا ہے کیونکہ اس
صورت مین تداخل اجسام لازم آتا ہے اور وہ ممتنع ہے [illegible] جہان شارع نے
[illegible] چاندی یا موتی وغیرہ کی چیزین جنت کے لیے [illegible] ان چیزون مین سو وہ ان
[illegible] کی قسم سے نہیں ہین اور سمجھانا [illegible] اس عالم کے لوگون کو بس
[illegible] جو چیزین بیان کے [illegible] سونے یا چاندی یا موتی کی مشابہ کسی وصف مین
[illegible] سمجھانے کے واسطے اگر [illegible] سونے یا چاندی یا موتی سے تعبیر کیا ہے ورنہ
ظاہر ہے کہ سونا چاندی وغیرہ معدنیات یا عناصر کی چیزین ابدالآباد تک
قیام [illegible] نہیں ہو سکتیں - [illegible] تسبیح کی نعمتون سے خوش و خرم رہینگے اور
دوزخی [illegible] انواع عذاب [illegible] ہوا کرینگے اور قیامت کی سب شرطین
اور آخرت کے احوال جنکی مخبر صادق نے خبر دی ہے حق ہین جیسے آفتاب
کا مشرق سے نکلنا کہ توبہ کے دروازے بند ہو جانیکا دن ہے - اور دجال اور
دابۃ الارض کا ظہور کرنا اور یاجوج و ماجوج کا خروج کرنا اور حضرت عیسی علیہ السلام
کا مسلمانونکی مدد کے لیے آسمان سے اوترنا اور زمین خسف کا واقع ہونا ایک
مشرق مین ایک مغرب مین اور ایک جزیرہ عرب مین اور آسمانونکا بیت [illegible]
اور کاغذ کیطرح لپیٹ جانا اور تارون کا گر پڑنا اور اسرافیل کا دمہ پھونکنا
ایکبار واسطے فنا کے اور دوبارہ واسطے زندہ ہونیکے اور باقی رہنا سو

واحد قہار کے بہ سبب ہین واقع ہونے والی ہین - اور ایمان حق تعالی پر فرض
ہے اور ادراک فرضیت کے لئے عقل کافی ہے اور شرع اوسکی موید ہو
ہے - اور ایمان تصدیق قلبی و انقیاد و اقرار زبانی کو کہتے ہین تصدیق بغیر
انقیاد و اقرار کے بیفائدہ ہین یعنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اور جو کچھ کہ وہ خدا
پاس سے لائے اوسکو دل سے سچ جاننا اور مان لینا اور اوسکی پیغمبری کو دل سے قبول
کرنا اور زبان سے اوسکا اقرار کرنا اور اوسکی گواہی دینا ایمان کہلاتا ہے اور
اعمال ماہیت ایمان کا جز نہین بلکہ متمم و کمالات ایمان سے ہین اسی واسطے انکا
تارک دائرہ ایمان سے خارج نہین ہوتا اور نیز اعمال مین کیفاً اور کماً دونون طرح
کمی بیشی پیدا ہوتی ہے جیسے فرض کو ادا کرنا حضور دل اور اطمینان اور تمام آداب
کی رعایت کے ساتھ افضل ہے کیفیت مین نفل سے بلکہ اوس فرض سے بھی
بدرجہا افضل ہے جو ناقص طور پر ادا ہوا اور دو فرض ادا کرنا افضل ہے تعداد کی
رو سے ایک فرض کے ادا کرنے سے اسی طرح تمام فرض و واجب کے ساتھ ساری
سنتین اور نفل ادا کرنا صرف فرض سے ہر طرح بہتر ہے اور ایمان مین کمی اور زیادتی
نہین ہوتی اسلئے کہ اگر تصدیق نہین ہے تو مومن نہین ہے اور تصدیق عبارت
ہے علم الیقین سے اوس مین گنجایش گھٹنے بڑھنے کی نہین - یہ کہ جو شخص اعمال
کا زیادہ پابند ہے وہ زیادہ مومن ہے جو گنہگار ہے وہ کم مومن ہے کیونکہ
جب اعمال جزو ایمان نہین تو اعمال کی کمی بیشی سے ایمان مین کمی بیشی نہین
ہوسکتی اور یہ بھی ایک معمولی سمجھ کا آدمی سمجھ سکتا ہے کہ ایمان اعتقاد کا نام ہے
جو دل سے متعلق ہے اور اعمال جوارح کا کام ہین اسلئے نہ ان دونون سے
کوئی حقیقت مرکب ہوسکتی ہے نہ ان مین سے ایک دوسرے کا جز ہوسکتا ہے -
اور متعلق ایمان مین کچھ تفاوت نہین ہے یعنی معتقدات کے لحاظ سے سب مسلمان

اور ایمان و اسلام ایک چیز ہے دونون مین تغائر نہین اور اسلام اور ایمان ایک ہونے سے
یہ مراد ہے کہ ایک دوسرے سے جدا نہین ہوسکتا دونون مین تلازم ہے جب ایک کسی
پر صادق آویگا تو دوسرا بھی بالضرور صادق آویگا یہ نہین ہوسکتا کہ کسی کی نسبت کہا
جاوے وہ مومن ہے اور مسلمان نہو یا یہ کہا جاوے کہ وہ مسلمان ہے حقیقت مین وہ مومن نہو
اور ایمان درمیان بیم و امید کے ہے۔ وقت سکرات موت کہ جب آخرت کے احوال
نظر آتے ہون اوسوقت کا ایمان لانا مقبول نہین کیونکہ ایمان بالغیب چاہیے اور یہ ایمان
بالغیب نہین ۔ اور یہ کہنا کہ مین مومن ہون اگر اللہ نے چاہا کیونکہ اس کہنے سے
ایمان مین شک پایا جاتا ہے اور شک یقین مین روا نہین گرچہ یہ کلمہ تبرک و ادب کے
واسطے اور جہان کام خدائے تعالی کے طرف حوالہ کرنا ہوتا ہے وہان بھی استعمال
کرتے ہین مگر ایمان کے ساتھ تبرکا بھی اسکا استعمال درست نہین اسلئے کہ موہم شک ہے
ایمان پانچ قسم پر ہے (۱) ایمان مطبوع وہ ایمان ملائکہ کا ہے (۲) ایمان
معصوم وہ انبیا کا ایمان ہے۔ (۳) ایمان مقبول وہ مومنون کا ایمان ہے
(۴) ایمان موقوف وہ بدعتیون کا ایمان ہے (۵) ایمان مردود وہ منافقونکا
ایمان ہے ۔ اور گناہ کبیرہ کرنا بندہ مومن کو اصل ایمان سے نہین نکالتا ہے یعنی
گناہ کبیرہ مومن کو کافر نہین بناتا بلکہ فاسق اور عاصی بناتا ہے اسلئے کہ تصدیق باقی
ہے ۔ اور گناہ کبیرہ کرنے والے مومن ہمیشہ دوزخ مین نرہینگے اگرچہ بے توبہ
مرے ہون اور جبتک خدائے تعالی چاہیگا بقدر مکافات ان گناہونکے اونکو دوزخ مین
رکھکر پاک و صاف کرکے پھر اونکو بہشت مین داخل کریگا اپنے فضل و کرم سے یا جناب
شفیع المذنبین کی شفاعت سے ۔ اور مرتکب کبیرہ کی بخشش مشیت الٰہی پر ہے چاہے
کرے بالکرم سے اور عذاب کرے اور چاہے وہ کبیرہ کو بے توبہ بطریق خرق عادت
کے بخشدے اور صغیرہ پر عذاب کرے مگر حق تعالی کفر و شرک کو نہین بخشتا ہے

اور یہ بات شرعاً و عقلاً دونوں طرح ثابت ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کی موجب
مطیع کو ایمان اور طاعت پر یقیناً ثواب دیگا اور وعدہ سے قطع نظر ثواب
دینا مطیع کو یا عذاب کرنا عاصی کا حق تعالیٰ پر واجب نہیں ہے — اگر کسی نے ایک
کبیرہ سے توبہ کی اور دوسرے کبیرہ پر اصرار کیا توبہ اوسکی مقبول ہے اور جسنے جمیع کبائر
سے توبہ کی اوسکو صغائر سے بھی توبہ کرنا ضرور ہے ورنہ احتمال عذاب باقی ہے
اور عفو کرنا حق تعالیٰ کا لوگوں کے حقوق کو بطور خرق عادت کی جائز ہے —
اور واسطہ ہونا انبیا کا درمیان ممکنات اور واجب الوجود کے ضرور تھا کیونکہ ہدایت
واجب الوجود کی نسبت ممکنات کی کہ باہم متغائر ہیں بالواسطہ ہونا چاہیے اور جو
واسطہ دونوں کا برزخ ہو انبیا علیہم السلام ہیں — پس اللہ تعالیٰ نے اصلاح معاش
و معاد کے لیے محض ازراہ تفضل جنس بشر سے انبیا و رسل کو واسطے پیغمبری کے
بھیجا کہ آدمیوں کو معرفت الٰہی سے کہ عقل اوسکے معلوم کرنے سے عاجز ہے آگاہ
و مطلع کریں اور احکام الٰہی سے بنسبت واجب و مندوب و حرام و مکروہ و مباح کے
خبردار کریں اور ہر پیغمبر کی معجزوں کے ساتھ تائید کی اور معجزے دلیل ہیں اونکی
نبوت کے حق ہونے پر اور معجزہ امر خارق عادت کو کہتے ہیں کہ اوس سے اظہار
صدق دعوی نبوت مقصود ہوتا ہے کیونکہ مخالف کو خدائے تعالیٰ کی طرف سے ایسے

حاشیہ صفحہ ۶۸

لہ دیکھو بحر العلوم کی شرح عقیدۃ الاصول ۱۲ منہ ؎ شیخ جوہرہ و لامیہ وغیرہ میں ہے کہ کبیرہ گناہ وہ ہیں جنپر
قرآن یا حدیث میں صاف وعدہ دوزخ کا یا اللہ کے غصہ کا دیا یا حد مقرر فرمائی ہے یا اوسکے فاعل کو
شرع میں فاسق کہا گیا ہے یا اوسپر لعنت کی گئی ہے جیسے اللہ نے سارق پر لعنت کی ہے اور صغیرہ وہ کہ
جس سے منع فرمایا اور کچھ زیادہ نہیں کہا اور کبیرہ کا اطلاق اگرچہ کفر پر بھی آتا ہے مگر صغیرہ کے مقابل جو
کبیرہ ہے اوس سے کفر مراد نہیں ہوتا بلکہ کفر اکبر الکبائر ہے — اور جوہرہ کبیر میں شیخ ابراہیم لقانی
نے امام غزالی کی بسیط سے نقل کیا ہے کہ صغیرہ اور کبیرہ میں فرق نہ تسلیم کرنا صحت کے
خلاف ہے ۱۲ منہ

امر ہا ئیکی قدرت مخلوق کو نہین ملکہ وہ عاجز ہوتا ہے اور طریقہ ہدایت کا اوطرف خدای
عزوجل ہمیشہ ایسا ہی جاری رہا کہ جو پیغمبر اور نبی اللہ کے زمانہ مین جس علم اور عمل
کی وجہ سے قوم کو ضلالت ہوئی تہی وہی معجزہ اوس نبی کو خاص عطا ہوا
جیسے حضرت موسیٰ کو ابطال سحر کا معجزہ خواہ حضرت عیسیٰ کو شفائی امراض لاعلاج
مثل برص حقیقی اور کور مادرزاد کا اور ہمارے نبی کو فصاحت و بلاغت اور بواسطہ
خبر متواتر نسبت معجزات کی ہمارے حق مین اور بواسطہ حس صحابہ کرام کے حق مین
عقل حکم کرتی ہے کہ حضرت محمد ابن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف
بے شک رسول خدا ہین جو خدا کی طرف سے پیغام امر و نہی اور وعد وعید کا
لاتی ہین اور سب سے بڑا معجزہ اونکا قرآن ہے جسکو اللہ تعالی نے آپ پر وحی کیا
تہا۔ قرآن کی عبارت ایسی اعلی درجہ کی فصیح و بلیغ ہے کہ کوئی شخص فصحای عرب
سے باوجود حد با ندہنے اور دشمنوں کی کثرت کی بہی کسی چہوٹی سے
چہوٹی سورہ کی مثل نہین بنا سکا حالانکہ وہ لوگ فصاحت و بلاغت مین آنحضرت سے
کسی طرح کم نہ تہے کیونکہ جہان کے آپ رہنے والے تہے وہین کے وہ بہی ملکہ
مجتمع ہوکر بہی اوسکی مثل نہ بنا سکے باوجودیکہ اونکو عار دلا کر کہا جاتا تہا فاتوا بسورۃ
من مثلہ ان کنتم صادقین یعنی قرآن کے کسی ٹکڑے کی مانند تم بہی بنا لاؤ اگر تم سچے
ہو مقابلہ حروف سے مقابلہ سیوف اونکے نزدیک آسان تہا۔ اور عدد انبیا اور رسل کا
دلیل قطعی سے ثابت نہین ہے پس ایمان لانے مین رسل اور انبیا پر عدد کا لحاظ کرنا
چاہیے کہ کفر نسبت بعض پیغمبرونکی اور اقرار نبوت بہ نسبت بعض کے کہ پیغمبر نہین ہین
عائد نہو پس عدد سے درگزر کرکے انبیا مین سے وہ جنکا ذکر قرآن مین وارد ہوا یا
متواتر حدیث سے ثابت ہوا بصراحت اونکی نبوت کا اقرار کرنا چاہیے اور جنکا ذکر متواترات
مین نہین ہے اونکی نبوت سے نہ اقرار کرنا چاہیے نہ انکار اول انبیا مین آدم علیہ السلام

ہیں اور آخر سب کے حضرت سرور عالم فخر بنی آدم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آنحضرت
خاتم پیغمبران ہیں بعد حضرت کے کوئی پیغمبر نہ آیا اور نہ آوے شریک اونکا نبوت
میں اونکے زمانہ میں کوئی نہ تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونگے وہ بحیثیت
رسالت نازل ہونگے بلکہ تابع دین محمدی کا ہونگے — اور عصمت[ف] شرط نبوت کی اور مطیع
ہونا اونکا لوازم نبوت سے ہے — اور ظاہر ہے کہ بشر میں سے جو شخص ان صفات
سے متصف ہوگا وہ اوس شخص سے جس میں صفات نہ ہوں افضل ہوگا لہذا انبیا سب سے افضل
خلائق ہیں اور خدا کے نزدیک محبوب ترین خلائق ہیں اور سوا نبی کے کوئی کسی
وقت جسمانی درجہ نبی کو نہیں پہونچ سکتا ہے یعنی عدم وثوق کا ایسا کیونکر احتمال
ہوسکتا ہے پس تمام بنی نوع انسان سے کوئی شخص انبیا کے مرتبہ کو نہیں پہونچ سکتا
انبیا آپس میں فاضل و مفضول ہیں یعنی بعضوں کا مرتبہ بعضوں سے زیادہ ہے
یہ معلوم نہیں کہ کون پیغمبر ان پیغمبروں میں بڑے رتبہ والا ہے اور کون مرتبہ میں کم ہے
مگر ہمارے پیغمبر سب انبیا علیہم السلام سے فضل میں بہت اونکی ثابت ہوئی ہے اور خود
اونہوں نے اپنی فضیلت کی خبر دی ہے اور بہ خلاف اور انبیا و مرسلین کے وہ سب
انسانوں کی طرف بھیجے گئے ہیں اونکی دعوت تمام عالم کو یعنی آدم اور جنوں کو عام

ف عصمت علمائے اہل سنت کی اصطلاح میں اسے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی بندہ میں گناہ نہ پیدا کرے اور حکما
و فلاسفہ کے نزدیک عصمت عبارت ہے ایک ایسے ملکہ او صفت نفسانی سے کہ جسمین وہ صفت ہوتا ہے وہ گناہ
سے بچا رہتا ہے اور یہ صفت ابتداءً اوس شخص کو حاصل ہوتی ہے جو گناہ کو برا اور طاعت کو اچھا جانتا ہو
اور پھر اوامر و نواہی کے باب میں پے در پے وحی کے نازل ہونے سے یہ صفت راسخ ہو جاتی ہے اور ایسے
شخص سے گناہ صغیرہ سہواً یا عمداً ابتدائی احوال میں صادر ہوسکتے ہیں اسلئے کہ صفت نفسانی اوس
وقت میں حاصل تو ہوتی ہے مگر مضبوط نہیں ہونے پاتی پھر بتدریج جم جاتی ہے اور اوس کے جم جانے کے
بعد گناہ صغیرہ بھی معصوم سے سرزد نہیں ہوتے ۱۲ ماخوذ از شرح عقائد نسفی بزبان اردو مخصا
مولفہ محمد نجم الغنی خان مولف مذاہب الاسلام ۱۲

مگر لغت اولی عرب کے جن و انس کی طرف ہے اور اونکے ذریعہ سے دوسری ملکوں
تک رسالت پہونچی اسلئے کتاب آپ عربی زبان مین مذاق اہل عرب کے موافق
نازل ہوئی تاکہ اونکے ذریعہ سے اس کلام پاک کے دقائق اور معانی اور احکام
سلسلہ بسلسلہ اور ممالک مین پہونچ جاوین اگر ہر قوم کی لغت کی رعایت کیجاتی
تو اختلاف اور تحریف اور کمی بیشی اس حد تک اوس کتاب مین ہوجاتی کہ اصل مطلب
کا سمجھنا دشوار ہوجاتا اور جبکہ ایسی کتاب نازل ہوتی وہ بھی ہر قوم کے لغات
و معانی بلکہ مخارج حروف و لہجہ نہین جانتے تھے پس کلام منقول اللفظ و المعنی
کو کس طرح اون قومون تک پہونچا سکتے ۔ اور وحی مین رویت فرشتہ کی شرط
نہین ہے اور وحی نبی کا خاصہ ہے اور سب پیغمبر خدا کے حکم پہونچانے مین سچے
ہین اور جو امر و نہی کرتے ہین خدا کی طرف سے کرتے ہین نہ اپنے دل سے اور سب
انبیا پیغمبری پانے سے آگے بھی اور پیغمبری پانے کے پیچھے بھی اصلی اور طبعی
کفر اور گمراہی سے پاک اور محفوظ ہین اور کبائر بھی انبیا سے بعد نبوت عمداً اصلا
نہین ہوتی اور سہواً اکثر کبائر سے بھی معصوم مطلق ہین کیونکہ ہم لوگ اونکی
اقتدا کے ساتھ مامور ہین جو کہ اونسے قول و فعل صادر ہوئے اونسے کیونکر وہ
چیز واقع ہوگی جو ناشایستہ ہو اور ہم اونکی اقتدا کے ساتھ حکم کئے جاوین اور جو
صغیرہ ایسے ہین کہ اونسے نفرت پیدا ہوتی ہے اور ذلیلپن پایا جاتا ہے وہ
انبیا سے نہ عمداً سرزد ہوتے ہین اور نہ سہواً ہر طرح معصوم ہین البتہ جو صغیرہ
ایسی نہین ہین وہ انبیا سے سہواً ممکن الوقوع ہین مگر اپنی خطا پر جمے نہین رہتے
اونکو غیب سے تنبیہ ہوجاتی ہے ہان اتنا ضرور ہے کہ سہو و نسیان اون اقوال
مین جو متعلق ہین ساتھ خبر دینے اور احکام الٰہی اور شرائع کے پہونچانیکے جائز نہین
کیونکہ اخبار خلاف واقع کذب ہے اور کذب سے انبیا کی عصمت واجب ہے

کوئی نوع بشر سے بحالت اکتساب کے ترقی کرتے ہوئی مدارج کمال مین اونکے رتبہ کو
پہونچا۔

اور معراج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیداری مین مع روح اور جسد مقدس کے مسجد حرام سے
مسجد اقصی تک اور وہانسے آسمان تک پھر جہان تک کہ خدائے تعالی نے چاہا حق ہے
مسجد حرام سے مسجد اقصی یعنی بیت المقدس تک جانا قرآن سے ثابت ہے انکار اسکا کفر
ہے اور اطباق سماوات سے گزرنی مین احادیث صحیحہ صریحہ مشہورہ وارد ہین انکار اس کا
گمراہی وفسق ہے اور آگے اس سے جانا اور عجائبات طرح طرح کے مشاہدہ کرنا احادیث
آحاد سے ثابت ہے انکار اسکا موجب محرومی ثواب اور درجات اخروی ہے اور معراج
آسمانون کے اوپر مخصوص ہے واسطے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور لیجانا حضرت
عیسی علیہ السلام کا آسمانون کے اوپر اونکے حکم توفی مین تھا۔ اور آنحضرت کی امت
سب امتون سے بہتر ہے اور اونکی شریعت سب شریعتون کی جامع ہے اور اونکا دین
سب دینون کا ناسخ ہے اور اونکے اصحاب امت سے بہتر اور افضل ہین اور خلفای اربعہ
سب اصحاب سے افضل ہین اور اونکی افضلیت بترتیب خلافت ہے یعنی پہلے حضرت
ابوبکر صدیق پھر حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان ذو النورین پھر حضرت علی مرتضی رضی اللہ
عنہم اجمعین افضل ہین[1]۔ اور فضیلت کے یہان معنی عند اللہ زیادتی ثواب کے لئے
جاتے ہین اور کسی دوسری وجہ کی تفضیل مثلا کثرت علم و شرف نسب و شجاعت و
مروت وغیرہ جنکو عرف مین فضیلت سمجھتے ہین یہان مقصود نہین ہے پس جسکو کثرت

---

[1] ریاض النضرہ فی فضائل العشرہ مین لکھا ہے کہ کسی کو اسمین اختلاف نہین کہ حضرت علی حضرت عثمان کے بعد افضل ہین ہان اسمین اختلاف ہے کہ حضرت علی افضل ہین یا حضرت عثمان اور بعض سلف کو اسمین بھی اختلاف ہے کہ حضرت ابوبکر افضل ہین یا حضرت علی اسکو ابوعمر بن عبد البر نے اپنی کتاب صحابہ مین لکھا ہے وہذا یسمد فی انعقاد ولایۃ المفضول مع وجود الافضل ۱۲ منہ

ثواب کی وجہ سے تفضیل حاصل ہو اوسکے لئے یہ بات سبقت کا موجب نہین ہے کہ غیر شخص
اوس سے کسی دوسری قسم کی صفت عرفی مین زیادہ ہو مثلاً کوئی صحابی کثرت ذات
مین حضرت ابوبکر سے زیادہ ہو تو اس فضل جزی سے اونکے فضل کلی مین نقصان
نہین آتا کیونکہ من جمیع الوجوہ ایک صحابی کی تفضیل دوسرے صحابی پر محال ہے
اسلئے کہ تفضیل حضرت علی کی جہاد سیفی اور سنانی اور فن قضا اور ہاشمیت خصوصاً
زوجیت بتول مین صدیق اکبر پر قطعی ہے پس مراد تفضیل سے یہی ہے کہ جسکو نبی کے
ساتھ زیادہ مشابہت تہی ریاست امت کے معاملہ اور دین کی محافظت در فتنہ و فساد
کے مٹانے اور احکام شریعت کے جاری کرنے اور ملک مین اسلام پہیلانے اور
حدود و تعزیرات قائم کرنے مین کہ یہ باتین ثواب کی ہین وہ افضل ہے اور خلفائے
اربعہ کے بعد باقی عشرہ مبشرہ یعنی طلحہ و زبیر و عبدالرحمن بن عوف و سعد بن ابی وقاص و
سعید بن زید و عبیدہ بن جراح صحابہ مین افضل ہین بعد عشرہ مبشرہ کے اون صحابہ کو فضیلت
حاصل ہے جو جنگ بدر مین شریک ہوئے تہے اور بعد اونکے اون صحابہ کو فضیلت
ہے جو جنگ احد مین شریک ہوئے اور بعد اہل احد کے اہل بیعت رضوان کو فضیلت ہے اور
عشرہ مبشرہ اور بی بی فاطمہ اور خدیجہ اور عائشہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم جنتی ہین
اور اسلام مین اونکا مرتبہ اعلی ہے اور بی بی فاطمہ سردار ہین سب بہشت کی عورتونکی
اور حسن حسین سردار ہین جوانان اہل بہشت کے —
اور خلافت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیس ۳۰ برس تک رہی بعد اسکے بادشاہت

محققین اہل سنت نے خلافت عامہ کو سلطنت و فرمان روائی سلاطین کے معنون مین لیا ہے اور خلافت خاصہ سے
مراد ہے ہجرت و سابق الاسلام ہونا اور یہ باتین ائمہ اثنا عشری مین سوائے حضرت علی کے ثابت نہین
اور لفظ امامت بہی کبہی خلافت خاصہ کے معنی مین استعمال پاتا ہے اور چونکہ ایسی امامت عرفاً فتنہ کے لئے
ملک مین تصرف ساتہ غلبہ اور استحقاق اور حکم کے جاری ہونے کی ضرورت ہے لہذا خلافت صرف خلفائے
اربعہ اور حضرت امام حسن مین منحصر ہے اور باقی ائمہ اہل بیت چونکہ تمام علوم دین اور رہنمائی اور ارشاد

اور سرداری ہوگئی حضرت ابوبکر کی مدت خلافت دو برس اور چار مہینے اور حضرت
عمر کے دس برس اور چھ مہینے اور حضرت عثمان کی بارہ برس چند روز کم اور حضرت
علی کی چار برس اور نو مہینے ہے اس حساب سے خلافت چارون خلفا کی اُنتیس برس
اور سات مہینے مین تمام ہوتی ہے اور پانچ مہینے جو باقی رہے اونمین حضرت
امام حسن خلیفہ رہے پس وہ بھی خلفا مین سے ہوے اور یہ خلافت راشدہ ہے کہ نبوت
کے طور پر ہے اور رسول علیہ السلام کی نیابت ہے جب خلافت راشدہ کا زمانہ گزر چکا
اور حکومت امارت کا دورہ شروع ہوگیا تو حضرت امام حسن نے معاویہ سے جو برسر
نزاع تھے صلح کر لی اور خلافت سے کنارہ کش ہوگئے پس یہ صلح امام حسن کی مقبول تھی
اور معاویہ اسلام کے پہلے بادشاہ تھے ۔ اور امام حسین کا خروج خلافت راشدہ
کے دعویٰ کی بنا نہ تھا بلکہ وہ رعایا کو یزید کے پنجہ ظلم سے بچانے کے لئے گئے تھے تاکہ
اوسکا تسلط جمنے نہ پائے کیونکہ ابھی تک اوسکا پورا پورا تسلط نہین ہونے پایا تھا اور
اہل مکہ و مدینہ و کوفہ نے بھی اوس کی برضا و رغبت بیعت نہ کی تھی اور حدیث مین جو
آیا ہے کہ بادشاہ ظالم سے تعرض نکرنا چاہیے یہ اوس صورت مین ہے کہ اوسکی سلطنت
بلا مزاحمت و منازعت جم چکی ہو اور خلفائے راشدین کے بعد سلاطین اسلام پر لفظ
خلفا کا استعمال مجازاً ہے اور خلفائے اربعہ کی خلافت کا ثبوت اجلے بدیہیات سے
ہے جبکہ مفہوم خلیفہ کا اور اوسکی شرطین ذہن مین تصور کرین اور چارون خلیفہ کی سوانح

حاشیہ متعلق صفحہ ۷۵

طریقت مین کیا ہے اسواسطے امام کہلاتے ہین تو امر جو کہ امامت جو خلافت کے معنی مین ہے
وہ انپر صادق آتی ہے کیونکہ امامت بمعنی خلافت کے ملک مین تصرف شرط ہے اور کبھی امامت کے معنی
بادشاہت اور ریاست کے لیتے ہین اسلئے کہ بادشاہ اگرچہ نیک سیرت نہو لیکن دین کے بعض کام جیسے
جہاد اور تقسیم غنیمت اور اقامت جمعہ و عیدین مین پیشوائی رکھتا ہے ۱۲ منہ

عمری اور احوال تاریخی پر نظر ڈالین تو عقل بالبداہت حکم کرتی ہے کہ اونہین خلافت کی
شرعی ثابت ہین اگر خلافت کے ثبوت کا خفا انہین کچھ ہے تو وہ دوسری معانی کی جہ
سے ہے جو مفہوم خلافت مین مان لی گئی ہین جیسے شیعہ عصمت اور وحی باطنی
امام مین ہونا شرط کرتے ہین ورنہ یہ مسلمان بھی تھے عاقل بھی تھے بالغ بھی تھے
آزاد بھی تھے مرد بھی تھے اعضا بھی درست تھے قریش بھی تھے مجتہد بھی تھے
اور انہون نے کافرون سے جہاد بھی کئے بلاد روم و عجم کو انہون نے فتح کیا ہے
اور خلافت کے لئے اسیقدر کافی ہے اور جسقدر مخالفین نے افترا کیا ہے
اور عیب لگائے ہین اوسکا مرجع امر مختلف فیہ ہے جسے سنی اونکی اور مسلمان
صحیح نہین جانتے ہین — اور اگرچہ بڑی بڑی خطائین صحابہ سے عمداً انکا ہونے کے صدور سے محفوظ ہی
نہین تھا کہ تمام صحابہ مین سے کوئی بھی قابل طعن ہو اسلئے کہ بعضے صحابہ سے
شراب خواری ثابت ہوئی ہے اور جناب سرور کائنات نے اوسپر حد جاری
کی ہے اور مسطح بن اثاثہ اور حسان بن ثابت سے بی بی عائشہ پر تہمت زنا ثابت
ہوا اور اونپر حد جاری کی گئی اور ماعز اسلمی نے زنا کیا اور سنگسار کئے گئے
مگر اتنا ضرور ہے کہ بوجہ حرمت صحبت خیر البشر کے اونکی خطائین قابل گرفت نہین
دیکھو اللہ پاک نے حضرت آدم کے حق مین کہا ہے وعصیٰ آدم ربہ فغویٰ یعنی آدم
نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور گمراہ ہوگیا اور حضرت یونس کی شان مین
کہا وہو الملیم یعنی وہ ملامت مین پڑا ہوا تھا باوجود اسکے حضرت آدم کو گنہگار اور
گمراہ کہنا کفر ہے اور حضرت یونس کے حق مین لفظ ملیم استعمال کرنا ناجائز اسوجہ
سے اہتون کو مناسب ہے کہ صحابہ کے حق مین کلمہ خیر کے سوا کچھ نہین اگرکچھ بر
خلاف خیر و خوبی کے منقول ہو اوس سے چشم پوشی کرین کیونکہ صحابہ و محبین رسول
کے برا کہنے مین اگر دلائل قطعی کی مخالفت ہی تو کفر ہے جیسے بی بی عائشہ پر

زنا کی تہمت کرنا اسلئے کہ خدای تعالے نے اپنے کلام مین اس عیب سے اونکی
برأت بیان کردی ہے اور اگر ادلہ قطعی کا خلاف نہو تو یہ گناہ کبیرہ ہے پس
کسی صحابی پر لعنت نکرنا چاہیے نہایت کار کسی صحابی کا خلیفہ برحق سے بغاوت
اور اوسپر خروج[1] ہوگا تو یہ ارتکاب کبیرہ ہے اور مرتکب کبیرہ قابل لعن نہین قرابت
داران رسول نے اپنے دشمنونکی تعذیب کی جو اورون کو کرنا چاہیئے اور تعرض
جو اونکو مخالفین سے تھی یہ بوجہ نزاع اور جنگ و جدل کے پیدا ہوگئی تھی مگر ایمان
و اسلام مین اونکے کسی طرح کا کلام نہ تھا اللہ تعالی نے لعنت کے فضول کلام
سے اپنے بندون کو معاف کیا ہے اسلئے کہ اگر کوئی عمر بھر ابلیس پر لعنت نکرے
تو اوس سے قیامت کو سوال نہوگا کہ تو نے لعنت کیون نہین کی اور لعنت کرنیکی
صورت مین تو سوال کا اندیشہ ہے[2] — اور کسی کا قتل یا بحرمتی گناہ کبیرہ ہے
کفر نہین تو سے کفر بھی مغفور رہے تو گناہ کبیرہ بدرجہ اولی معاف ہو سکتا ہے۔
دیکھو وحشی نے حمزہ عم رسول علیہ السلام کو قتل کیا اور جب وہ مسلمان ہوگیا تو وہ
مستحق لعنت نرہا گناہ معاف ہوگیا پس گناہگار مسلمان کے برا کہنے سے زبان روکنا
چاہیے کیا عجب کہ اللہ نے اوسے توفیق توبہ دی اور حسن خاتمہ نصیب کیا ہو —
اور اہل قبلہ کو جو مسلمانونکے قبلہ کی طرف نماز پڑھتے ہین اور قرآن و حدیث کی ساتھ
تمسک کرتے ہین اور شہادتین کی تصدیق و اقرار کرتے ہین کافر کہنا نچاہیے
جب تک کہ کوئی قول و فعل کفر کا اوسنے صریحاً نپایا جاوے جیسے معاذ کا یا خدا

---

[1] جنانچہ شیخ علاء الدولہ نے فلاح بین اور مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے اپنی التفات مین اور مولوی [illegible] بی [illegible] الذہب بن معاویہ کو باغی قرار دیا ہے مگر جمہور اہلسنت معاویہ کی منازعت کو جناب امیر کیساتھ خطای اجتہادی کہتے ہین اور اونکو صحابی عادل جانتے ہین اور صاحب ہدایہ نے اونہین سلاطین جائرین یعنی ظالمون میں قرار دیا ہے اور مولوی عبدالعلی نے شرح مسلم الثبوت مین اونکے مجتہد ہونیکو نہین مانا ہے ۱۲ منہ

[2] دیکھو کیمیای سعادت تتمہ لعن یزید کی بحث ۱۲

تعالیٰ کے وجود کا یا نبی کا یا اور ضروریات دین کا انکار کرنا اور کفر کا التزام کفر ہے اوسکا لزوم کفر نہین اگر مدلول نص کو مدلول نص اعتقاد کرکے بے تاویل انکار کرے اور یہ کہے کہ ہر چند وارد ہے مگر مین اسسبات کو قبول نہین کرتا یہ کفر کا التزام ہے اور اگر نص کی تاویل کرکے اگرچہ وہ تاویل حقیقت مین صحیح نہو مدلول ظاہر کو نہ مانے تو یہ لزوم کفر ہے کیا تم نہین دیکھتے ہو کہ جب کسی حکم منصوص کا جو نص قطعی ثابت ہے تاویل باطل کے ساتھ انکار کرتے ہین تو کفر لازم نہین آتا سو یہی حال شیعہ کا ہے کہ وہ دین محمدی کو حق جانکر ایمان لائے ہین اور اونھون نے اوس اجماع سے جو خلفائے ثلثہ کے خلافت پر ہوا ہے اجماع سمجھکر نہین انکار کیا ہے بلکہ ایک شبہہ اونکے دلمین پیدا ہوگیا ہے جس سے اجماع کے منکر ہین اور وہ شبہہ یہ ہے کہ علی مرتضی نے بسبب تقیہ کے خلفائے ثلثہ کے ساتھ بیعت کی تھی اور حقیقت مین اونکی خلیفہ برحق ہونے کے معتقد نہ تھے پس در اصل اجماع منعقد نہین ہوا تھا اگرچہ یہ شبہ باطل ہے مگر اونکے عندیہ مین تو صحیح ہے اسلئے تکفیر سے روکتا ہے پس اس طرح کی باتین بدعت ہین کہ تاویل سے صادر ہوی ہین اور یہاسے عدم تکفیر خوارج کا بھی سر ظاہر ہوتا ہے اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی حق مین فرمایا ہے یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ یعنی دین سے ایسے نکل جاوینگے جیسے تیر شکار مین سے اس سے مقصود نکل جانا امام برحق کی اطاعت سے ہے اور حقیقت مین اسلام سے نکل جانا مراد نہین اور عموماً صحابہ اور خصوصاً شیخین کو برا کہنا کفر نہین فسق ہے اسلئے کہ مسلمان کو برا کہنا فسق ہے اور صحابہ اور دوسری مسلمان اس حکم مین برابر ہین بالفرض اگر کوئی مسلمان خلفائے راشدین مین سے کسی کو قتل کرڈالے تو بھی وہ دائرۂ اسلام سے خارج نہین ہوتا اور ظاہر ہے کہ برا کہنا قتل سے کمتر ہے ہان ان معاصی

کا حلال جاننا کفر ہے جس طرح ترک صلوۃ کفر نہین بلکہ ترک کو حلال جاننا کفر ہے تکفیر شیعہ ہمارے ائمہ متقدمین کی رائے نہین ہے افواہ متاخرین مین پھیل گئی ہے[1] امر منقح اور قول مفتی بہ و صحیح یہ ہے کہ جو شیعہ منکر خلافت و صحابہ نہین وہ کافر نہین شرکت اونکے ساتھ مثل شرکت اسلام کے جائز ہے نہین اور جو ایسے نہون کہ صحابہ کو برا کہتے ہون وہ فاسق ہین کافر نہین ہے البتہ یہ جو امام ابوحنیفہ و امام شافعی سے مروی ہے کہ شیعہ کے پیچھے نماز ناجائز ہے سو یہ بنا اونکے کفر کی وجہ سے نہین بلکہ اہل سنت کو اونکی اقتدا سے روکا ہے کیونکہ اونکی بدعت نے زور پکڑا تو اونکے ایمان مین شبہ پیدا ہوا پس اہل سنت کو حکم دیا گیا کہ اونکے پیچھے نماز خراب ہوگی۔ اور کرامات اولیاء اللہ کی حق ہے اور کرامت ایسے فعل خارق عادت کو کہتے ہین جو نہ دعوی نبوت کے ساتھ مقرون ہو اور نہ کفار کے مقابلہ مین واقع ہو اور جس شخص سے کرامت صادر ہو وہ اللہ تعالے کی ذات و صفات کا عارف ہو بقدر طاقت بشری اور نشانی اوسکی یہ ہے کہ زہد اور تقوی اختیار کرے اور یاد حق مین ہمیشہ مشغول رہے خلاف طریقت و سنت نبوی کے کوئی کام نکرے اعتماد اوسکا خدا پر ہو ما سوی اللہ سے بالکل قطع تعلق کیا ہوا ور عشق و محبت نے اوسکے ظاہر و باطن مین سرایت کیا ہو بالجملہ ولی کے واسطے مواظبت علی الطاعات شرط ہے اسی مواظبت کو عرف مین استقامت کہتے ہین پس اگر دین پر مستقیم نہوگا اور اوس سے کوئی خرق عادت صادر ہو تو وہ کرامت نہین بلکہ استدراج اور مکر اللہ ہے اور حق تعالی جب چاہتا ہے ولی سے کوئی بات کرامت کی کروا دیتا ہے ہر وقت اوس سے کرامت ظاہر نہین ہوتی اور یہی معنی ہین خرق عادت کے اگر ہر وقت اوس سے کرامت ہوا کرتی تو عادت ہو جاتی خرق عادت نام نرہتا

[1] دیکھو بحر الرائق ۱۲ منہ دیکھو فتاوی مولوی عبدالحی مرحوم جلد اول صفحہ ۵ و ۱۴۵ و ۳۸۵ وغیرہ ۱۲ منہ دیکھو فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت ۱۲

اور خرق عادت کی بہت سی قسمین ہین جیسے کسی پوشیدہ بات کا ظاہر کرنا اور ظاہر کا پوشیدہ
کر دینا اور دعا کا قبول ہو جانا اور مسافت بعیدہ کا تھوڑے سے عرصہ مین طے کر لینا اور
مغیبات پر مطلع ہونا اور اونکی خبر بیان کرنا اور ایک وقت مین مختلف مقامون مین
ظاہر ہونا اور حیوانات و نباتات و جمادات کا کلام سننا اور کہانے پینے کا حاجت
کے وقت بلا سبب بہم پہونچا دینا اور پانی پر چلنا اور ہوا مین اڑنا اور ایسی طاقت کا
ظاہر کرنا جو قوت بشری سے باہر ہو اور کرامات اولیا اونکی نبی کے واسطے معجزہ
شمار کیجاتی ہین کیونکہ مرد لوگون سے ایسے امور کا ظاہر ہونا اوس نبی کی
صداقت کے لئے دلیل بین ہے ۔ اور کوی ولی نبی کے مرتبے کو اللہ تعالے
سے قرب اور اوسکے نزدیک فضل و کرامت مین نہین پہونچتا کیونکہ ولی کے لئے پیغمبر پر ایمان
لانا فرض ہے اور ولی مامون العاقبہ نہین اور پیغمبر خوف خاتمہ سے بری ہے اور
معصوم ہے اور ولی کا نفس بالذات معصوم نہین البتہ محافظت کرنے سے ترک گناہ
کا ہونے سے بچا رہتا ہے اور پیغمبر کے پاس وحی آتی ہے فرشتونکا مشاہدہ کرتا
ہے اور لوگون کے پاس پیغام پہونچانے کیلئے مامور ہے بخلاف ولی کے
بلکہ اسپر تو دلیل کی بھی ضرورت نہین اسلئے کہ اولیا کو مرتبہ ولایت اللہ کی اطاعت
سے حاصل ہوتا ہے اور انبیا کی اطاعت بھی عین اللہ کی اطاعت ہے
چنانچہ قرآن مین خود اللہ تعالی فرماتا ہے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ[۵۷]
اور کوئی آدمی اس مرتبہ کو نہین پہونچتا کہ احکام دینی اور تکالیف شرعی
اوس سے ساقط ہو جائین بشرطیکہ عاقل و بالغ ہو خواہ کوئی نبی یا ولی ہو یا مومن صالح
ہو یا کوئی اور ہو کسی سے بے عذر شرعی احکام شرعی معاف نہین جس طرح اور
سب پر فرض واجب ہین اسی طرح ولی نبی پر بھی کیونکہ جس قدر خطابات تکلیف

۵۷ دیکھو سواد اعظم مین بحث فضیلت انبیا بر اولیا ۱۲

شرعی مین وارد ہین سب عام ہین کسی کی اوسمین خصوصیت نہین اور آیات قرآن اور احادیث کا ظاہر پر محمول ہونا ضرور ہے کیونکہ سب ظاہر قرآن و حدیث کے ساتھ مکلف ہین مگر جبکا کہ ظاہر سے پھیرنا بتواتر ثابت ہوا ہو اوسکی تاویل جائز ہے سیکی سوا جائز نہین جیسے شیعہ باطنیہ کہتے ہین کہ کتاب و سنت سے جو تیمم اور نماز و روزہ و زکوٰۃ و حج و بہشت و دوزخ و قیامت وغیرہ کے جو کچھ وارد ہوا ہے وہ ظاہر پر محمول نہین سب کے اور ہی معنی ہین اور جو معنی لغت سے مفہوم ہوتے ہین تو وہ شارع کی مراد نہین مثلاً حج سے مراد امام کی پاس پہونچنا ہے اور روزے سے مذہب کا مخفی رکھنا اور نماز سے امام کی فرمان برداری وغیرہ وغیرہ — مصباح الہدایت مین لکھا ہے کہ صوفیہ کے ساتھ بھی مشابہت رکھنی والی ایک جماعت ہے جو باطنیہ اور مباحیہ کہلاتے ہین یہ کہتے ہین کہ احکام شرع کی پابندی عوام کے لئے ہے جو اشیا کی ظاہری باتون کے سوا کچھ نہین سمجھے بارکیون اور حقائق و دقائق سے نابلد ہین اور خواص اور اہل طریقت کی سمجھ عالی ہے انکے لئے رسوم ظاہری کی قید ضرور نہین اسی لئے انہون نے کہا ہی کہ قرآن و احادیث کی معانی یہ نہین ہین جو الفاظ کی ظاہر دلالت سے سمجھی جاتے ہین بلکہ قرآن کو اللہ اور رسول اللہ اور اولیاء اللہ کے سوا کوئی نہین جانتا مثلاً اقیموا الصلوٰۃ کے یہ معنی نہین کہ نماز پڑھو بلکہ نماز مناجات ہے اللہ تعالیٰ سے حضور قلبی کیساتہ اور یہ قیام و قعود محض بے کار ہے اور روزی کے اصل یہ ہے کہ مال کی محبت دلسے نکال ڈالے اور حج کی اصل سیر الی اللہ تعالیٰ کی طرف اور مناسک کی اصل سیر فی اللہ مین اور اوس مین خیال جانا وغیرہ وغیرہ یہ سب ملحدانہ باتین اصل شرع کی ہادم ہین بلکہ ان سے در اصل نبی علیہ السلام کی تکذیب ہوتی ہے — اور مدار شرع کا احکام ظاہری اور تکالیف خارجی پر ہے اگر باطنی طریقون اور ملعتین کا اعتبار کیا جائے

تو یہ سب باتین بیکار ہوئی جاتی ہین سب کا دارومدار تیسون قلبی پر آکر ٹھہرتا ہے ور اسکے
سے شریعت کا باطل کرنا ہے دوسرے جب قرآن کے معانی اللہ اور رسول و اولیا اللہ
اور علمای فرقہ باطنیہ کے سوا اور کوئی نہین سمجھتا تو پھر تمام خلق کے لئے قرآن
کا بھیجنا لغو اور بیکار ٹھہرتا ہے حالانکہ قرآن کے نزول سے مقصود ہدایت ہے ان
جو حقائق اور دقائق قرآن محققین ارباب سلوک سمجھتے ہین حق ہین لیکن وہ ظاہری معنے
کا انکار نہین کرتے بلکہ اونکو انکے پھیر اور دقائق نکالتے ہین کہ ظاہری مرادات سے
متعلق ہوتے ہین اور اونکو اللہ تعالے نے قرآن مین رکھا ہے کیونکہ قرآن کے لئے
ظہر اور بطن احادیث صحاح سے ثابت ہے ۔ اور نسخ احکام بعد سید المرسلین خاتم
النبیین کے شرعاً جائز نہین ہے ۔ اور مردی کو دنیا مین قیامت سے پہلے رجوع
نہین ہے اور تناسخ ارواح کا یعنی یہ اعتقاد کہ انسان جیسا عمل کرتا ہے اوسکو جزا
سزا اسی دنیا مین اسطرح دیجاتی ہے کہ روح ایک جسم عنصری سے متعلق ہوتی ہے
اور پھر بعد رفع ہونے اس تعلق کے دوسری جسم عنصری سے جو پہلے سے مغایر ہوتا ہے

متعلق ہوتا ہے باطل ہے کیونکہ (۱) مجرم کو سزا دیتے ہین تو اوسکو اول جرم کی اطلاع دینا ضرور ہے کہ فلان جرم فلان وقت مین تو نے کیا تہا اوسکے عوض یہ سزا دیجاتی ہے لیکن کوئی انسان اسباب کا علم نہین رکہتا ہے کہ مجھکو جو تکلیف لاحق ہے فلان جرم کیوجہ سے ہے جو اس جسم کے حاصل کرنیسے پیشتر کسی اور جسم سے تعلق رکھنے کی حالت مین سرزد ہوا تہا پہر ایسی بے خبر سزا سے کیا فائدہ ہے (۲) اگر تناسخ سے تبدیل ابدان ہو کر انسان اپنے اعمال کی سزا پاتا ہے تو بتلاے شروع ہستی مین انسان نے کونسا عمل کیا جسکی وجہ سے جسم انسانی حاصل ہوا اور گائے گہوڑے اونٹ وہاہتی نے کونسا عمل کیا جس سے ابتدا مین یہ جسم ملا پس ہر ایک نوع حیوانات جدا جدا مخلوق ہے اور دنیا دار العمل ہے اور آخرت دار الجزا ہے (۳) اللہ تعالی مجرمین کی زبانی کہتا ہے یٰلَیْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُکَذِّبَ بِاٰیٰتِ رَبِّنَا کاش ہم پہرے جاوین اور نہ جہٹلادین نشانات اپنے رب کی (ایضًا) رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اے رب ہمنے دیکہہ لیا اور سن لیا اب ہمکو پہیر بہیج ہم کرین عمل اچہے

حاشیہ بقیہ صفحہ ۸۳

[illegible]

پس اگر تناسخ ارواح واقع ہوتا تو اللہ تعالے اونکے جواب مین فرماتا کہ تم آرزو
پھر جانے کی کرتے ہو تم کو تو کئے دفعہ دنیا مین لوٹا دیا ہے مگر ایسا نہین فرمایا ۔
اور نیک کام کا حکم کرنا اور برائی سے منع کرنا واجب ہے اور شرط اوسکی یہ ہے کہ فساد
پیدا ہونے کا خوف نہو اور قبول کر لینے کی توقع ہو ۔ اور انبیا افضل ہین تمام ملائکہ
سے اور اولیا و زہاد کو فضیلت ہے عوام ملائکہ سے سوائے اون ملائکہ کے جو مقرب
ہین اسلیئے کہ حق تعالے نے جنت انسان ہی کے لیئے پیدا کی ہے ۔ اور زندونکی دعا
مردونکے واسطے اور صدقہ دینا مردونکی طرف سے مردون کو نفع ہے ۔
اور خدائے تعالے اپنے فضل و کرم سے دعاؤن کو قبول کرتا ہے اور حاجتون
کو پورا کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالی نے ہر چیز کے لیئے سبب پیدا کیا ہے بعضی اسباب
ظاہر ہین بعضی چھپے ہین اسباب کی تاثیر کا ایک اندازہ ہے جب اللہ چاہے
اوسکی تاثیر اندازہ سے کم زیادہ کر دے جب چاہے ویسی ہی رہے آدمی کبھی کنکری سے
مرتا ہے اور کبھی گولی سے بچتا ہے ۔ اندازے کو تقدیر کہتے ہین یہ دو تقدیرین ہین
ایک بدلتی ہے اور ایک نہین بدلتی جو تقدیر بدلتی ہے اوسکو معلق کہتے ہین اور
اور جو نہین بدلتی اوسکو مبرم کہتے ہین پس اللہ نے دعا کرنے اور صدقہ دینے کو تقدیر
کے رد کرنیکا سبب بنایا ہے بلکہ یہ بھی مقدر کیا ہے کہ جب بندہ دعا کریگا اور صدقہ
دیگا تو نفع پہونچیگا بلا اوسکی دفع ہوگی اور تمام اسباب عالم باوجود قضا و قدر
الٰہی کے یہی حکم رکھتے ہین جیسے کہ ادویہ طبیہ شفا کے لیئے اور بندونکے اعمال بہشت
و دوزخ مین داخل ہونیکے لیئے تقدیر معلق کے تغیر سے اللہ کے علم مین تغیر نہین ثابت
ہوتا بلکہ بہ نسبت خلق کے تغیر ہوتا ہے ۔

اور پیدا کرنا حق تعالی کا ذریت حضرت آدم کو پشت آدم علیہ السلام سے اور توحید پر اونسے
میثاق لینا حق ہے اور میثاق لینا پیغمبرونسے واسطے تبلیغ کے اور نیز واسطے تصدیق

بعض سے بعض حق ہے اور لوح و قلم اور جو کچھ اوس مین مسطور ہے حق ہے مگر آپ
لوح کو کوئی تختی اور قلم کو کوئی قلم واسطی نہ سمجھیگا —
امامت ریاست عامہ ہے اہل اسلام اور ذمیون وغیرہ کی دین و دنیا کے کامونکی حفاظت
کے لیئے بطور نیابت کے رسول علیہ السلام کی طرف سے یعنی احیائے علم دین و اقامت
ارکان اسلام اور امر معروف و نہی منکر و جہاد و قضا اور اجرائے حدود وغیرہ جس
طرح نبی علیہ السلام کی ذات فائیض البرکات سے انجام پاتے تھے اسی طرح یہ شخص
بھی جو منصب امامت کے ساتھ نامزد ہوا ہے انجام دیگا پس اگر کوئی بادشاہ نہو اور
اوسکا حکم نمانا جاوے وہ ہرگز امام ہوگا ہم کتنا ہی اوسے افضل فرض کرین اور جانین
کہ یہ فاطمی ہے اور معصوم بھی ہے اور اطاعت بھی اسکی واجب ہی اور اگر کوئی کافر
بزور شمشیر ملک پر قبضہ حاصل کرے اور شرع کے احکام کو اوٹھا دے اور تمام رعایا سے
خراج و باج لیتا رہے اور دین اسلام کی کام مین مصروف نہو وہ امام نکہلائیگا اور
جو امام مصلے پر بیٹھنے والا تسبیح ہاتھ مین رکھنے والا ہمیشہ کتب علمیہ کا مطالعہ کرنے والا
طلبا کو پڑہانے والا مشکل علمون مین کتابین تصنیف کرنے والا دقائق کا حل کرنے والا
اور خونریزی اور کفار سے مال چہین نے سے بچنے والا ہو اور اوسکے عہد مین بعض آدمی
بعض پر ظلم کرین اور قوی ضعیف کو ستاوین اور شریفون کو مفسدون کے ہاتھ سے آبرو
بچانی مشکل ہو تو ایسے امام کی احتیاج مسلمانونکو نہین کیونکہ جو کچھ امامت اور سلطنت کے
لیئے ضروری ہے وہ اوس سے حاصل نہین ہوتا —
بلحاظ دلائل نقلی اہل سنت کا قول ہے کہ مسلمانون پر قیامت تک واجب بالکفایہ ہے

امامت کے ثبوت کے تین طریقے ہین نص اختیار دعوت پہلے دو نون طریقے ایسے ہین کہ انکی نسبت مسلمانون
مین اختلاف ہی امامیہ انکی ابطال پر متفق اور اہل سنت وجماعت اور معتزلہ اور خوارج اور زیدیہ و
صالحیہ سب کہتے ہین کہ دعوت محض کا طریقہ ہے مستفاد از نہایۃ العقول ۱۲ منہ

امام یعنی سلطان کا مقرر کرنا اسلیے کہ مکلفین کے کام جیسے حدود کا قایم کرنا اور رد کرنا اور احکام شرع کے موافق فتوے دینا اور علوم دین کو پھیلانا اور ارکان اسلام کا قایم رکھنا اور کفار کو عملداری اسلام سے بھگانا اور امر معروف و نہی منکر کرنا اور دشمنوں پر چڑھائی کے لیے لشکر درست کرنا مال غنیمت اور خمس تقسیم کرنا اور جن بچون کا ولی کوئی نہین ہے اونکی ولایت کرنا وغیرہ باتین سلطان سے وابستہ ہوتی ہین پس اوسکا مقرر کرنا بھی مکلفین کی رائے پر واجب ہی اسلیے کہ مقدمہ واجب وہی واجب ہوتا ہے جسکی ذمہ واجب ہے نہ دوسرے پر پس وجود امام جانب خدا سے بحکم خدا واجب نہین بلکہ جانب خدا سے اوسکا تقرر بہت مفاسد کا موجب ہی اسلیے کہ مخلوق کی رائین اور خواہشات نفسانی مختلف ہوتی ہین پس ایک شخص کو یا کئی اشخاص کو تمام عالم کے انتظام کے لیے تمام زمانون مین مقرر کرنا بڑی بڑی خرابیان پیدا کریگا طرح طرح کے جھگڑے اور فساد کھڑے ہونگے امامت کمزور ہو جائیگی دشمن غلبہ کرینگے اور امام کو اپنی جان کے خوف سے تقیہ کرنا اور مخفی ہونا پڑے گا بلکہ جان و مال معرض ہلاک مین آجاوینگے اور اسی وجہ سے مخلوق کے سامنے کبھی اپنی جان کو ظاہر نکر سکے گا ان قبایح پر خیال کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کا تقرر خدا کے ذمہ جاننا اور اوسے الطاف الٰہی شمار کرنا باطل ہے اگر نصب امام لطف الٰہی ہوتا جیسے کہ نبی کا ہونا لطف ہی تو اس شرط سے ہوتا کہ امام کو تائید غیبی ہوتی اور مخالفین پر غلبہ حاصل ہوتا اور اظہار حق کے لیے کوئی برہان اوسکے ساتھ ہوتی اور جبکہ کوئی ایسی بات امام کے ساتھ نہین ہے تو پھر لطف الٰہی کیا ہوا اس سے یہ ثابت ہوا کہ امام کا نصب کرنا مکلفین پر واجب ہے کہ حاجت کے وقت اپنی مصلحت کی موافق کسی کو اپنا رئیس بناوین اور امام کے لیے نو شرطین شرط ہین (۱) مسلمان ہو (۲) مرد ہو کہ اکثر مہمات امارت بدون عقل کامل اور شجاعت وافر کے دشوار ہین اور یہ عورات مین معدوم ہین (۳) غلام نہو (۴)

مستقل (۵) بلوغ کہ اسکے بغیر اپنے نفس پر بہی ولایت نہیں ہو سکتی پہر ولایت
عامہ کیونکر ہو سکتی ہے (۶) عدالت کہ فاسق اہل شہادت نہیں ہے تو اہلیت امارت
عامہ بالاتر اہلیت شہادت سے ہے (۷) قوم کا قریش ہو (۸) نا قص الاعضا
یعنی گونگا بہرا اندہا نہو اسلیے کہ امام پر واجب ہی حکم دینا اسطرح کہ اوسکے مطالب
معین شدہ پر کہ از مدعی و مدعا علیہ و زعیت مقرلہ و شاہد و مشہود کی شناخت اور
اونکا کلام سننا اوسکے واسطے ضروری ہے اور واجب ہے اوسپر مقرر کرنا اپنی طرف
سے نائبون اور قاضیون کا شہرون مین اور لشکر کو جہاد مین حکم دینا اور یہ سب باتین
سلامتی اعضا کی بدون ممکن نہین (۹) مجتہد ہو اور مجتہد ہونے سے صرف اسقدر
قدر مراد ہے کہ جن چیزونکی احتیاج ہی اونکا عالم ہو کیونکہ ضروری چیزونکا جاننا امام

حاشیہ متعلق صفحہ ۸۷ و ۸۸

سلہ نہایۃ العقول فی درایۃ الاصول مین امام رازی نے لکہا ہے
کہ امام مین ان ۹ صفات کا ہونا چاہیے (۱) مجتہد
ہو اصول و فروع دین مین (۲) ذی رای و صیانت ہو
(۳) شجاع ہو (۴) صاحب عدالت ظاہر مین ہو اور
یہ چارون صفات موقوف ہین ان چار صفات پر (۱)
مرد ہو ۲ حر ہو ۳ بالغ ہو ۴ عقیل ہو — یہ آٹہون صفات
بالاتفاق معتبر ہین اور نوین صفت یہ ہے کہ قریشی ہو اور یہ اہل
سنت کی نزدیک معتبر ہے اور معتزلہ مین سے ابو علی
جبائی اور ابو ہاشم کا بہی یہی مذہب ہے اور جاحظ نے کہا ہے
کہ قریشی ہونا جملہ معتزلہ کے نزدیک مشروط نہین اور یہی رائے
خوارج کی ہے ۱۲ منہ

حاشیہ متعلق صفحہ ۸۸

سلہ تذکرۃ الفقہا مین کتاب السیر کے اندر امام کی صفات
یون مذکور ہین وانما یصلح الامامۃ بالغ عاقل ذکر حر مسلم
عدل مجتہد نقی سخی بو ضیع وکلفو فی موضعہا سائس
مستقل تدبیر امر الرعیۃ اکثر رایۃ الاصابۃ شجاع مقدام
حیث یجوز السلامۃ سلیم السمع والبصر والنطق والیدین
والرجلین لم یتقدمہ داع مجاب لانہ لا یجوز امامت الا افضل منہ
فی عصرہ حال قیامہ من ولد اسد الحسنین — اور شرح مقاصد
مین امام کے لئے حسب ذیل شرائط لکہی ہین مکلف ہو
مسلمان ہو صاحب عدالت ہو حر ہو مرد ہو مجتہد ہو
شجاع ہو صاحب رای و کفایت ہو کان آنکہ زبان
درست ہو قریشی ہو ۱۲ منہ سلہ
دیکہو ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفا مقصد اول مسئلہ
شروط خلافت ۱۲

* * * * * * * * * * *

سکے لئے اہم مقاصد سے ہے کیونکہ تمام کاروبار اور احکام کے اجرا کا مدار سلطان
ہے اور جبتک اوسکو اتنا علم نہوگا جس قدر سے حق و باطل مین تمیز کرسکے تو لامحالہ تمام
معاملات کو خبط کردیگا خاص کر جبتک خود احکام شرعی کو جاری کریگا اور اگر بعض خود ان
کامون کو انجام ندیتا ہو تب بھی اسقدر واقفیت ضروری ہے کہ علما مین سے کوئی عالم متقی
پرہیزگار صاحب عدالت احکام شرعی کے جاری کرنیکے لئے مقرر کرے اگر خود اتنا تمیز
نرکھتا ہو تو کسی سچے عالم سے ایسے عالم کے احوال کو دریافت کرلے **فائدہ**
حمادی ابراہیم شاہی مین مذکور ہے کہ بعض کے نزدیک امام کا مطاع ہونا شرط ہے اور
اکثر کا مذہب یہ ہے کہ شرط نہین ہے اسلئے کہ امام کی اطاعت سب پر فرض ہے جو کوئی
اوسکی اطاعت نکریگا وہ گنہگار ہے رعایا کی نافرمانی امامت کو نقصان نہین پہونچا سکتی
ہے پھر اگر غلبہ حاصل ہو تو یہ نافرمانی رعایا کی تمرد مین شمار ہوگی لیکن عدالت و قرشیت
شروط ہین حالت اختیاری مین پس دیدہ و دانستہ فاسق کو یا غیر قرشی کو اگر امام کرین
تو البتہ گناہگار ہون امامت اوسکی منعقد ہو جائیگی اور پھر اوس پر خروج جائز نہوگا اگر
تسلط کرکے فاسق یا غیر قرشی بادشاہ بن جاویگا تو وہ خود گناہگار ہوگا لوگون پر اطاعت
اوسکی فرض ہوگی اور خروج اوس پر حرام ہوگا اور شرط ہونا اسلام کا ساقط نہین ہوتا
ہے اسلئے کہ لفظ اولو الامر منکم غیر مسلم کو شامل نہین اور شرط ہونا ذکورت اور حریت اور
اور سلامتی اعضا اور اجتہاد کا مثل عدالت کے ہے پس اگر عورت یا غلام یا ناقص الاعضا
یا غیر مجتہد مسلط ہو جاوے تو اطاعت اوسکی واجب ہوگی پس ظاہر ہوا کہ اسلام کے سوا
امامت مین کوئی اور بات جیسا بنی ہاشم یا اولاد علی سے ہونا یا افضل زمانہ ہونا یا معصوم ہونا
شرط نہین جو قیدین شیعہ نے لگائی ہین اور امام فسق و فجور سے معزول نہین ہوتا بلکہ
مستحق عزل ہو جاتا ہے پس اس سبب سے مسلمانون کو چاہیئے کہ اوس امام کو برطرف
کردین ہان اوسکو حتی المقدور اوس گناہ سے باز رکھین اور اوسکے نیکبخت ہونیکی

دعا کرین کیونکہ ہر طرف کہ ہمین فتنۂ عظیم کا ڈر ہے اور نماز ہر نیک و بد مسلمان کے
پیچھے جائز و روا ہے —
اور مجتہد[ش] کبھی خطا بھی کرتا ہے اور اوسکو خطا مین معذور ہے اور حق و صواب بھی
کرتا ہے اور اعتقاد کرنا چاہیئے مسح موزی کا حضر و سفر مین مسافر کو تین شبانہ روز
اور مقیم کو ایک شبانہ روز — اور حلال[ش] جاننا گناہ کا صغیرہ ہو یا کبیرہ اور اوسکا
سبک جاننا کفر ہے اور شریعت کے ساتھ مسخر کرنا اور اوسکی اہانت کرنا کفر ہے اور بعض
کے کلمے سے ہزل کرنا کفر ہے اگرچہ اوسپر اعتقاد نہو کیونکہ ہزل موجب سبک جاننے کا ہے
اور جب گناہ کا سبک جاننا کفر ٹھہرا تو سبک جاننا کفر کا بطریق اولی کفر ہے اور خدا کی
رحمت سے ناامید ہونا کفر ہے اور خدا کے عذاب سے نڈر ہونا بھی کفر ہے — اور تہمید

حاشیہ متعلق صفحہ ۸۹ و ۹۰

[ش] امام کا معصوم ہونا خطا سے علم و اجتہاد مین ضرور نہین
اور نہ گناہ کے صدور کا ممتنع ہونا امامت کی شرائط مین
سے ہے البتہ امام بنانے کے وقت خیال رکھنا چاہیئے
کہ صاحب عدالت ہو یعنی گناہ کبیرہ کا مرتکب اور صغیرہ پر
مصر نہو اثنا عشریہ و اسماعیلیہ کا قول ہے کہ صحت امامت
مین عصمت شرط ہے اور عصمت کے یہ معنی کہتے ہین کہ نہ تو
خطا فہم مین ہو اور نہ گناہ عمل مین صادر ہون پس انکے
نزدیک امام کا ظاہر اور باطن دونون معصوم ہونا واجب
ہے بخلاف اہل سنت کے کہ انکے نزدیک باطن کا اعتبار
نہین صرف ظاہر مین صاحب عدالت ہو اور حضرات شیعہ
کے مذہب کے موجب چونکہ عصمت ظاہری اور باطنی خلق
کو معلوم نہین ہوسکتی پس ناچار مقرر کرنا امام کا خدا کی
طرف سے ہے نہ خلق کی طرف سے ۱۲ ماخوذ ملخصاً
از شرح عقائد نسفی بزبان اردو مؤلفہ محمد نجم الغنی خان
مؤلف مذاہب الاسلام ۱۲

[ملہ] عقد الجید مین شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھا ہے اجتہاد کی تعریف
علمای حدیث مثلاً بغوی رافعی علامہ نووی وغیرہ نے
ان لفظون مین کی ہے مجتہد وہ شخص ہے جو قرآن حدیث
مذاہب سلف لغت قیاس ان پانچ چیزون مین کافی
دستگاہ رکھتا ہو یعنی مسائل شرعیہ کے متعلق جسقدر
قرآن مین آیتین ہین جو حدیثین رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے ثابت ہین جسقدر علم لغت درکار ہے سلف کے
جو اقوال ہین قیاس کے جو طریق ہین قریب کل کے جانتا
ہو اگر انمین سے کسی مین کمی ہے تو وہ مجتہد
نہین ہے اور اوسکو تقلید کرنی چاہیئے ۱۲ ۱۲
[سہ] ملہ متصوفہ مبطلہ مین سے ایک فرقہ کا نام اباحیہ ہے وہ سمجھتے
کہ ہمکو قدرت گناہ سے بچنے کی اور مامورات کی بجا لانیکی
نہین اور نہ کوئی دنیا مین کسی چیز کا مالک ہے سب آدمی اسکے
اور لونڈی اور ازواج مین باہم شریک ہین کذا فی توضیح المذاہب ۱۲ مختصر

سے جسے ہندی میں بوزہ کہتے ہیں بشرطیکہ لہو ولعب کے لیے نہ استعمال کیجاوے حرام
نہیں ہے اور نبیذ یہ ہے کہ خرمے یا کھجور کو تنہا یا مویز کے ساتھ یا جو شہد گیہوں
جوار یا جیرہ وغیرہ غلہ کو پانی میں تر کرکے رکھدیتے ہیں یہانتک کہ اوس میں تہوڑی
سی تیزی آجاتی اور اگر اتنا رہنے دیں کہ جوش کہا کر سکر و کیفیت ہو جاوے تو حرام
ہے یعنی بدلیل قطعی و یقینی اوسکا ترک فرض ہے۔

مذاہب ثلثہ کے بعض اختلافی عقائد میں تطبیق

اب خیال کرو کہ اعتقاد میں خلاف پیدا ہوجانیکی وجہ سے ابتدا میں اشعریہ ماتریدیہ
حنفیہ میں باہم کسی قدر تباین و تنافر تھا ہر ایک دوسرے کے عقیدے میں قدح کرتا
تھا لیکن انجام کو وہ اختلاف راجع طرف توفیق و تطبیق کے ہوگیا[2]۔
فتاوی مولانا شاہ عبد العزیز صاحب میں مذکور ہے کہ اللہ تعالے نے علمائے اہل سنت
وجماعت کو دو چیزیں عطا کی ہیں (۱) ذہن رسا کہ بسبب اوسکے بات کی کنہ کو پہونچ
جاتے ہیں اور الفاظ پر نہیں اٹکتے (۲) انصاف اور قلت حسد کہ اوسکی وجہ سے
ہر ایک کے کلام کو بہلائی پر حمل کرتے ہیں اور حتی المقدور تضلیل و تکفیر کسی کی نہیں کرتے
مثلاً ماتریدیہ صفت تکوین کے قائل ہیں اور اسے صفت حقیقی قدیم جانتے ہیں اور اشعریہ

[1] جزو اول مواہب لدنیہ میں عشرۂ مذہب کی ذیل میں
مذکور ہے قال ابو حنیفۃ نقیع الزبیب والتمر اذا طبخ حتی ذہب
ثلثاہ ثم اشتد حل شربہ ما دون السکر ۱۲ منہ

[2] سلک مربع المعانی فی شرح عقیدۃ الشیبانی میں مذکور
ہے وکلہم علی الحق وان کان قد حصل الخلاف
بین الشیخ ابی الحسن الاشعری شیخ اہل السنۃ من الشافعیۃ وبین
الامام ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ فی مسائل اخری من
اصول الدین لکنہا یسیرۃ لا تقتضی تکفیرا ولا تبدیعا بل
کل منہما علی صراط وقد نظم الشیخ تاج الدین السبکی
رحمہ اللہ تعالے ہذہ المسائل المختلف فیہا فی ابیات
فائقہ یعنی اہل سنت کے تمام مذاہب حق پر ہیں
اگرچہ بعض مسائل عقائد میں درمیان ابوالحسن اشعری
اور امام ابو حنیفہ کے کسی قدر اختلاف ہے مگر
وہ اتنا معتد بہ نہیں کہ تکفیر و تبدیع کسی کے ہو سکے
بلکہ سب راہ راست پر ہیں ان مسائل اختلافی
کو شیخ تاج الدین سبکی نے نظم کیا ہے ۱۲
منہ

+ + + + + + + + + + + + + + + + + + + +

صفت تکوین کو اعتباری کہتے ہین صفت حقیقی نہین مانتے اور خیال کرتے ہین کہ تعلقات
قدرت وارادہ سے یہ صفت حادث ہوتی ہے جس طرح تمام صفات کے تعلقات
حادث ہین اوسی طرح یہ بھی حادث ہے پس علمائے اشعری علمائے ماتریدی کے
کلام کو جو صفت تکوین کے قدم کے قائل ہین اوس صفت کے مبدء پر حمل کرتے
ہین یعنی یہ سمجھتے ہین کہ جن صفات سے تکوین حادث ہوی ہے اور وہ قدرت
ارادہ ہے وہ قدیم ہین اور اسی وجہ سے تکفیر و تضلیل نہین کرتے اسی طرح اشاعرہ
اور ماتریدیہ کہتے ہین کہ کلام الٰہی غیر مخلوق ہے اور مراد اوس سے کلام نفسی ہے نہ الفاظ
اسواسطے کہ الفاظ جو کیفیات اصوات غیر قارہ ہین اونکا حادث ہونا بدیہی ہے اور بدیہیات کا
انکار مناسب نہین اور حنابلہ کہتے ہین کہ الفاظ اگرچہ کیفیات اصوات غیر قارہ ہین
لیکن عدیم القار ہونا وجود تلفظی مین ہے اور یہان یعنی الفاظ کا وجود دوسرا ہے کہ
وہ سامعین کی قوت متخیلہ مین ہے اور یہ وجود بطریق تجدد الامثال کے بقا و قرار
رکھتا ہے مثلاً شیخ سعدی کی گلستان کو باعتبار اوسی وجود کے کہہ سکتے ہین کہ
مدت ۶۰۰ برس سے موجود ہے یعنی اونہین الفاظ کے ساتھ کہ منت خدای را
عز و جل الخ ہین پہلی پہل سعدی کے متخیلہ مین وجود حاصل کیا پھر دوسری سامعین
کے متخیلہ مین وجود پایا اسی طرح ہماری وقت تک اوسکو وجود حاصل ہوتا رہا پس
کلام لفظی الٰہی کا علم الٰہی مین کلام نفسی قدیم نام ہے پس حنابلہ کہتے ہین کہ کسی طرح بدیہی
کا انکار لازم نہین آتا بلکہ اوس عموم بعض کو کہ کلام الٰہی غیر مخلوق ہے ظاہر سے پھیرنا اور
کلام نفسی پر محمول کرنا فہم و فراست سے بعید ہے مگر اشعریہ اور ماتریدیہ نے جان لیا کہ حنابلہ کا
کلام سرسری طور پر ہے اسلئے اونکی تکفیر اور تضلیل کی۔ اشعریہ کہتے ہین
کہ افعال مین حسن و قبح باعتبار اس معنی کی نہین ہے کہ افعال کی ذات کو حسن و قبح واجب
ہے ورنہ شرع مین نسخ جائز نہوتا اسواسطے کہ جو چیز بالذات یا ذاتی ہوتی ہے اوس مین

اختلاف و تخلف نہین پیدا ہوتا اور ماتریدیہ کہتے ہین کہ افعال کے لئے ورود شرع
سے پیشتر کوئی حکم وجوب یا حرمت کا نہین بلکہ شرع نے وجوب و حرمت کو افعال مین
بیان کیا ہے مگر نفس فعل مین ایک چیز ہوتی ہے کہ وہ وجوب کو چاہتی ہی جیسے نماز
کہ اوسمین معبود کی مناجات ہی جسنے اوسکو واجب کیا ہے اور فعل ہی مین ایک ایسی
چیز ہوتی ہے جو اوس فعل کی حرمت کا تقاضا کرتی ہے جیسے زنا کہ اوسکی وجہ سے
انساب مین خلط واقع ہوتا ہے اور یہ بات زنا کی حرمت کو چاہتی ہے اور شارع
حکیم ہے اوسکا کوئی حکم مصلحت اور حکمت سے خالی نہین کوئی حکم اوسکا فضول اور
عبث نہین جس چیز مین اوسنے جو بات دیکھی اوسیکے مطابق اوسنے حکم دیا جو چیز حرمت
کو چاہتی تھی اوس فعل کو اوسنے حرام کیا اور جو قابل وجوب تھی اوسے واجب کیا
ہان بعض افعال کا حسن و قبح ہماری فکر ناقص مین نہین آسکتا اور ہماری ناقص قوتون سے
مدرک نہین ہوسکتا اسلئے اشاعرہ نے افعال کے حسن و قبح ذاتی کا انکار کیا کہ عوام ناقص
قوتون پر بھروسا کر کے جادۂ ایمان سے بہک نجاوین پس اشعریہ تکفیر و تضلیل نہین کرتے
اسی طرح اشاعرہ صفات حق تعالی کو ذات حق تعالی پر زائد مانتے ہین اور کہتے ہین کہ
قدمائی مستقلہ یعنی ذوات متعددہ کا ثابت کرنا کفر ہے اور ایک ذات کی قدامت ثابت
کر کے اوس ذات قدیمہ کی صفات کو بالتبع قدیم ماننا کفر نہین پس وہ ذات تو بالاستقلال
قدیم ہوئی اور اوسکی صفات بالتبع قدیم ٹھہری اور علمای ماتریدیہ نے قدمائی متعدد
اور توصیفات متعددہ سے احتراز کر کے کہا کہ صفات الٰہی ذات الٰہی کی نہ عین ہین نہ
غیر اسلئے کہ اگر عین کہتے ہین تو صفات کی نفی لازم آتی ہے جو مذہب فلاسفہ وامامیہ
اور معتزلہ کا ہے اور اگر زائد مانتے ہین تو مخالفین کی طرف سی طعن و تشنیع کی بوچھار
تعدد و قدما کی ثابت کرنے پر ہوتی ہے اسلئے عینیت اور غیریت دونون کی نفی کی اور
اشاعرہ نے سمجھا کہ غیریت مستقلہ کی نفی مراد ہے جیسا کہ مسلک ہمارا ہی اور اون صفات

کا انکار بدنظر نہین اور اسی وجہ سے عینیت کی نفی کی ہے حالانکہ عینیت کی نفی
وہی حقیقت کی نفی ہے اور کسی چیز سے اوسکی حقیقت کو نفی کرنا سراسر سفسطہ ہے
اسی طرح علمای ماتریدی کہتے ہین کہ نیک کبھی بد ہو جاتا ہے اور بد کبھی نیک ہو جاتا
اور علمای اشعریہ کی رائے یہ ہے کہ نیک وہ ہے جو مان کے پیٹ ہی مین نیک ہو گیا
اور بد وہ ہے جو مان کے پیٹ ہی مین بد ہو گیا یعنی نیکی اور بدی یہ دونون انسان کے
نصیب مین پیدایش سے پہلے ہی مقرر ہو جاتی ہین دونون فرقون نے ایک
دوسرے کے اغراض پر غور کرکے تکفیر و تضلیل سے زبان کو روکا اسلئے کہ ایک فرقے
نے انجام پر نظر کی اور دوسرے نے وسط کا لحاظ کیا اور تبدل سعادت و شقاوت
کے قائل ہوئے غرضکہ ماتریدیہ اور اشاعرہ مین خلاف لفظی ہے نہ معنوی مگر ایک کی نشا
جدا ہی ہی حال ہے انکے اختلاف کا ایمان مین کہ جمہور محدثین شافعیہ و مالکیہ و حنابلہ
ایمان تصدیق اور اقرار اور عمل تینون کو قرار دیتے ہین اور عمل کو ایمان کا کامل کرنے
والا سمجھتے ہین اور حنفیہ کے نزدیک ایمان فقط تصدیق کا نام ہے اور اقرار تصدیق کا ظاہر
کرنے والا ہے اسی وجہ سے وہ فرقے اپنے ایمان پر بھروسا نہین کرتے اور یہ کہتے ہین
انا مومن انشاء اللہ اور حنفیہ کو اپنے ایمان پر جزم ہے اسی لئے کہتے ہین انا مومن حقا
اسلئے کہ کامل ایمان مین کہ مراد عمل ہے بے شبہ شک ہے کہ ہے یا نہین اور نفس ایمان مین
کہ صرف تصدیق ہے کسی طرح کا شبہ نہین ۔ اسی طرح امام احمد حنبل اور اونکے
ساتھ ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ ایمان مخلوق نہین بلکہ علمای بخارا نے تو کہا ہے
کہ جو مخلوق کہے وہ کافر ہے اسلئے کہ اس سے کلام الٰہی کا مخلوق ہونا لازم آتا ہے
اور محاسبی اور ابن کلاب عبد العزیز مکی اور امام ابو حنیفہ اور علمای سمرقند یعنی
ماتریدیہ یہ کہتے ہین کہ وہ مخلوق ہے کیونکہ ایمان دل کی تصدیق اور زبان کا اقرار
ہے اور یہ بندونکے فعل ہین اور بندے کے سارے افعال مخلوق ہین تو ایمان بھی مخلوق

ہوا اشعری سے حنابلہ کے قول کی یون توجیہ کی ہے کہ جو یہ کہتے ہین کہ ایمان غیر مخلوق
ہے تو مراد اونکی وہ ایمان ہے جو اللہ تعالی کی صفات مین سے ہے کیونکہ مومن اللہ
کے اسمائی حسنی مین سے ہے اور اللہ کا ایمان یہ ہے جو اوسنے اپنی کلام قدیم کے
ساتہ ازل مین اپنی وحدانیت کی تصدیق کی تھی اور اوسکی خبر دی تہی چنانچہ
اللہ کا یہ قول اسی مطلب پر دلالت کرتا ہے انني انا اللہ لا الہ الا انا مین ہی ہون اللہ
کوئی معبود نہین سوا میرے اور یہان یہ نہین کہہ سکتے کہ اللہ کی تصدیق حادث
ہے اسلئے کہ اللہ مخلوق نہین جسکے ساتہ حادث قائم ہو سکے اور جو کہتے ہین ایمان
مخلوق ہے اونکی مراد بندون کا ایمان ہے ابن ابی الشریف کہتے ہین کہ اسمین خلاف
کرنا فضول ہے اسلئے کہ جس ایمان کیا تکلیف دی گئی ہے وہ دل کا فعل ہی اور اوسکے
مخلوق ہونی مین کلام نہین اور جس ایمان پر اسم الٰہی دلالت کرتا ہی اوسکی قدیم ہونے
مین اہل سنت کو شک نہین کیونکہ وہ اللہ تعالی کی صفات مین سی ہے جو قدیم ہین لیکن
ایک عالم نے ماتریدیہ و اشاعرہ کی خلافیات مین ایک مستقل رسالہ لکھا ہی جسمین چالیس
فریدون کے اندر چالیس ایسی مسئلے ذکر کئے ہین جن مین ان دونون مذہب کی علما مین
خلاف ہے جو کہ اس محل کے مناسب ہے اسلئے مین بھی بطور انتخاب کے اون مسائل
کو دکہاتا ہون —

مسئلہ خلافی	علمائی ماتریدیہ کی رائی	علمائی اشعریہ کی رای
وجود اور ذات باری مین عینیت ہے یا غیریت	ذات باری اپنی وجود کی عین ہے اور عینیت سے مراد یہ ہے کہ وجود قائم بذاتہ ہے یعنی کسی غیر سے منتزع نہین ہے	وجود مقتضائی ذات ہی یعنی ذات باری تعالی وجود کی مقتضی ہے اس صورت مین غیریت ہوئی

مسئلہ خلافی	علمای ماتریدیہ کی رای	علمای اشعریہ کی رای
۱ وجوب عدمی ہے یا نہیں	وجوب ذات الٰہی پر زاید نہین ہے اور نہ عدمی ہے اور نہ اعتباری	اعتباری ہے تو عدمی ہوا
۲ وجود زائد ہے ذات پر یا نہین	وجود واجب الوجود کی ذات پر زاید نہین —	زائد ہے —
۳ کیا بقا وجود مستمر ہے یا زائد ہے ذات پر	وجود مستمر ہے ذات پر زائد نہین —	صفت وجودی ہے زائد ہے ذات پر تو مستمر نہ ٹھہرا
۵ صفت قدرت کی تفسیر	قدرت اللہ تعالی کی صفت ازلی ہے اوسکے ارادے کے موافق متعلق ہوتی ہے یعنی اوس سے آثار ارادہ ممکن کا صدور ہوتا ہے	ایک صفت موثرہ ہے جب مقدورات سے متعلق ہوتی ہے تو اونمین اثر کرتی ہے
۶ کیا صفت ارادہ مین محبت ورضا ہے یا نہین	صفت ارادہ مین محبت نہین اور ارادہ مستلزم رضا کو نہین	محبت ارادہ کے معنی مین ہے اسی طرح رضا یعنی تینون ایک چیز ہین —
۷ صفت سمع وبصر	صفت سمع اوس چیز سے متعلق ہوتی ہے جو مسموع ہوسکے اور بصر بھی اوسی سے متعلق ہوتی ہے جسکا دیکھنا صحیح ہو اور ان دونوکا تعلق موجودات سے ہوتا ہے	ہر موجودی سے دونون صفتین متعلق ہوتی ہین یعنی اللہ تعالی ازل مین اپنی ذات اور تمام صفات وجودیہ کو سنتا اور دیکھتا تھا اسی طرح ہمیشہ اپنی ساری صفات وجودیہ کو اور تمام کائنات کو دیکھتا اور سنتا رہیگا خواہ اموات کے قبیل سے ہون یا غیر اموات کے

مسئلہ خلافی	علمای ماتریدیہ کی رای	علمای اشعریہ کی رای
صفت کلام	قرآن اللہ کا کلام ہے اللہ سے شروع ہوا ہے بغیر کیفیت کے یعنی نہ آواز ہے نہ حروف	اللہ کا کلام امر واحد ہے اور کیفیت حدث میں اختلاف کیا ہے کچھ اشاعرہ یہ کہتے ہیں کہ یہ حدث شخصی ہے اور بعضی کہتے ہیں کہ وحدت نوعی ہے اسکے معنے یہ ہیں کہ نوع واحد میں متحقق ہوتی ہے اور وہ خبر ہے —
۹ کلام نفسی سننے کے قابل ہے یا نہیں۔	نہیں سنا جا سکتا	مسموع ہونا جائز ہے موسیٰ علیہ السلام نے کلام نفسی ہی سنا تھا
۱۰ صفت تکوین صفت حقیقی ہے یا اعتباری	تکوین صفت ازلی ہے	تکوین اللہ کی صفت حقیقی نہیں اعتباری چیز ہے۔
۱۱ اشیا کی تکوین کیا اللہ کے قول کن سے متعلق ہوتی ہے یا نہیں	وجود اشیا کا کن سے متعلق نہیں بلکہ وجود انکا فقط تکوین سے متعلق ہوتا ہے اور لفظ کن سے مجازاً سرعت ایجاد مقصود ہے	وجود اشیا کا اللہ کی کلام ازلی سے متعلق ہے اور کلمہ کن اوسپر دلالت کرتا ہے۔
۱۲ اسم عین مسمی ہے یا نہیں	اسم عین مسمی ہے خارج میں مفہوم میں پس اسمای الٰہی قدیم ہیں	کبھی اسم عین مسمی ہوتا ہے جیسے اللہ اسلئے کہ وہ علم ہے ذات الٰہی کا

مسئلہ خلافی	علمای ماتریدیہ کی رائی	علمای اشعریہ کی رائے
		بغیر اسکے کہ اوس مین کسی معنی کا اعتبار کیا جائے اور کبھی اسم مسمی کا غیر ہوتا ہے جیسے خالق اور رازق کہ یہ ایسے اسما ہین کہ دلالت کرتے ہین اس بات پر کہ اوسکو غیر کی طرف نسبت ہی اور ظاہر ہے کہ یہ نسبت ذات سی غیر ہے اور کبھی اسم ایسا ہوتا ہی کہ نہ وہ مسمی کا عین ہوتا ہے نہ غیر ہوتا ہے جیسے قدیر و علیم کہ وہ ایسی صفات پر دلالت کرتا ہے جو اللہ کی ذات کے ساتہ قائم ہین اور اشاعرہ کا یہ مذہب ہے کہ صفات حقیقی جو ذات الٰہی کیساتہ قائم ہین نہ ذات کی عین ہین نہ غیر ہین پس یہی حال ہوگا اوس ذات کا جسکے ساتہ ان صفات کا بہی لحاظ کیا جائے غرضکہ ثابت ہوا کہ اسم خارج مین مسمی کا غیر ہے نہ مفہوم مین
[۱۳] بیان قضا و قدر	قضا عبارت ہی اوس فعل سی جسمین مضبوطی زیادہ ہو پس قضا صفات فعلیہ مین	قضا عبارت ہی اللہ تعالی کی ارادہ ازلی سے جو متعلق ہوتا ہے اشیا کی ساتہ

مسئلہ خلافی	علمای ماتریدیہ کی رائے	علمای اشعریہ کی رائے
	سے ہوگی اور تقدیر کہتے ہین مخلوق کے اندازہ کرنیکو اس طور سے کہ مترتب ہو اوس اندازہ پر حسن و قبح اور نفع و ضرر اور عذاب و ثواب و زمانی و مکانی اوس مخلوق کا اور ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر مین کہا ہے کہ قضا سے مراد اوسکا حکم اجمالی ہے اور قدر سے مراد حکم تفصیلی اور ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قضا سے مراد قول کن ہے اور قدر سے مراد معین کرنا شے کا اوس علم کے مطابق جو اللہ کو اوسکے پیدا ہونے کے بارے مین حاصل ہے	جس طور پر کہ وہ ہین اور وہ ارادہ مقتضی ہے نظام موجودات کا ترتیب خاص پر اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صفات ذات مین سے ہے اور قدر متعلق ہونا اس ارادہ کا ہے اشیا کے ساتھ اونکے خاص خاص اوقات مین اور مراد اس سے یہ ہے کہ قدر اشیا کی ایجاد کرنے کو کہتے ہین اونکی ذات و احوال کا ایک اندازہ معین کرکے

حاشیہ متعلق صفحہ ۹۷

صاحب مواقف نے کہا ہے کہ لفظ اسم مین نزاع نہین ہے کہ مدلول اسم مین نزاع ہے اوسکو حجتی نے تمہید مین لکھا ہے کہ اللہ کے اسما مسمی کے نہ عین مین نہ غیر مین عین اسلئے نہین کہ اسما اوسکا معدود ہین اگرچہ جنس عدد اور اصل عدد سے ہون پس اگر اسم عین مسمی ہو تو مسمی بھی اسم کی طرح معدود ہو اور اس صورت مین اللہ کا تعدد لازم آتا ہے اور غیر مسمی کا اسلئے نہین کہ اس تقدیر پر مومن کا نہ ایمان صحیح رہیگا اور نہ رسالت صحیح ہوسکیگی اسلئے کہ ہم اللہ پر ایمان لاتے ہین جو خالق ہے اگر اسم غیر مسمی ہو تو اللہ خالق کا غیر ہوگا اور وہ ہمارا خالق نہ ٹھہریگا اسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لاتے ہین اگر اسم غیر مسمی ہوگا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم غیر رسول ہونگے اور امام فخر الدین رازی نے کہا ہے کہ یہ بحث فضول ہے اسم لفظ مخصوص کو کہتے ہین اور مسمی وہ چیز ہے جسکے مقابلہ مین یہ لفظ بنا ہے اس صورت مین ہم کہتے ہین کہ اسم کبھی مسمی کا غیر ہوتا ہے جیسے لفظ دیوار حقیقت دیوار کی غیر ہے اور کبھی مسمی کا عین ہوتا ہے جیسے لفظ اسم یعنی مجموعہ اس م کا نام ہے اوس لفظ کا جو ایسے معنی مستقل پر دلالت کرتا ہے جسمین زمانہ ملحوظ نہو اور اس قسم کے الفاظ مین لفظ اسم بھی داخل ہے کہ اوس سے بھی ایسے معنی سمجھے جاتے ہین جنمین زمانہ ملحوظ نہین اسلئے یہین اسم اپنے نفس کا نام ٹھہرا اور نام ہوگیا گر اسم مسمی کا عین ہے ۱۲ منہ

مسئلہ خلافی	علمای ماتریدیہ کی رائے	علمای اشعریہ کی رائے
متشابہات [۱۴]	پاؤن ہاتہ مونہہ وغیرہ جو ایسی صفات اللہ کی نسبت ہین حق ہین لیکن اصل اونکی معلوم ہے اور وصف مجہول ہے اور وصف پر مطلع ہوسکنے کی وجہ سے اصل کا باطل کرنا جائز نہین ہے	یہ الفاظ مجازات ہین معانی ظاہری سے
بیان توفیق [۱۵]	توفیق آسان کرنا اور مدد دینا ہے	طاعت پر قدرت کا پیدا کرنا ہے
تکلیف مالایطاق [۱۶]	جو چیز انسان کی قدرت سے باہر ہو عقل یہ جائز نہین رکہتی کہ انسان اوسکے ساتہ مکلف ہوسکتا ہے	اشاعرہ جواز عقلی کے قائل ہین بعضے سمجہتے ہین کہ اشعری نے تکلیف مالایطاق کے جائز ہونے کی تصریح نہین کی ہے کیونکہ یہ ظاہر البطلان ہے بلکہ اونکے دو قولون سے تکلیف مالایطاق کا جائز ہونا لازم آگیا ہے [۱] ۔
افعال الٰہی مین حکمت کا لزوم [۱۷]	اللہ تعالی کی افعال پر حکمت کا مترتب ہونا لازم ہے اور لزوم سے یہ مراد ہے کہ حکمت کا انفکاک افعال سے جائز نہین اور یہ اللہ تعالی کا فضل ہے کہ اوسکے کام حکمت سے خالی نہین اوسکے کامون مین حکمت کا ہونا کچہہ اوسپر واجب نہین ہے	اللہ تعالی کے افعال مین حکمت بطور جواز کے ہے لزوم کی طور پر نہین یعنی حکمت کا اونمین موجود ہونا ضروری اور لازمی بات نہین جائز ہے کہ اونمین حکمت ہو اور کچہہ ہو

دیکہو ضمیمہ حاشیہ

مسئلہ خلافی	علمای ماتریدیہ کی رائے	علمای اشعریہ کی رائے
۱۸ حکمت صفت ازلی اللہ تعالے کے ہے یا نہین	حکمت کے معنی عمل اور احکام عمل کا مضبوط کرنا ہین اور حکمت اس معنی مین اللہ تعالے کی صفت ازلی ہے	حکمت بمعنی مذکور اللہ تعالی کی صفت ازلی نہین۔
۱۹ تخلف وعید کا صفت الٰہی مین جائز ہے یا نہین	تخلف وعید کا ممنوع ہے	عذاب عدل ہے اللہ کو اختیار ہے کہ وہ عاصی کو عذاب دے اور وہ مجاز ہے اسکا کہ معاف کردے اسلئے کہ وعید مین تخلف ہونا نقصان نہین شمار ہوتا۔
۲۰ اللہ تعالی قبیح کام نہین کرتا اور اگر کرے تو کیا قبیح کیا ہے اوسکا کام موصوف ہوسکتا ہے یا نہین	اللہ قبیح کام نہین کرتا اگر ایسا کریگا تو قبیح ہوگا عقل اس بات کو جائز نہین رکھتی کہ اللہ مومن کو ہمیشہ دوزخ مین ڈالی رکھے اور کافر کو جنت مین بھیجدے۔	اللہ تعالی کے افعال قبح کے ساتھ موصوف نہین ہوسکتے اگرچہ وہ قبیح کام کرے مگر اوسکا کام قبیح نہین کہلائیگا یہانتک کہ وہ انبیا کو دوزخ مین ڈالدے اور کفار کو جنت مین بھیجدے تو یہ فعل بھی اوسکا قبیح نہوگا
۲۱ کفار کی بخشش عقلاً جائز ہے یا نہین	کفار کو بخشنا عقلاً ناجائز ہے	عندالعقل جائز ہے
۲۲ حسن و قبح عقلی ہے یا شرعی	اشیا مین حسن و قبح شرع کی نہین آتا بلکہ یہ باتین اونمین فی نفسہ	عقل اشیا کی حسن و قبح کو نہین ادراک کرتی قبیح اوس فعل کو کہتے ہین

مسئلہ خلافی	علمای ماتریدیہ کی رائے	علمای اشعریہ کی رائے
	موجود ہوتی ہین کہ عقل انکو ادراک کر لیتی ہے اور شرع انکو ظاہر کر دیتی ہے —	جسکو شرع نے ممنوع کردیا ہو اور حسن وہ ہے جسکی نسبت شرع نے اجازت دی اور جو لوگ اشیا کے حسن و قبح کو ذات شرع پر موقوف [illegible] ایہ کہتے ہین [illegible] نفس [illegible] [illegible] بھلائی ہے شرع [illegible] [illegible] انکو کہتی [illegible] اگر شرع ایسا کرتی کہ جن چیزون کو اب دستی ہماری واسطے اچھا کہا ہے انہین برا قرار دیتی تو قضیہ بالعکس ہو جاتا کہ بری چیزین اچھی اور اچھی بری ہو جاتین —
۲۳ اللہ پر ایمان لانا واجب بالعقل ہے یا نہین	اگر اللہ انبیا کو نہ مبعوث کرتا تب بہی عقلون کے ذریعہ سے اللہ کی وجود اور وجوب اور حیات قدرت وغیرہ کی معرفت واجب ہوتی اور اسکی اثبات ہوتی کہ وہ عالم کا پیدا کرنے والا ہے	قبل بعثت ایمان واجب ہے نہ کفر حرام ہے پس انکے نزدیک ایمان عقل سے واجب نہیں ہوتا اور نہ تکفیر کی حرمت عقل سے ثابت ہوتی ہے سارے احکام جو ایمان سے متعلق ہین وہ شرع سے حاصل ہوتے ہین —

علمائے اشعریہ کی رائے	علمائے ماتریدیہ کی رائے	مسئلہ خلافی
جو گویائی پر قادر ہو اقرار اوسکے ایمان کے لئے شرط ہی ماہیت ایمان سے اقرار خارج ہے ماہیت اوسکی صرف تصدیق ہے	ایمان اقرار اور تصدیق ہے یعنی اقرار تصدیق کے لئے شرط ہے اور اوسکا رکن ہے حقیقت ایمان مین داخل ہے	[24] حقیقت ایمان مین اختلاف ہے
کم و بیش ہوتا ہے —	کم و بیش نہین ہوسکتا —	[25] ایمان کم و بیش ہوتا ہے یا نہین
عقائد دین مین تقلید کافی نہین صحت ایمان کیلئے یہ شرط ہی کہ ہر مسئلہ کو دلیل عقلی سے جانتا ہو مگر زبانسے ادا کرنا اور دشمن سے مجادلہ کرسکنا شرط نہین شرح مقاصد مین لکھا ہے کہ ایمان مقلد معتبر نہین اور اوسپر احکام دنیا و آخرت مین مترتب نہین ہوسکتے —	جسنے ارکان دین مثلاً توحید اور نبوت اور صلوۃ وغیرہ کا بطور تقلید کے اعتقاد کیا تو اوسکا ایمان صحیح ہے	[26] ایمان مقلد جائز ہے یا نہین
دلائل نقلیہ سے جزم و یقین حاصل نہین ہوتا بلکہ ظن کا فائدہ حاصل ہوتا ہے	بعض دلائل نقلیہ سے جزم و یقین کا فائدہ حاصل ہوتا ہے —	[27] دلائل نقلیہ سے یقین حاصل ہوتا ہے یا نہین —
ایمان مخلوق ہے	ایمان غیر مخلوق ہے	[28] ایمان مخلوق ہے یا نہین

مسئلہ خلافی	علمای ماتریدیہ کی رائے	علمای اشعریہ کی رائے
ایمان و اسلام ایک چیز ہین یا نہین	دونون ایک ہین	دونون ایک چیز نہین
ایمان کا اعتبار خاتمہ پر ہی یا نہین	جس شخص کے ساتہ اسوقت ایمان قائم ہے وہ فی الحال مومن ہے اگرچہ آخر عمر مین کافر ہو جائے اور جسکی ساتہ اسوقت کفر قائم ہے وہ فی الحال کافر ہے اگرچہ آخر عمر مین مومن ہو جائے	جو ایمان پر مرا وہ ہمیشہ مومن ہے اگرچہ فی الحال کافر تہا اور جو کفر پر مرا تو وہ ہمیشہ کافر ہے اگرچہ فی الحال مومن تہا ۔
سعادت و شقاوت بدلتی ہین یا نہین	سعید کبہی شقی اور شقی کبہی سعید ہو جاتا ہے ۔	ایسا نہین ہوتا ۔
ایمان کیساتہ کلمہ انشاء اللہ کہنا جائز ہے یا نہین	جائز نہین ۔	جائز ہے ۔
انبیا و رسل مرنیکی بعد حقیقت مین انبیا ہین یا انبیا کے حکم مین ہین	انتقال کے بعد ہی حقیقت مین انبیا ہین ۔	رسالت و نبوت کی حکم مین ہوتے ہین حقیقت مین یہ منصب انکا باقی نہین رہتا ۔
مرد ہونا نبوت کے لئے شرط ہے یا نہین	نبی ہونیکے لئے مرد ہونا شرط ہے عورت نبی نہین ہو سکتی ۔	مرد ہونا شرط نہین بلکہ عورت کی نبوت صحیح ہے ۔

مسئلہ خلافی	علمای ماتریدیہ کی رائے	علمای اشعریہ کی رائے
۳۸ عوام انسان یعنی متقی لوگ عوام ملائکہ سے افضل ہین یا نہین۔	انسانون مین سے رسول جسقدر ہین وہ افضل اون ملائکہ سے جو رسول ہین اور رسل ملائکہ افضل ہین باقی تمام آدمیون سی اور عوام آدمی یعنی پرہیزگار افضل ہین عوام ملائکہ سے نہ خواص ملائکہ کی	رسل بشر افضل ہین تمام ملائکہ سے اور تمام ملائکہ افضل ہین تمام آدمیون سے سوائی انبیا کے سو عوام آدمیون سے عوام ملائکہ افضل ہوے
۳۹ قدرت حقیقی مین ضدین کی صلاحیت ہے یا نہین۔	قدرت واحد ضدین کی صلاحیت رکھتی ہے	ایک قدرت مین ضدین کی صلاحیت نہین بلکہ ہر ایک ضد کے لئے ایک علیحدہ قدرت ہوتی ہے
۴۰ بندے کی قدرت مین تاثیر ہے یا نہین۔	اصل فعل اللہ کی قدرت اور تکوین سے ہے اور اوس مین طاعت یا معصیت بندے کی قدرت کی وجہ سے آجاتی ہے	بندے کی قدرت کو اصل فعل مین تاثیر نہین بندے کے تمام افعال اللہ کی قدرت سے وقوع مین آتے ہین
۴۱ ایقاع حال ہے یا معدوم محض ہے	ایقاع معدوم محض نہین بلکہ وہ نہ موجود ہے نہ معدوم ہے اور ایسی صورت کو حال کہتے ہین	معدوم محض ہے
۴۲ مومن کے اعمال حالت ایمان کے اوسکے مرتد ہونیکے بعد جو اکارت ہو	جو مومن مرتد ہوجائے تو اوسکے دوبارہ مومن ہونیکے بعد اعمال ضائع شدہ عود نہین کرتے۔	لوٹ آتے ہین۔

مسئلہ خلافی	علمائی ماتریدیہ کی رائے	علمائی اشعریہ کی رائے
جانتے ہین وہ بعد توبہ کے پھر عود کر آتے ہین یا نہین انہین کفار کو واجبات کے ترک کرنیکی وجہ سے بھی عذاب دیا جائیگا یا نہین	کافر کو اوسکے کفر کا عذاب دیا جائیگا عبادت کے ترک کرنے کا عذاب نہین دیا جائیگا۔	عذاب کفر کے علاوہ اوسکو ترک عبادت کا عذاب بھی دیا جائیگا

بعد اسکے جاننا چاہیے کہ شرع مین قریب چار سو مسائل کے باہم مذاہب اربعہ کے اختلاف بتاتے ہین سو اختلاف بھی کچھ ایسا نہین ہے جس سے تبدیع و تضلیل کسی کی ہو بلکہ اوسکی بنیاد تدقیق و تعمیق پر ہے جب اوس دقت و تعمق سے قطع نظر کر ڈالین اور جزئیات مجتہد فیہا مین غور و خوض نکرین تو امہات مسائل مین کوئی نزاع باقی نہین رہتا ہے بلکہ وہ نزاع مشبیہ بہ نزاع لفظی ٹھہرتا ہے شعرانی مصری نے کتاب میزانین اس اختلاف کو تشدید و تخفیف پر اوتارا ہے اور ترازو کے دونون پلون کو توجیہ و تاویل مناسب سے برابر کر دکھایا ہے پس حق انہین چار مذاہب تین اعتقاد کے درمیان دائر ہے۔

حاشیہ متعلق صفحہ ۱۰۵ و ۱۰۶

سلہ وقاع یعنی واقع کرنا معنی مصدری ہی اور تمام معانی مصدری انتزاعی چیزین ہین ۱۱ سلہ حق کی دو قسمین ہین ایک حق متعین مثلاً دین اسلام حق متعین ہے دوسری حق دائر جیسی مذہب حنفی و شافعی حق دائر ہے حاصل یہ ہے کہ حق دائر اوسکو کہتے ہین جو خود بھی حق ہو اور اوسکا غیر بھی حق ہو مثلاً روزہ دار افطار روزہ سے حق ہین کہ دونون حق ہین اور قیام و قعود نماز نفل مین اور جہر و اخفا نماز منفرد مین کہ یہ حق ہین دائر حق متعین وہ ہے کہ وہ بھی حق ہو اوسکا غیر حق نہو جیسے اصل نماز فرض ۱۲ منہ

فائدہ

فرقہ ظاہریہ کے امام داؤد بن علی بن خلف ہین جو داؤد ظاہری کہلاتے ہین انکو اہل علم نے جبل علم کہا ہے اور ابن حزم اور ابن تیمیہ اور ابن قیم اور مجد فیروز آبادی اور شوکانی کو بھی فرقہ ظاہریہ کے ارکین مین سے شمار کیا ہی داؤد اسحاق اور ابو ثور کے شاگرد تھے امام شافعی کو نہایت مانتے تھے دو کتابین بھی اونکے فضائل مین تالیف کی ہین ریاست علم کی بغداد مین اونپر ختم ہوگئی اور اونکی اصل اصفہان سے ہے کوفہ مین پیدا ہوئی تھے بغداد مین نشو و نما پائی تھی وہین فوت ہوئی اسحاق بن راہویہ کی باتوں پر بہت رد کرتے تھے فرقہ ظاہریہ کا یہ نام اسلئے مقرر ہوا ہے کہ یہ لوگ قرآن واحادیث کے ظاہر احکام پر عمل کرتے ہین جو کچھ ظاہر مین اسنے سمجھا جاتا ہے اوسی کو مانتے ہین تاویل کے بالکل منکر ہین داؤد شریعت مین قیاس کو ناجائز بتاتے ہین اور جب قیاس کرنیکی طرف مضطر ہوئی اور اشد ضرورت اسکی پڑی تو اسکا نام دلیل رکھا انہون کی بہت سی مسائل مین ائمہ اربعہ نے اختلاف کیا ہے مثلاً داؤد کا قول ہے کہ سونے چاندی کے برتن مین صرف پینا منع ہے اور اونمین کھانا رکھکر کھانا یا اور کام میں اونکو لانا جائز ہے اسواسطے کہ بخاری ومسلم نے ام سلمہ سے روایت کی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الذی یشرب فی آنیۃ الفضۃ انما یجرجر فی بطنہ نار جہنم جو شخص کہ پیتا ہے چاندی کی برتن مین کوئی چیز پینے کی سوا اسکے نہین کہ پلائیگا یہ پینا اوسکے پیٹ مین دوزخ کی آگ اور ابن عمر سے دارقطنی نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من شرب فی اناء ذہب او فضۃ او اناء فیہ شئی من ذلک فانما یجرجر فی بطنہ نار جہنم جو شخص کہ سونے یا چاندی کے برتن مین پیوی یا اوس برتن سے کہ جسمین کچھ سونا یا چاندی لگی ہون پس سوا اسکے نہین کہ پلاویگا یہ پینا اوسکے پیٹ

سلہ دیکھو طبقات الفقہا مولفہ عبدالوہاب ۱۲

مین آگ دوزخ کی - امام داؤد ظاہری سنہ [illegible] مین پیدا ہوے ہی اور سنہ [illegible] مین انتقال کیا ہے

فرقہای غیر اہل سنت و جماعت

معتزلہ - شیعہ - خوارج - مرجیہ - نجاریہ - جبریہ - قدریہ -
مشبہ پیدا ہوے ہین - بعض کا ترکب بعض سے ہوکر ہر فرقے سے کئی فریق پیدا ہوگئے
ہین مگر انکی ترتیب مین کوئی ایسا طریق مقرر نہین ہے جو کسی قانون منصوص یا قاعدہ
معین کے مطابق ہو بلکہ دو چار تصنیفین بھی ایسی نہین ملتین جو ان فرقونکے بیان مین
ایک روش پر متفق ہون سب نے ذکر مذاہب مین ایک طرح کی پابندی نہین کی ہے
جس طرح جس مذہب کو پایا ہے بلا کسی قانون اور اصول کے لکھڈالا ہے اور یہ بات ظاہر
ہے کہ کوئی شخص کسی مذہب مین کسی ایک مسئلہ کی وجہ سے ممتاز ہے تو وہ صاحب مذہب
نہین کہہ سکتے کیونکہ ایسے شخص کو بھی علیحدہ صاحب مذہب مانا جائیگا تو مذاہب اندازہ و شمار
سے باہر ہو جائینگے مثلاً کوئی شخص احکام جواہر مین کسی ایک مسئلہ کیساتھ منفرد ہے تو
وہ صاحبان مذاہب کی گنتی مین نہین آسکتا تو اب ضرور ہی کہ کوئی ضابطہ واسطے
مسائل اصول و قواعد کے مقرر ہونا چاہیے تاکہ وہ اختلاف اون مسائل کا مذہب
ٹھہری صاحب ملل و نحل نے اپنی رائے سے حصر اس ضابطہ کا چار قواعد مین کیا ہے یہ
قواعد بڑی اصول ہین -

پہلا قاعدہ - مسئلہ صفات و توحید صفات الٰہی ہے اسمین کئی چیزین شامل ہین -
(۱) مسائل صفات قدیم الٰہی جنکا ایک جماعت نے اقرار کیا ہے اور کہا ہے
کہ اللہ کے لئے ایسے صفات ثابت ہین اور دوسری جماعت نے انکے ثبوت سے انکار
کیا ہے (۲) بیان صفات ذات و صفات فعل ہین (۳) اللہ پر کیا چیز واجب
ہے اور کیا چیز اوسپر جائز نہین اور کون چیز اوسپر محال ہے -
اس مسئلہ مین اہل سنت و مجسمہ و کرامیہ و معتزلہ کے درمیان اختلاف ہے -

دوسرا قاعدہ مسئلہ قدر و عدل ہے اسمین مسائل قضا و قدر و جبر و اختیار و ارادۂ خیر و شر اور مقدور و معلوم داخل ہے کہ ایک جماعت کی نزدیک چیزین ثابت ہین اور دوسری جماعت اُنکی نفی کرتی ہے اس مسئلہ مین درمیان قدریہ و نجاریہ و جبریہ و اہل سنت کے خلاف ہے —

تیسرا قاعدہ مسئلہ وعد اور وعید اور اسما اور احکام ہے یہ مشتمل ہی مسائل ایمان اور توبہ اور وعید اور ارجا اور تکفیر و تضلیل پر کہ ایک جماعت کے نزدیک یہ امور ثابت ہین اور دوسری جماعت کے نزدیک ثابت نہین اسمین مرجیہ اور وعیدیہ یعنی خوارج اور معتزلہ اور مشبہ کرامیہ اور اہل سنت مین خلاف ہی —

چوتھا قاعدہ مسئلہ سمع (نقل) و عقل و رسالت و امامت ہے یہ قاعدہ مشتمل ہی کئی مسائل پر جیسے حسن و قبح اور اصلح و لطف اور عصمت نبوت اور جیسے شرائط امامت کی اور امامت کا ایک جماعت کی نزدیک منصوص ہونا اور دوسری جماعت کا نص سے انکار کرنا اور اسبات کا قائل ہونا کہ امامت کا انعقاد اجماع سے ہوتا ہے اور نقل امامت کی کیفیت اون لوگون کے نزدیک جو نص کے قائل ہین اور اثبات امامت کی کیفیت اون کے نزدیک جو اجماع کے مقر ہین ان مسائل کا خلاف شیعہ اور خوارج اور معتزلہ اور کرامیہ اور اہل سنت مین ہے —

غرضکہ اصحاب مذاہب کی ترتیب بیان کرنیکے دو طریقے ہین —

ایک یہ کہ اصول مذہب کو مقرر کرکے ہر مسئلہ مین مذہب ایک فرقے کا بیان کرتے ہین دوسرے یہ کہ اصحاب مذاہب کے اصول ٹھراکر ہر ہر مسئلہ مین اونکی مذاہب کو ذکر کرتے ہین اس پچھلے طریقے سے اقسام کا ضبط اچھی طرح ہوتا ہے

معتزلہ

وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جب حسن بصری رح کو یہ خبر پہونچی کہ مسلمانون مین ایک جماعت ایسی پیدا ہوگئی ہے

کہتے ہین کہ مرتکب کبیرہ نہ بالکل مومن ہے اور نہ بالکل کافر ہے بلکہ وہ ایک منزل
مین ہے درمیان منزل ایمان وکفر کے تو انہون نے کہا ہو لاء اعتزلوا یعنی
یہ لوگ کنارہ کش ہو گئے ہین اجماع اسلام سی تب وہ فرقہ معتزلہ کہلانے لگا کیونکہ
علمای سلف نی اس کلیہ پر اتفاق کر لیا ہے کہ مکلف یا مومن ہے یا کافر پس قول با لواسطہ
سراسر اجماع کے مخالف ہے — ابن قتیبہ نے کہا ہے کہ یہ نام بعد حسن کے نکلا ہے ایسا
طرح پر کہ جب حسن مرگئے اور اونکی جگہ قتادہ بیٹھے تو عمرو بن عبید اور اسکے اصحاب نے ا
کنارہ کشی کی قتادہ نے اون لوگون کا نام معتزلہ رکھدیا اور اس تمام گروہ کا رئیس
اور پیشوا واصل ہے اس شخص نے احادیث اخبار کو حسن بصری سے سیکہا تہا اور عقیدہ
اعتزال کو عبد اللہ بن محمد حنفیہ سی حاصل کیا تہا۔ اوسکی نشست اکثر اوس بازار مین ہوا کرتی
تہی جہان عورتین سوت بیچنے کو لاتی ہین تاکہ پارسا عورتون کو پہچانکر کچھہ اون کو
صدقہ خیرات دیا کرے اسلئے اوسکا لقب غزال ہو گیا کیونکہ غزال زای معجمہ کے تشدید
کے ساتہ سوت والی کو کہتے ہین ورنہ خود وہ سوت بیچنے والا نہ تہا اس شخص کی گردن
بہت لمبی تہی یہانتک کہ عمرو بن عبید نے اسبات کا عیب اوس مین نکالا اور کہا ان
هذه عنقه لاخیر عنده یعنی جسکی گردن اتنی لمبی ہو اوسکے پاس کوئی بھلائی ہو گی لیکن
جب واصل لائق فائق نکلا تو عمرو نے کہا میری فراست چوک گئی یعنی میری انکل مین
خطا ہوی — واصل کی زبان سے حرف رے اہملہ صحیح نہ نکلتا تھا مع ہذا نہایت فصیح و
بلیغ تہا اسی وجہ سے وہی بات چیت مین حرف را کو غین سے بدل دیتا تہا زبان پر
آنے نہ دیتا اوسکا ایک بڑا رسالہ ہے جس مین اوسنے حرف را کو ذکر نہین کیا —
اور یہ بات بہت کم ہے کہ کوئی شخص معتزلی ہو اور شیعہ نہو سوا بسے لوگ بہت تہوڑے
ہین اسی واسطے عامہ معتزلہ فضیلت جناب امیر کے شیخین پر قائل ہین اور معتزلہ نے

سلہ دیکھو تاریخ یافعی واقعات سنہ ۱۳۱ ہجری ۱۲ سلہ شرح مقاصد مین ہر شیعہ اور جمہور معتزلہ کہتے ہین کہ افضل بعد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت علی ہین ۱۲ منہ

اپنا لقب اصحاب عدل و توحید مقرر کیا ہے انکا عدل یہ ہے کہ کہتے ہین کہ اللہ تعالے پر
مطیع کو ثواب اور عاصی کو عذاب پہونچانا واجب ہے اور توحید انکی یہ ہے کہ نافی
صفات الوہیت ہین اور یہ کہتے ہین کہ اللہ تعالے بیشک عالم بھی ہے اور قادر بھی
ہے اور بصیر بھی ہے وغیرہ وغیرہ مگر صفت علم اور قدرت اور بصارت وغیرہ اوسکو
حاصل نہین ہے مطلب ان لوگون کا یہ ہے کہ صفات الٰہی ذات الٰہی سے جدا نہین
ہین بلکہ تمام ایک ذات ہی اور ایک ہی مفہوم کیونکہ اگر صفات باری تعالی کو اوسکی
ذات کا عین نہ مانا جاویگا تو نوبت سے قدما و معبود ثابت ہوجاوینگے اور یہ کفر ہے
جس طرح علمای سنت و جماعت کہتے ہین کہ صفات الٰہی ذات حق تعالی کی عین
نہین عالم ہے ایک علم کے ذریعہ سے اور قادر ہے قدرت کے ذریعہ سے اور مرید ہے ارادہ کے وسیلہ سے اور سمیع
ہے سمع کے توسط سے اور بصیر ہے بصر کی وجہ سے اور حی ہے حیات کے سبب سے اور
مکون ہے تکوین کے ذریعہ سے اور دلیل اونکی اسپر یہ ہے کہ اگر مثلاً علم اور قدرت
دونون عین ذات ہوتی تو علم اور قدرت ایک ہی چیز ہوجاتی علم بعینہ قدرت ہوتا اور
قدرت عین علم اور دونون سے جو کچھ مفہوم ہوتا وہ ایک ہی چیز ہوتی اور اسی پر باقی
صفات خیال کرلینا چاہیئے معتزلہ مین سے جس قدر ابو الحسن کے قبل گزری ہین وہ
اہل سنت کی تکفیر اسوجہ سے کرتے ہتے کہ یہ لوگ اللہ کے لئے صفات ثابت کرتے
ہین اور کہتے ہین کہ اعمال عباد کا خالق اللہ ہے مگر پھر یہ بات جاتی رہی اور علمای
معتزلہ کے نزدیک صفات ذات اور صفات فعل مین اس طرح فرق ہے کہ جن
اوصاف الٰہی مین اثبات و نفی جاری ہوسکتی ہین وہ تو صفات فعل ہین جیسے کہتے
ہین کہ اللہ تعالی نے فلانے کے بیٹا پیدا کیا یا اوسکے بیٹا پیدا نکیا یا زید کو رزق بخشا
اور عمرو کو رزق نہ بخشا پیدا کرنا اور رزق بخشنا صفات فعل ہین اور جن مین نفی جاری
ہوسکے وہ صفات ذات ہین جیسے علم اور قدرت کہ یہ نہین کہہ سکتے کہ اللہ تعالی

عالم با فا ور نہین ہے اور انکے نزدیک کلام اور ارادہ بھی صفات فعل مین داخل ہین
اور ابو الحسین اور جاحظ اور علاف اور ابو القاسم بلخی اور محمود خوارزمی وغیرہ کی یہ رائے
ہے کہ ارادہ الٰہی صرف یہ ہے کہ وہ کامونکے نفعون کو جان لیتا ہے اور اوسکا ارادہ
علم مین منحصر ہے اور بعض معتزلہ کہتے ہین کہ ارادہ اور امر الٰہی دونوں متحد ہین اور
بعضون کے نزدیک ارادہ کو امر لازم ہے اور ابو الحسین بصری کی رائے یہ ہے کہ علم
الٰہی معلومات کی تغیر کے ساتھ متغیر ہوتا رہتا ہے اور یہ علوم ذات الٰہی مین حادث ہوتے
ہین اور تمام معتزلہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالی کے افعال اور احکام معلل
ہین مخلوق کی مصلحتون کی رعایت کے ساتھ کوئی کام اللہ کا ایسا نہین جو غرض سے
خالی ہو اور غرض اونمین بندونکی بہتری اور بھلائی ہے اگر وہ غرض سے خالی ہون
تو بیکار ہونا لازم آتا ہی اور یہ محال ہے کہ حکیم کے کام عبث ہون ۔ اور کہتے
ہین کہ اللہ تعالی کا کلام مرکب ہے حرف اور آواز سے اور حادث ہی قدیم نہین
ہے اسی واسطے اوسکی ذات پاک کے ساتھ قائم ہونا تجویز نہین کرتے بلکہ کہتے
ہین جب اللہ تعالی چاہتا ہے تو اوسے کبھی لوح محفوظ مین پیدا کردیتا ہے اور کبھی
جبرئیل مین اور کبھی نبی مین اور انکے یہان کلام نفسی اور لفظی کی تفریق نہین اسلیے
قرآن کو مخلوق کہتے ہین اور انکا یہ مذہب ٹہر گیا ہے کہ قرآن مجید خدا کا ایک جدید
کلام ہے جو رسول اللہ کی نبوت کیساتھ وجود مین آیا اور انکے نزدیک رضامندی
اور ناراضی اللہ تعالی کی صفات نہین ہوسکتی ہین کیونکہ اللہ پر احوال متغیر نہین ہوتے
پس جہان اوسنے اپنی رضا اور غصے کا ذکر کیا ہے وہان مراد اوسنے جنت اور دوزخ
ہے اور اہل سنت کی رائے یہ ہے کہ رضامندی اور ناراضی اپنی اصلی معانی مین خدا
کے صفات ہین جنت و دوزخ اسسے مراد نہین ۔ اور رویت الٰہی کا انکار کرتے ہین

[1] دیکھو حاشیہ عقیدۃ السنوسیہ لابراہیم بیجوری ١٢ [2] دیکھو اوثولوجیا مولفہ محمد بن عمر حسین رازی ١٢

اور یہ کہتے ہین کہ رویت کیلئے شرائط درکار ہین۔ حاسہ کا سالم اور مرئی کا جسم کثیف وارد
ودر کمین ہونا نظر کے سامنے آجانیسے اوسکی رویت کا ممکن ہونا اور رائی و مرئی
مین مسافت کا متوسط ہونا کہ نہ نہایت دور ہو نہ بہت نزدیک اور مقابلہ دونون
مین ہونا اور حجاب درمیان مین نہونا اور یہ کہتے ہین کہ رویت بدون مکان و بدون جہت
کے یعنی بغیر ان شرائط مذکورہ بالا کے محال ہے اور اشیا مین حسن و قبح انکے
نزدیک عقلی ہے جیسا کہ رائے ماتریدیہ کی ہے مگر فرق یہ ہے کہ ماتریدیہ کے نزدیک
حسن و قبح عقلی اس بات کو نہین چاہتا کہ بندی کیلئے اوسمین حکم الٰہی صادر ہو
اور معتزلہ کہتے ہین کہ حسن و قبح عقلی ہی اللہ تعالی کی طرف سے حکم کا موجب ہے
اسلئے کہ اوسکے سوا کوئی اور حاکم نہین ہے اگر بالفرض نہ شرع ہوتی نہ رسول
مبعوث ہوتے اور اللہ تعالے افعال ایجاد کرتا تب بھی یہ احکام اسی طرح واجب
ہوتے جسطرح شرع نے اب واجب کئے ہین اور معتزلہ کا قول ہے کہ بندہ خالق ہے
اپنے افعال اختیاریہ کا اور بعض افعال اوس سے بطریق مباشرت کے پیدا
ہوتے ہین اور بعض بطریق تولید کے معنی تولید کے یہ ہین کہ فاعل کے ایک فعل سے
دوسرا فعل واجب ہو جائے جیسے انگلی کا ہلنا واجب کردیتا ہے چھلے کے ہلنے
کو اگرچہ اس دوسری کام کا بندہ اصلا قصد نہین کرتا مگر موجد انکا بھی وہی ہوتا ہے
ہان اسقدر ہے کہ ایک اور فعل کا توسط ضرور ہوتا ہے اور چونکہ انکے نزدیک بندہ
اپنے افعال کا خالق ہے اسلئے جزا اون افعال کی حقیقۃً خدا پر حق بندونکا ہے
اور امر خیر اللہ کی ارادہ سے ہوتا ہے اور کفر و عصیان بندیکی باختیار خود ہوتے
ہین خدا کے ارادی اور مشیت کو اس مین دخل نہین بلکہ وہ ہر مخلوق سے ارادہ
اسلام و طاعت کا کرتا ہے چنانچہ امر کرتا ہے اسلام و طاعت کا اور جس چیز کی
کہ نہی کرتا ہے کفر و معصیت سے اوسکی نسبت ارادہ نہین کرتا ہے اور اکثر معتزلہ

کہتے ہین کہ استطاعت یعنی قدرت فعل سے قبل ہوتی ہے اور بعض معتزلہ مثل
نجار اور محمد بن عیسی اور ابو عیسی وراق وغیرہ کا مذہب ہی کہ قدرت فعل کیساتھ ہوتی
ہے جو رائی اہل سنت کی ہے۔ اور کہتے ہین کہ مقتول کی موت قاتل کے قتل سے
پیدا ہوتی ہے اسی طرح مسموم کی موت زہر دینے والے کے فعل سے پس موت بندے
کے افعال مین سے ہے خدا کا فعل نہین اگر قاتل اوسے قتل نکرتا یا زہر دینے والا
زہر ندیتا تو جو وقت موت کا اوسکی خدائی تعالی نے مقدر کیا تہا اوس وقت تک
جیتا قاتل نے تقدیر الہی کو بدل ڈالا اسی لئے اوسکا فعل شرعاً وعقلاً مذموم ہوتا ہے اور
کعبی کے نزدیک مقتول کے لئے دو اجل ہین ایک قتل دوسری موت اگر وہ قاتل کے
ہاتہ سے مارا نجاتا تو اپنے وعدی تک یعنی موت کیوقت تک جیتا اگرچہ عموماً معتزلہ
اسکے قائل ہین کہ مقتول اپنے وعدی پر جو خدانے اوسکے لئے مقرر کر دیا ہے نہین مرتا ہے
فرق دونون ایو مین یہ ہے کہ جمہور کے نزدیک تو قتل و موت دونون پر لفظ موت کا
اطلاق درست ہے اور کعبی کہتا ہے کہ قتل کو موت نکہنا چاہئے موت وہی ہے
جو اپنے وعدی پر مری مطلب یہ ہے کہ اللہ کے فعل کا نام موت ہی اور بندی کے فعل
کا نام قتل اور انکے نزدیک تکلیف مالایطاق کے ساتہ بندی کا مکلف ہونا عقل بہی
تجویز نہین کرتی۔ اور معتزلہ کہتے ہین کہ حرام رزق نہین کیونکہ رزق وہ مملوک ہی جسکو مالک
کہاتے اور شارع نے اونہین تصرف کرنیکا حکم بہی دیدیا ہو اسصورت مین شراب اور
سؤر جو کسی مسلمان کی مملوک ہون رزق نہین ہوسکتے اسلئے کہ شارع نے انہین تصرف
کرنیکی اجازت نہین دی ہے اس سے یہ لازم آتا ہے کہ جس شخص نے عمر بہر حرام چیز
کہائی تو اوسنے رزق الہی نہین کہایا وہ اپنے طور پر پیٹ پالتا رہا حالانکہ ہر جاندار کو اللہ ہی
رزق پہونچاتا ہے اور ہدایت اور ضلالت انسان بطریق مباشرت کے پیدا کرتا ہے
اور پہر کامیابی اکی اسی مباشرت سے بطریق تولید کے پیدا ہوتی ہے خدا نے

تعالی سے پیدا کرنے کو اوسمین دخل نہین ورنہ اللہ تعالی کی مشیت کو اونسی تعلق ہے اور
اصلح و لطف اور ثواب و عذاب اور الآم کا عوض یہ پانچ چیزین حق تعالی پر واجب ہین
ورنہ بخل لازم آتا ہے اسلیئے کہ جب اوسکے اختیار مین یہ ساری باتین ہین اور اوسکے
واسطے کوئی مانع بھی نہین ہے تو پھر انکا ترک کرنا بخل کیونکر ہوگا اور یہ عیب ہے جس سے
ذات باری منزہ ہے اور کفار و فساق کو ہمیشہ دوزخ مین رکھنا اور کبھی عذاب
سے نجات نہ دینا بھی اونکے واسطے آخرت مین اصلح ہے اور اونکے اعمال کو باطل
کرنا اور اونپر لعنت فرمانا یہ دنیا مین اونکے لئے اصلح ہے اور کہتے ہین عرش سے
مراد ملک ہی اور کرسی سے علم اس آیت مین وسع کرسیہ السموات و الارض کرسی کو علم
کے معنی مین کہتے ہین یعنی علم الٰہی مین آسمانون و زمین کی سمائی ہے یہی رائے
شیعہ کی بھی ہے اور تمام معتزلہ کا اسپر اتفاق ہے کہ اگر معدوم کی ذات و حقیقت باطل ہو
جائے اوسکا اعادہ محال ہے اور اہل سنت کے نزدیک اعادہ کی صحت اسپر موقوف نہین
کہ عدم مین ذات باقی رہے اور معتزلہ کی یہ بھی رائے ہے کہ اعادہ جواہر کا صحیح ہے
اور اون اعراض کا اعادہ جو باقی نہین رہتے ممنوع ہے اور جو اعراض باقی رہتے ہین
اور وہ متولدات مین سے نہین ہین تو اونکا اعادہ بالاتفاق صحیح ہے اور متولدات
کے اندازہ مین خلاف ہے ۔ اور قبر کے عذاب و ثواب اور سوال منکر و نکیر کے
منکر ہین مگر صالحی کہتا ہے کہ تعذیب و تنعیم بلا زندہ کرنے میت کی واقع ہوگی اور ابو علی
جبائی وغیرہ بعض معتزلہ اون فرشتون کا منکر و نکیر نام رکھنا ناپسند کرتے ہین علامات
قیامت کے منکر ہین یاجوج و ماجوج اور دجال کے خروج کے قائل نہین ہین بعضی معتزلہ
کہتے ہین کہ میزان کا ہونا جائز ہے مگر ثبوت کے قائل نہین اور بعضی کہتے ہین کہ یہ
بات محال ہے اور کہتے ہین کہ قرآن مین جو وزن اور میزان کا ذکر ہے اوسکا

لہ دیکھو تمہید معین نسفی ۱۲ ۔ ٹہ دیکھو تذکرۃ المذاہب مؤلفہ ابن سراج ۱۲

مطلب ہے کہ پورا پورا انصاف کیا جاویگا ورنہ فرق ہوگا اس بیان سے دراصل ترازو مراد نہیں کیونکہ اعمال اعراض ہین اونکا تُل سکنا ممکن نہین کیونکہ ہلکا بھاری ہونا جواہر کے شان سے ہے اور خدائیتعالیٰ ان سبکا عالم بھی ہے پھر تولنے کا کیا فائدہ اور نیکی بدی کے صحیفے ہاتہون مین دینا بھی عبث ہے اور کراماً کاتبین کے بھی منکر ہین اسلیے کہ بندہ جو کچھ کرتا ہے اللہ اوس سے بخوبی واقف ہے اور محافظین کی وہان ضرورت ہوتی ہے جہان علم حاصل نہ ہوسکے پس کراماً کاتبین اوس صورت مین ہوتے کہ اللہ تعالیٰ جاہل ہوتا اور جو بندی کرتے اوسکا علم اوسے نہوتا اور حوض کو ثابت نہین کرتے اور ابوالہذیل اور بشر بن معتمر پل صراط کے جواز کے قائل ہین مگر اوسکے وقوع کے منکر ہین اور اکثر معتزلہ بالکل منکر ہین جواز کے بھی قائل نہین اور جبائی کے اقوال دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس بارہ مین متردد ہے اور دوزخ وجنت اب موجود نہین بلکہ قیامت کو موجود ہونگی اور جب اللہ تعالیٰ نفخۂ اولے کا حکم دیگا تو ساری آسمان و زمین اور جنت و دوزخ اور ارواح فنا ہوجائینگے پھر قیامت کے دن اللہ دوبارہ اونہین پیدا کریگا اور یہ کہتے ہین کہ حقیقت ایمان مین تصدیق کے ساتھ اعمال بھی داخل ہین اسلیے انکے نزدیک مرتکب کبیرہ مومن نہین ایمان سے خارج ہے مگر ایسے شخص کو کافر اسواسطے نہین جانتے کہ صحابہ اور قضاۃ مرتکب کبیرہ پر زنا اور شرب خمر وغیرہ مین حد جاری کیا کرتے تھے اور اپنے ملک سے بدر نہین کرتے تھے اور نہ قتل کراتے تھے اور اونکی لاشونکو مسلمانونکے مقابر مین دفن ہونے دیتے تھے حالانکہ کافر کے ساتھ ایسے معاملات بالاجماع ناجائز ہین اور اسی کا نام اونہون نے منزلۃ بین المنزلتین رکھا ہے منزلتین کفر و ایمان ہوی اور درمیانی منزل فسق ہے پس ایسا شخص فاسق ہے اور شرک کا بخشنا شرعاً وعقلاً ممتنع کہتے ہین جیسا کہ ماتریدیہ کا مذہب ہے

سلہ دیکھو تمہید ابو شکور السالمی ۱۲

اور گناہ کبیرہ بھی بغیر توبہ کے انکے نزدیک نہین بخشے جاینگے اور یہ تعریف اپنے دونون دلائل
ملن یشاء مین ذنوب کو توبہ کے ساتھ مقید کرتے ہین اور بعض معتزلہ کے رائے یہ ہے
کہ جب بندہ کبائر سے اجتناب کرتا ہے تو اوسکے لئے عذاب ہونا جائز نہین بلکہ وہ واجب
العفو ہے بعض شفاعت کے منکر ہین اور بعضے حق غیر صاحب کبیرہ مین شفاعت جائز
رکھتے ہین انکے نزدیک تین قسم کے لوگون کی شفاعت ہوگی (۱) جو کبائر سے
بچتے ہین اور صغائر کا ارتکاب کرتے ہین تو انکی صغائر کی معافی کے لئے
انبیا و ملائکہ کی شفاعت ہوگی (۲) جو کبیرہ کرکے توبہ کرلیتے ہین تو ایسون کی بہ نسبت قبولیت
توبہ کے لئے انبیا و ملائکہ کی شفاعت ہوگی (۳) جو کبائر و صغائر سے بچتے ہین
اونکی شفاعت زیادتی ثواب کیلئے انبیا و اولیا کی طرف سے ہوگی[۲] غرض کہ عذاب
کبائر سے نجات پانیکے لئے شفاعت ہوگی اور اگر مرتکب کبیرہ توبہ کئے بغیر مر جائیگا
تو ہمیشہ دوزخ مین رہیگا اور انکی رائے یہ ہے کہ ایمان باطن سے تعلق رکھتا ہے اور
اسلام ظاہر سے چنانچہ انکے نزدیک فاسق مسلم ہے نہ مومن شرح عمدہ نسفی مصنفہ
علامہ نکساری مین کہ عامہ معتزلہ کا یہ مذہب ہے کہ جو شخص ارکان دین یعنی توحید و
نبوت و نماز و روزہ وغیرہ کا اعتقاد بطور تقلید کے رکھے تو ایسا شخص نہ مومن ہے
نہ کافر اور ابو ہاشم کے نزدیک کافر ہے تو اسکی رائے یہ ہے کہ جب دلیل عقلی سے
اعتقاد و ثبوت کو پہنچے اوسوقت مومن تسلیم کرنا چاہئے اور معتزلہ میثاق لینے کے
منکر ہین اور کہتے ہین کہ اللہ تعالے نے کسی سے کلام نہین کیا نہ آدمؑ سے نہ نوحؑ
سے نہ ابراہیمؑ سے نہ موسیٰؑ سے نہ عیسیٰؑ سے نہ محمدؐ سے نہ جبرئیلؑ سے نہ میکائیلؑ سے

---

[۱] اللہ نہین بخشتا ہی کمتر شرک سے جسکو چاہے ۱۲ [۲] اربعین مین ہے اتفقت الامۃ علی اثبات بدء الشفاعۃ
الا ان المعتزلۃ قالوا تاثیرہا فی ایصال زیادۃ النعم الی اہل الثواب و اصحابنا قالوا ولکن حق و
لکن من جملۃ تاثیراتہا اسقاط العقاب عن اہل العقاب ۱۲ منہ

نہ اسرافیل سے علیہم السلام اور نہ حاملان عرش سے اور نہ اونکی طرف دیکھی گا جیسا کہ بات نہیں کرتا ہے شیطان اور یہود ونصاریٰ سے[1] اور معتزلہ کہتے ہیں کہ عقل نہیں تجویز کرتی کہ انبیا سے عمداً گناہ سرزد ہوں اور انبیا میں سے کسی ایک کی فضیلت کے دوسرے پر قائل نہیں سبکو برابر جانتے ہیں۔ اور کرامات اولیا[2] کا انکار کیا ہے اسوجہ سے کہ اولیا سے خرق عادت کے وقوع میں معجزے کے ساتھ اشتباہ ہوگا پھر اسصورت میں نبی اور غیر نبی میں تمیز کرنا مشکل ہے مگر ابو الحسین بصری معتزلی اور اوسکا شاگرد محمود خوارزمی کرامات اولیا کے قائل ہیں اور معراج کے منکر ہیں کہتے ہیں کہ اوسکا ثبوت خبر احاد سے ہے اور خبر واحد عمل کو واجب کرتی ہے نہ اعتقاد کو مگر بیت المقدس تک جانیکے منکر نہیں[3] اور انکے نزدیک مجتہد کی رای میں کبھی غلطی نہیں ہوتی جیسا کہ عامہ متکلمین اشاعرہ کی رای ہے۔ اور انکا عموماً یہ قول ہے کہ ملائکہ علوی افضل ہیں انبیا سے اور انکے نزدیک بندوں پر امام کا مقرر کرنا عقلاً واجب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کی امامت کے لیے نص نہیں کی تھی اور امام کا قرشی ہونا مشروط نہیں ہے۔ اور انکے نزدیک عبادت کا ثواب سوا فاعل کے غیر کو نہیں پہونچتا خواہ عبادت مالی ہو یا بدنی خواہ مرکب ہو مال اور بدن سے کیونکہ قضا و قدر نہیں بدل سکتی پس دعا لغو ہے کچھ اوس سے فائدہ نہیں ہو سکتا کیونکہ جس بات کی دعا کیجاتی ہے اگر وہ مقدر کے مطابق ہے تو اوسکی خواستگاری فعل عبث ہے اور اگر مخالف ہوگی تو اوسکا موجود ہونا ناممکن ہے اسی سبب سے انکے مردے استغفار اور صدقات سے کہ نجات کا بڑا وسیلہ ہے محروم رہتے ہیں۔

---

[1] دیکھو غنیۃ الطالبین ۱۲ [2] عمدۃ العقائد میں ابو البرکات نسفی نے کہا ہے کرامات الاولیاء جائزۃ خلافاً للمعتزلۃ مع ابی اسحاق من الاشعریۃ۔ اس سے یہ گمان نہ کرنا چاہیے کہ سوای ہشمیہ کے اور فرقہائی معتزلہ جواز کرامات اولیا کے قائل ہیں اسمین شک نہیں کہ ہشمیہ کا لفظ یہان نا مناسب واقع ہوا ہے اور کرامت اولیا کی ثبوت میں دلائل عقلی و نقلی نہایت بسط کے ساتھ ہمنے تذکرۃ السلوک میں لکھی ہیں ۱۲ منہ

[3] دیکھو غنیہ ۱۲

اور ساری معتزلہ سوائے کعبی اور ابو الہذیل اور ابو الحسین بصری کے یہ کہتے ہین کہ معدوم
بہی ایک شی ہے اور عالم واقع مین ثابت ہے مگر اسی قدر ہے کہ اوسکو وجود نہین
ملا ہے اگر وجود ملجائے تو وہ موجود ہو جائے اوس مرتبہ کو انکے اصطلاح مین ثبوت
اور تقرر کا مرتبہ کہتے ہین اور دلیل انکی یہ ہے کہ ممکن اپنے وجود کے قبل یا تو واجب ہوگا یا
ممتنع اور ان دونو صورتون مین وجود کے وقت انقلاب لازم آتا ہے پس یہ غلط ہے
تو یہی رہا کہ ممکن اپنے وجود سے پیشتر بہی ممکن ہوگا اور امکان ایک ایسی صفت ہے
جسکے لئے موصوف کا ہونا ضرور ہے تو دیکہنا چاہئے کہ وہ ثابت ہے یا موجود اگر موجود
ہوگا تو پہر وجود اوسکو حاصل ہونا تحصیل حاصل ہے اسلئے یہ باطل ہے تو باقی یہ رہا کہ وہ ثابت
ہوگا یہی مدعا ہے یعنی ممکن اپنے عدم کیوقت مین ثابت ہے اور موجود نہین ہے اور
منشا اس قول کا یہ ہے کہ ان لوگونکے نزدیک وجود مین اور ماہیت مین فرق ہے
کبہی ماہیت ہوتی ہے اور اوسکو وجود عارض نہین ہوتا یہی مرتبہ تقرر کا ہے اسکو
معدوم ثابت کہتے ہین مگر موجود نہین کہہ سکتے موجود جب کہینگے کہ اوسکو وجود
ملجائے اور اس قسم کے معدوم مین ممکن کی قید اسواسطے لگا دیتے ہین کہ جو معدوم ایسا
نہو بلکہ ممتنع ہو اوسکو تقرر کا مرتبہ حاصل نہین ہوتا وہ بالاتفاق کچہ چیز نہین اور
صوفیہ بہی اعیان ثابتہ کے عالم کی پیدائش سے قبل قائل ہین - اور اشاعرہ و
ماتریدیہ وحنابلہ کہتے ہین کہ معدوم کچہ بہی نہین ممتنع ہو یا ممکن کیونکہ انکے نزدیک
وجود اور نفس حقیقت یا ماہیت مین ذرا فرق نہین ہے پس جب وجود نہوگا تو ماہیت
بہی نہوگی اور یہ بات نا معقول ہے کہ ایک چیز سے عالم عدم مین وجود منفک ہو اور
پہر اوسکو کسی قسم کا ثبوت ہو اگر اوسکو عالم عدم مین تقرر حاصل ہوگا تو وہ ایک ہی
وقت مین موجود بہی ہوگی اور معدوم بہی ہوگی اور یہ بالکل خلاف قیاس ہے اسلئے
کہ وجود کے کوئی اور معنی ہی نہین سوائے ثبوت اور تحقق اور تقرر کے معدوم ہی

کہنا اور اوسکے واسطے ثبوت بھی ڈھونڈھنا جو بلاشبہ حرکات و سکنات کو چاہتا ہے
بالکل سفسطہ ہے اور معدوم ثابت کی ابطال کی بڑی ضرورت اسلیئے ہے کہ اہل سنت
اس بات کے مقر ہین کہ اللہ تعالے کی قدرت سے کوئی چیز باہر نہین اور معدوم ثابت
کی ثبوت کی صورت مین یہ جائز ہو جائیگا کہ بعض معدومات ثابت سے تو قدرت
کو تعلق حاصل ہووے اور بعض کیساتہ کسی خصوصیت کی وجہ سے نہو بلکہ علی العموم معدوم
ثابت مقدوریت کے دائرہ سے نکل جاینگے اسلیئے کہ جسکو عدم مین ثبوت حاصل ہوگا
وہ ازلی ہوگی پس قدرت الٰہی اوسکی ذات کے ساتہ کسطرح متعلق ہوسکتی ہے پہر اگر
قدرت کا تعلق اسنسے مانا جائیگا تو اسیقدر کہ وجود اوسینے عطا کیا تو خدای تعالے
ممکنات کا خالق اصلی اور موجد نہین بن سکتا اور نہ اوسکو کسی چیز کی ایجاد پر قدرت ہو
سکتی ہے اور یہ کفر صریح ہے معتزلہ اہل سنت کیساتہ پانچ باتو نمین بحث رکہتے ہین
(۱) مسئلہ صفات (۲) مسئلہ رویت (۳) مسئلہ وعد و وعید (۴) مسئلہ
ایجاد افعال (۵) مسئلہ مشیت ابن حزم نے ملل و نحل مین کہا ہی معتزلہ کا عمدہ کلام وعد اور وعید در حق
ہین جو کوئی یہ کہے کہ قرآن غیر مخلوق ہے اور قدر کو ثابت کرے یعنی یہ کہے کہ بندی
کے ساری افعال اللہ کی قضا و قدر سے ہین اور آخرت مین اللہ کے دیدار ہونے
کا اقرار کرتا ہو اور جو صفات الٰہی قرآن و حدیث مین مذکور ہین اونھین ثابت کری اور
صاحب کبیرہ کو دائرہ ایمان سے خارج نکرے وہ معتزلی نہین اگرچہ تمام عقاید مین
معتزلہ کے ساتہ موافقت رکہتا ہو یہ بیان مجمعًا معتزلہ کے عقائد کا ہے نہین
بعض بعض باتو نمین انمین آپس مین اختلاف ہے ابو ہذیل علاف نے دس مسئلو نمین
اپنے اصحاب کا خلاف کیا ہے اور ابراہیم بن سیار نظام نے تیرہ مسئلو نمین معتزلہ
کے ساتہ مخالفت کی ہے ۔ اور بشر بن معتمر نے چند مسئلو نمین اپنے اصحاب کا خلاف
کیا ۔ اور معمر بن عباد سلمی نے چار مسئلو نمین اپنے اصحاب سے مخالفت کی ۔

یہ بات اسکی نہین ... اور وعید در حق ... (handwritten margin note, largely illegible)

اور ابو موسی مردار نے دس مسئلوں میں اپنے اصحاب سے خلاف کیا ہے ہشام بن عمرو علی نے سات مسئلوں میں اپنے اصحاب سے مخالفت کی ہے اور عمرو بن بحر جاحظ نے پانچ مسئلوں میں اپنے اصحاب سے خلاف کیا ہے اور ثمامہ بن اشرس نمیری نے چھ مسئلوں میں اپنے اصحاب سے خلاف کیا ہے اور ابو الحسین بن ابی عمر جیاط اور اوسکے متبع معتزلہ بغداد کہلاتے ہیں اور محمد بن عبد الوہاب جبائی اور اوسکا بیٹا ابو ہاشم اور اون کے متبع معتزلہ بصرہ مشہور ہیں دس مسئلوں کے اندر معتزلہ بغداد و بصرہ میں اختلاف ہے اور جبائی اور اوسکے بیٹے میں مسئلہ حال اور مسئلہ صلاح و اصلح میں اختلاف ہے اور احمد بن حایط نے اپنے استاد نظام کے مذہب پر تین باتیں زیادہ کی ہیں (۱) تناسخ کا قول (۲) آیات اور اخبار جسقدر رویت الٰہی کے بابت میں وارد ہیں اونہیں رویت عقل فعال پر حمل کیا (۳) قیامت کو مسیح محاسب ہو نگے اسلیے معتزلہ بہت سے فرقے ہوگئے ہیں انمیں سے ایک دوسرے کی تکفیر کرتا ہے اول واصلیہ ابی حذیفہ واصل بن عطا کے متبع ہیں اسکے فرقہ کو حسینیہ بھی کہتے ہیں حسن بصری کی طرف منسوب کرکے اسکا اعتزال چار قواعد پر حلکہا ناہے ایک نفی صفات الٰہی دوسری قول بقدر تیسرے مرتکب کبیرہ درمیان منزل کفر وایمان کے ہے چوتھے مرتکب کبیرہ ہمیشہ دوزخ میں رہیگا ایک قول اوسکا یہ بھی ہے کہ اصحاب جمل و صفین اور قاتلان حضرت عثمان اور جانبداران حضرت عثمان میں سے ایک گروہ غیر معین مخطی ہے پس حضرت علی اور طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم میں جنگ جمل کے بعد سے لیاقت شہادت کی نہیں رہی تھی انکا قول متروک ہے حضرت عثمان کا حال مرتکب کبیرہ کا سا ہونا جائز جانتا تھا اور واصل حضرت علی کو حضرت ابوبکر وعمر پر فضیلت دیتا تھا اگرچہ قائل امامت شیخین کا تھا پہلی پہل واصل ہی نے احکام شرعیہ کی تقسیم کے اور کہا کہ حق کے ثبوت کے چار طریقے ہیں قرآن ناطق حدیث

متفق علیہ اجماع امت اصل حجت یعنی قیاس واصل نے اور بھی چند مسائل اور اصطلاحین قائم کین مثلاً یہ کہ عموم وخصوص وجداگانہ مفہوم ہین نسخ صرف امر ونواحی مین ہوسکتا ہے اخبار و واقعات مین نسخ کا احتمال نہین[1] ان مسائل کے لحاظ سے اصول فقہ مین اولیت کا فخر واصل کیطرف منسوب کیا جاسکتا ہے لیکن اوسی قسم کی اولیت ہوگی جس طرح نحو کے دو تین قاعدونکے بیان کرنے سے کہا جاتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام فن نحو کے موجد ہین اور واصل ہی نے علم کلام مین[2] اول تصنیف کی تھی۔ یہ شخص ۸۰ھ مین مدینہ مین پیدا ہوا تھا اور ۱۳۱ھ مین مرگیا۔

دوم عمرو بن عبید کے اصحاب ہین جو شاگرد واصل بن عطا کا تھا اسکا مذہب بھی مثل واصلیہ کے ہے مگر اس مسئلہ مین منفرد ہوا کہ اصحاب جمل وصفین اور حضرت عثمان سکے جھگڑے مین شریک رہے ہین وہ تمام فاسق ہین اور مسائل قدر مین قدریہ کے مطابق ہے بلکہ بہت بڑھا ہوا ہے یہ عمرو منجملہ دُعاۃ یزید ناقص بن ولید بن عبد الملک بن مروان کے تھا ایام حکومت بنی امیہ مین پھر جب منصور خلیفہ عباسی والی ہوا تو اوسکی امامت کا قائل ہوگیا سمعانی نے کتاب انساب مین کہا ہے کہ جبکہ یہ اختلاف ہوا کہ خوارج تو مرتکب کبیرہ کو کافر کہنے لگے اور ایک جماعت نے کہا اگرچہ اونھون نے فسق کیا ہے مگر مومن ہین تو واصل نے دونون گروہ سے اختلاف کیا اور کہا مرتکب کبیرہ نہ مومن ہے نہ کافر تو حسن نے اپنی مجلس سے اوسے نکالدیا اور واصل نے بھی اونہین چھوڑ دیا اور عمرو بن عبید واصل کی صحبت مین شریک

---

[1] ان مسائل کو ابو ہلال عسکری نے کتاب الاوائل مین واصل بن عطا کی طرف منسوب کیا ہے ۱۲

[2] کتاب الاوائل کی یہ عبارت ہے اول من صنف فی الکلام ابو حذیفہ واصل بن عطا قال ابو عثمان لم یعرف فی الاسلام کتاب کتب علی اصناف الملحدین، علی طبقات الخوارج وعلی غالیۃ الشیعۃ والمباینین فی قول الحشویہ قبل واصل بن عطا وکل اصل یجتمعہ فی ایدی العلماء فی الکلام وصف الاحکام فانما منہ ۱۲ مصنفہ

ہو گیا اسلئے یہ دونون اوراکے شیخ معتزلہ کہلانے لگے
سوم ہذلیہ — یہ ابو ہذیل حمدان بن ہذیل علاف شیخ المعتزلہ کے پیرو ہین اسنے
عثمان بن خالد طویل شاگرد واصل بن عطا سے علم حاصل کیا تہا اور استطاعت کو
ایک عرض منجملہ اعراض کے بتاتا تہا اور کہتا تہا کہ استطاعت صحت و سلامتی کا نام
نہین ہے اور کہتا تہا کہ افعال دل اور افعال اعضا مین فرق ہے اور اوسکا زعم تہا
کہ بندے کے افعال دل اوسکی قدرت کے بدون سرزد نہین ہو سکتے اور استطاعت حالت
فعل مین قدرت کے ساتہ ہوا کرتی ہے اور افعال اعضا کو بندے کی قدرت کے
بدون بہی جائز بتاتا تہا اور کہتا تہا کہ فعل اعضا سے قدرت مقدم ہوتی ہے اور کعبی
نے ابو ہذیل سے نقل کی ہے کہ اوس کا اعتقاد یہ تہا کہ اللہ تعالے کا ارادہ اوسکی مراد
سے غیر ہے اور دلیل اوسپر یہ ہے کہ ارادہ اوسکا شے کا پیدا کرنا ہے اور شی کے
پیدا کرنے مین اور نفس شی مین فرق ہے اور کہتا تہا کہ اللہ تعالے کو جو سمیع اور بصیر
کہتے ہین اوسکے یہ معنے ہین کہ وہ زمانہ آیندہ مین سنیگا اور زمانہ آیندہ مین دیکہیگا اسی
طرح لفظ غفور اور رحیم اور محسن اور خالق اور رازق او آمر اور ناہی وغیرہ کے معانی
بیان کرتا تہا کہتا تہا کہ ساری طاعات کیا فرائض اور کیا نوافل ایمان ہین اور کہتا
تہا کہ باری تعالے عالم بعلم ہے اوسکا علم بہی اوسکی ذات ہے اور قادر بقدرت
ہے اوسکی قدرت بہی اوسکی ذات ہے وغیرہ وغیرہ اور یہ عقیدہ اوسنے اقوال فلاسفہ
سے اخذ کیا تہا جنکا قول یہ ہے کہ ذات بیچون تمام جہتون سے واحد ہے اور کسی طرح
کثرت کو اوسمین راہ نہین اور صفات الہی سوای ذات الہی کے کوئی دوسری چیز
نہین جو اوسکے ساتہ قائم ہون جتنی صفات اوسکی ثابت ہون وہ یا تو سلوب ہین یا
لوازم ہین سلوب اون چیزون کو کہتے ہین کہ نسبت سلب کے بدون باری تعالے
کی صفت نہین ہو سکین جیسے جسم اور جوہر اور عرض جب سلب کو انسے لگاؤ ہو جاتا ہے

اور اوسکی علامت یعنی حرف نفی لے آتے ہین تو اوسوقت یہ اللہ تعالے کی صفت
واقع ہوسکتے ہین مثلاً اللہ تعالے نہ جسم ہے نہ جوہر ہے نہ عرض ہے اور لوازم کی
مراد یہ ہے کہ واجب الوجود کا وجود عین ماہیت ہے اور اوسکی وحدت حقیقی ہے
فرق مذہب ابو ہذیل اور فلاسفہ مین یہ ہے کہ فلاسفہ تمام صفات کے نافی ہین
اور ابو ہذیل ایسی صفات ثابت کرتا ہے جو اوسکی ذات کی عین ہین یا ایسی ذات
ثابت کرتا ہے جو صفات کی عین ہے دونون مین کوئی فرق نہین بنا ایک ہی
کہتا ہے اور ابو ہذیل نے اللہ تعالے کو ایک ایسی ارادہ حادث کا مرید ٹہرایا تھا
جسکے لئے کوئی محل نہین ہے اور اپنے زعم مین اللہ تعالے کو اوس ارادہ کے سات
متصف جانتا تہا اور یہ قول پہلے اوسی نے نکالا ہے پہر جو قائل اس بات کا ہوا اوسے
اس عقیدہ مخصوص مین ابو ہذیل کا متبع سمجہنا چاہیے اور کہا کہ بعض کلام الٰہی کے لئے
محل نہین ہے جیسے قول کن اور بعض کے واسطے محل ہے جیسے امر و نہی اور خبر
اور وجہ اسکی یہ ہے کہ جب ایجاد ممکنات لفظ کن سے ہوی ہے تو اوسکے واسطے
محل پایا جانے نکلے گا پس اوسکے عقیدے کی رو سے امر تکوین اور امر تکلیف مین فرق
ہے یعنی اللہ تعالے کا کسی معدوم کو یہ حکم دینا کہ موجود ہو جا جدا ہے اور بندون
کو کسی کام کے کرنے کا حکم دینا یا کسی کام کے کرنے سے منع فرمانا یہ علیحدہ ہے۔
پہلی مثال امر تکوین کی ہے اور دوسری امر تکلیف کی اور حاصل کلام یہ ہے کہ ابو
ہذیل کے نزدیک کلام الٰہی عرض ہے اور پہر اسکی دو قسمین ہین (۱) بعض بدون
محل ہی قائم ہو سکتا ہے (۲) بعض عرض ایسا ہے کہ وہ محل کے سات قائم ہوتا
ہے پہلی صورت کی مثال لفظ کن مبنی ہو سکے کہ وہ کسی موجود محل کے سات قائم نہین
ہوتا اسواسطے کہ ہماری مخلوقات کا صدور اوسی کلمہ کے بعد ہوا ہے تو وہ
وجود مین کل مخلوقات سے مقدم ہوگا اور دوسری قسم کی مثال امر و نہی ہین کہ

متکلمین کے ساتھ قائم ہوتے ہیں کہ یہی اوسکے محل ہیں اور ابو ہذیل نے کہا ہے کہ اللہ
کے مقدورات منتہی ہیں اب وہ نہ کسی شئے کے احداث پر اور نہ کسی شئے کی فنا پر قدرت
رکھتا ہے نہ کسی کے مارنے پر نہ کسی کے جلانے پر اہل جنت و دوزخ کی حرکات منقطع ہو کر
سکون دائمی ہو جائے گا اور اس سکون میں لذات اہل جنت کے واسطے اور آلام
اہل دوزخ کے لیے جمع ہو جاوینگے چونکہ یہ مذہب جہم بن صفوان کا ہی ہے کہ جنت
و دوزخ فنا ہو جاوینگے اسلیے معتزلہ ابو ہذیل کو جہمی الآخرۃ کہا کرتے تھے۔ اور ابو
ہذیل کہتا تہا کہ مرد مقتول اگر قتل نکیا جاتا تو بھی اوسی وقت پر مرجاتا۔ علم نہ بڑھے
نہ گھٹے اور غائب بات پر حجت قائم نہیں ہوتی مگر جب کہ بیس شخص خبر دیں درمیان
اوسکے اور ہشام بن حکم کے احکام تشبیہ میں مناظرات ہوئے تنبیہ علاف نے
عدل اور توحید اور وعد و وعید اور منزلت بین المنزلتین کا نام اصول خمسہ کہا تہا

چہارم نظامیہ یہ اتباع ہیں ابراہیم بن سیار نظّام (بہ تشدید ظا معجمہ) کے جو ایام معتصم میں تہا اسنے فلسفہ میں نظر کی ہتی اور فلاسفہ کی بہت سی باتوں
کو معتزلہ کے کلام میں ملا دیا تہا چند مسائل میں متفرد ہوا اور جسنے اول اہل قبلہ
کے تکفیر کی ہے وہ یہی نظام ہے اوسکی اس قول سے کہ عالم کے تمام جواہر
ایک جنس سے ہیں یہ بات لازم آتی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی افعال

شرح مواقف میں لکھا ہے کہ فرقہ ہذیلیہ کہتے ہیں بعض کلامہ تعالے لا فی محل وہو کن وبعضہ فی محل کالامر
والاستخبار اس قول مجمل کی تفصیل جو ہم نے بیان کی اسکے سمجھ لینے کے بعد تم کو معلوم ہو جاویگا کہ نواب صدیق
حسنخان کا کشف الغمہ میں یہ ترجمہ کرنا (اور کہا بعض کلام اللہ کا بے محل ہے جیسے امر کن اور بعضی بمحل ہے
جیسے امر و نہی) بالکل غلط ہے اصل مطلب سمجھنے سے اونکی بے خبری ظاہر ہوتی ہے اور نواب صاحب
کہتے ہیں کہ ابو ہذیل امور آخرت میں ہم مذہب جہم تھے واضح رہے کہ جب ابو ہذیل نے یہ کہا
کہ اللہ تعالے کے مقدورات منتہی ہیں اور اہل جنت و نار کی حرکات منقطع ہو کر سکون دائم ہو جاویگا
تو معتزلہ نے ابو ہذیل کا نام جہمی الآخرت رکھدیا اور بعض یہ کہتے ہیں کہ وہ قدری الاولے جہمی الآخرۃ ہے ۱۲ منہ

افعال ابلیس کی مثل ہون اور حضرت عمر اور حضرت علی کی سیرت حجاج کی طرح ہو اسلئے کہ اتحاد جنس مستلزم ہے اتحاد آثار کو اور یہ دونون قول باطل ہین اور کہتا تہا اللہ کو برائیون پر قدرت نہین ہے اوسکی قدرت کے سلب ہوجانیکے بعد یہ واقع ہوتی ہین آخرت مین اہل جنت و دوزخ کے واسطے ثواب و عذاب مین کمی بیشی کم دینا اوسکی قدرت مین نہین ہے اوسکے نزدیک اللہ تعالے کی شرعی تنزیہ سے لتنوسے یہی تہی کہ اون پر اوسکو قادر نہ سمجہنا چاہئے اور اللہ کے ارادے کی اسطرح تفصیل کی تہی کہ اوسکا ارادہ اپنے کامونکے لئے یہ ہے کہ وہ اونکو اپنے علم کے موافق پیدا کرتا ہے اور بندونکے افعال کے لئے ارادہ الٰہی یہ ہے کہ وہ اونکو اونکے کامونکے کرنیکو حکم دیا کرتا ہے بندونکے سارے افعال حرکات ہین روح یہی انسان ہے رہا بدن سو فقط وہ ایک آلہ ہے اور روح ایک جسم لطیف ہے بدن مین اسطرح ساری ہے جیسے گلاب گل مین اور تیل تل مین اور گہی دودہ مین اور جو کام قدرت سے باہر ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور اوسی کا فعل ہے ۔ شمس بازغہ مین مقالہ ثانیہ کی پہلی فصل مین مذکور ہے کہ جب نظّام معتزلی متکلم کو ابطال جزو لایتجزی کی دلائل معلوم ہوے اور کوئی شبہ اونپر وارد نکر سکا تو اون دلائل کو اوسے ماننا پڑا اور اس بات کا اقرار کیا کہ جسم اس بات کے قابل ہے کہ جتنا چاہین اوسے تقسیم کر سکین کہین کسی حد پر اوسکی تقسیم رک نہین سکتی مگر اوسنے اوس مین تفریق نکی جو شئے مین بالفعل موجود ہوتا ہے اور جو بالقوہ موجود ہوتا ہے اسلئے یہ خیال کر لیا کہ جبکہ جسم مین انقسامات نامتناہی ممکن ہین تو وہ اوس مین بالفعل حاصل ہین کیونکہ جو انقسام ممکن ہوتا ہے وہ بالفعل ہوتا ہے اور یہی رائے سارے متکلمین کی ہے کہ تقسیم اون اجزا کی ہوتی ہے جو بالفعل موجود ہون پس نظّام کے نزدیک جسم ایسے اجزا سے بنا ہے

سلہ مستفاد از تقریر مترجم غنیۃ الطالبین ۱۲

جو بالفعل غیر متناہی ہین اور اس رای پر یہ لازم آیا کہ جسم مین اجزای لایتجزی نامتناہی
ہین باوجودیکہ نظام نے بظاہر متکلمین سے جو ہیولے کے منکر ہین اس رای مین
اختلاف کیا تہا کہ جسم معدود اجزائی لایتجزی سے بنا ہے اور محقق طوسی کی شرح
اشارات کے نمط اول مین جو جوہریت اجسام کے بیان مین ہے مذکور ہے کہ
نظام کے اس قول سے کہ جسم بے انتہا بار تقسیم ہو سکتا ہے دو مقدمے پیدا ہوتے
ہین (۱) جسم مین اشیائ غیر منقسم موجود ہین (۲) جو چیز ایسی ہو کہ جسم مین موجود ہو
اور منقسم نہو وہ قسمت قبول نہین کرتی ۔ نتیجہ ان دونون مقدموں سے یہ نکلا کہ جسم
شامل ہے ایسی چیزون کو جو قسمت قبول نہین کرتین اور یہی جزو لایتجزی کا مطلب
ہے ۔ فرق اون متکلمین مین جو اجزائے لایتجزی کے مقر ہین اور نظام مین اسقدر ہے
کہ اونکے نزدیک جسم اجزائی لایتجزی متناہی سے مرکب ہے اور اسکی رائے کے
موافق غیر متناہی سے اور وہ لوگ صریحاً اس بات کے قائل ہین کہ جسم اجزائے
لایتجزی سے بنا ہی اور نظام نے اسکا اقرار تو نہین کیا ہے مگر اوسکے قول سے
جسم کا اجزائی لایتجزی سے مولف ہونا لازم آگیا ۔ صدرا کے فصل ابطال جزو لایتجزی
مین مذکور ہے کہ جب اون لوگون نے جنکے نزدیک اجزائی لایتجزی متناہی ہین اصحاب
نظام پر مناظرہ مین یہ اعتراض کیا کہ تمہارے قول سے یہ لازم آتا ہے کہ کسی محدود
مسافت کو متناہی زمانہ کے بغیر قطع نکرسکین حرکت کے وقت جسم کے ہر جزو کے
لئے ضرور ہے کہ وہ اپنے حیز سے نکل کر دوسرے حیز مین داخل ہو اور جب
جسم کا ایک جزو ایک حیز کو چھوڑ کر دوسرے حیز مین جائے تو دوسرا جزو اوس
حیز مین آئے اسی طرح تمام اجزا اپنے اپنے حیز کو بدلین اور جب جسم مین
اجزا غیر متناہی ہوے تو مسافت بہی غیر متناہی زمانہ مین قطع ہو سکیگی تو اصحاب
نظام نے اس اعتراض کے جواب مین یہ کہا کہ متحرک طفرہ کرتا ہے طفرہ ایسے

کہتے ہین کہ متحرک ایک جزو مسافت سے دوسری جزو مسافت کو اسطرح
طے کرتی کہ ان دونون جزون کے درمیان مین بہت سے اجزائے ناتمناہی بھی
طے ہوجاتے ہین اور نظام جواہر کو اعراض مجتمعہ سے مولف بتاتا تہا اور سمجہتا
تہا کہ رنگ اور مزہ اور بو وغیرہ سارے اعراض اجسام ہین امام فخرالدین رازی
جلد اول تفسیر کبیر کے صفحہ ۲۲ مین کہتے ہین کہ یہ جو مشہور ہے کہ نظام کے نزدیک
آواز جسم ہے یہ تحقیق کے خلاف معلوم ہوتا ہے اسلئے کہ نظام اذکیاء الناس
مین سے تہا اوسکی شان سے بعید ہے کہ وہ آواز کی نسبت کہے کہ وہ جسم ہے لیکن
چونکہ اوسنے کہا ہے کہ آواز کی پیدا ہونے کا سبب ہوا کا تموج ہے جہال نے یہ خیال کرلیا
کہ نظام کی مراد یہ ہے کہ آواز عین ہوا ہے — اور نظام یہ اعتقاد رکہتا تہا
کہ اللہ نے ساری موجودات کو یکبارگی اسی حالت پر پیدا کیا ہے جسپر وہ موجود ہے
تقدیم و تاخیر انمین نہین ہوئی ہے کہ آدم علیہ السلام اپنے اولاد سے پہلے پیدا ہوئے
ہان یہ ضرور ہوا ہے کہ اللہ نے بعض موجودات کو بعض مین چہپا رکہا تہا تقدم و تاخر
کمون و ظہور مین واقع ہوا ہے — کہتا تہا علم مثل جہل مرکب کے ہے اور ایمان مثل

حاشیہ متعلق صفحہ ۱۲

ؔ طفرہ یعنی جستہ جستہ راہ رفتن ستار ترجمہ ملل و نحل
شہرستانی مترجمہ مصطفے بن خالق داد ہاشمی عباسی اور
اورخبئۃ الاکوان مین جو نواب صدیق حسنخان مرحوم
نے نظام کی نسبت کہا ہے واحدث القول بالطفرۃ
یعنی نظام نے طفرہ کا قول نکالا ہے صحیح نہین اسلئے
کہ شیخ بوعلیسینا نے شفا مین تصریح کردی ہے کہ ابیقورس
جو حکمائے متقدمین یونان مین سے ہے اور اوسکا بہی
یہی مذہب تہا جو نظام نے اختیار کیا ہے معترضین
کے اعتراض سے بچنے کے لئے وہ طفرہ کا قائل ہوا
تہا اور عبارت شفا کی یہ ہے وما ضیق اصحاب الجزء

علی ہؤلاء والجاءہم الی مسئلۃ النعل الذرۃ والسلحفاۃ
واحزنوش التجاؤا الی ما التجاء ابیقورس فقالوا بالطفرۃ
یعنی جبکہ اون لوگون نے جو کہتے ہین جسم مولف ہے اجزائے
لاتتجزی متناہی سے ان لوگون پر اعتراض کیا اور کہا
کہ تمہارے مذہب پر لازم آتا ہے کہ چیونٹی ایک جوتی پر
چلے تو اوسکی مسافت کو قطع نہ کرسکے اور سانپ جو دو
تیز رو ہے کچہوے تک نہ پہونچ سکے تو انہون نے اوس
چیز کی طرف پناہ پکڑی جسکی طرف ابیقورس نے پناہ
پکڑی تہی اور طفرہ کے قائل ہوئے ۱۲ منہ

لوگونکے قرآن کا اعجاز فقط اس راہ سے ہے کہ غیب کی خبر دی ہے زمانہ گذشتہ
اور آیندہ کے معاملات کو بیان کیا ہے اور نظم قرآن معجز نہین ہے اللہ نے نہین
چاہا کہ عرب اوسکے جواب کا اہتمام کر سکین ورنہ اون لوگون کے امکان مین تہا کہ
اوسکی عبارت سے اچھی عبارت تیار کر لیتے نظام کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل اہل عرب کو یہ قدرت تہی کہ وہ مثل قرآن کے
عبارت تیار کر لیتے اور ویسا کلام کہہ سکتے تہے جب حضرت سرور عالم رسول ہو کر آئے

حاشیہ متعلق صفحہ ١٢٨ و ١٢٩

یہ فلاسفہ کی تقلید ہے کہ اونہون نے کہا ہے کہ قوت
عاقلہ مین کسی شے کے مفہوم کو حاصل ہونیکا نام علم و جہل
ہے کہ یہی مفہوم انکشاف اور ادراک کا موجب
ہوتا ہے یہانتک تو دونون شریک ہین پہر فرق اور
امتیاز علم و جہل مین ایک خارجی وجہ سے ہوتا ہے اور وہ
یہ ہے کہ علم مین وہ مفہوم جسے موجود ذہنی اور صورت بہی
کہتے ہین اپنی اصل کا جیسے ذی صورت کہا کرتے ہین مطابق
ہوتا ہے اور جہل مین مطابقت نہین ہوتی یاد رکہو کہ حقیقت
شے کا وجود خارج مین عین اور ذہن مین صورت کہلاتا ہے
وجود خارجی کا وجود اصلی اور عینی بہی نام ہے اور وجود
ذہنی کا نام وجود ظلی اور غیر اصلی بہی ہے اشیا کی جسقدر
احکام و آثار مترتب ہوتی ہین وہ سب وجود خارجی پر متفرع
ہوتے ہین مثلاً آگ جو جلاتی ہے اور روشنی پیدا کرتی
ہے اوسکے ان سب آثار کا منشا یہی وجود خارجی ہے
اور صورت کی وجہ سے ذہن مین شے کو امتیاز حاصل
ہوتا ہے ساری متکلمین سوائے امام رازی اور اونکے متبعین
کے وجود ذہنی کے منکر ہین اسلیے کہ اگر وجود ذہنی کی کچہ
اصل ہو تو جب گرمی یا سردی کا خیال ذہن مین کرین تو
چاہیے کہ ذہن گرم یا سرد ہو جائے خلاصہ کلام یہ ہے

کہ جہل مرکب علم کی ضد ہے اسلیے اگرچہ اس مین
بہی پورا پورا اعتقاد اور یقین حاصل ہوتا ہے مگر واقع
کے خلاف ہوتا ہے بخلاف اوس یقین کے جو علم
مین ہوتا ہے کہ وہ واقع کے مطابق ہوتا ہے جہل
مرکب یا تو کسی شبہ کی وجہ سے طبیعت مین راسخ ہو
جاتا ہے یا کسی کی تقلید سے جم جاتا ہے اور ایسے اعتقاد
کو جہل مرکب اسلیے کہتے ہین کہ یہان دو جہل ہوتے
ہین ایک تو یہ کہ شے کی جو حالت اصلی ہے اوسکے
خلاف جانتا ہے اور حقیقت واقعی سے واقف نہین
ہوتا دوسرے اس بات کا بہی اعتقاد ہوتا ہے
کہ جسقدر علم اوس شے کا مجہکو ہے وہ صحیح ہے
اور اس شے کی حالت اصلی اور امر واقعی کو مین
جانتا ہون نفس الامر کے خلاف جاننا یہ ایک جہل ہے
اور پہر اعتقاد اس بات کا رکہنا کہ مین واقع کے مطابق
جانتا ہون دوسرا جہل ہے ١٢ ١٢ سلہ امام فخر الدین
رازی کی تالیفات سے زبان فارسی مین ایک کتاب
ہے جسکا نام اونہون نے حقائق الانوار فی دقائق الاسرار
رکہا ہے اس مین ساٹہ علوم کے چیدہ چیدہ مسائل
جمع کیے ہین علم دلائل الاعجاز کی اصل سوم مین لکہا ہے

و ہند پاک نے اوس سے یہ قدرت سلب کر لی ۔ اجماع اور قیاس کے حجت ہونے کا منکر تھا متواتر کو محتمل الکذب جانتا تھا قدر مین بڑا غالی تھا کہتا تھا اللہ کو بندے کے افعال اختیاری مین کوئی مداخلت نہین ہے وہ آپ مختار ہے اور تشیع کی طرف مائل تھا صحابہ مین طعن کرتا تھا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو اکذب الناس بتاتا تھا کہتا تھا کہ حضرت فاطمہ دختر رسول کو مار پڑی وہ میراث عترت سے منع کی گئین اور اوسکا قول یہ تھا کہ امام کے لئے نص واجب ہے اور نبی کی طرف سے حضرت علی کے حق مین نص ثابت ہے مگر حضرت عمر نے اوسے چھپایا اللہ کی معرفت کو قبل ورود شرع کے واجب ٹھہراتا تھا اور یہی مذہب ابوہذیل علاف کا ہے اور نکاح کنیزان دار الحرب کو حرام کہتا تھا نماز تراویح کو ناجائز بتاتا تھا میقات حج سے منع کرتا تھا انشقاق قمر کا مکذب تھا رویت جن کو محال جانتا تھا یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ اوس قدر مال کی چوری سے جسکی مقدار پر زکوۃ واجب نہوتی ہو فاسق نہین ہوتا ہے پس اگر کوئی شخص ایک سو ننانوے درم چاندی یا انیس مثقال سونا یا چار اونٹ یا ۳۹ عدد بھیڑ بکری یا ۲۹ عدد گائے بھینس چرالے تو وہ فاسق نہوگا

حاشیہ تتمہ صفحہ ۱۲۹ و ۱۳۰

اعجاز قرآن فصاحت ہست ہیچ شک نیست درآنکہ عرب از مثل قرآن عاجز بودہ ہست و آن از دو حال بیرون نیست یا ایشان پیش از بیرون آمدن قادر بودہ اند بر نظم مثل قرآن یا نبودہ اند اگر قادر بودہ اند بایستی کہ ایشان را از نظم قرآن ہیچ تعجب نبودی بلکہ از عاجز بودن خویشتن متعجب بودندے زیراکہ اگر پیغمبر گوید کہ معجزہ آن ہست کہ من دست بر سر نہم و تا ہیچ کس دست بر سر نتواند نہاد و مردم را ہیچ عجب نباشد از قدرت او بر آن فعل بلکہ از عجز متعجب باشند و چون ایشان از نفس قرآن عاجز ماندند معلوم شد کہ قرآن فی نفسہ معجز ہست بعد اسکے امام نے دلیل سے ثابت کیا ہے کہ اعجاز قرآن کا نہ فقط لفظ کی وجہ سے ہے اور نہ صرف معنی کی لحاظ سے بلکہ اوس مناسبات کی وجہ سے ہے جو لفظ و معنی کے اشتراک کے سبب حاصل ہے اور اسیکا نام ہمنے کمال فصاحت رکھا ہے پس معلوم ہوا کہ قرآن کا اعجاز فصاحت کے سبب ہے ۱۲ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۳۰

لے عمدۃ اہل التوفیق والتسدید کی عبارت یہ ہے قال النظام کانت العرب تقدر علی النطق بمثلہ قبل بعثہ علیہ الصلوۃ والسلام فلما بعث سلبوہ القدرۃ ۱۲ منہ

میقات وہ جگہ ہے جہان احرام حج باندھا کرتے ہین اور وہ پانچ مقام ہین ذوالحلیفہ اور ذات عرق اور جحفہ اور قرن ۱۲

اورطلاق کنایہ سے واقع نہیں ہوتی اگرچہ جی مین نیت طلاق ہی کیون ہو —
اور لیٹنے سے اگر سوگیا تو وضو نہیں ٹوٹتا جب تک حدث نہو نماز فائت کو قضا لازم
نہیں جانتا تھا محمد بن شبیب اور ابو شمر اور یونس بن عمران اور فضل حدثی اور احمد بن
حائط اسکے اصحاب تھے —

پنجم اسواریہ ابو علی عمرو بن قائد اسواری کے متبع ہین یہ سب باتون مین نظامیہ کے
موافق ہوگئے ہین مگر ایک اس بات مین مختلف ہین کہ جس امر کو اللہ جانتا ہے کہ نہ کریگا
اوسکے کرنے پر قدرت نہیں رکھتا ہے اور انسان اسکے کرنے پر قادر ہے

ششم اسکافیہ پیرو ابو جعفر محمد بن عبد اللہ اسکافی ہین وہ بھی نظام کے
موافق تھا ساری بدعات مین مگر اسباب کا قائل تھا کہ اللہ کو ظلم عقلا پر قدرت
نہیں ہے ظلم اطفال و مجانین پر قدرت ہے —

ہفتم جعفریہ یہ متبع ہین جعفر بن بشر اور جعفر بن حرب بن میسرہ کے یہ بھی نظامیہ

حاشیہ بقیہ صفحہ ۱۳۰

سے نصاب زکوۃ سونے کے بیس مثقال یعنی ۷½ تولہ
وزن دہلی ہے اور نصاب چاندی ۲۰۰ درم یعنی ۱۴۰
مثقال یعنی ۵۰ ½ تولہ جسکے ۵۴ روپیہ بحساب
فی روپیہ ۱۱ ½ ماشہ اور ۵۶ روپیہ بحساب ۱۱ ½ اور ۵۹ ½
روپیہ تقریبا بحساب ۱۱ ½ ماشہ کی زیادہ یعنی بارہ ماشہ
۳ رتی کم ہے سونے چاندی کے سکون اور مال پر
اور اسباب تجارت پر جسکی قیمت نصاب کو پہونچی
ہو چالیسوان حصہ لازم ہے اور نصاب بھیڑ بکری
کی چالیس ہین زکوۃ ایک عدد ہے نر ہو یا مادہ
اور نصاب اونٹ کی پانچ ہین پس پانچ سے پچیس تک
ایک بکری لی جاتی ہے اور نصاب گائے بھینس کی
تیس عدد ہین اس نصاب مین پوری برس ذرکا

بچہ گائے یا بھینس کا واجب ہے کذا فی غایۃ الاوطار
۱۲ سنہ سے نواب صدیق حسنخان نے جنۃ الاکوان مین
لکھا ہے وزعم ان من سرق مائتی دینار رفما دونہا
لم یفسق اور کشف الغمہ مین کہا ہے یعتقاد رکہتا تھا کہ دو سو
دینار یا اس سے کم کی چوری سے کوئی فاسق
نہیں ہوتا ہے انتہی یہ اونکی غلطی ہے نظام ایسے
چور کو ضرور فاسق اعتقاد کرتا تھا کیونکہ دو سو دینار
توبڑی رقم ہے اس سے کم بھی زکوۃ واجب ہے سکتا اور
چور اوسکی نزدیک فاسق ہے کشف الغمہ عن افتراق
الامہ کے مسائل کے بہو بہو یعجب کرنا چاہئے کیونکہ یہ
نواب صاحب کی ایک ہفتہ کی توجہ کا نتیجہ ہے اور
اسپر نواب صاحب کو بڑا فخر و ناز ہے ۱۲ سنہ

سکے موافق ہین اور اس بات کے قائل ہین کہ اس امت کے فساق مین ایسے
لوگ بھی ہین جو یہود و نصاری اور مجوس سے بھی بدتر ہین شارب خمر سے حد کو ساقط
بتاتے تھے اونکا یہ اعتقاد تھا کہ گناہان صغیرہ فاعل کے ہمیشہ دوزخ مین رہنے کے موجب
ہین اور ایک حبہ کا سارق بھی فاسق ہے ایمان اوسکا جاتا رہتا ہے اگر کوئی مرد کسی مرد
کے ہاتہ کسی عورت کے پاس پیغام بھیجکر اوس سے بیاہ کرنا چاہے پہر وہ عورت
اوسکے پاس آئی اور یہ اوس سے صحبت کری بغیر نکاح کے تو اوسپر کچہ حد نہین آتی ہے
یہ صحبت اوس عورت کے ساتہ نکاح ٹہری گی —
ہشتم بشریہ اتباع بشر بن معتمر ہین اسکا یہ قول تھا کہ جسم مین اعراض جیسے طعم
لون ورائحہ اور ساری ادراکات سمع و بصر وغیرہ جائز ہے کہ بطور تولد حاصل
ہون غیر کے فعل سے جسطرح سے کہ ان اعراض کے اسباب غیر کے فعل سے
ہوتے ہین اور تولید کا قول معتزلہ مین اسی سے پہیلا ہے اور قدرت و استطاعت
مصروف ہے طرف سلامت بدن و اعضا کے اور اسمین افراط کرتا تھا اور طرف قول
ظلمیین کے میل رکہتا تھا اور کہتا تھا اللہ تعالی تعذیب اطفال پر قادر ہے لیکن جب
ایسا کریگا تو ظالم ہوگا تو اللہ تعالی کی ذات سے یہ عیب اوٹہانے کے لئے اسکی
یہ رائے ہے کہ جب وہ کسی بچہ کو عذاب دے تو سمجہ لینا چاہیے کہ وہ بچہ عاقل بالغ عذاب کا مستحق ہوگا غرض کہ اسکے نزدیک اللہ ظلم پر قادر ہے مگر جب وہ ظلم کرے
تو یون تاویل کرکے اوسے عادل ماننا چاہیے اور اللہ کا ارادہ منجملہ اوسکے افعال
کے ہے پہر یہ ارادہ دو طرح پر ہے ایک صفت فعل دوسرا صفت ذات اور لطف
مخزون کا قائل تھا مگر کہتا تھا اللہ نے اوس لطف کو اسلئے پیدا نہین کیا ہے کہ اللہ

حاشیہ بقیہ صفحہ ۱۳۱

۱ عورت کے نکاح سے باہر کرنے کو طلاق کہتے ہین اور کنایہ ایسے لفظ کو کہتے ہین جو طلاق و غیرہ مین مستعمل ہے مگر صریح لفظ طلاق نہین ۱۲ منہ ۲ حدث بفتح اول و دوم وضو ٹوٹنا بے وضو ہونا ۱۲ منہ

پر پھر ثواب دینا واجب ہوجاتا اور پہلی توبہ موقوف ہے دوسری توبہ پر اور توبہ
نفع نہیں کرتی مگر جبکہ پھر وہ کام نکرے اگر پھر وہی کام کیا تو پہلی توبہ نافع نہیں ہی

نہم مزداریہ یہ متبع ہیں ابو موسیٰ عیسیٰ بن صبیح معروف بہ مزدار تلمیذ بشر بن معتمر کے
یہ شخص زاہد تہا اسکو راہب المعتزلہ کہتے تہے چند مسائل میں متفرد ہے جیسے یہ کہ اللہ
ظلم و کذب پر قادر ہے اس سے کچہ اوسکی ربوبیت میں نقص نہیں لگتا ہے جب ایسا کریگا
تو ظالم اور کاذب قرار پائیگا یہ اعتقاد رکہتا تہا کہ قرآن پر قدرت ہوسکتی ہے قرآن
کی فصاحت و بلاغت لوگون کو عاجز نہیں کرتی ہے بلکہ وہ اوس سے بہتر کلام لاسکتے ہین
اور قرآن کے مخلوق ہونے کے بارہ مین اسکو بڑا اصرار تہا اور جو قرآن کو قدیم کہتے
اونہین کافر جانتا تہا یہی تو اسکا اصل معتزلہ ہے مسئلہ خلق قرآن مین اسکے زمانہ مین
بہت سے تشدد سلف پر جاری ہوئی اسلئے کہ وہ قائل قدم قرآن کے سبہی کہتا تہا کہ جو
کوئی دیکہنا اللہ کا آنکہونسے بلاکیف کہتا ہے وہ کافر ہے اور اسی طرح جو شخص سلطان
سے ملابست رکہتا ہے یا خلق اعمال کا مقر ہے وہ بہی کافر ہے نہ اوسکو کسی مسلمان
کی وراثت پہونچ سکتی ہے اور نہ کوئی اور مسلمان اوسکا وارث قرار پاسکتا ہے اور
جائز ہے کہ ایک فعل دو فاعلون سے بطور تولید کے سرزد ہو نہ بطور مباشرت کے —
دہم ہشامیہ یہ متبع ہشام بن عمرو غوطی کے یہ شخص بڑا مبالغہ رکہتا تہا قدرت
کسی فعل کو بہی طرف اللہ کے منسوب نہیں کرتا تہا یہانتک کہ اس بات کا بہی منکر
تہا کہ اللہ نے مومنونکے دلونمین الفت دی ہی اور وہ واسطے مومنون کے ایمان
کو دوست رکہتا ہے اور اوسنے کافرون کو گمراہ کیا ہے اور جو آیات قرآن کی
کی اسباب مین آئی ہین اونکا معاند تہا اور حسبنا اللہ ونعم الوکیل کہنے سے منع
کرتا تہا اسلئے کہ وکیل کا رتبہ موکل سے کم ہوتا ہے حالانکہ وکیل اسمائی الٰہی مین

حبیب کے معنی نہین ہے کما قال اللہ تعالی وما انت علیہم بوکیل یعنی تو نہین
ہے اونکا نگہبان اور اس بات کا بہی قائل تہا کہ اعراض اس بات پر دلالت
نہین کرتے کہ اللہ تعالے اونکا خالق ہے اور نہ اسنے رسول کی رسالت پر
دلالت ہوسکتی ہے بلکہ اجسام دلالت کرتے ہین اور اس سے یہ لازم آتا ہی
کہ مردے کا زندہ کردینا اور عصا کا سانپ بن جانا دلیل صدق دعوی نبوت کی
نہین ہوسکتی اس بات کا منکر تھا کہ دریا واسطے موسی علیہ السلام کے پہٹ گیا
اور اونکا عصا سانپ بن گیا یا حضرت عیسی نے مردون کو زندہ کیا ہو یا چاند حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے شق ہوگیا ہو اس طرح کے بہت سے امور متواترہ
کا منکر تہا بہت جیسے محصور ہونا حضرت عثمان کا اور مقتول ہونا انکا غلبہ سے کہتا تھا کچہ لوگ
اسکے ناقل ہین سو یہ وہ لوگ ہین جو کہ عمال سے کے شاکی تہے وہ گہس پڑے اور اونہون
نے حضرت عثمان کو مار ڈالا معلوم نہین کہ قاتل کون تہا ایک قول اوسکا
یہ بہی تہا کہ طلحہ و زبیر و حضرت علی بن ابی طالب کچہ لڑنے کو نہین نکلے تہے جنگ
جمل مین بلکہ مشورہ کے لئے آئے تہے مگر دونون فریق سے کے جانبدارون نے ایک
دوسرے کے ناحق مین مقاتلہ کیا اسکا بہی قائل تھا کہ شیطان انسان مین داخل
نہین ہوتا ہے بلکہ وہ تو باہر سے وسوسہ ڈالتا ہے اور اس وسوسہ کو اللہ ابن آدم
کے دل مین پہونچا دیتا ہے اور اوسکا یہ قول تہا کہ قرآن حرام حلال پر دلالت
نہین کرتا اور کہتا تہا کہ اگر ایک آدمی نے اچھی طرح سے وضو کرکے نماز پڑہنا شروع
کیا بہ نیت قرب خدا کے اور عزم کیا کہ نماز تمام کرے پہر رکوع و سجدہ بجالایا اور
ان سب ارکان مین مخلص رہا مگر اللہ کو معلوم ہے کہ وہ اوس نماز کو آخر مین قطع
کردیگا تو پہلی نماز اوسکی معصیت ہوئی اور انعقاد امامت کا زمانہ فتنہ واختلاف
ناس مین نہین ہوتا ہے اور امامت جس وقت کہ مجتمع ہوکر ترک ظلم و فساد کرے

تب نہین وہ محتاج امام سائس کی ہوتے ہے پھر جبکہ نافرمان و فاجر ہوکر اپنے والی کو قتل کر ڈالے تو پھر عقد امامت کا کسی کے لئے نہین ہوتا ہے اسی بنیاد پر کہتا تھا کہ امامت علی مرتضے کی منعقد نہین ہوئی اسلیئے کہ وہ بیعت وقت فتنہ کے بعد شہادت حضرت عثمان کے وقوع مین آئی تہی یہی مذہب واصل بن عطا کا اور عمرو بن عبید کا بہی تہا اور کہتا تہا کہ جنت و دوزخ مخلوق و موجود نہین ہین کیونکہ اونکے بالفعل موجود ہونے مین کوئی فائدہ نہین اور جنت مین ازالہ بکارت کا بہی منکر تہا یہ بہی کہتا تہا کہ نافع وضار اللہ کا نام نہین ہے اور نیز یہ کہ اللہ نے کافر کو پیدا کیا ہے

یازدہم حابطیہ بائے موحدہ[1] کے ساتہ احمد بن حابط کے متبع ہین اسنے ابراہیم بن سیار نظام کی صحبت پائی تھی اسکا قول ہے کہ خلق کے دو معبود ہین ایک خالق و معبود قدیم ہے دوسرا مخلوق وہ عیسی بن مریم ہین مسیح کو ابن اللہ اعتقاد کرتا تھا کہتا تہا کہ آخرت مین حساب کتاب خلق کا مسیح کرینگے اس آیت قرآن کا بہی مطلب ہے ہل ینظرون الا ان یاتیہم اللہ فی ظلل من الغمام کیا لوگ یہی انتظار کرتے ہین کہ آوے اونکے پاس اللہ ابر کے سائبانو مین اور کہتا تہا یہ جو حدیث مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہوین رات کے چاند کی طرف دیکہکر فرمایا انکم سترون ربکم کما ترون ہذا القمر یعنی تحقیق تم دیکہوگے اپنے پروردگار کو جیسے کہ دیکہتے ہوا س چاند کو مراد اس سے عیسیٰ ہین اور اوسکا یہ اعتقاد تہا کہ دواب وطیور و حشرات مین یہانتک کہ مچہر اور پسو اور مکہی مین بہی انبیا ہوتے ہین بدلیل اس آیت کے وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر یعنی کوئی امت نہین جسمین نہین ہوچکا کوئی ڈرانے والا و قولہ تعالی وما من دابۃ فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم

---

[1] الحابطیہ بالباء الموحدۃ فرقۃ من المعتزلہ اتباع احمد بن حابط وہو من اصحاب النظام کذا فے کشاف اصطلاحات الفنون ۱۲

یعنی نہین کوئی چلنے والا زمین مین اور نہ کوئی پرندہ کہ اوڑے ساتھ دو بازو اپنے
کے مگر ایک ایک امت ہے تمہاری طرح اور بدلیل حدیث کہ عبداللہ بن مغفل
سے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا لولا ان الکلاب
امۃ من الامم لامرت بقتلہا کلہا یعنی گر ہوتی یہ بات کہ کتّے ایک امت ہین امتون مین
سے تو البتہ حکم کرتا مین واسطے قتل کرنے اون سب کے اور قائل تناسخ کا بھی تھا
اور کہتا تہا کہ اللہ کی روح نے ائمہ مین تناسخ کیا ہے ایک یہ بھی اعتقاد رکھتا تہا کہ
اللہ نے ابتدا ساری خلق جنت مین پیدا کی تھی جو کوئی جنت سے باہر نکلا وہ
اپنی معصیت کی سبب سے نکلا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بسبب تعدد نکاح کے
طعن کرتا تہا کہتا تہا کہ ابوذر غفاری حضرت سے زیادہ زاہد وعابد تہے ۔

دوازدہم حدثیہ یہ پیرو فضل حدثی[1] شاگرد نظام کے ہین انکا مذہب بھی
حابطیہ کا سا ہے تناسخ کے معتقد ہین اور کہتے ہین کہ اللہ تعالی نے اس جہان کے
علاوہ ایک اور جہان مین ابتدا حیوانات کو عاقل و بالغ پیدا کیا تہا اور بہت نعمت
عطا کے تہی اور علوم بھی بخشے تہے پھر انکا امتحان منظور ہوا اور حکم دیا کہ ہمارے
عطیات کا شکریہ ادا کرین بعض نے تعمیل کی اور بعض نے نکی جنہون نے تعمیل کی
تہی اونہین جنت مین بھیجا اور جنہون نے نافرمانی کی تہی اونہین جہنم مین ڈالا
اور بعض ایسے بھی تہے کہ اونہون نے بعض احکام الٰہی کی تعمیل کی تہی اور بعض
احکام کی تعمیل نکی تھی اونہین دنیا مین بھیجدیا اور یہ اجسام کثیفہ اونکو مختلف
رنگ کے دئے گئے اور طرح طرح کے رنج وخوشی اور نفع وضرر مین انکو انکے
گناہونکے بموجب مبتلا کیا گیا جن لوگون کے گناہ کم اور طاعت زیادہ تہی
اونکو عمدہ صورت عطا ہوئی اور اونپر مصیبت کم ڈالی گئی اور جنکی عبادت

[1] حدثی بثائے مثلثہ ملل ونحل شہرستانی مین ہے اور شرح مواقف مین بائی موحدہ مندرج ہے ۔

کم تھی اور گناہ زیادہ اونکو بری صورت دی اور سخت مصائب مین گرفتار کیا اور جبتک حیوان پوری پورے گناہونسے سبکدوش نہین ہوجاتا برابر دنیا مین شکلی صورتین بدلتی رہتی ہین ــ

سیزدہم صالحیہ یہ پیر و صالحی کے ہین وہ کہتا تہا جائز ہے کہ مردے کو علم اور قدرت اور ارادہ وسمع اور بصر حاصل ہو اوسکا یہ بھی قول تہا کہ جوہر بغیر اعراض کے بہی پایا جاسکتا ہے اور اوسکا اعتقاد تہا کہ تعذیب وتنعیم بلا زندہ کرنے میت کے واقع ہوگی اور یہی رائے بعض علمائے کرامیہ کے ہےا

چہاردہم معمریہ معمر بن عباد سلمی کے اصحاب ہین یہ کہتے ہیے انسان حی عالم قادر مختار ہے اور نہ متحرک ہے نہ ساکن نہ طویل نہ عریض نہ متلون ہے نہ دیکھتا ہے چہوتا ہے نہ حلول کرتا ہے کسی جگہ مین نہ ماوی ہوئی ہے اوسکو کوئی جگہ اور وہ مدبر بدن ہے کچہ بدن مین حلول کرنے والا نہین ہے بلکہ انسان ایک شی سوا اس جسد کے ہے غرض کہ اونہون نے انسان کی توصیف بوصف الٰہیت کی ہے کیونکہ یہی وصف انکے نزدیک مدبر عالم کا ہی تہا اور انکا اعتقاد یہ تہا کہ اللہ نے سوائے اجسام کے اور کچہ پیدا نہین کیا ہے اور اعراض متولد ہین انہین اجسام سے یا تو بالطبع جیسے آگ سے احراق اور سورج سے حرارت پیدا ہوتی ہے یا بالاختیار جیسے حیوان سے رنگ ور اعراض ہر نوع کی غیر متناہی ہوتے ہین خلاصہ یہ ہے کہ معمر کے نزدیک اعراض کا خالق اللہ نہین بلکہ یہ سب طبائع اجسام سے پیدا ہوئی ہین طبائع اجسام ان آثار کی مقتضی ہے اور کہتا ہے کہ قرآن اجسام کا فعل ہے نہ اللہ کا کیونکہ یہ مرکب ہی حروف اور آواز سے اور حروف و آواز جسم مین پیدا ہوتے ہین اللہ کا ارادہ واسطے کسی شی کے غیر

ا دیکھو شرح مواقف اور تعریفات شیخ ابو نصر کی ۱۲

خدا و غیر مخلوق ہوتا ہے اور اللہ تعالے کو اپنے نفس کا علم نہین ہے ورنہ عالم و
معلوم مین اتحاد لازم آئیگا جو ممنوع ہے اور اللہ تعالے قدیم نہین ہے اسلیئے
کہ لفظ قدیم تقادم زمانی پر دلالت کرتا ہے اور اللہ تعالے زمانہ سے بری ہے۔

پانزدہم ثمامیہ یہ متبع ہین ثمامہ بن اشرس نمیری کے یہ شخص عمرو بن عباد
سلمی کا ہمعصر اور رائے و اعتقاد مین اوس سے قریب تھا اگرچہ بعض مسائل
مین متفرد ہوا مثلاً کہتا تھا کہ ساری علوم ضروری ہین جو کوئی مضطر طرف معرفت
اللہ کے نہین ہے وہ مامور بمعرفت بھی نہین ہے بلکہ مانند بہائم وغیرہ کے ہے
اوسکے اعتقاد مین یہود و نصارے و زنادقہ قیامت کے دن مثل بہائم
کے مٹی ہو جاینگے اونکو نہ ثواب ہوگا نہ اونپر کچھ عذاب ہوگا اسلیئے کہ وہ
مامور نہین ہین کیونکہ معرفت خدا کی طرف مضطر نہین ہوئے ہین ایک اعتقاد
یہ تھا کہ ساری افعال متولد ہین مگر کوئی اونکا فاعل نہین ہے اور استطاعت
یہی سلامت و صحت اعضا ہے حسن و قبح عقل کی طرف سے ہوتا ہے اسلیئے معرفت
خدا کی قبل ورود شرع کے واجب ہے۔

شانزدہم خیاطیہ ابو الحسین بن ابی عمرو خیاط کی طرف منسوب ہین
جو اصحاب عیسی صوفی سے تھا پھر پاس ابو مخلد کے رہا انکو یہ اعتقاد تھا
کہ معدوم شی ہے اور وہ عدم مین ایک جسم ہے اگر اوسکی حدوث مین جسم
ہو اور عرض ہے اگر اوسکے حدوث مین عرض ہو انکے نزدیک بندہ اپنے
افعال پر آپ قدرت رکھتا ہے اس امر مین محتاج معاونت خدا کا نہین
ارادہ الٰہی خود افعال الٰہی کے لئے خالق ہے اور افعال عباد کے لئے امر ہے
یہ لوگ کہتے تھے خدا کو سمیع یا بصیر جو کہتے ہین اسکے یہ معنی ہین کہ خدا مسموعات
اور مبصرات کا عالم ہے اور جو کہتے ہین کہ خدا اپنی ذات کو یا کسی غیر کو دیکھتا ہے

اسکے یہی معنی ہین کہ وہ اونہین جانتا ہے

ہفدہم جاحظیہ اصحاب ابو عثمان عمرو بن بحر بن محبوب بصری معروف
بہ جاحظ انکے ہین یہ شخص بڑا عالم اور نہایت فصیح و بلیغ تھا نظام معتزلی کا شاگرد
تھا اور خود بھی ائمہ معتزلہ مین سے تھا اور معمر بن عباد سلمی کا معاصر تھا اور ا
و اعتقاد مین دونون قریب قریب تھے اسنے کتب فلاسفہ کی بہت کچھ سیر کی
تھی کہتا تھا کہ ساری معارف ضروری ہین کوئی شے انہین سے افعال عباد
نہین ہے بلکہ یہ سب طبعی ہین بندہ کا کسب سوا ارادہ کے اور کچھ نہین ہے
اور آدمی ہمیشہ دوزخ مین نرہینگے بلکہ طبیعت نار ہو جاینگے اللہ کسی کو داخل
نار نکریگا خود آگ اونکو بالطبع اپنی طرف کہینچ لیگی ۔ اور یہ قرآن منزل قبیل
اجساد سے ہے اور ہوسکتا ہے کہ کبھی مرد ہو جاے اور کبھی عورت اور اللہ
ارادہ معاصی کا نہین کرتا ہے اور نہ اللہ دیکھتا ہے اور اپنے کامون مین
اللہ کے ارادے کے یہ معنی ہین کہ وہ غلطی نہین کرتا ہے اور اوسکے حق مین سہو
کا ہونا صحیح نہین ہے اور غیر کے فعل کے لئے اوسکا ارادہ یہ ہے کہ نفس اوسکی
طرف میل کرتا ہے اور جواہر اجسام کا معدوم ہونا محال ہے البتہ اعراض
بدلتے رہتے ہین جواہر اپنی حالت پر باقی رہتے ہین مثلا جب انسان منی سے
بنتا ہے اور بیٹا باپ کے نطفہ سے پیدا ہوتا ہے تو جس جوہر مین منی اور
نطفہ کی ہیئت تھی وہ ہیئت اوس سے دور ہوکر ہیئت حیوانی یا انسانی
اوس مین پیدا ہوتی ہے اور جن باتون پر اعتقاد رکھنا مکلف پر واجب
ہے جیسے اثبات صانع عالم اور اوسکی صفات کا ثبوت اور نبوات کا ثبوت
اس قسم کی باتونکا علم ضروری ہے باقی سب نظری جاحظ بے حد مسخرہ بھی
تھا اور لطیفہ گو تھا خلفائے بغداد کی مصاحبت مین رہتا تھا علی محمد بن عبد الملک

معروف بہ ابن زیات وزیر متوکل کے پاس رہا کرتا تھا جب ابن زیات متوکل
کے حکم سے مارا گیا تو جاحظ بھی قید ہوا پھر رہا ہوگیا اسکی تصانیف سے بہت
سی کتابیں ہیں جیسے کتاب البیان وکتاب التبیین اسمین نظم ونثر کو جمع کیا ہے
اور کتاب الحیوان اور کتاب الغلمان اور ایک کتاب اسلامی فرقون کے ذکر میں
لیکن افسوس یہ ہے کہ اول درجہ کا بدشکل تھا اور اسکی آنکھیں باہر کو نکلی ہوئی تھیں
جسکو دیکھکر لڑکے سہم جاتے تھے آخر عمر میں مفلوج ہوگیا تھا ۹۰ سال کی عمر میں
بمقام بصرہ ۲۵۵ھ میں فوت ہوا ایام مرض میں اکثر یہ شعر پڑھا کرتا تھا ؎
اترجو ان تکون وانت شیخ + کما قد کنت ایام الشباب + جیسا تو عالم شباب میں
تھا کیا پیری میں بھی ویسا ہی ہونے کی امید رکھتا ہے ؎ لقد کذبتک
نفسک لیس ثوب + خلیق کالجدید من ثیاب + تیرے نفس نے اب تجھکو
فریب دیا ہے اور ظاہر ہے کہ پرانا کپڑا نئے کی برابر نہیں ہوتا —

ہیجدہم کعبیہ یہ متبع ہیں ابوالقاسم عبداللہ بن احمد بن محمود بلخی معروف بہ
کعبی کے جسنے علم خیاط سے حاصل کیا تھا اسکا مذہب بعینہ اوسکا مذہب تھا
یہ شخص چند مسائل میں معتزلہ بغداد سے ممتاز تھا کہتا تھا کہ اللہ کا فعل بغیر
ارادہ اوسکے کے واقع ہوتا ہے پس جب یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالے اپنے
افعال کا ارادہ کرنے والا ہے تو اوس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ اونکا عالم
ہے اور مصلحت جان لیتا ہے اور جسوقت یون کہتے ہیں کہ وہ غیرونکے
افعال کا ارادہ کرنے والا ہے تو مطلب اسکا یہ ہوتا ہے کہ وہ غیرونکے افعال
کا حکم کرنے والا ہے اور قائل اس بات کا تھا کہ اللہ تعالے نہ اپنی ذات کو
دیکھتا ہے نہ غیر کو بلکہ اوسکے بصر وسمع علم ہی کی طرف راجع ہیں یعنی مراد

سلہ دیکھو نزہت الالبا صفحہ ۲۵۴ — ۱۲

اس سے یہ ہوئی ہے کہ وہ جانتا ہے کہنا تہا کہ قتل موت نہین موت وہی ہے جو اپنے وعدے سے مرے مطلب یہ ہے کہ اللہ کے فعل کا نام موت ہی اور بندے کے فعل کا نام قتل شاید یہ مسلک کعبی نے قرآن کی اس آیت سے حاصل کیا ہے ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم محمد تو ایک رسول ہی ہو چکے پہلے اوس سے بہت رسول پہر کیا اگر وہ مرگیا یا مار اگیا تو تم پہر جاؤ گے اولٹے پاؤن موت اور قتل مین جو کہ تردد واقع ہوئی ہے اور تردید دو متغائر مین واقع ہوئی ہے تو اس لیے کعبی نے یہ خیال کیا کہ موت کا اطلاق اوس اجل پر نہ کرنا چاہیے جو بذریعہ قتل حاصل ہو حالانکہ اللہ تعالے نے موت کے بعد قتل کو بطریق تردید ذکر کرنے سے خصوصیت کا ارادہ کیا ہے یعنی اگر محمد مرجائے خواہ مارا جائے تو تم کیا مرتد ہو جاؤگے رسول زندہ رہا نہ رہے دین اللہ کا ہے اوسپر قائم رہو۔

نوزدہم جبائیہ یہ گروہ محمد بن عبد الوہاب جبائی کی طرف منسوب ہے جو ۲۳۵ھ مین بلدہ جبا مین پیدا ہوا تہا خوزستان مین جبا ایک شہر کا نام تہا جبائی کی کنیت ابو علی ہے اسکا نسب حضرت عثمان کے غلام حمران سے جا ملتا ہے جبائی نے علم کلام ابو یوسف یعقوب بن عبد اللہ الشحام البصری سے جو بصرہ مین رئیس معتزلہ تہا پڑہا تہا یہ شخص متاخرین معتزلہ مین سے تہا اور شیخ ابو الحسن اشعری کا استاد ہے مذہب اعتزال مین اسکے مقولے مشہور ہین جیسے کہتا تہا کہ اللہ کے نام توقیفی ہین کہ سوا اون نامونکے جنکی شرع نے اجازت دی ہی اور نام اپنی طرف سے وضع کرکے اوس ذات پاک پر اطلاق کرنا نہ چاہیے مگر یہ کہتا تہا اللہ کا نام مطیع العبد ہے جبکہ اللہ وہ کام کرے جس کا ارادہ بندہ نے اوس سے کیا ہے اور اللہ عورتون کا حمل رکہتا ہے انمین بچہ پیدا

کرتا ہے اسلئے کہ رحم مادر مین نطفہ کی قرار پکڑنے کی علت وہی ہے اللہ کا کلام مرکب
ہے حروف و اصوات سے کہ وہ اوسے کسی جسم مین پیدا کردیتا ہے اور ایسے
کلام کا فاعل وہی ہے جسنے اوسے پیدا کیا نہ وہ جسم جسمین قائم ہو اور حلول کرے
اور کلام اوسکا عرض ہے بہت سے امکنہ مین اور امکنہ مین بعد دوسرے
مکانکے پایا جاتا ہے بغیر اسکے کہ مکان اول سے منعدم ہوجاے پھر وہ دوسرے
مکان مین حادث ہوتا ہے اور جبائی نے یہ بھی کہا ہے کہ اللہ تعالے کسی کے
پڑہنے کے وقت ایک کلام اپنے نفس کے لئے محل قرأت مین پیدا کردیتا ہے
اور امامت کے معاملہ مین اہل سنت کے ساتہ موافق ہے امامت اختیار یہ
ہے اور فضیلت حضرت علیؓ مین حضرت ابوبکرؓ پر اور فضیلت حضرت ابوبکرؓ مین
حضرت علی پر متوقف تہا تاہم یون کہتا تہا کہ حضرت ابوبکر حضرت عمر و عثمان سے
بہتر ہین یہ نہین کہتا تہا کہ حضرت علی حضرت عمر و عثمان سے بہتر ہین کہتا تہا کہ اگر
یہ حدیث صحیح ہے کان عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم طیر فقال اللہم ائتنی باحب
خلقک الیک یاکل معی ہذا الطیر فجاء علی فاکل معہ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس ایک پرند بہنا ہوا پکا ہوا رکہا تہا اوسوقت آپنے دعا کی
کہ خداوندا لا میری پاس اوسکو جو تیری نزدیک تمام مخلوق مین سے سب سے
زیادہ پیارا ہو کہ میرے ساتہ وہ اس پرند کو کہاوے اوسوقت حضرت
علی آئے اور آنحضرت کے ساتہ اوسے کہایا تو حضرت علی افضل ہین اور عقیدہ
اوسکا یہ تھا کہ اللہ کا دیدار قیامت کو نہوگا۔ اور بندہ اپنے فعل کا آپ خالق
ہے خیر و شر طاعت وعصیان سب اوسی کے اختیار سے صادر ہوتا ہے اور
مرتکب کبیرہ نہ مومن ہے اور نہ کافر ہے بلکہ فاسق ہے اسکے نزدیک مرتکب کبیرہ اگر
بلا توبہ مرجاے گا تو ہمیشہ دوزخ مین پڑا رہیگا اور یہ شخص کرامات اولیا کا منکر

تہا اور اسباب کا قائل تہا کہ تمام انبیا معصوم ہین اور کہتا تہا کہ خدا پر مکلف کے عقل کا درست کرنا اور اسباب تکلیف کا بہم پہونچانا واجب ہی کیونکہ اسکے نزدیک اللہ پر واجب ہے مکلف پر لطف کرنا اور جو چیز اوسکے حق مین مفید ہو اوسکا پورا کرنا اور کہتا تہا اللہ تعالی کی جو ذات عالم ہے علم کوئی صفت اوسکے لئے نہین کہ اوسکی ذات کیساتہ قائم ہو اور نہ کوئی ایسی حالت ہی جس سے اوسکو عالمیت حاصل ہوئی ہو اور اسکے معنی کہ اللہ تعالی سمیع و بصیر ہے یہ ہین کہ اللہ زندہ ہے کسی قسم کا نقصان اوس مین نہین اور اللہ تعالی مین سننے اور دیکہنے کی صفتین مسموع اور مبصر کے حدوث کے وقت حادث ہوتی ہین اور اللہ تعالی کا ارادہ حادث[1] ہے اور وہ موجود تو ہے مگر کسی محل مین نہین ہے بذات خود قائم ہے اور اللہ تعالے اوسی ارادہ کے ساتہ مرید ہے اور یہی اوسکا وصف ہی اور کہتا تہا کہ استطاعت فعل سے قبل حاصل ہوتی ہے اور وہ قدرت ہے صحت و سلامتی بدن و اعضا سے جدا اور استطاعت سلامتی بدن و اعضا کا نام نہین جیسا کہ بعض معتزلہ کی یہ رائے ہے اور اللہ کا پہچاننا اور اوسکی نعمتون کی شکر گزاری اور نیک و بد کا جاننا واجبات عقلی سے ہے کہ عقل خود ان باتون کو ادراک کر سکتی ہے شرع کی ارشاد کی محتاج نہین عقل کو رسول باطن جانتا ہے اور عقل کو شریعت باطنی خیال کرتا ہے جبائی شریعت عقلی اور شریعت نبوی ثابت کرتا ہے اور جبائی مقتول کی اجل کے باب مین ان دو قولون مین کہ وہ اپنی اجل حتمی پر مارا جاتا ہے یا بے وقت مارا جاتا ہے کہ اگر ابہی نہ مارا جاتا

---

[1] کتاب ادلو جا مین محمد بن عمر الحسین الرازی نے کہا ہے وانا المعتزلہ فقد ذہب ابو علی وابو ہاشم الی انہ یحدث فی ذاتہ صفت المریدیۃ وانکار ہیتہ ویحدث فی ذاتہ کونہ سامعا ومبصرا لہذہ الاصوات الحادثہ ولہذہ الالوان الحادثہ ۱۲ منہ

تو اور زندہ رہنا موقوف ہے کہتا ہے کہ اون سے کوئی قول قابل یقین نہین کیونکہ دونون باتون کا احتمال ہے اسلئے کہ جسطرح مقتول کے حق مین حیات کا احتمال ہے اسی طرح ممات کا بھی احتمال ہے اور کہتا ہے شریعت نبوی وہ کام ہین کہ عقل اونکے بھیدون کو نہین جان سکتی جیسے عبادتون کے وقت اور علت و حرمت اشیائے مقررہ کی اور واجب ہونا محرمات کا اور استحباب مندوبات کا اور عقل بالاستقلال ادراک کرتی ہے کہ مطیع کو ثواب اور عاصی کو عذاب ہونا ضرور ہے لیکن عاصی کا دوزخ مین ہمیشہ پڑا رہنا بعد آنے شرع شریعت کے عقل ظاہر ہے قبول کرنا چاہئے اور کہتا تھا اللہ پر واجب ہے گنہگار کو عذاب دینا اور مطیع کو ثواب پہونچانا اسکے نزدیک ایمان ایک مدح کا نام ہے جس مین اچھے اوصاف جمع ہوتے ہین پس جسمین وہ جمع ہون وہ مومن ہے اور کہتا تھا ایمان نام ہے جملہ طاعات مفروضہ کا اور نفل اوس سے خارج ہین اور اون فرشتون کا جو قبر مین مردے سے سوال کرتے ہین منکر و نکیر نام رکھنا ناپسند کرتا ہے اور اوسکے اقوال دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پل صراط کے ثابت ہونے مین متردد ہے کیونکہ ثابت بھی کرتا ہے اور انکار بھی کرتا ہے شیخ ابوالحسن اشعری نے ایکبار جبائی سے پوچھا کہ تین بھائی تھے کہ اونمین سے ایک مومن صالح ہوکر مرا اور ایک کافر ہوکر مرا تیسرے نے لڑکپن مین وفات پائی اونکا کیا حال ہوا ابو علی نے کہا کہ مومن صالح کو جنت اور کافر کو دوزخ ملی اور تیسرے کو نہ عذاب ہے نہ ثواب ہے اشعری نے کہا کہ اگر تیسرا بھائی اللہ سے کہے مجھے بڑا کرکے مومن صالح بنا کے کیون نہ موت دی کہ مین جنت مین جاتا اور پاتا کیونکہ اوسکے حق مین تو یہی خوب تھا جبائی نے جواب دیا کہ اللہ اوسکو یون جواب دیگا کہ اگر تو بڑا ہوتا گناہ کرتا جہنم مین دکھ بھرتا تیری حق مین یہی خوب

بتاتا کہ تجھے لڑکپن مین موت دی۔ اشعری نے پھر کہا اگر کافر یون کہے کہ مجھے مومن صالح
کرکے کیون نہ مارا کہ جنت مین جاتا یا لڑکپن مین مارتا تھا کہ دوزخ سے بچتا اوس کے حق مین
یہ بہتر تھا کہ جہنم مین جاوے تو اللہ اوسکا کیا جواب دے گا۔ جبائی نے کہا تو تو دیوانہ ہے
اشعری نے کہا نہین یہ کہو کہ شیخ کا گدہا اس گھاٹی پر چڑھ نہین سکتا۔ جبائی چپ رہ گیا اس
مناظرے سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے جسکو چاہا اپنی رحمت سے مخصوص فرمایا
اور جسکو چاہا عذاب کا سزاوار قرار دیا۔ افعال الہی کسی غرض کے ساتھ معلل نہین ہین۔ جبائی کا
انتقال ۳۰۳ھ مین ہوا تھا۔

بستم بہشمیہ۔ یہ متبع ابوہاشم عبدالسلام بن ابی علی جبائی کے ہین جو بصرہ مین ۲۴۷ھ
مین پیدا ہوا۔ چہارشنبہ ۱۸ شعبان ۳۲۱ھ مین فوت ہوا یہ علم ادب مین باپ سے بڑہا
ہوا تھا اور یہ شخص تمام مقالات مین اپنے باپ کا متبع ہے دونون باپ بیٹون نے مسائل
کلامیہ مین تمام معتزلہ سے بہت سے مسائل مین مخالفت کرکے نئی تحقیقات کی ہین۔ مگر کئی
مسلون مین اوس سے منفرد تھا چنانچہ استحقاق ذم وعذاب کا بغیر گناہ کے قائل تھا اور یہ کہ
آدمی کوئی گناہ نہ کرے اور اوس کو عذاب دیا جاوے۔ جو کہ تھوڑے سے صفات واجب ذات
واجب کے مغائر ہین جیسے سمع و بصر متکلمین کا اونمین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ مراد ان سے
علم ہے یعنی سمع و بصر سے مراد ہے کہ مسموعات و مبصرات کا عالم ہے اور بعضے کہتے ہین کہ سمع
و بصر سے مراد یہ ہے کہ زندہ ہے بلا آفت کے۔ ابوہاشم ایسی صفات کی تصحیح کے لئے
احوال کا قائل ہوا تاکہ اون اعتراضون سے محفوظ رہے جو اشاعرہ پر وارد کئے گئے ہین۔ پس کہتا
تھا کہ سمیع سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالے صاحب ایسے حال کا ہے کہ وہ حال فی نفسہ نہ موجود ہے
نہ معدوم نہ مجہول نہ معلوم نہ قدیم نہ حادث اور اوس حال سے اثر سمع ظاہر ہوتا ہے۔ اسی طرح اللہ
کا علم ایک حالت ہے اور اللہ کے عالم ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ ذی حالت ہے اور وہ
حالت صفت معلوم ہے اوس کی ذات سے علیحدہ موجود ہے مگر ذات سے علیحدہ ہو کر معلوم نہین

ہوسکتی اوس حالت سوا اثر علم ظاہر ہوتا ہے پس اس نے اللہ کے لئے ایسے احوال ثابت کئے
جو نہ معلوم ہین نہ مجہول اور نہ موجود ہین نہ معدوم نہ قدیم ہین نہ حادث یہ احوال علحدہ نہین جانے
جاتے بلکہ ذات کے ساتھ جانے جاتے ہین اور دلیل اسپر یہ بیان کی ہے کہ عقل بالبداہتہ
فرق کرسکتی ہے کسی چیز کے مطلق جاننے مین اور کسی صفت کے ساتھ جاننے مین دیکھو جب
کسی ذات کو جانتے ہین تو اوسکا عالم ہونا نہین جانتے اور جوہر کو جانتے ہین اوسکے متحیز ہونے
کو یا اس بات کو کہ عرض اوسکے ساتھ قایم ہوتا ہی نہین جانتے انسان موجود اور ایک چیز ثابت
ہونے کو اور دوسری چیز مین شریک نہونے کو بخوبی جانتا ہے مگر ابوعلی اور دوسرے منکرین احوال
اوس کے اس قول کو رد کرتے ہین ابن تیمیہ نے یہ شعر ایک مقام پر لکھا ہے ۵ مما یقال
ولاحقیقۃ عندہ ٭ معقولۃ تعزی الی الافہام ٭ الحال عند البہشمی والکسب عند الاشعری والطفرۃ
النظام ٭ یعنی ابوہاشم جو حال کا قائل ہے اور اشعری کسب کے اور نظام طفرہ کا یہ تینون
باتین بے حقیقت ہین اس قابل نہین کہ عقلا انکو تسلیم کرین اور ابوہاشم کے نزدیک سمیع
اور بصیر اللہ کی دو حالتین ہین سوائے علم کے کیونکہ انکی مفہوم اور اثر جدا جدا ہین اور اس کے بعض
اصحاب یہ کہتے ہین کہ اللہ کے سمیع و بصیر ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ مسموعات و مبصرات
کا مدرک ہے۔ اور جو کہ مسئلہ علم قبل الایجاد مین اہل کلام نے اختلاف کیا ہے اس طرح کہ
شئے معدوم کیسے معلوم ہوسکتی ہے اس لئے علم قبل الایجاد کا انکار کیا ہے اور بعضے اثبات
صور کے قائل ہوئے ہین اور بعضون نے ارباب انواع ثابت کئے ہین ابوہاشم نے معدوم
کا ثبوت مانا ہے اور کہا ہے کہ اشیاء اپنی پیدائش سے قبل ایک قسم کا ثبوت اپنے عالم
مین رکھتے ہین کہ نہ موجود ہین نہ معدوم اور اس ثبوت کی وجہ واجب تعالی کا معلوم واقع
ہوتے ہین اور کہتا ہے کہ اللہ کے لئے یہ لائق ہے کہ ایمان کی تکلیف مشکل وجوہ بر بغیر لطف کے
دی بخلاف جبائی کے کہ اوس کے نزدیک یہ ہے کہ جسکو اللہ کی معرفت حاصل ہوئی اور
وہ اللہ پر اوس کے لطف کے ساتھ ایمان لایا تو اوس کو ثواب کم ملے گا۔ اس لئے کہ اوسکی

۵ دیکھو منہاج السنہ جلد اول ۱۲

مشقت کم ہے اور اگر بغیر بعثت الٰہی کے ایمان لایا تو اوسکا ثواب زیادہ ہے کیونکہ اوسکی مشقت
زیادہ ہے اور ابو ہاشم کہتا ہے کہ اللہ پر کوئی چیز دنیا مین بندون کے لیئے واجب نہین
جب تک اونکو شرع اور عقل کے ساتھ تکلیف نہ فرمائی اور جب اوسکو اتنی سمجھ دیدی کہ وہ واجب
کے کرنے کو اور قبایح سے بچنے کو جاننے لگین اور اونہین بری کام کے کرنے کی خواہش اور
اچھے کام کی نفرت پیدا کردی اور اخلاق ذمیمہ اونہین ڈالدے تو اوس وقت اللہ پر واجب
ہے کہ اونکو قدرت اور استطاعت دے اور برے کامون سے بچنے اور اچھے کامون
کے کرنے کے لیئے آلات بہم پہونچادے اور اللہ پر اوس چیز کا اونکو عطا کرنا واجب ہے جو
مامورات کی طرف لیجاتی ہو اور منہیات سے بچاتی ہو اور یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ توبہ کسی
فعل قبیح اور گناہ کبیرہ سے باوجود اصرار کے دوسرے ایسے فعل قبیح پر صحیح نہین ہوتی
جسکو وہ جانتا ہے یا قبیح اعتقاد کرتا ہے اگرچہ حسن ہی کیون نہو اور اس قول سے یہ لازم
آتا ہے کہ اگر کافر کو ذرا سے گناہ پر بھی اصرار ہو تو اوسکا اسلام مقبول نہین اور کہتا تھا کہ
جس آدمی کو کسی فعل قبیح کے کرنے کی قدرت باقی تر ہے اور پھر اوس سے توبہ کرے
تو وہ توبہ اوس کی صحیح نہین ہے مثلاً دروغ گو گونگا ہو جائے تو پھر اوسکی توبہ صحیح نہین
ہے اسی طرح توبہ زانی کی بھی بعد ضعف و عجز کے زنا سے صحیح نہین ہوتی اور کہتا تھا انبیا
سے عمداً صغیرہ گناہ ہونا ممکن ہے اور کہتا تھا کہ کلام اللہ عبارت ہے اصوات مقطوعہ
اور حروف منظومہ سے اور چونکہ اصوات اور حروف حادث ہین اور ذات واجب محل حوادث
نہین تو خدا کی متکلم ہونے سے یہ مراد ہے کہ خدا نے اجسام مین کلام ایجاد فرمایا ہے نہ یہ کہ کلام
اوس کے ذات سے قایم ہے اوس کے اعتقاد مین تنگی اور ترک اور ہنود اس بات کی
قدرت رکھتے ہین کہ ایسا قرآن لاسکین اور ایک علم سے دو چیزین بالتفصیل نہین معلوم
ہوسکتین اور اس کے اعتقاد مین طہارت واجب نہ تھی اگرچہ بندہ کو حکم ہے کہ وہ وقت
نماز طاہر ہو کہتا تھا غصب کیئے ہوئے پانی سے طہارت کفایت کرتی ہے مگر نماز غصب

ہوئی زمین میں پڑھنا جائز نہیں۔

بست و یکم حماریہ - یہ فرقہ ایک قوم معتزلہ کی ہے عسکر مکرم میں تھے انکا مذہب یہ ہے
کہ ممسوخ انسان کا فرقہ معتقد کفر ہوتا ہے اور نطفے واجب کو واجب کیا ہے نظر کا کوئی فاعل نہیں
ہے اسی طرح جماع موجب ولد ہوتا ہے خالق ولد میں شک کرتا تھا کہ نطفہ انسان خالق
انواع حیوانات ہے بطریق تعفین کے یہ لوگ یہ بھی اعتقاد رکھتے تھے کہ اللہ کا بندے
کو علم حیات وقدرت پر قادر کردینا جائز ہے۔

بست و دوم الوالحسینیہ - یہ ابوالحسین بصری کے متبع ہیں یہ شخص معتزلہ میں
اعلیٰ درجہ کا عالم تھا مذہب معتزلہ کی اس نے خوب تنقیح کی تھی معتزلین میں اوس سے بہتر محقق
کم گذرے ہیں۔ اسنے صفت علم الٰہی میں تمام معتزلہ اور اہل سنت سے اختلاف کیا ہے
معتزلہ اور اہل سنت کا یہ قول ہے کہ حیات اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے جو اس بات
کو چاہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ صاحب علم وقدرت ہو اور ابوالحسین کا مذہب یہ ہے کہ حیات
اللہ تعالیٰ کی ایسی کوئی صفت مستقل نہیں اوس ذات مقدس کو جو حی کہتے ہیں تو اس سے یہ مراد
ہے کہ وہ صاحب قدرت وارادہ ہے فرق دونوں مذہبوں میں یہ ہے کہ جمہور کے نزدیک
حیات ایک صفت مستقل ہے ذات پاک سے علیحدہ جس کا اقتضا یہ ہے کہ ذات باری صاحب
علم وقدرت ہے اور ابوالحسین کے نزدیک صرف ذات باری ہے جو اپنے لئے علم وقدرت
کے ممتنع نہونے کو مستلزم ہے یہی مذہب حکما و فلاسفہ کا تھا۔ ابوالحسین اور بھی اکثر
مسئلوں میں معتزلہ سے خلاف رکھتا ہے جیسے کرامات اولیا کا قائل ہے اور اس کے
نزدیک علم الٰہی معلومات کے تغیر کے ساتھ متغیر ہوتا رہتا ہے اور یہ علوم ذات الٰہی میں حادث
ہوتے رہتے ہیں اور اس کے نزدیک ارادہ الٰہی بھی کوئی علیحدہ صفت نہیں اوسکا ارادہ
یہی ہے کہ وہ جانتا ہے غرضکہ اللہ کا ارادہ اوس کے علم میں منحصر ہے اور اوسکا قول ہے
کہ وجوب امامت کا طریق شرع اور عقل دونوں ہیں برخلاف جمہور معتزلہ کے کہ انکے نزدیک

وجوب امامت کا طریق شرع ہے ابوالقاسم بلخی بھی ابوالحسین کا اس مسئلہ میں ہم راے تھے تذکرۃ نفائس الفنون میں لکھا ہے کہ قاضی عبدالجبار کے متبع **قصنویہ** کہلاتے ہیں معتزلہ کے اور بھی بہت سے نام ہیں ایک **ثنویہ** یہ نام اسلئے ہوا کہ یہ اس بات کے قائل ہیں کہ خیر بطرف ہے اللہ کے شر اور بندہ کی طرف سے دوسرا نام **واردیہ** یہ نام اسلئے ہوا کہ انکا قول یہ ہے کہ مومنین دوزخ میں نہ جائینگے فقط اوپر سے گذر جائیں اور ورود دوزخ پر ہوگا اور جو شخص دوزخ میں گیا وہ پھر اس سے باہر نکلیگا تیسرا **احرقیہ** انکا قول ہے کہ جلا ہوا پھر جانہ آگیا چوتھا **مغنیہ** قائل ہیں فنائے جنت و دوزخ کی پانچواں **واقفیہ** قائل ہیں توقف کی قرآن کے مخلوق و غیر مخلوق ہونے میں چھٹا **لفظیہ** یہ قائل ہیں اس بات کے کہ لفظ قرآن مخلوق نہیں ہیں ساتواں **ملتزقہ** قائل ہیں اس بات کے کہ اللہ ہر جگہ میں ہے آٹھواں **قبریہ** منکر ہیں عذاب قبر کے نواں نام **کیسانیہ** ہے دسواں **ناکثیہ** ہے گیارہواں **احمدیہ** ہے بارہواں **واسطیہ** تیرہواں **وہمیہ** چودہواں نام **جبریہ** ہے۔

تنبیہ ابن راوندی احمد بن یحییٰ بن اسحاق راوندی کو عام مصنفین معتزلہ میں شمار کرتے ہیں مگر ابن خلکان نے کہا ہے کہ ابن راوندی کی ایک کتاب فضیحۃ المعتزلہ بھی ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ معتزلی نہیں ہے لیکن اسمیں شک نہیں ہے کہ وہ معتزلہ سے بھی بدتر اور گمراہ تر ہے اس کے عقیدے میں بالکل الحاد بھرا ہوا تھا اسکا نام احمد ہے اور ابن راوندی عرف تھا اس شخص نے کفر و الحاد میں کئی کتابیں تصنیف کی ہیں منجملہ اون کے کتاب زمردہ میں معارضہ قرآن کے بارہ میں کہتا ہے کہ میں نے اکثم بن صیفی کے کلام میں وہ چیز دیکھی ہے جو انا **اعطیناک الکوثر** سے بدرجہا عمدہ ہے اور کہتا تھا کہ انبیا نے طلسمات کے ذریعہ سے دواعی خلق کو جذب کیا جیسا کہ مقناطیس لوہے کو جذب کر لیتا ہے اور ایک کتاب نصاریٰ اور یہود کے لئے دین اسلام کے ساتھ مناقضہ کرنیکو بنائی تھی اور یہود سے کہا تھا کہ تم کہو کہ موسیٰ ابن عمران کہگئے ہیں کہ میں خاتم الانبیا ہوں بعد میرے کوئی نبی نہ ہوگا اور ایک کتاب مسمے بہ فرند میں کہتا ہے کہ مسلمان اپنے نبی

کی نبوت پر قرآن کو حجت بتلاتے ہین جسکے ساتھہ نبی نے تحدی کی تھی پس اہل عرب سے جواب نہو سکا مگر یہ مسلمانون سے کہا جاوے کہ اگر کوئی شخص فلاسفہ قدیم کی نبوت کا مدعی دعوے کرے اور جیسا کہ تم حجت قرآن کو قرار دیتے ہو وہ بھی اونکے کسی کلام کو یا کتاب کو حجت بناوے مثلاً کہے کہ اقلیدس کے صدق نبوت پر یہ دلیل ہے کہ اوس نے دعوی کیا کہ کوئی انسان میری کتاب کی طرح نہین بنا سکتا ہے تو کیا اس سے نبوت اوس کی ثابت ہوسکتی ہے اور ابن راوندی مذکور نے کہا ہے کہ قرآن مین ہے - اِنَّ کَیْدَ الشَّیْطَانِ کَانَ ضَعِیْفًا بیشک فریب شیطان کا بودا ہے حالانکہ اوس نے ایسا مکر و فریب کیا کہ آدم کو جنت سے نکلوا دیا اور اس کے ایسے بہت سے مقالات ہین جن سے ہم نے اعراض کیا اور علما نے سب کا جواب دیا ہے اور وجہ فساد اور شک کی عمدہ طور پر بتائی ہے -

ابن راوندی کے نزدیک ایمان نام ہے تصدیق قلب کا اور اس کے نزدیک استطاعت فعل کے ساتھہ ہوتی ہے اور کہتا تھا کہ کسی پیغمبر کے قتل کر ڈالنے یا اوس کے تپانچہ مارد ینے سے انسان اس لئے کافر ہو جاتا ہے کہ اوس نے پیغمبر کے تکذیب کی اور اوس سے بغض رکھا نہ اس وجہ سے کہ اوسکو قتل کیا یا تپانچہ مارا -

فرقہ شیعہ

قبل اس کے کہ شیعہ کے حالات بیان ہون بطور تمہید کے یہ کہتا ہون کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ۱۲ دن علیل رہکر ۶۳ برس کی عمر مین پیر کے دن ۱۲ ربیع الاول ۱۱ ہجری کو انتقال فرمایا تو خلافت کی نزاع پیدا ہوئی اور انصار نے یہ ٹھہرایا کہ ایک امام ہمارا ہوگا اور ایک مہاجرین مین ہوگا اور اپنی طرف سے سعد بن عبادہ کو خلیفہ کرنے پر آمادہ ہوگئے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے وہان پہونچکر کہا کہ پیغمبر خدا کا حکم ہے کہ امام قریش چاہیے تب سب انصار نے قبول کیا اور کہا کہ تم کسے خلیفہ کروگے حضرت عمر نے کہا کہ ہم سب سے افضل ابوبکر ہین اونہین سے بیعت کرتے ہین تم بھی قبول کرو اور اول بشیر بن سعد

لہ دیکھو مختصر [illegible] الامر و [illegible] تفسیر رازی ۱۲ سہ دیکھو محاضرات الابرار ۱۲

انصاری نے پھر حضرت عمر نے پھر ابو عبیدہ ابن جراح نے پھر سعد ابن عبادہ نے
بیعت کری پھر اور صحابہ نے بیعت کر لی اور فوری طور پر صدیق اکبر پر اتفاق عام ہو گیا
یہ معاملہ بنی ساعدہ کے سقیفہ (چبوترہ) میں ہوا تھا جب وہ مسجد میں آئے تو لوگ ہر طرف
سے دوڑ کر آئے اور رغبت سے بیعت کرنے لگے لیکن بنی ہاشم دیر تک اپنے انکار پر رکے
رہے اور انکو اپنی ناکامی پر تعجب اور افسوس دونوں ہوا۔ حضرت علی اور عباس اور طلحہ
اور زبیر اور مقداد بن عمر اور عتبہ بن ابی لہب اور خالد بن سعید بن العاص اور سلمان فارسی
اور ابوذر اور عمار بن یاسر اور براء بن عازب اور ابی ابن کعب نے اول بیعت نہ کی حضرت
علی بیعت کے وقت سقیفہ میں موجود نہ تھے پیغمبر خدا کی تجہیز و تکفین کا سامان کر رہے تھے
پھر ان سب لوگوں نے بیعت کر لی اور حضرت علی نے چھ مہینے کے بعد بیعت کی بعض
کہتے ہیں کہ تیسرے دن یا اسی دن یا دوسرے دن بیعت کی اور صحیح یہ ہے کہ دوبار بیعت کی
ایک بار تیسرے دن اور دوبارہ چھ مہینے کے بعد سبب یہ ہے کہ فاطمہ نے پیغمبر خدا کے اموال میں
وراثت کا دربارۂ فدک پر ملکیت کا دعوی کیا اور حضرت ابوبکر نے وہ دعوی اس دلیل مشہور
کی وجہ سے نحن معاشر الانبیاء لا نورث ما ترکناہ صدقۃ یعنی انبیا جو کچھ وفات کے بعد
چھوڑتے ہیں وہ میراث نہیں ہوتی صدقہ ہوتا ہے نہ مانا اور باہم رنجش واقع ہوئی
اور لوگوں کو ثابت ہوا کہ ان میں ملال ہے تو اونکے اس زعم کے دفع کرنے کے لئے
ثانیاً بیعت کی۔

حضرت ابوبکر صدیق کے بعد شاید بنو ہاشم کے دعوے نئے سر سے پیش
ہوتے لیکن حضرت ابوبکر نے وفات کے وقت حضرت عمر کے خلافت پر باضابطہ
تنصیص کی اس سے بنو ہاشم کو موقع نہ ملا حضرت عمر نے اپنی شہادت کے
قریب چھ شخصوں کو چنا جنکی حاکمانہ لیاقتیں اونکے نزدیک ایسی مساویانہ درجہ
رکھتی تھیں کہ وہ کسی کے حق میں ترجیح کا فیصلہ نہیں کر سکے۔

حضرت علی اور عثمان اور زبیر اور طلحہ اور سعد اور عبدالرحمن بن عوف اون انتخاب شدہ
لوگون مین سے تھے گو حضرت عباس نے حضرت علی کو یہ ہدایت کی کہ وہ اپنی خلافت کو بخت
اتفاق کے ہاتھ مین نہین بلکہ بغیر کسی کی اعانت کے آپ اپنے استحقاق کا فیصلہ
کرلین لیکن جناب امیر کی بے غرضی اور فیاض دلی نے اس اختلاف انگیز تحریک کے
قبول کرنے کی اجازت نہ دی اور عبدالرحمن بن عوف اس نزاع کے طے کرنے کے لیے مقرر
ہوئے اونہون نے حضرت علی کا ہاتھہ پکڑ لیا اور کہا کہ مین تمہاری بیعت کرتا ہون کتاب
خدا اور سنت رسول اور طریقہ حضرت ابوبکر و عمر پر حضرت علی نے جواب مین کہا کتاب اللہ
اور سنت رسول اور میری اجتہادی رائے پر عبدالرحمن نے اونکو چھوڑ کر حضرت عثمان
کا ہاتھہ پکڑ لیا اور وہی بات کہی حضرت عثمان نے قبول کرلیا پھر سب صحابہ نے اون سے
بیعت کرلی حضرت علی نے صبر جمیل کہا اور تن بہ تقدیر راضی ہوگئے حضرت عثمان خاندان
بنو امیہ سے تھے اور اونکی خلافت ایک نئی تاریخی سلسلہ کا دیباچہ تھی حضرت ابوبکر و عمر
نہ ہاشمی تھے نہ اموی اس لئے اونکے عہد تک بنو امیہ و ہاشم یہ دونون خاندان حکومت وقت
مین کچھہ حصہ نہین رکھتے تھے حضرت عثمان نے اپنی خلافت مین تمام بڑے بڑے ملکی عہدے
بنی امیہ کے ہاتھہ مین دیدیے معاویہ پہلے بھی شام کے گورنر تھے لیکن اس عہد مین اونکا
اقتدار اس حد تک پہونچ گیا کہ وہ ملک شام کے فرمان روائے مستقل سمجھے جاتے
تھے حضرت عثمان کی خلافت قریباً بارہ برس رہی اور اگرچہ اخیر مین اسی خاندانی رفاقت
پر لوگ اون سے ناراض ہوگئے اور جمعہ کے دن ١٩ ذوالحجہ ٣٥ھ ہجری کو بلوائیونکی ہاتھ
سے اونکی شہادت تک نوبت پہونچی اور سنیچر کی رات مین بقیع مین دفن ہوئے
حضرت علی سے طلحہ اور زبیر اور سعید بن زید اور عمار بن یاسر اور اسامہ بن زید اور سہل
بن حنیف اور ابو ایوب انصاری اور محمد بن مسلمہ اور زید بن ثابت اور خزیمہ بن ثابت
وغیرہ صحابہ نے بیعت کرلی۔ زہری کہتے ہین یہ کتنی تعجب کی بات ہی کہ عبداللہ بن عمر اور

اور سعد ابن وقاص نے حضرت علی کی تو بیعت نہ کی اور یزید بن معاویہ کی بیعت کر لی اور جن لوگون نے حضرت علی سے بیعت نہ کی شام کو چلے گئے وہ عثمانیہ کہلانے لگے۔

طلحہ اور زبیر بھی بیعت کر لینے کے بعد شب کے وقت مدینہ سے نکلکر مکہ کو چلے گئے اور بی بی عائشہ اون دنون مدینہ مین نتھین مکہ سے حج کر کے واپس آ رہی تھین اونکو حضرت عثمان کی شہادت کی خبر پہونچی تو وہین انجام کار دیکھنے کے واسطے ٹھہر گئین اور طلحہ اور زبیر کے کہنے سے مکہ کو لوٹ گئین اور وہان بھی حضرت عثمان کا جامہ خون آلودہ مکہ کو چلا گیا حضرت علی نے حضرت عثمان کے وقت کے ملکی عہدہ دارون کو معزول کرنا شروع کر دیا سہل بن حنیف کو معاویہ کی عوض دمشق کا گورنر مقرر کیا وہ وہان مخالف ہو گئے اور بوجہہ رشتہ داری حضرت عثمان کے اونکے خون کا دعوی کرنے لگے اور حضرت علی سے کہلا بھیجا کہ تم قاتلان حضرت عثمان کو ہمیر سپرد کر دو اور وہ آپ مین مصلحت نہین سمجھتے تھے اور ایکدن وہ کہنے لگے **قتل اللہ وانا معہ** یعنی حضرت عثمان کو خدا نے قتل کیا اور مین اوسکے ساتھہ ہون اور اوسوقت اس قول کی بڑی ضرورت تھی اگر جناب امیر بطور ایہام کے ایسا کہدیتے تو حضرت عثمان کے قاتل بلوا کر بیٹھتے اور فساد مچا دیتے اور سازش سے سارا لشکر بگڑ جاتا بلکہ جناب امیر بھی شہید ہو جاتے تو کچھہ تعجب نہ تھا مگر دشمنون نے اونکے اس قول کو اپنی دلیل بنا لیا طلحہ اور زبیر اور بی بی عائشہ اور حضرت عثمان کے وقت کے وہ حکام جنکو جناب امیر نے معزول کر دیا تھا یہ سب متفق ہو کر جناب امیر کی مخالفت کے لیے بندوبست کرنے لگے اور بصرے کی جانب بڑھے جب موضع حوب مین پہونچے تو کتے بھونکنے لگے بی بی عائشہ اوسوقت پشیمان ہوئین اور کہا کہ محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میری ایک عورت حضرت علی سے بغیر حق کے جنگ کریگی اور جب حوب مین پہونچےگی تو کتے شور کرنے لگین گے خیال رکھو ای عائشہ کہ وہ تم ہی نہو پھر بی بی صاحبہ نے چاہا کہ مین لوٹ جاؤن زبیر نے روکا

[illegible]

اور کہا کہ شاید تمہاری وجہ سے اللہ تعالیٰ اس فساد کو دفع کر دے آخر بی بی صاحبہ کو لے گئے اور بصرہ پر قبضہ کر لیا اور سہل بن حنیف کو جو وہان پر حضرت علی کی طرف سے منتظم تھے نکال دیا۔ حضرت علی نے امام حسن اور عمار بن یاسر کو کوفہ کو بھیجا یہ وہان سے نو ہزار جنگجو آدمیون کی جماعت فراہم کر کے لائے اگرچہ بی بی صاحبہ و طلحہ و زبیر حضرت علی کے جان کے دشمن نہ تھے صرف حضرت عثمان کے قاتلون سے قصاص چاہتے تھے مگر چونکہ اسقدر جمعیت کا خلیفہ کے مقابلہ مین کھڑا ہونا خلافت کی بدنظمی کا باعث تھا۔ اس لئے جناب امیر نے بی بی صاحبہ وغیرہ کا پیچھا پاس نکیا اور ۳۶ھ مین بصرہ کو اونسے جنگ کے لئے روانہ ہوئے مقام حلحا پر جو بصرہ سے دو فرسخ پر ہے جمعرات کے دن ۱۰ جمادی الآخر کو طرفین مین جنگ شروع ہوئی زبیر ابن عوام جن کے قاتل کے حق مین پیغمبر خدا نے دوزخی ہونیکا حکم کیا تھا تھوڑی دیر لشکر حضرت علی سے لڑے۔ شارح صحیح بخاری ابن عبدالبر سے روایت کرتے ہین کہ اسی اثنا مین حضرت علی نے اونکو آواز دی اور یاد دلایا کہ پیغمبر علیہ السلام نے تم سے کہا تھا کہ علی کو دوست رکھتے ہو تم نے جواب دیا تھا ہان پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایکدن ایسا آئے گا کہ تم علی پر خروج کرو گے اور ظالم ہو گے جب اونہین یہ بات یاد آئی تو لڑائی روکدی اور مدینہ کی طرف کوچ کر دیا عمر بن جرموز مجاشعی نے رستے مین موقع پاکر اونکو مار ڈالا اور جناب امیر کو آکر بشارت دی کہ لو مینے زبیر کا کام تمام کر دیا۔ جناب علی نے کہا کہ تجھکو مین اسکی عوض مین دوزخ کی بشارت دیتا ہون اوس نے عرض کیا کہ بڑی خرابی کی بات ہے کہ تم سے لڑنے والا بھی دوزخی اور جو تمہاری طرف سے لڑے وہ بھی دوزخی ٹھہرے اور تلوار شکم مین مار کر خودکشی کر لی اور مروان بن حکم کو چونکہ طلحہ سے ساتھ کینہ تھا اس لئے اوس نے طلحہ کے تیر مار دیا کہ اُنکی جان یون گئی اس جنگ کو جنگ جمل کہتے ہین کیونکہ اوسدن بی بی عائشہ اوس شتر پر جسکا عسکر نام تھا سوار تھین اوسکو ایک شخص نے حضرت علی کے حکم سے مار ڈالا حضرت علی نے بی بی عائشہ کے پاس پہونچکر

فرمایا غفر اللہ لک بی بی صاحبہ نے جواب دیا و لک پھر حضرت علی نے اونکو تعظیم و تکریم کے
ساتھ مدینہ کو روانہ کردیا اور بصرہ کی افسری عبد اللہ ابن عباس کے حوالہ کر کے خود کوفہ
کو تشریف لے گئے بی بی صاحبہ پھر عمر بھر متاسف رہین اور جناب جمل کو یاد کرتین
تو اتنا روتین کہ دوپٹہ آنسوؤن سے تر ہو جاتا تھا اس لئے کہ خروج مین جلدی کی تامل کیا
اور پہلے سے تحقیق نہ فرمایا۔ **شرح مقاصد** مین لکھا ہے کہ ان لوگون کو
ناکثین کہتے ہین نکث لغت مین عہد توڑنے اور پھر جانے کے معنی مین ہے اور لوگون
نے بھی جناب امیر کی عہد اور بیعت کو توڑا تھا اور بصرہ کی طرف چلے گئے تھے ناکثین کے
سرغنہ طلحہ اور زبیر تھے خلافت حضرت عثمان کی وسیع مدت مین بنی امیہ کا خاندان
ملکی و مالی دونون حیثیت سے طاقتور ہو گیا تھا جسکا یہ اثر تھا کہ حضرت علی کی اطاعت معاویہ
نے نہ کی ہمسری کا دعوی کیا اور اگرچہ ذاتی فضائل و مذہبی تقدس مین اونکو حضرت
علی سے کچھ نسبت نہ تھی تاہم ایک مدت تک وہ مساویانہ طاقت کے ساتھ جناب امیر
کے حریف رہے اور تمام شامیون نے اونکی رفاقت کی ان سب کو **قاسطین** کہتے
ہین لغت مین قسط کے معنی جور و ظلم ہین شرح مقاصد مین لکھا ہے کہ قاسطین معاویہ اور
اونکے ساتھی ہین جنہون نے حضرت علی سے مخالفت کی اور طریق حق کو کہ حضرت علی کی
بیعت تھی چھوڑ دیا غرضکہ جناب امیر اور قاسطین کی جنگ کا جو اخیر فیصلہ ہوا وہ بھی گویا
قاسطین ہی کے حق مین ہوا۔ خوارج نے علی مرتضے کی بیعت خلافت سے انکار کیا
آپ نے اون سے اپنے حق کا دعوی کیا اونہون نے نہ مانا یہ لوگ **مارقین** بھی کہلاتے
ہین مارقہ کی وجہ تسمیہ خوارج مین معلوم ہوگی جناب امیر کے طرفدارون اور مخلصون کا لہ صحابہ
و تابعین تھے اور اونکی صحبت مین رہتے تھے اور اونکے خلافت کے معین تھے
اور اونکی طرف سے جانبازیان کرتے تھے لقب **شیعہ** مقرر ہوا۔
انہین سے **شیعہ اولی** اور **شیعہ مخلصین** عبارت ہے ان سب کا عقیدہ

یہ تھا کہ جناب امیر اپنے عہد مین امام برحق ہین بعد شہادت حضرت عثمان کے یا نہین
کا منصب ہے تمام مسلمانون پر اونکی اطاعت فرض ہے اور اپنے وقت کے سارے
آدمیون سے افضل ہین اور معاویہ اور اونکے لشکر کو باغی اور خطاوار جانتے تھے مگر طلحہ
اور زبیر کو یہ لوگ برا نہین جانتے تھے اس لئے کہ اونہون نے جو تنازع جناب امیر کے
ساتھہ کیا تو اس وجہ سے نہ تھا کہ وہ اونکو مستحق خلافت نہ جانتے تھے بلکہ قاتلان حضرت
عثمان نے جب اونکو بھی دھمکایا تو یہ خوف جان کی وجہ سے مدینہ سے چلے گئے اور اونسے
قصاص لینے مین جلدی کرتے تھے انکو خطائے اجتہادی واقع ہوئی اس لئے کہ ایک
شبہ کے ساتھہ متمسک تھے اگرچہ طرف ثانی کی دلیل ارجح تھی اور وہ شبہ اسوجہ سے
پیدا ہوا تھا کہ جانتے تھے کہ قصاص ذوالنورین حق ہے اور حضرت علی اوس کے لینے
پر قادر ہین مگر نہین لیتے بلکہ منع کرتے ہین پس قصاص حضرت عثمان کی طلب مین جلدی
کی اور اتنا تامل نہین کیا کہ حضرت علی کی مرضی معلوم ہوجاتی اسوجہ سے مخالفت انکی طرف
سے وقوع مین آئی ورنہ وہ تمام اہل عصر سے جناب امیر کو افضل مانتے تھے اور اون
کے اوصاف بیان کرتے تھے اور آخرکار اونہون نے جناب امیر سے مصالحت کرکے
اونکی اطاعت کرلی اسیواسطے یہ لوگ گمراہ قرار نہین دیئے گئے جناب امیر انکو اچھا جانتے
تھے بلکہ بقول بعض اس مخالفت کو اونکی خطائے اجتہادی پر حمل کرتے تھے اور یہ شیعہ
جناب امیر کے اون باتون کو جو اونہون نے خلفا اور صحابہ کی مدح وصفت اور فضائل مین
بیان کی ہین جیسے کہ جناب امیر معاویہ کے ایک خط کے جواب مین شیخین کے حق مین
فرماتے ہین۔ لعمری ان مکانہما من الاسلام لعظیم وان المصاب بہما لجرح فی الاسلام شدید
رحمہما اللہ وجزاہما باحسن ما عملا۔ ترجمہ قسم اپنی جان کی منصب ان دونون کا اسلام مین بڑا
ہے۔ اور واقعہ وفات ان دونون کا البتہ زخم سخت ہے اللہ تعالے رحمت کرے
اور جزائے خیر دے اون کو بعوض بہترین کامون کی کہ ان دونون نے کئے ظاہری پر محمول

لہ جناب زید بن علی … یعنی اہل سنت … کی تفضیل مین شاہ عبد العزیز صاحب سے منقول تھا … خلافت … خلافت … بعض وغیرہ
۱۲ ۱۲

لہ دیکھو نہج البلاغت
۱۲ ۱۲ ۱۲

کرتے تقیہ اور ریاکاری پر مبنی نہیں سمجھتے اور جو کچھ شرع محمدی کے احکام صحابہ کے ذریعہ سے انکو ثابت ہوئے اوسے قبول کیا اور عمل اوپر کیا ان لوگوں نے ابن سبا وغیرہ کی باتوں کو نہیں مانا اور سارے صحابہ کا ادب کرتے رہے البتہ دو تین برس کے بعد بعضے لوگ ابن سبا کے تھوڑے سے وسوسوں میں آگئے اور جناب امیر کو تمام صحابہ پر تفضیل دینے لگے مگر ان شیعہ تفضیلیہ نے سوائے تفضیل جناب امیر کے اور ساری باتوں میں شیعہ مخلصین کے ساتھ تعلق رکھا۔ اور اقوال صحابہ کی پیروی کرتے رہے اور جو کچھ صحابہ کے ذریعہ سے سنت رسول اللہ مروی ہوئی اوسکے معتقد و عامل رہے انکا مذہب یہ تھا کہ جناب امیر اور اونکی اولاد احق باستخلافت ہیں سبب اسکے یہ بزرگ کسی اور کو منصب اپنی خوشی سے نہ دیں وہ اوسکا مستحق نہیں ہوسکتا چنانچہ خلفائے ثلثہ کو یہ خلیفہ مانتے تھے اور اونکی خلافت کو درست جانتے تھے اس لئے کہ جناب امیر نے انہیں اپنی خوشی سے خلیفہ کردیا تھا اور جب یہ خود خلافت اختیار کریں تو دوسرے کو خلافت نلینا چاہئے اور جناب امیر بعد رسول اللہ کے افضل الناس ہیں اور یہ لوگ صحابہ کو برا نہیں کہتے نہ ظالم و غاصب بتاتے تھے بلکہ خیر و خوبی کے ساتھ یاد کرتے تھے انہیں سے یہ اشخاص مشاہیر ہیں۔

ابو الاسود ظالم دئلی واضع علم نحو اور ابو سعید یحیے بن یعمر عدوانی تابعی کہ علم قرأت و تفسیر و نحو لغات عرب کا بڑا ماہر تھا اور سالم ابن حفصہ جو امام محمد باقر و امام جعفر صادق سے حدیث کی روایت کرتا ہے اور عبدالرزاق محدث اور ابو یوسف یعقوب بن اسحاق معروف بابن سکیت مولف کتاب اصلاح المنطق۔ مگر جب ابن سبا کی بدعت بہت پھیل چکی تو اسکی تلقین کے اثر سے دو قسم کے لوگ بہت پیدا ہو گئے ایک شیعہ تبرائیہ جنکو شیعہ سبیہ بھی کہتے ہیں یہ لوگ سارے صحابہ کو ظالم و غاصب بلکہ کافر و منافق بتانے لگے اور بی بی عایشہ اور طلحہ اور زبیر کی لڑائی و تنازع جناب امیر کے ساتھ انکے مذہب اور دعوے کا موید ہوگیا اور چونکہ یہ تمام جھگڑے حضرت عثمان کی قتل کی وجہ سے واقع ہوئے تھے۔ اسلئے اونپر بھی

لعن طعن کرنے لگے اور حضرت عثمان کی خلافت کی بنیاد شیخین کی خلافت پر تھی اور منتخب
کرنے والی اونکے عبدالرحمن بن عوف وغیرہ صحابہ تھے سب کو یہ لوگ برا کہنے لگے
یہ لوگ گویا ابن سبا کے متوسط قسم کے شاگرد وتعلیم یافتہ تھے۔ دوسرے **غلاۃ شیعہ**
یہ ابن سبا کے شاگرد رشید اور اوسکی خاص اصحاب تھے اوسکی تعلیم کی بدولت جناب امیر
کی الوہیت کے قائل ہوگئے اور جب بعض نیک لوگون نے اونکو الزام دئے کہ جناب
امیر مین بشریت کے آثار موجود ہین تو اس لئے بعضے غلاۃ الوہیت کے قول کو چھوڑکر
اس بات کے قائل ہوئے کہ اللہ تعالی نے جناب امیر مین حلول کیا ہے جب جناب امیر
کو یہ خبر پہونچی تو انکار فرمایا اور ایک جماعت غلاۃ شیعہ کو آگ مین جلا دیا ابن سبا سے
ساری اصناف غلاۃ شیعہ پیدا ہوئے ہین اور جبکہ تبرائیہ وغلاۃ وزیدیہ واسماعیلیہ وغیرہ
نے اپنا لقب شیعہ اختیار کرلیا اور حُبّ حضرت علی بن ابیطالب و بغضِ حضرت ابوبکر و
حضرت عمر وحضرت عثمان و بی بی عائشہؓ مع دیگر صحابہ کے بڑا غلو ومبالغہ کیا اور عمل و
اعتقاد مین طرح طرح کے فسادات و بدعات پھیلا دئے تو شیعہ مخلصین وشیعہ تفضیلیہ
نے اپنا لقب **اہل سنت وجماعت** رکھ لیا اسی واسطے اگلے وقتون کے کتب
تاریخ مین اون لوگون کے حق مین بھی شیعہ کا لفظ استعمال ہوا ہے تاریخ واقدی اور استیعاب
مین اسطرح کی باتین بہت ہین اور شیعہ تبرائیہ وغیرہ بھی شیعہ مخلصین وشیعہ تفضیلیہ کو شیعہ
حضرت علی سے نہین شمار کرتے اسلئے کہ انکے نزدیک محبت حضرت علی منحصر ہے صحابہ
وازواج کے برا کہنے پر اور انکے نزدیک ایمان واسلام مین فرق ہے اسی لئے اپنی
جانون کو مومن کہا کرتے ہین اور باقی اہل اسلام کو مسلمان بولتے ہین کہتے ہین مومن وہ ہے
جو شرایع کو اوس کے حقایق اور تاویل کے ساتھ جانتا ہو اور مسلمان وہ ہے جو شرایع کو
بغیر علم تاویل وتفسیر کے جانے اور معتزلہ بھی کہتے ہین کہ ایمان اور اسلام مین فرق ہے تمام
شیعہ کا اسبات پر اتفاق ہے کہ امامت عقل سے ثابت ہے اور امامت نص ہے

اور ائمہ معصوم ہین غلطی اور سہو و خطا سے اور امامت مفضول کی فاضل کے موجود ہوتے
ناجایز ہے اور حضرت علی تمام صحابہ سے افضل ہین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
نص کردی تھی کہ حضرت علی میرے بعد امام ہین اور شیعہ کہتے ہین کہ امت حضرت علی سے
بیعت نکرنے کی وجہ سے مرتد ہو گئی اور تمام صحابہ سے تبرا کرتے ہین سوائے چند تن
کے اور یہ کہتے ہین کہ امام کو جایز ہے کہ وہ حالت تقیہ مین کہدے کہ مین امام نہین ہون
اور بعیسام قیامت سے پہلے بھی دنیا مین لوٹ آتے ہین۔ مگر بعض غلاۃ حشر اجساد
اور حساب کے منکر ہین اور انکے نزدیک امام کو دنیا اور دین کی ساری باتون کا علم حاصل ہوتا ہے
یہانتک کہ وہ سنگریزون اور درخت کے پتون کو بھی جانتا ہے اور ائمہ سے مثل انبیا
کی معجزات صادر ہونے ہین اور اکثر انہین سے یہ کہتے ہین کہ جس نے حضرت علی سے
جنگ کی وہ کافر ہے انکے نزدیک جماعت سنت نہین اور مسح خفین پر جایز نہین اور
بی بی فاطمہ بی بی عائشہ سے افضل ہین اور بعضے کہتے ہین کہ نبی علیہ السلام مین بغیر
معاون کے نبوت کی قدرت نہ تھی اور کہتے ہین کہ لفظ واحد سے تین طلاق واقع نہین ہوسکتین
اور نماز تراویح کی مسنونیت کے منکر ہین اور سیدھا ہاتھ بائین ہاتھ پر رکھنا مسنون نہین اور
اور افطار مین جلدی کرنا جایز ہے اور نماز مغرب غروب آفتاب کے بعد اوسوقت تک نہ پڑھنا چاہیے
جب تک کواکب نہ چمک جاوین مگر شیعہ مین باہم بھی بڑا اختلاف ہے اور اس اختلاف
کی وجہ سے بہت سے فرقے ہوگئے ہین کہ ایک فرقہ دوسرے فرقہ کی تکفیر کرتا ہے اصول
انہین سے پانچ فرقے ہین **غلاۃ** اور **کیسانیہ** اور **اسماعیلیہ** اور **زیدیہ** اور **امامیہ**۔ اگرچہ
کیسانیہ و اسماعیلیہ و امامیہ مین سے بھی بہت سے فرقے غلو کہتے ہین مگر یہان غلاۃ اون فرقون
سے مراد رکھتے ہین جنمین یہ اعتقاد مشترک ہے کہ انبیا و ائمہ خدا ہین یا خدا نے انبیا اور ائمہ
مین حلول کیا ہے یا ان سے متحد ہو گیا ہے۔ تحفہ اثنا عشری مین لکھا ہے کہ تعین امام
کے باب مین بعضے انہین سے کیسانیہ مین اور بعضے امامیہ اور زیدیہ کے فرقون مین سے

کوئی ایسا نہین سنا گیا جوان غلاۃ کی طرح تریدیشہید اور اونکی اولاد کی الوہیت یا انمین حلول لوہیت
یا اتحاد کا قائل ہو۔ اور کشف الغمہ عن تفرق الامۃ مین ذکر کیا ہے کہ غلاۃ کا قول یہ ہے کہ
امام حضرت علی ہین بنص نبوی پھر امام حسن بعد ازان امام حسین پھر بعد امام حسین کے حکم شوری ہے
بعض نے کہا ہے کہ نص نہین آئی مگر امامت حضرت علی پر فقط۔ ابوبکر باقلانی شاگرد ابوالحسن
اشعری نے ملل و نحل مین کہا ہے لاخلاف بین الامۃ فی تکفیر غلاۃ الروافض وہم الذین
زعموا ان اللہ قد حل فی الانبیاء ثم فی الائمۃ یعنی ائمہ مین اتفاق ہے اسبات پر کہ غلاۃ
روافض کافر ہین اور وہ وہ ہین کہ یہ زعم کیا ہے کہ اللہ تعالے نے انبیا مین حلول کیا ہے
پھر ائمہ مین حلول کیا ہے اور شیعہ کے ہر فرقے مین داعی لوگ ہوتے ہین کہ اوس مذہب
کی طرف اشخاص کو علم یا مال یا زبان یا ہتیار کے ذریعہ سے بلاتے ہین انکو اصطلاح مین
دعاۃ کہتے ہین جو داعی کی جمع ہے انہین دعاۃ کے نام سے فرقے منسوب ہوتی ہین

غلاۃ

انکے کئی فرقے ہین

پہلا سبائیہ۔ یہ متبع ہین عبد اللہ بن وہب بن سبا معروف با بن السوداء کے
یہ شخص یہودی تھا حجاز سے اہل اسلام کے شہرون مین جایا کرتا تھا ارادہ اوسکا یہ تھا کہ مسلمانون
کو گمراہ کردے جب یہ بات نہ بنی اور یہ کام نہ کرسکا تو اسلام اور مسلمین کے ساتھہ مکر و فریب
سے پیش آیا ۳۳ھ ہجری مین بصرہ گیا وہان پہونچکر کچھ مسائل لوگون سے کہنے لگا۔
لیکن صراحت نکرتا تھا ایک جماعت اوسکی طرف مائل ہوگئی اور اوسکی باتونمین آنے لگی عبد اللہ
بن عامر حاکم بصرہ نے اوسکو بصرہ سے نکلوا دیا وہان سے کوفہ مین آیا پھر کوفہ سے
چلکر مصر پہونچا وہان آکر ٹھہرا لوگون مین بیٹھکر یہ بات کہی بڑا تعجب ہے اوس شخص سے جو اس
بات کی تصدیق کرتا ہے کہ عیسی علیہ السلام پھر دنیا مین آوینگے اور اس کی تکذیب
کرتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ آئینگے رجعت کے بارے مین لوگون سے بات چیت

کرتا رہا یہانتک کہ کچھہ لوگون نے اس بات کو قبول کیا اور یہ بدعت ۳۲ھ ہجری سے پھیلنے
لگی پس مذہب رجعت کا موجد وہی ہے بعد اوس کے اوس نے یہ بات کہی کہ ہر نبی کا ایک
وصی ہوا کرتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امامت حضرت علی کی وصیت کر گئے ہین کہ وہ بعد
حضرت کے اونکے وصی ہین اور خلیفہ امت ہین نص نبوی اور سن رکھو کہ حضرت عثمان نے
خلافت ناحق لیلی اب تم لوگ کھڑے ہو کے اونپر طعن کرو اور اظہار امر معروف ونہی منکر کرکے
لوگون کو اپنی طرف مائل کر لو پھر اوس نے اپنی طرف کے داعی جابجا بھیجے اور جو اہل امصار اوسکی
طرف مائل تھے اون سے خط و کتابت جاری کی اون لوگون نے مخفی دعوت کرنا خلق کا اوسکی
رائے کی طرف شروع کیا اور ایک عام ناراضی حضرت عثمان کے عمال اور اونکی خلافت کی طرف
سے لوگون مین پھیل گئی اور ساری زمین اسلام ابن سبا کی رائے وعقیدے سے بھر گئی یہانتک
کہ ملک مصر سے ایکہزار یا سات سو یا پانسو آدمی اور ایک جماعت بصرہ و کوفہ سے مدینہ مین آئی
اور حضرت عثمان سے معزول کرنے کا ارادہ کیا اور فساد برپا کرکے حضرت عثمان کے مکان کو گھیر لیا اور چالیس
یا پچاس دن تک اونکو محصور رکھا پھر حضرت علی حضرت عثمان کے پاس آئے اور کہا کہ لوگ کہتے
ہین کہ مروان کو عہدہ منشی گری سے موقوف کیجئے اور عبداللہ ابن ابی سرح کو حکومت مصر
سے معزول کیجئے حضرت عثمان نے قبول کیا حضرت علی نے لوگون کو سمجھا کر ہٹا دیا اور
بات رفت و گذشت ہوئی اور محمد ابن ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مصر کا حاکم مقرر کرکے اودہر بھیجا
رستے مین اونکو ایک خط مہری حضرت عثمان کا عبداللہ کے نام ملا جس مین یہ مضمون تھا کہ محمد بن
ابی بکر رضی اللہ عنہ جو کچھہ کہین اوسکی تعمیل مت کرنا اور کسی حیلہ سے اونکو مار ڈالنا محمد اس خط کو
لیکر مدینہ کو لوٹ آئے اور حضرت عثمان سے اسکا حال پوچھا اونہون نے قسم کھا کر کہا کہ یہ مہر اگرچہ میری
ہے اور میرے ہی منشی کا خط ہے مگر مین نے یہ خط نہین لکھوایا تو اون لوگون نے کہا کہ مروان کو
ہمارے سپرد کر دو یہ بات حضرت عثمان نے نامنظور کی اس لئے لوگون کے دل اونکی جانب
سے پھر گئے اور حضرت عثمان کو محصور کر لیا تاریخ اعثم کوفی مین لکھا ہے کہ محاصرین نے حضرت

عثمان پر تنگی کی اور ہر جانب سے اونکے مکان مین گھس پڑے محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے
دوڑ کر حضرت عثمان کی داڑہی پکڑ لی اور اونکی گردن مین زخم پہونچایا جس سے خون جاری ہو گیا
پھر کنانہ بن بشر التیمی آیا اور ایک وار عمود کا حضرت عثمان کے سر پر کیا اور سیدان
بن حمران مرادی نے ایک تلوار اونکی سر پر ماری حضرت عثمان پیچھے کو گر پڑے پھر اور
لوگون نے تلوارون سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ابن سبا نے دو بدو علی مرتضے سے یہ بات کہی تھی انت الالہ
یعنی تم خدا ہو اور اونہین نبی بھی اعتقاد کرتا تھا حضرت ممدوح نے اوسے مدائن کی طرف نکالدیا
اور یہ کہتا تھا کہ حضرت علی بعد موت کے پھر دنیا مین آئینگے وہ قتل حضرت علی کا معتقد نہ تھا
اونکو زندہ بتاتا تھا کہتا تھا کہ شیطان حضرت علی کی صورت پر ہو گیا تھا اوسے ابن ملجم نے
مارا ہے اور کہتا تھا وہ بادل میں آتے ہین رعد اونکی آواز ہے برق اونکا چابک ہے۔ وہ
ضرور زمین پر اوترکر زمین کو عدل سے بھر دینگے جسطرح کہ ظلم سے بھر گئی ہے اور
سبائیہ جب رعد کی آواز سنتے تو کہتے السلام علیک یا امیر المومنین۔

دوسرا کاملیہ۔ یہ فرقہ ابو کامل کی طرف منسوب ہے یہ شخص سب صحابہ کو کافر بتاتا
تھا اسپر کہ اونہون نے حضرت علی سے بیعت نہ کی اور خود حضرت علی کو کافر کہتا تھا اسپر
کہ صحابہ سے نہ لڑے یہ قائل تھا تناسخ کا اور کہتا تھا کہ امامت نور الٰہی ہے کہ ایک شخص سے
دوسرے شخص مین منتقل ہوتا ہے اور ہوسکتا ہے کہ یہ نور ایک آدمی مین امامت ہو اور دوسرے
مین نبوت ہو جائے اور کہتا تھا کہ روح الٰہی نے اول آدم مین بعد اوس کے درجہ بدرجہ تمام
انبیا و ائمہ مین حلول کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اوس کے نزدیک کافر کا بھی امام ہونا اور
اوسمین روح الٰہی کا حلول کرنا جایز ہے اس لئے کہ حضرت علی مرتضے کی تکفیر کرتا ہے اور پھر
اونمین روح الٰہی کے حلول کا اور اونکی امامت کا قائل ہے۔

تیسرا مغیریہ۔ یہ مغیرہ بن سعید عجلی کے اصحاب ہین جو خالد بن عبداللہ کا غلام تھا اس نے

خالد بن عبد اللہ قسری پر کوفہ مین بیس آدمی لیکر خروج کیا اونکو گھیلیا وہ ممبر پر تھے اونہون نے کہا مجھے پانی پلا دو اس سبب سے وہ بدل دیئے گئے نواب صدیق حسن خان نے اسیطرح لکھا ہے اور معارف مین ابن قتیبہ نے کہا ہے کہ خالد نے مغیرہ کو واسط مین قتل کرکے قنطرۃ العاشر پر سولی دی تھی اوسکے شنایع مین سے ایک یہ قول ہے کہ اعضا معبود کی صورت پر حروف ہجائی مین اور الف صورت قدمین پر ہے اور یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ اللہ ایک مرد ہے نور کا اوس کے سر پر ایک تاج ہے نور کا اور اوس کا دل حکمت کا منبع ہے وہ اعتقاد رکھتا تھا کہ اللہ ہر مکان مین ہے کوئی مکان اوس سے خالی نہین ہے اور اللہ نے جب جہان کا پیدا کرنا چاہا تو اعمال عباد کو اپنی دو انگلیون سے لکھا پھر اونکے معاصی سے غضب مین آیا تو اوس سے اللہ کو پسینا چھوٹا اوس پسینے سے دو دریا مجتمع ہو گئے ایک شیرین ایک تلخ پس خدا ئے تعالے نے دریائے شیرین مین دیکھا تو عکس اوسکا اوسمین پڑا خدائے تعالے نے تھوڑا سا عکس اوس دریا مین سے نکالا اوس سے چاند اور سورج بنائے اور باقی کو فنا کردیا اسواسطے کہ کوئی شریک اوسکا باقی نرہے پھر دریائے شیرین سے مومن پیدا کئے دریائے تلخ سے کافر بنائے اور اس آیت کی عرضنا الامانت علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنہا تفسیر یون کرتا تھا کہ ہمنے پیش کی امانت آسمان و زمین اور پہاڑون کے سامنے اور وہ امانت حضرت علی کی امامت تھی کہ تم مین سے کون ایسا ہے کہ اوس کو لینا چاہتا ہے توکسی نے اس امانت کو قبول نکیا تاکہ یہ حق حضرت علی کا حضرت علی ہی کو پہونچ جائے مگر انسانون مین سے حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کے مشورے سے اسکو اختیار کرلیا جبکہ حضرت عمر نے یہ اقرار کرلیا کہ کار امامت مین حضرت ابوبکر کو مدد دینے کو تیار ہونگا اور حضرت عمر نے یہ ذمہ داری اس شرط پر اختیار کی کہ حضرت ابوبکر اپنے بعد مجھے خلافت دیدین اور یہ کہتا تہا کہ آیت کمثل الشیطان اذ قال للانسان اکفر فلما کفر قال انی بریٔ منک انی اخاف اللہ رب العالمین ۔ یعنی مثال شیطان

کی ہو چیشتیں کہا اوس سے نے آدمی کو تو کفر کر پس جب کفر کیا کہا تحقیق مین بیزار ہون تجھسے مین ڈرتا ہون اللہ سے جو رب ساری جہان کا ہے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے حق مین نازل ہوئی ہے اوس کے نزدیک مہدی زکریا بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہین اور وہ زندہ ہین اور کوہ حاجر مین مقیم ہین جب حکم ربی ہوگا تو اوس سے برآمد ہونگے اور محمد بن علی کے بعد یہ شخص اپنے لئے امامت کا طالب ہوا تھا اور دعوی نبوت کا رکھتا تھا اوسکے زعم مین اوسکا معجزہ یہ تھا کہ وہ اسم اعظم جانتا ہے اور مردون کو زندہ کرتا ہے اور جب مغیرہ مارا گیا تو اوس کے بعضے مرید کہنے لگے کہ وہی امام منتظر ہے۔ منہج المقال مین آیا ہے کہ امام ابو عبد اللہ فرماتے تھے کہ اس آیت مین ہَلْ اُنَبِّئُکُمْ عَلٰی مَنْ تَنَزَّلُ الشَّیٰطِیْنُ تَنَزَّلُ عَلٰی کُلِّ اَفَّاکٍ اَثِیْمٍ یعنی مین بتاؤن تمکو کس پر اوترتے ہین شیاطین اوترتے ہین ہر جھوٹے گناہگار پر شیاطین سے مراد یہ سات شخص ہین مغیرہ بن سعید اور بنان اور صائد نہدی اور حرث شامی اور عبد اللہ بن حرث اور حمزہ بن عمارہ زبیری اور ابو الخطاب اور نامہ دانشوران مین ابن قبہ کے حالات مین مذکور ہے کہ فرقہ مغیریہ کا قول ہے کہ امامت حسن ابن الحسن کو وصیت سے پہونچی تھی۔ اور انکے نزدیک امامت منحصر ہے حسن بن علی اور اونکی اولاد مین اور یہ فرقہ انکے غیر مین امامت تجویز نہین کرتا۔

چوتھا بنانیہ یہ متبع ہین بنان[1] بن سمعان تمیمی نہدی یمنی کے یہ بجائے حلول کے اتحاد کا قائل تھا یعنی اسکا عقیدہ یہ تھا کہ اللہ حضرت علی کے ساتھ متحد ہو گیا ہے پھر بعد حضرت علی کے محمد بن حنفیہ کے ساتھ پھر اونکے بیٹے ابو ہاشم عبد اللہ بن محمد کے ساتھ پھر بعد ابو ہاشم کے بنان بن سمعان کے ساتھ یعنی خود اوس کی ذات کے ساتھ اور

---

[1] اس لفظ مین باے موحدہ کے بعد نون ہے چنانچہ تعریفات مین میر سید شریف نے یونہی لکھا ہے اور منتہی المقال اور منہج المقال مین آیا ہے بنان مین باے موحدہ مضموم ہے اور اوس کے بعد نون ہے اور نون کے بعد الف اور الف کے بعد نون ہے اور ابو زید بلخی کی تاریخ مین ہے کہ یہ نام بیان ہے یعنی باے موحدہ کے بعد یاے تحتانی کے ساتھ۔ ۱۲ منہ

اسد تعالیٰ انسان کی صورت پر ہے اور سب کچھ اوسکا ہالک ہے مگر منہ بدلیل ظاہر آیۃ
کل شئی ہالک الا وجہہ کتاب کشی مین سعد بن عبد اسد کے ذریعہ سے روایت آئی ہے
کہ امام صادق نے بنان پر لعنت کی ہے جیسا کہ اختیار مین مذکور ہے اور کشی مین
یہ بھی روایت ہے کہ ابوالحسن رضا نے کہا ہے کہ بنان علی بن حسین کی تکذیب کرتا
تھا پس اللہ نے اوسے دوزخ کی آگ مین ڈالا اور محمد بن بشیر ابوالحسن موسےٰ کی تکذیب
کرتا تھا اوسے بھی اللہ نے آتش دوزخ کے ساتھ سزا دی اور تاریخ ابوزید بلخی مین مذکور ہے
کہ بیانیہ بیان کی نبوت کے قائل ہین اور کہتے ہین کہ قرآن مین جو وارد ہے ۔ ہذا بیان
للناس یعنی یہ بیان ہے لوگون کے لئے اس سے مراد یہی ہمارا پیشوا ہے اور
چونکہ یہ شخص تناسخ اور رجعت کا قائل تھا اس لئے خالد بن عبداللہ قسری نے قتل
کرا دیا منہج المقال مین لکھا ہے کہ ہشام بن علم کہتے ہین مینے ابوعبداللہ سے عرض کیا
کہ بنان اس آیۃ کی وہو الذی فے السماء الہ وفی الارض الہ تاویل کرتا ہے اور کہتا ہے
کہ زمین کا اللہ اور ہے اور آسمان کا اللہ دوسرا آسمان کا اللہ زمین کے اللہ سے اعظم ہے اور باشندگان
زمین آسمان کے اللہ کو جانتے ہین اوسکی تعظیم کرتے ہین ابوعبداللہ نے جواب دیا کہ خدا کی
قسم زمین اور آسمان دونون کا وہ ایک ہی اللہ ہے اوسکا کوئی شریک نہین بنان جھوٹا
ہے اللہ اوس پر لعنت کرے۔

پانچوان جناحیہ یہ تبع ہین عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر ذوالجناحین بن ابو
طالب کے وہ تناسخ ارواح کا قائل تھا اور ایک عقیدہ اوسکا یہ بھی تھا کہ روح الٰہی انبیا
مین دائر سائر ہے پھر حضرت علی مین پھر امام حسن و امام حسین و محمد بن حنیفہ اولاد حضرت علی
مین دائر ہوئی پھر اوس کے اندر آئی اس لئے اوس نے زعم کیا تھا کہ وہ اللہ ہے اور علم
اوس کے دلمین یون اگتا ہے جیسے زمین سے پھول زمین کا اور امامت بھی اسی
ترتیب سے ظہور مین آئی ہے کیونکہ نبوت اور امامت کے معنی اوس کے نزدیک یہی تھے

کہ روح الٰہی بدن انسانی مین حلول کرے اس فرقہ کا مذہب یہ ہے کہ شراب و قمار و نکاح محارم سبھ
حلال ہے انکا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن مین جو تحریم مردار و خون و گوشت خوک کی آئی ہے یہ کنایہ ہے ایک قوم سے جنکا بغض لازم ہے
جیسے حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان و معاویہ اور جسقدر فرائض مامور بہا قرآن مین آئے ہین وہ کنایہ ہے اون لوگون
سے جنکی دوستی لازم ہے جیسے حضرت علی و حضرت حسن و حضرت حسین اور اونکے اولاد
یہ قیامت کے منکر ہین اور کہتے تھے کہ عبداللہ ملک اصفہان مین کسی پہاڑ کے اندر زندہ موجود
ہین عنقریب نکلنے والے ہین ۔

چھٹا منصوریہ ۔ یہ ابو منصور عجلی کے متبع ہین یہ شخص ابتدا مین امام جعفر صادق بن محمد باقر
علیہ السلام کا معتقد تھا جب اونہون نے اپنے پاس سے علیحدہ کر دیا تو اوس نے
یہ دعوی کیا کہ بعد امام محمد باقر کے امامت اوسکی طرف منتقل ہوئی ہے اور وہ بعد انتقال ان
امامت کے آسمان پر گیا اور معبود نے اوس کے سر پر اپنا ہاتھ پھیرا اور کہا اے بیٹا
پہونچادے میری طرف سے یہ آیت وان یروا کسفا من السماء ساقطا یقولوا سحاب مرکوم
(یعنی اگر دیکھین ایک تختہ آسمان سے گرتا کہین یہ بدلی ہے گاڑھی) اوس کے زعم مین کسف
ساقط من السماء سے مراد اوسکی ذات تھی اور امامت کے دعوے سے قبل کہتا تھا کہ کسف
مذکور سے مراد حضرت علی بن ابی طالب ہین اور قائل تھا اسبات کا کہ رسول قیامت تک
مبعوث ہوتے رہین گے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم نہین ہوئی ہے اور ایک عقیدہ
یہ تھا کہ جنت سے مراد وہ آدمی ہے جسکی دوستی واجب ہے اور وہ امام ہے جیسے
حضرت علی بن ابی طالب اور اونکی اولاد اور دوزخ سے مراد وہ آدمی ہے جسکی دشمنی واجب
ہے جیسے حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان و معاویہ اسی طرح کہتا تھا کہ قرآن مین
فرائض سے حضرت علی اور اونکی اولاد مراد ہے اور محرمات سے حضرت ابوبکر وغیرہ مقصود
ہین اور اس تاویل سے مطلب اوسکا یہ تھا کہ جو کوئی امام تک پہونچ جاتا ہے اوس سے
ساری تکالیف شرعیہ اوٹھ جاتے ہین بے قید ہو جاتا ہے ۔ منصوریہ کا عقیدہ یہ ہے کہ جو

شخص ایسے چالیس آدمیونکو قتل کر ڈالے جو عقاید دینیہ مین ہم سے خلاف ہین تو وہ جنت مین داخل ہوا اور یہ لوگ آدمیون کے مال حلال جانتے ہین اور یہ کہتے ہین جبرئیل نے پیغام رسانی رب العالمین مین خطا کی ہے۔

ساتوان خطابیہ - یہ لوگ ابو الخطاب کے تابعین مین سے ہین خلاصہ مین لکھا ہے کہ ابو الخطاب کو محمد بن مقلاص اور محمد بن ابو زینب کہتے ہین اور طحطاوی کے حاشیہ درمختار مین ہے کہ خطابیہ نسبت ہے ابو الخطاب محمد بن وہب اجدع یا محمد ابن ابی زینب اسدی اجدع کی طرف ابو الخطاب نے کوفہ مین خروج کیا اور عیسیٰ بن موسیٰ بن علی بن عبد اللہ بن عباس سے لڑا اور امام جعفر صادق کی اطاعت کی طرف دعوت نہ کی اور یہ دعوی کیا کہ علی مرتضےٰ خدا ئے اکبر ہین اور جعفر صادق خدا ئے اصغر انتہی کلامہ امام جعفر کو معلوم ہوا کہ میرے حق مین اسکو غلو ہے تو اپنے ہان سے نکال دیا اوسوقت اس نے دعوی امامت کیا یہ شیعی تھا اس کے تابع پچاس فرقے ہین سب کا اسپر اتفاق ہے کہ ائمہ جیسے حضرت علی اور اونکی اولاد یہ سب انبیا ہین اور ہر امامت کے لئے دو رسول ہونا ضرور ہین ایک ناطق دوسرا صامت سو محمد صلے اللہ علیہ وسلم نبی ناطق تھے اور حضرت علی نبی صامت ہین اور امام جعفر صادق بن محمد باقر نبی تھے پھر انتقال نبوت کا ابو الخطاب کی طرف ہو گیا بلکہ خطابیہ کو یہانتک غلو ہے کہ ان سب کے نزدیک ائمہ اللہ ہین اور امام حسن و حسین ابن اللہ ہین اور امام جعفر صادق بھی اللہ ہے اور وہ یہ نہین جنہین لوگ دیکھتے ہین بلکہ جب وہ اس عالم کی طرف نزول کرتے ہین تو یہ انسانی صورت اختیار کر لیتے ہین مگر ابو الخطاب جعفر صادق اور حضرت علی سے افضل ہے انکا عقیدہ یہ ہے کہ ائمہ جانتے ہین اون سب کا مون کو جو قیامت تک ہونے والے ہین اور خطابیہ کہتے ہین کہ آلہیت نور ہے نبوت اور امامت سے اور عالم ان انوار سے کبھی خالی نہین رہتا اور انکا زعم یہ ہے کہ امام جعفر بن محمد صادق کے اونکے پاس ایک کھال امانت رکھی ہے جسکو جفر کہتے ہین اوسمین ہر شئے محتاج الیہ

کا علم غیب اور قرآن کی تفسیر ہے انکے اعتقاد مین اس آیت مین ان اللہ یامرکم ان تذبحوا
بقرۃ (یعنی اللہ فرماتا ہے تمکو کہ ذبح کرو ایک گائے) بقرہ سے مراد ام المومنین عائشہ
ہین اور خمر (شراب) و میسر[۱] سے مراد حضرت ابوبکر و حضرت عمر ہین اور جبت[۲] و طاغوت
مراد معاویہ بن ابوسفیان و عمرو بن العاص ہین - منتہے المقال مین کشی وغیرہ سے نقل
کی ہے کہ ابوالخطاب علی بن عبداللہ کی تکذیب کرتا تھا پس اللہ نے اوسے دوزخ مین
ڈالا خطابیہ[۳] ہر مومن کی گواہی کو حلال کرتے سچا جانتے اور کہتے کہ مومن کبھی جھوٹا حلف
نہین کرتا اور بعضون نے کہا ہے کہ خطابیہ کے نزدیک جھوٹی گواہی دینا واسطے اپنی
موافقین کے جائز ہے اسیواسطے کتب فقہ مین لکھا ہے کہ خطابیہ کی گواہی نامقبول
ہے اور ابوالخطاب کے کوفہ مین سولی دیے جانے کے بعد اوسکے اصحاب کئی فرقے
ہوگئے ایک فریق نے معمر ابن خثیم (خائے معجمہ دیائے مثناۃ تحتانی و ثائے
مثلثہ) کی اتباع اختیار کی اور دوسرے لوگون نے بزیع بن یونس کی یہ شخص جولاہہ
تھا اور تیسرے نے عمرو بن بنان عجلی کی اور بعض نے مفضل صیرفی کی اور
بعض نے سری نغ کی -

معمریہ کے زعم مین ابوالخطاب کے بعد معمر نبی ہے جو خاتم الانبیا ہے اور انکا عقیدہ یہ ہے
کہ دنیا فنا نہوگی جنت یہی بہتری بھلائی دنیا کی ہے جو انسان کو پہونچتی ہے اور دوزخ اس
کی ضد ہے انکے نزدیک شراب پینا زنا کرنا اور تمام برے کام حلال و مباح ہین انکا
مذہب ترک نماز ہے یہ قائل ہین تناسخ کے کہتے ہین کہ لوگ مرتے نہین ہین بلکہ انکی روحین

[۱] میسر بفتح میم وکسر سین مہملہ قمار، جوا - جوا کھیلنا ۱۲ [۲] جبت بت اور فال گو اور جادو جادوگر اور معبود باطل اور
الطہریہ سے ہے کہ جبت شیطان ہے اور طاغوت بضم غین معجمہ گمراہونکا مقتدا اور بت اور معبود باطل ۱۲ [۳] شمم العوارض فی
ذم الروافض کی عبارت عربی یون ہے خطابیہ وہم قوم من غلاۃ الرافضۃ یعتقدون الشہادۃ لکل مومن حلف عندہم ویقولون المسلم
لایحلف کاذبا وقیل یجوزون الشہادۃ لشیعتہم واجبۃ سواء کان صادقا او کاذبا - ۱۲ منہ

انکی ضمیرین چلی جاتی ہین خلاصہ مین لکھا ہے کہ سعید بن خیثم اور وس کا بھائی معمر دو ماد زیدیہ مین سے ہین۔

اور بزیغیہ کا یہ قول ہے کہ امام جعفر بن محمد صادق خدا ہین اور جنکو یہ لوگ دیکھتے ہین یہ وہ نہین ہین لوگون کو اونکی شبیہ معلوم ہوتی ہے اور دوسرے ائمہ خدا نہین مگر وحی اونکی طرف ہوتی ہے اور معراج او ملائکہ تک پہونچنا سب کے لئے حاصل تھا بلکہ انکے عقیدے مین ہر مومن کو وحی آتی ہے کہتے ہین کہ اصحاب بزیغ مین ایسے لوگ بھی ہین جو جبرئیل و میکائیل سے بہتر ہین انکو زعم ہے کہ بزیغ کی معتقد مرتے نہین ہین بلکہ اونکو عالم ملکوت پر پہونچا دیا جاتا ہے اور تعلیقہ مین لکھا ہے کہ بزیغیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ ہم اپنے مردونکو صبح و شام دیکھتے ہین اور یہ بھی اوسی مین مذکور ہے کہ بزیغیہ کا زعم یہ ہے کہ اللہ تعالی نے جعفر صادق مین حلول کیا ہے اور وہ اللہ سے اکمل ہین منتہی المقال مین بزیغ کے ذکر مین کلینی روایت نقل کی ہے کہ ابو عبد اللہ نے فرمایا ہے کہ حرث شامی اور بنان علی بن حسین کی تکذیب کرتے تھے پھر مغیرہ بن سعید بزیغ اور سری اور ابو الخطاب اور معمر اور بشار اشعری اور حمزہ بن عمارہ زبیدی اور صائد نہدی کا ذکر کیا اور اونپر لعنت کی۔

اور عمریہ کے اقوال مثل مقالات بزیغیہ کی ہین اتنی بات مین باہم مخالف ہین کہ انکا عقیدہ ہے کہ لوگ مرتے ہین اور یہ لوگ ایک خیمہ کناسہ کوفہ پر کھڑا کرکے وہان جمع ہوکر عبادت امام جعفر صادق کی کرتے تھے جب یہ خبر یزید بن عمیر کو پہونچی تو اوس نے عمر بن بنان کو اوسی کناسہ کوفہ پر سولی دیدی۔

اور مفضلیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ جناب امیر کو حقتعالی کے ساتھ وہ نسبت ہے جو مسیح علیہ السلام کو خدا ے تعالی کے ساتھ نسبت ہے یعنی لاہوت ناسوت کے ساتھ ملکر ایک چیز ہو گئی اور رسالت منقطع نہین ہوتی بلکہ جسکو عالم لاہوت کے ساتھ اتحاد حاصل ہو گیا وہ نبی ہے اور اگر ارشاد خلق اور ہدایت گمرہان کو اختیار کر لیا تو رسول ہے اسی وجہ سے اون لوگون مین بہت سے آدمی

اور زبیری و زیدی

منتہی الارب

نبوت اور رسالت کے مدعی گذرے ہین اور مفضلیہ کہتے تھے کہ امام جعفر بن محمد خدا ہین اسپر جعفرؑ نے اونکو مطرود و ملعون کر دیا **فائدہ** مرتبہ ذات آلہی کو عالم لاہوت کہتے ہین اور مرتبہ صفات آلہی کو جبروت کہتے ہین اور مرتبہ اسماے آلہی کو ملکوت کہا کرتے ہین اور ناسوت نام ہے عالم اجسام کا یعنی دنیا اور اس جہان کا۔

اور **سریغیہ** (بفتح سین مہملہ و کسر راے مہملہ و غین معجمہ) انکا عقیدہ بھی مفضلیہ کی طرح ہے مگر فرق اسقدر ہے کہ یہ پانچ شخصون کی نسبت قائل ہین کہ لاہوت نے ناسوت مین حلول کیا ہے ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے عباس بن عبدالمطلب تیسرے حضرت علی ابن ابی طالب چوتھے جعفر بن ابی طالب پانچوین عقیل ابن ابی طالب۔

آٹھوان غرابیہ غراب زبان عربی مین کوے کو کہتے ہین ان لوگون کا اعتقاد یہ تھا کہ حضرت علی کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے صورت مین بہت مشابہت ہے جو ایک کوے کو دوسرے کوے سے مشابہت ہوتی ہے اوس سے بھی زیادہ یہ دونون باہم مشابہ ہین اسی وجہ سے جبرئیل چوک گئے اللہ نے اونکو پاس حضرت علی ابن ابی طالب کے بھیجا تھا وہ امتیاز نہ کر سکے اور پاس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چلے گئے انکے شاعر کا قول ہے

شعر جبرئیل کہ آمد ز بر خالق بیچون ؛ در پیش محمد شد و مقصود علی بود ؛ پس یہ لوگ اپنی اصطلاح مین جبرئیل کو صاحب الریش کہتے ہین اور اونپر لعنت کرتے ہین۔

نوان ذبابیہ۔ انکا یہ اعتقاد ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہین اور حضرت علی خدا اور کہتے ہین ان دونون نبی اور خدا مین بہت مشابہت تھی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی سے اسطرح مشابہ تھے جیسے مکھی سے مکھی مشابہ ہوتی ہے عربی مین ذباب مکھی کو کہا کرتے ہین اسیواسطے یہ لوگ ذبابیہ کہلاتے ہین یہ بھی حقیقت مین غرابیہ کی ایک شاخ ہے کہ اوس عقیدے سے اس عقیدے کی جانب متوجہ ہو گئے۔

دسوان ذمیہ (بفتح ذال معجمہ) انکا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب الذین

اور یہ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مذمت کرتے تھے اس گمان پر کہ حضرت علی نے انکو
اس لیے بھیجا تھا کہ حضرت علی کے مددگار سربراہ کار رہین اور لوگون کو حضرت علی کی طرف
بلائین لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے دعویٰ نبوت کا کیا اور لوگون کو اپنی
طرف بلانے لگے اور حضرت علی کو اسطرح پر راضی کردیا کہ اپنی بیٹی انکو بیاہ دی اور
یہ کئی فرقے ہو گئے ہین انمین سے ایک **علیایہ** ہین جو علیا ابن ذراع الدوسی یا اسدی
کے متبع ہین وہ حضرت علی کی الوہیت کا قائل تھا اور حضرت علی کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم
سے افضل بتاتا تھا اور یہ عقیدہ رکھتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے
ساتھ بیعت کی تھی اور انکی متابعت اختیار کرلی تھی بعض علیایہ یہ بھی کہتے ہین کہ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم اور حضرت علی دونون خدا تھے لیکن یہ بھی دو فریق ہوگئے بعضے محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کو الٰہیت مین مقدم رکھتے ہین اور بعض حضرت علی کو ان دونون گروہون کا نام
اثنینیہ ہے کیونکہ یہ آنحضرت کی مذمت نہین کرتے جسطرح ذمیہ کرتے ہین بلکہ حضرت علی
و محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خدائی مین شریک جانتے ہین اور بعض ایسے ہین جو پنجتن
یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی اور بی بی فاطمہ اور امام حسن اور امام حسین کو اللہ کہتے ہین
یہ بھی انکا قول ہے کہ یہ پانچون ایک شیٔ ہین ان سب مین یکسان روح اتری ہے ایک کو دوسرے
پر کچھ فضیلت نہین انکا نام **خمسیہ یا مخمسہ** ہے۔ یہ لوگ بی بی فاطمہ کو ہمیشہ فاطم
کہا کرتے تھے علامت تانیث سے احتراز رکھتے تھے انکے شاعر کا قول ہے ؎
تولیت بعد اللہ فی الدین خمسۃ ÷ نبیا وسبطیہ وشیخا وفاطما ÷ اور تعلیقہ مین لکھا ہے
کہ مخمسہ کا عقیدہ ہے کہ سلمان اور ابوذر اور مقداد اور عمار اور عمرو بن امیہ ضمری اللہ کی طرف سے
مصالح عالم کے موکل ہین اور توضیح المقال فی علم الرجال مین فرقہ علیایہ کا نام علیاویہ لکھا ہے
اور کہا ہے کہ رئیس انکا بشار شعیری ہے اور اختیار سے نقل کیا ہے کہ علیاویہ کا عقیدہ یہ ہے
کہ علی کرم اللہ وجہہ رب ہین جو خاندان علوی ہاشمی مین پیدا ہوا اور ظاہر یہ کیا کہ مین اللہ کا بندہ

ہون اور اوسکی طرف سے اوسکا دوست ہون اور اللہ کا رسول ہون محمدیہ طریق ہین اور بشار سے
اصحاب ابو الخطاب کے ساتھ ان چار شخصون مین موافقت کی ہے حضرت علی بی بی فاطمہ
امام حسن امام حسین رضی اللہ عنہم اور اشخاص ثلثہ یعنی بی بی فاطمہ و امام حسن و حسین کے معنی
تخلیط ہین یعنی حقیقت اونکی ایک ہی ہے چار جامہ و عنوان مین ظہور کیا ہے اور وہ
حقیقت صرف وجود حضرت علی ہے اسلئے کہ حضرت علی ہی ان سب اشخاص مین حسب امامت ہین اور کہا کہ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی مخصوص وجود نہین ہے بلکہ وہ حضرت علی کے بندے ہین
اور حضرت علی رب ہین انہون نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح پانچوان مانا ہے
جیساکہ فرقہ مخمسہ نے سلمان کو پانچوان قرار دیا ہے اور اون کو رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کا گردانا ہے اور علیاویہ نے اون لوگون کے ساتھ اباحت اور تعطیل اور تناسخ مین موافقت
کی ہے اور علیاویہ کا نام مخمسہ نے علیایہ رکھا ہے اسوجہ سے کہ گمان یہ ہے کہ جب
بشار شعیری نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ربوبیت سے انکار کیا اور حضرت علی کو رب
قرار دیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی کا بندہ مانا اور سلمان کی رسالت کا انکار
کیا تو وہ مسخ ہوکر ایک پرندہ بن گیا جسے علیا کہتے ہین اور دریا مین رہتا ہے پس
جو اس کے متبع ہین اونہین علیایہ کہنے لگے اور عجب یہ ہے کہ منتہی المقال مین لکھا ہے
کہ مخمسہ کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت علی رب ہین اور توضیح المقال مین یہ بھی نقل کیا ہے کہ
خطابیہ اور علیاویہ اور مخمسہ کا یہ عقیدہ ہے کہ جو شخص یہ دعوے کرے کہ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کی آل مین سے ہون وہ مبطل ہے اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے ایسے ہی لوگون
کی حق مین اللہ نے یہود و نصارے کا لفظ اس آیت مین فرمایا ہے۔ قالت الیہود
والنصارے نحن ابناؤ اللہ و احباؤہ قل فلم یعذبکم بذنوبکم بل انتم بشر ممن خلق یعنی کہتے ہین یہود و
نصارے ہم بیٹے ہین اللہ کی اور اسکے پیارے تو کہہ پھر کیون عذاب کرتا ہے تمہارے
گناہون پر بلکہ تم بھی ایک انسان ہو اوسکی پیدایش مین کیونکہ خطابیہ و مخمسہ کے نزدیک

محمد صلی اللہ علیہ وسلم رب ہین اور علیاویہ کے نزدیک علی رضی اللہ عنہ اور عضلے سے نہ اولاد پیدا ہوتی ہے اور نہ وہ خود کسی سے پیدا ہوا ہے اور یہ لوگ یعنی آل ہونیکا دعوی کرنے والے بشر ہین تو پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت علی کی آل واولاد کیسے بن سکتے ہین اس لیے جو ایسا دعوی کرتے ہین وہ کاذب ہین یہود و نصاری کی طرح جو اس بات کی مدعی ہین کہ ہم خدا کی اولاد ہین۔

گیارہوان امویہ۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ جناب امیر آنحضرت کی نبوت و رسالت مین شریک تھے۔

بارہوان غمامیہ انکا نام ربیعیہ بھی ہے انکا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالی کا مکان اصلی آسمان ہے اور وہ موسم بہار مین پردۂ ابر کے اندر ہوکر واسطے سیر گلزار اور باغ وبہار کے زمین کی طرف نزول کرتا ہے اور دنیا کا طواف کرتا ہے پھر آسمان پر چڑھ جاتا ہے پھل پھول میوہ غلہ اور سبزہ یہ سب اثر بہار اوسی کی وجہ سے ہوتا ہے اور انکا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ کے لئے جہت کوئی نہین کبھی اوپر کبھی تلے پھرتا رہتا ہے اس فرقہ کا ظہور ۲۰۵ھ مین ہوا تھا۔

تیرہوان رزامیہ یہ فرقہ رزام بن سابق کی طرف منسوب ہے انکا اعتقاد یہ تھا کہ امامت بعد حضرت علی بن ابی طالب کے محمد بن حنفیہ کی طرف منتقل ہوئی پھر اونکے بیٹے ابو ہاشم عبد اللہ کی طرف پھر علی بن عبد اللہ بن عباس کی طرف ابو ہاشم کی وصیت سے آئی پھر اونکے پسر محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس کی طرف پہنچی اوس کی وصیت سے اپنے پسر ابو العباس کو کہ جو سفاح کے لقب سے مشہور تھا اور مروان بن محمد بن مروان بن حکم بن ابو العاص بن امیہ پر جسکو مروان حمار کہتے ہین اور خلفائے بنی امیہ مین سے اخیر خلیفہ تھا فتح پاکر بادشاہ ہوا اور چار برس کچھہ زیادہ سلطنت کرکے مرگیا اوس کے بعد بھائی اوسکا ابو جعفر منصور جو بسبب بخل کے دوانیقی مشہور تھا سفاح کی وصیت سے امام ہوا اور رزامیہ

کا یہ عقیدہ ہے کہ ابو مسلم مروزی مین جو عباسیہ کی طرف سے داعی تھا اللہ تعالیٰ نے
حلول کیا ہے اسیوجہ سے اُنکا علماؤ مین شمار ہوتا ہے اور باوجودیکہ ابو جعفر نے ابو مسلم کو
دغا سے قتل کیا تھا مگر زامیکا یہ زعم ہے کہ وہ مارا نہین گیا ہے اور یہ لوگ محرمات کو حلال
جانتے تھے اور فرائض کو چھوڑ دیا تھا۔

چودھوان عزاقریہ یا شلمغانیہ یہ محمد بن علی شلمغانی کے متبع ہین جسکی کنیت
ابو جعفر اور عرف ابن ابو العزاقر (بعین مہملہ وزاء معجمہ وقاف وراء مہملہ) ہے یاقوت
حموی نے ابن ابی عون کے ترجمہ مین لکھا ہے کہ ابن ابی العزاقر واسطان کے علاقہ مین
ایک گاؤن میں جسکا نام شلمغان (شین معجمہ کے ساتھہ) ہے رہتا تھا اسکے اصحاب
اسکی الوہیت کے قائل ہین اور یہ عقیدہ رکھتے ہین کہ اللہ کی روح نے اول آدم علیہ السلام
مین حلول کیا بعد آدم علیہ السلام کے شیث علیہ السلام مین اور شیث علیہ السلام کے
بعد اور انبیا و ائمہ مین یہانتک کہ حسن بن علی عسکری مین حلول کیا اسکی تصنیف سے
ایک کتاب ہے اوسکا نام حاسہ سادسہ رکھا ہے اوسمین زنا و فجور کو مباح کر دیا
انتہی یہ شخص حسین بن منصور حلاج اور ابو طاہر قرمطی کا معاصر تھا ابتدا مین شیعہ امامیہ کے
فقہا کے اکابر مین شمار پاتا تھا اور امامیہ مذہب رکھتا تھا اور مذہب امامیہ کے اصول کے
موافق کتابین تصنیف کرتا تھا مگر شیخ ابو القاسم حسین بن روح کے ساتھ جسکو امامیہ
باب سمجھتے ہین (کیونکہ امام محمد بن حسن عسکری کی طرف سے اونکی غیبت صغریٰ کے
زمانہ مین وکیل تھا) اسکو حسد پیدا ہو گیا اور امام مختفی کی طرف سے خود سفارت کا دعوی کیا
بلکہ پھر ایک نیا مذہب تشیع مین جسکی بنیاد نہایت غلو اور تناسخ اور حلول خدا ئے تعالیٰ
پر تھی پیدا کر لیا بنی بسطام اسکی بہت تعظیم و تکریم کرتے تھے مجلسی نے کتاب بحار الانوار کے
تیرھوین مجلد مین لکھا ہے کہ ابن ابو العزاقر کا یہ اعتقاد تھا کہ جو شخص اللہ کے دوستون سے
ضد رکھے اور اون سے مقابلہ کرتا رہے وہ نہایت عمدہ اور بہتر ہے اس لئے کہ

ولی کو اپنے فضائل کا ظاہر کرنا بغیر اس کے ممکن نہین کہ کوئی اوسکا مخالف اوسپر طعن کرے جب لوگ اوس ولی کی نسبت اعتراض سنتے ہین تو اوس کے حالات کی جستجو کرتے ہین اس صورت مین ولی کے فضائل اور کمالات کے ظاہر ہونے کا یہی مخالفت ذریعہ ہوتی ہے اس لئے ضد ولی سے افضل ہے اس طریقے کو آدم اول سے آدم ہفتم تک جاری کرتا تھا اس لئے کہ سات آدم اور سات عالم کا قائل تھا اور اسی بنیاد پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابوبکر کو اور حضرت علی سے معاویہ کو افضل بتاتا تھا اور ضد کی بابت عزاقیہ مین اختلاف ہے ایک گروہ انمین سے یہ کہتا ہے کہ ضد کو ولی مقرر کرتا ہے اور ولی ہے اوس کو اپنے ساتھ معارضہ کرنے کی قدرت دیتا ہے چنانچہ حضرت علی نے اپنی خوشی سے حضرت ابوبکر کو مقرر کیا تھا اور بعضے عزاقیہ کہتے ہین کہ ضد قدیم ہے ہروقت ولی کے ساتھ رہتا ہے محمد بن علی شلمغانی کا قول تھا کہ حق ایک ہی ہے وہ کبھی سفید لباس مین ظہور کرتا ہے کبھی قرمزی مین اور کبھی سنہلے مین ابن اثیر جزری نے کتاب کامل مین بیان کیا ہے کہ ابن عزاقر اپنی ذات کو الہ الالہ اور رب الارباب قرار دیتا تھا اور عقیدہ اوسکا یہ تھا کہ وہ اول ہے قدیم ہے ظاہر ہے باطن ہے رازق ہے تام ہے اور تام سے مراد یہ ہے کہ ہر معنی کے ساتھ اوسکی طرف اشارہ ہو سکتا ہے اور کہتا تھا خدا ہر چیز مین اوسکی استعداد اور تحمل کے موافق حلول فرماتا ہے اور ضد کو ایجاد کیا تاکہ وہ اپنے مقابل پر دلالت کرے اسوجہ سے اللہ تعالیٰ نے آدم ابوالبشر کو پیدا کر کے انمین حلول کیا پھر ابلیس کو پیدا کیا اور اوس مین حلول کیا اور یہ دونون باہم ضدین اور ضد شئے کی اوسکی نظیر اور شبیہ کی بہ نسبت زیادہ نزدیک ہوتی ہے اور خدائے تعالیٰ جب جسد ناسوتی مین حلول کرتا ہے تو اوس جسد سے معجزہ اور قدرت ظہور مین آتی ہے اور یہ اس بات پر دلالت کرتے ہین کہ اس جسد کو خدا کے ساتھ معیت اور اتحاد حاصل ہے اور جب آدم علیہ السلام غایب ہو گئے تو لاہوت نے پانچ تن ناسوتی مین ظہور کیا کہ اون پانچ

تنویعین سے ایک غایب ہو جاتا تو دوسرا اوسکی جگہہ ظہور کرتا اور ان پانچ تن ناسوتی کے مقابلہ
مین پانچ البیس ہین جنمین اللہ تعالےٰ نے ظہور فرمایا ہے بعد اس کے لاہوتیت حضرت ادریس
مین اور حضرت ادریس کے ابلیس ہین جمع ہوئے اور انکی بعد پھر متفرق ہو گئی
جیساکہ حضرت آدم کے بعد متفرق ہو گئی تھی - پھر نوح مین اور انکے ابلیس ہین جمع ہو گی
اور انکے غیبت کے بعد متفرق ہو گئی بعد اس کے ہود مین اور اونکے ابلیس ہین جمع
ہے پھر ان دونون کے بعد حضرت صالح اور اونکے ابلیس ہین جسنے اوسنکے ناقے کی
کونچین کاٹی تھین جمع ہوئے انکے بعد حضرت ابراہیم اور انکے ابلیس مین کہ نمرود ہے جمع ہوئے
اور انکے غایب ہونے کے بعد متفرق ہوکر حضرت ہارون اور انکے ابلیس فرعون ہین
جمع ہوئے انکی غیبت کے بعد حضرت سلیمان اور اونکے ابلیس مین جمع ہوئے اور انکی
غایب ہونے کی بعد حضرت عیسیٰ اور اونکے ابلیس مین جمع ہوئے اور حضرت عیسیٰ کے
بعد اونکے حواریون اور حواریون کے ابلیسون مین جمع ہوئے اور انکی غیبت کے بعد حضرت
علی اور انکے ابلیس مین جمع ہوئے کہتا تھا کہ اللہ ایک نام ہے جو مفہوم کلی پر دلالت کرتا ہے
اور وہ مفہوم کلی یہ ہے کہ جو لوگون کا محتاج الیہ ہے وہ اللہ ہے پس ہر ایک فاضل اپنے
مفضولون کا اور ہر ایک مطاع اپنے مطیعون کا اللہ ہونے کے لایق ہے اسی لئے
ابن العزاقر کے متبعون مین سے ہر ایک اپنے آپ کو بمقابلہ اوس شخص کے جو اوس
سے کم مرتبہ ہوتا اللہ جانتا اور کہتا مین فلان کا رب ہون اور فلان رب فلان کا ہے
اور فلان میرا رب ہے یہانتک کہ ربوبیت کو ابن العزاقر تک منتہی کرتے اور اوس
کو رب الارباب جانتے اور کہتے کہ ربوبیت ابن ابی العزاقر پر ختم ہو گئی اوس کے
آگے کوئی رب نہین وہ کسی کا مربوب نہین اور کہتے ہین کہ امام حسن و حسین حضرت علی کے
فرزند نہین ہین اس لئے کہ جسکے وجود مین ربوبیت جمع ہوے پھر وہ نہ کسی کا باپ ہے
نہ کسی کا بیٹا اور حضرت موسیٰ اور حضرت مصطفےٰ انکو خاین بتلاتے ہین اس لئے کہ ہارون

سے نے حضرت موسیٰ کو اور حضرت علی سے نے حضرت محمد کو لوگون کی طرف بھیجا کہ ہماری شریعت کی طرف بلاؤ
ان دونون سے نے اون سے ساتھ خیانت کی اور آدمیون کو اپنی شریعت کی طرف بلایا اور کہتے
ہین کہ حضرت علی سے نے حضرت محمد کو اصحاب کہف کی برسون کی برابر کہ ساڑھے تیرہ سو سال ہین
مہلت دی ہے جب یہ مدت پوری ہوجاویگی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت منتقل ہوجاویگی
اور ملائکہ وہ ہین جو اپنے نفس کے مالک ہون اور حق کو پہچانتے ہون اور بہشت فرقہ غراقیہ
کے پہچاننے اور انکے مذہب کی اختیار کرنے سے مراد ہے اور دوزخ یہ ہے کہ انکو نہ
جانتا ہو اور انکے مذہب کو نہ اختیار کرے اور کہتے ہین کہ نماز و روزہ وغیرہ عبادت کی ضرورت
نہین اور بدون عقد کے نکاح کرنا جائز ہے اور کہتے ہین چونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سرداران قریش
کی طرف جو نہایت سرکش اور متکبر تھے مبعوث ہوے تھے اس لئے اونکے تکبر ڈہانے اور
نخوت توڑنے کے لئے سجدہ کرنیکا حکم اونکو دیا اب حکمت کا یہ اقتضا ہے کہ آدمیون پر عورتونکی
فروج مباح کرکے اونکا امتحان کرنا چاہئے پس آدمیونکو روا ہے کہ اپنے عزیزون اور دوستون
اور بیٹون کے عورتون سے مباشرت کرلین مگر شرط یہ ہے کہ دونون کا مذہب ایک ہو اور
کہتے ہین کہ اگر شخص فاضل اپنے سے کم درجہ والے کے ساتھ وطی کرے تو یہ بات اوس کے
لئے جائز ہے تاکہ وہ اپنے نور کا وجود اوس مفضول مین داخل کرے اور اگر وہ مفضول اوس فاضل
کو وطی نہ کرنے دیگا تو وہ مفضول دوسرے دورے مین کہ بعد اس دورے کے آنیوالا ہے
عورت کی صورت مین بدلجائے گا اس لئے کہ انکے مذہب کا مبنا تناسخ پر ہے تاریخ یافعی مین لکھا ہے
ابوجعفر شلمغانی سنہ ۳۲۰ مین بغداد مین آیا یہ دعوے خدائی کا کرتا تھا اپنے متبعون سے کہا کرتا
تھا کہ مین مردون کو زندہ کرتا ہون بغداد کی ہزارہا آدمی اوسکی باتون کو قبول کرکے اوس کے مطیع
ہوگئے اور بہت سے بڑے بڑے آدمی بھی اوسکے مذہب مین داخل ہوگئے جیسے حسین بن قاسم
بن عبداللہ بن سلیمان بن وہب کہ ایک وقت مین مقتدر باللہ خلیفہ عباسی کا وزیر بھی رہا ہے
اور ابوجعفر اور ابوعلی فرزندان بسطام اور ابراہیم بن ابی عون اور ابن شبیب زیات اور احمد

بن محمد عبدوس اور یہ سب اوسکی ربوبیت کے قائل تھے جب ان شلمغانی اور اوس کے متبعون
کے الحاد کو زیادہ زور ہوا تو ابن مقلہ وزیر نے عہد خلیفہ مقتدر مین اوسکو اور اوس کے اصحاب
خاص کو تلاش کیا مگر یہ لوگ ہاتھ نہ لگے یہانتک کہ شوال سنہ ۳۲۲ ہجری مین شلمغانی ظاہر ہوا یہ
عہد خلیفہ راضی کا تھا وزیر ابن مقلہ نے اوسے گرفتار کرلیا اور اوس کی خانہ تلاشی لی گئی تو
بہت سے خط اوس کے متبعون کے ایسے نکلے جنمین ابن شلمغانی کے حق مین وہ مضمون
اور الفاظ تھے جنکا اطلاق شرعًا بشر پر جائز نہین ان خطون مین ایک خط حسین بن قاسم کا بھی
تھا وزیر نے ایک مجلس مین علما کو جمع کرکے وہ خط پیش کئے اور اونکی شناخت کی گئی ابن
شلمغانی نے بھی اعتراف کیا کہ ہان یہ خط میرے نام کے ہین مگر اپنے مذہب کا انکار کیا کہا مین
مسلمان ہون یہ جو کچھ باتین لوگ میرے حق مین مشہور کرتے ہین افترائے محض ہے اوس کے
ساتھ ابن ابی عون اور ابن عبدوس کو بھی گرفتار کرکے خلیفہ کے حضور مین تینون پیش کئے
گئے ابن ابی عون اور ابن عبدوس کو حکم ہوا کہ ابن شلمغانی کے طمانچے مارین دونون نے اس
حکم کی تعمیل سے انکار کیا مگر جب اونپر بہت تاکید کی گئی تو ابن عبدوس نے ہاتھ بڑھاکر ابن
شلمغانی کے سر پر زور سے ایک طمانچہ مارا اور ابن ابی عون نے جب ہاتھ اوس کی داڑھی اور
اور سر پر ڈالا تو اوس کا ہاتھ کانپنے لگا پس اوسنے ابن شلمغانی کے سر اور موتھ پر بوسہ دیا اور
اوس کو مخاطب کرکے کہنے لگا الٰہی وسیدی ورزاقی خلیفہ راضی باللہ نے ابن شلمغانی
سے کہا کہ تو دعوی خدائی سے انکار کرتا ہے اگر یہ بات سچ تھی تو ابن ابی عون نے تجھے
یہ بات کیون کہی ابن شلمغانی نے جواب دیا کہ قرآن مین آیا ہے ولا تزر وازرۃ وزر اخری
یعنی اللہ پاک ایک بندہ کے گناہ سے دوسرے پر مواخذہ نہین کرتا مینے کبھی یہ بات نہین
کہی تھی کہ مین خدا ہون ابن عبدوس نے خلیفہ سے عرض کیا کہ ابن شلمغانی الوہیت کا
مدعی نہین بلکہ اس بات کا دعوے کرتا ہے کہ مین باب ہون امام منتظر کی طرف سے
اور ابن روح کا قائم مقام ہون پھر فقہا و قضاۃ نے ایک طول طویل بحث کے بعد فتوی دیا

کہ ابن ابی عون اور ابن شلمغانی کا خون مباح ہے اس لئے سہ شنبہ ۲ ذیقعدہ کو ۳۲۲ھ ہجری
کو ابن ابی عون اور ابن شلمغانی کی خلیفہ کے حکم سے گردن مار کر آگ مین جلوا دئے گئے
اور حلی نے کتاب خلاصہ مین کہا ہے کہ ابن شلمغانی ۳۲۲ھ ہجری مین مارا گیا ہے یہ دونون
اعلے درجہ کے فاضل اور صاحب تصنیفات ہین ۔

پندرہوان اسحاقیہ۔ جلد دوم نامہ دانشوران حالات ابونعیم اصفہانی مین لکھا ہے
کہ فرقہ اسحاقیہ حقیقت مین عبد اللہ ابن معاویہ بن عبد اللہ کی طرف منسوب ہے جو جعفر طیار
کی اولاد مین سے ہین شرح ابن ابی الحدید مین مرقوم ہے کہ مذہب اسحاقیہ کو جس شخص نے
اختراع کیا ہے اوسکا نام اسحاق تھا اور وہ عبد اللہ بن معاویہ کے اصحاب مین سے
تھا اوسکا قول تھا کہ تمام اشیا مباح ہین انسان کو کسی چیز پر تکلیف نہین دی گئی ہے علی علیہ
السلام منصب نبوت مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک ہین لیکن نہ اوس وجہ پر جسے آدمی
جانتے ہین مودة الافاضل مین ذکر کیا ہے کہ اسحاقیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ زمین پیغمبر سے کبھی خالی
نہین رہی نبوت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم نہین ہوئے اور صواعق محرقہ مین بیان کیا ہے
کہ اللہ تعالے ائمہ کے ساتھ متحد ہو گیا ہے مگر انمین باہم اسبات مین اختلاف ہے کہ حضرت
علی کے بعد اللہ تعالے کس سے متحد ہوا بہر صورت عبد اللہ بن معاویہ نے ۱۲۷ھ مین مروان
حمار کی شروع حکمرانی مین کوفہ مین خروج کیا تھا اور کوفہ کے سارے زیدیہ نے اوسکا ساتھ دیا تھا
مگر عبد اللہ ابن عمر بن عبد العزیز حاکم عراق سے سخت جنگ کی بعد شکست کھا کر مداین کو چلے
گئے اور تمام اطراف سے شیعہ اونکے جھنڈے تلے جمع ہو گئے اور اونکی قوت بہت بڑھ
گئی اور ایک زبردست لشکر کی ساتھ فتوحات شروع کین اور بڑے بڑے شہر جیسے حلوان ہمدان
تو تسری جبال اصفہان فتح کر لئے ۱۲۹ھ ہجری مین فارس پر چڑھائی کی اور اوسے بھی مسخر کر لیا
اور استخر مین اپنا ہیڈ کوارٹر قائم کیا اور اپنی طرف سے جابجا حکام روانہ کئے اور مال کثیر حاصل
کیا بنی ہاشم اور بنی امیہ وغیرہ کے بڑے بڑے سردار جیسے ابو جعفر منصور اور سلیمان بن ہشام

بن عبد الملک اور علی بن عبد اللہ بن عباس اور عیسیٰ بن عبد اللہ بن عباس اور دستگیر
ہوگئے عامر بن صبارہ اور معن بن زائدہ نے گھیر کر ایسی شکستین دین کہ سارا لشکر پریشان ہوگیا
اور عبد اللہ بن معاویہ خود مع اپنے دو بھائی حسن اور یزید اور خاص خاص آدمیون کے ہرات کی
طرف بھاگ گئے جہان پر ابو نصر مالک بن ہیثم خزاعی ابو مسلم کی طرف سے حاکم تھے مگر حاکم
مذکور نے ابو مسلم کے حکم سے عبد اللہ کو مروا ڈالا اور حسن و یزید ابنا ئے معاویہ کو چھوڑ دیا۔

سولہوان نصیریہ - صواعق محرقہ مین لکھا ہے کہ نصیریہ کے اصحاب ہین اور تعلیقہ مین مذکور ہے
کہ یہ محمد بن نصیر فہری کو متبع ہین انکا قول یہ ہے کہ اللہ علی بن محمد عسکری ہے اور محمد بن نصیر علی
بن محمد کی طرف سے نبی ہے محارم کو حلال کر دیا تھا اور جن عورات کے ساتھ نکاح ناجائز
ہے اونکے ساتھ نکاح جایز کر دیا تھا اور کشی مین مذکور ہے کہ نصیریہ ایک فرقہ ہے جو محمد بن نصیر
فہری نمیری کی نبوت کا قائل ہے اور عفناری مین ہے کہ اس شخص کی طرف نمیریہ فرقہ منسوب ہے اور
خلاصہ مین بھی ہے کہ اس شخص سے فرقہ نصیریہ کی ابتدا ہے اور اسی کی طرف یہ لوگ منسوب ہین
اور منتہی المقال و توضیح المقال مین لکھا ہے کہ فی الحال شیعہ کے عوام اور اکثر خواص خصوصاً
شعرا کے نزدیک یہ بات مشہور ہے کہ جو شخص حضرت علی کی ربوبیت کا قائل ہے وہ
نصیری ہے اور کتب اہل سنت مین بھی یہی مذکور ہے کہ نصیریہ کا اعتقاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
حضرت علی کی ساتھ متحد ہوگیا ہے یا اونمین حلول کیا ہے اور کہتے ہین کہ حضرت علی اور اونکی اولاد
چونکہ سب سے افضل ہین اور موئد ہین ساتھ ایسی تائیدات کے کہ جو اسرار باطنی سے تعلق رکھتی
ہین اس لئے ضرور ہوا اللہ تعالیٰ پر کہ وہ اونکی صورتومین ظہور کرے اور اونکی زبان سے بات
کہے پس یہ لوگ ائمہ کو خدا اعتقاد کرتے ہین اور دلیل اپنے قول پر یہ لاتے ہین کہ نبی نے تو
مشرکین کے ساتھ جنگ کی اور حضرت علی نے منافقین کے ساتھ اس سے معلوم ہوا کہ
پیغمبر ظاہر حال پر حکم کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ باطن کو دیکھتا ہے۔
نخبتہ الدہر مین لکھا ہے کہ مملکت حلبیہ مین ایک پہاڑ کا نام سماق ہے اسمین فرقہ نصیریہ کثرت

سے آباد ہے معاد کے باب مین انکا عقیدہ یہ ہے کہ گناہگار آدمی کو کبھی مسخ کے ذریعہ سے عذاب
ہوتا ہے اسطرح گناہ کی سزا دیجاتی ہے کہ یکایک بندر کی یا سور وغیرہ کی شکل پر ہوجاتا ہے
اوران کا قول یہ ہے کہ نیک آدمی جتنے عمدہ اعمال کرتا ہے اوسی قدر اوس کی روح انسانی
صورتین بدلتی ہے اور یہ صورتین روح کے لئے بمنزلے قمیص کے ہین نیک آدمی کی روح طرح
طرح سے ترقی کرتی ہے جب ستر قمیص بدل چکتی ہے تو آخیر مین فرشتون مین منتقل ہوجاتی ہے
اور بد آدمی کی روح شقاوت کے گڑھون مین گرتے ہوئے اور اجسام کو بدلتے ہوئے
اسفل السافلین مین پہونچ جاتی ہے اور یہ بھی ستر قمیص بدلتی ہے کہ ہر ایک قمیص مین اسکی
شقاوت بڑھتی ہی جاتی ہے مثلاً ایک جسم مین شقی تھی تو دوسرے مین اشقی ہوتی ہے اور اپنے
اعمال بد کی تکلیفین برداشت کرتے ہوئے اونٹ گھوڑے گدہے خچر بیل بکری کتے سؤر
گوہ وغیرہ حیوانات کے اجسام مین داخل ہوجاتی ہے اور رحمت الٰہی کے نزول سے مایوس
ہوجاتی ہے اور جہنمی اور طرح طرح کے عذابون کے قابل قرار پاتی ہے اور اوسکو عذاب اسطرح
ملتے ہین کہ حلال ہوتی ہی شکار ہوتی ہے زنجیر سے بندھتی ہے سواری مین جوتی جاتی ہے
قوت نطق اور گویائی سے محروم ہوتی ہے اللہ تعالےٰ کے جناب سے محجوب ہوجاتی
ہے آسمان کے دروازہ اوس سے بند ہوجاتے ہین نہ اوس کی کوئی بات مقبول ہوتی
ہے نہ اوس کا کوئی شکوہ مسموع ہوتا ہے اور ایسی روح نہ کبھی جنت مین داخل ہوسکتی
ہے نہ جنت کی ہوا اوس تک پہونچ سکتی ہے اور نہ اوس کے لئے کبھی آسمان کے دروازہ
کھلتے ہین اور ان اجسام حیوانی مین داخل ہونے کے عذاب اوس کو یہان تک حاصل ہوتے
ہین کہ بڑے سے بڑے حیوان کے جسم مین داخل ہوکر چھوٹے سے چھوٹے جسم حیوانی مین تنزل کرتی ہے سرکہ کی کیڑے
مین داخل ہوتی ہے قرآن مین جو آیا ہے ان الذین کذبوا بایاتنا واستکبروا
عنہا لا تفتح لہم ابواب السماء ولا یدخلون الجنۃ حتی یلج الجمل فی
سم الخیاط وکذلک نجزی المجرمین ۝ یعنی جنہون نے جھٹلائین ہماری آیتین

اور اون سے تکبر کیا اونکے لئے آسمان کے دروازہ نہ کھلین گے اور جنت مین داخل ہونگے یہانتک کہ اونٹ سوئی کے ناکے مین داخل ہووے اور اسی طرح ہم بدلا دیتے ہین گناہگارون کو اس آیت مین اسی مقصد کی طرف اشارہ ہے کیونکہ جب روح اونٹ کے جسم مین داخل ہو گئی اور تنزل کرتے ہوئے ایسے کیڑے کے جسم مین آئے گی جو سر کے مین پڑتے ہین تو اس عرصہ مین کتنی تبدیلیان اوس کے اجسام کی ہونگی اور یہ پچھلا جسم اوسکا بمقابلہ پہلے جسم کے کتنا حقیر ہوگا اور وہ روح جو اونٹ کے جسم مین تھی ایسے جسم مین ہوگی جو سوئی کے ناکے مین داخل ہونے کی قابل ہے بعد اس کے روح نباتات کی اجسام مین داخل ہوتی ہے اور یہان اوسکو جلانے کٹنے چرنے وغیرہ ذریعون سے عذاب پہونچتا ہے بعد اس کے معدنیات مین داخل ہوتی ہے اور طرح طرح کے عذاب پاتی ہے پگھلائے بھی جاتی ہے گرم بھی کئے جاتے ہے ہتوڑے سے بھی کوٹی جاتی ہے اومین سوراخ بھی کئے جاتے ہین۔ اور معدنیات مین سے کبھی ہنین نکلنے پاتی ہمیشہ انہین عذابون مین گرفتار رہتی ہے اور یہ لوگ حلول کے بھی معتقد ہین انکے نزدیک مقصود اصلی اور نہایت کلی یہ مقصود مرتبہ بھی ہے مطلب انکا یہ ہے کہ مادہ اور صورت کے سوا کوئی اور چیز نہین ظاہر وجود خلق ہے اور باطن وجود خالق ہے اور یہ وجود ہر موجود مین ظاہر ہوا ہے اور موجودات مین ترقی کرتا ہوا صورت انسانی مین چڑہتا ہے اور نوع انسانی ترقی کر کے صورت خاص اور اعلے مین ترقی کرتا ہے مثلاً حضرت آدم شیثؑ نوحؑ ابراہیمؑ ہارون یوسفؑ موسیٰؑ مسیح علیہم السلام علی ابن ابی طالب کی صورتون مین ظاہر ہوتا ہے اور ہر صورت کا معنی ایک ہی ہوتا ہے پس صورت کے مظاہر نبوت و امامت ہے اور اوس کا باطن غیب ہے جو دریافت ہنین ہو سکتا بلکہ خالق مختار ہے اور اوس کے لئے دروازہ ہے جسمین کسی عالم اور عاقل کے علم و عقل کو بغیر اس دروازہ کے رسائی ہنین اگر کوئی چاہے کہ اس سے واقف ہو جائے تو اوس کے لئے اس دروازہ مین داخل ہونا ضرور ہے اور نہ اس صورت کی باطن کو کسی کی نظر

حاشیہ متعلق صفحہ ۱۶۲ [illegible]

سے بے پردہ دیکھہ سکتی ہے وہ غیب اگر نظر آتا ہے تو پردہ کی آڑ مین نظر آتا ہے اور انکے نزدیک مراد اس پردہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین اوس باطن سے مراد حضرت علی ہین اور دروازہ اوسکا سلمان فارسی ہے نصیری شیعون کو **علی اللہیان** بھی کہتے ہین تاریخ سرجان مالکم مین لکھا ہے کہ شیعہ اثنا عشری سے علی اللہیون کو عداوت ہے اور وہ لوگ بھی علی اللہیون کو دشمن جانتے ہین اور علی اللہیون کی تعداد بہت کم ہے اور اپنے قواعد و رسوم کو مخفی رکھتے ہین مرزا اسد اللہ خان غالب کہتے ہین ؎ غالب ندیم دوست سے آتی ہے بوئے دوست ٭ مشغول حق ہون بندگی بو تراب مین ٭ یعنی علی علیہ السلام خدا ئے تعالٰے کے ہمنشین ہین اور دوست کے ہمنشین سے دوست کی بو آتی ہے پس جو لوگ بو تراب کی بندگی مین ہین وہ درحقیقت مشغول حق ہین ایسے ہی اشعار سے غالب کی نسبت کہا گیا ہے کہ وہ علی اللہی تھا یعنی نصیری مذہب رکھتا تھا اور فارسی کے مندرجہ ذیل شعر مین تو غالب نے اپنا عقیدہ صاف ظاہر کر دیا ہے ؎ غالب نام آورم نام و نشانم مپرس ٭ ہم علی اللہیم و ہم علی اللہیم ٭ دبستان المذاہب مین لکھا ہے کہ علی اللہیون کا عقیدہ یہ ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ کے پہچاننے کی طاقت اور استعداد علوی و سفلی مین نہ تھی اس لئے اوس نے چاہا کہ مرتبہ صرفیت اور اطلاق کو چھوڑے تاکہ بندے اوسکی پرستش کر سکین اور اوسکو پہچاننے لگین پس اللہ ہر قرن مین مجسم روحی سے ملا اور نوع انسانی کے اندر ظہور کیا اور انبیا مین حلول فرماتا رہا یہانتک کہ اوسکا ظہور حضرت علی اور اونکی اولاد مین ہوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اوس نے اپنا پیغمبر بنا کر بھیجا تھا مگر حق تعالیٰ نے جو دیکھا کہ اون سے کار رسالت نہین چل سکتا تو مدد دینے کے لئے خود جسم قبول کیا یہی وجہ ہے کہ جب نبی نے کعبہ مین بت شکنی کی تو اوسوقت حضرت علی کو اپنے دوش پر چڑھایا ؎ غرض زبت شکنیہا جز این نبود نبی را ٭ کہ دوش خود بکف پائی مرتضیٰ برساند ٭ ایک علی اللہی جسکا نام احمد تھا بیان کرتا تھا کہ یہ قرآن عمل کے قابل نہین ٭

اس لئے کہ جو مصحف علی اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا تھا وہ نہین ملکہ یہ تو حضرت ابوبکر
وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم کی تصنیف ہے اور شمس الدین علی اللہی کہتا تھا کہ ہے تو یہ وہی قرآن
جو علی اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا تھا لیکن چونکہ جمع اس کو حضرت عثمان نے کیا ہے
اس لئے پڑھنے کے قابل نہین اور بعضے علی اللہی حضرت علی کی نظم ونثر کو مصحف مین داخل
کرتے ہین بلکہ اوس کو مصحف پر ترجیح دیتے ہین اس لئے کہ یہ کلام اللہ سے بیواسطہ مخلوق
کو پہونچا ہے اور مصحف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے مخلوق کو ملا ہے۔

ستر ھوان علویہ - یہ فرقہ علی اللہیون مین سے ہین اور اپنے آپ کو علی اللہ کی نسل مین جا نباہم
اور علی اللہیون کی ساتھہ عقائد مین شریک ہے فرق دونون فرقون مین یہ ہے کہ علویہ کہتے ہین
کہ جو مصحف اب مشہور ہے وہ علی اللہ کا کلام نہین اس لئے کہ شیعنین نے اوسمین تحریف کی
ہے اور آخر کار حضرت عثمان نے سب کو دور کر دیا چونکہ یہ فصیح آدمی تھے دوسرا مصحف اوسکی
مقابلے مین بنا لیا اور اصلی قرآن کو جلا دیا اور یہ فرقہ جہان مصحف پاتا ہے اوسے جلا دیتا
ہے اور عقیدہ یہ ہے کہ علی اللہ نے اس جسد عنصری کے بعد اپنے جسم کو آفتاب
سے ملا دیا ہے اور وہ اب آفتاب ہے اور پہلے بھی آفتاب تھا اور تھوڑے دنون
تک جسم عنصری مین رہا تھا اور یہ ہی وجہ ہے کہ آفتاب علی اللہ کے حکم سے لوٹ آیا تھا
اس لئے کہ وہ عین آفتاب ہے اسی سبب سے یہ فرقہ آفتاب کو علی اللہ کہتا ہے اور
آفتاب کو پکارتا ہے اور اوس سے دعا کرتا ہے اور انکے نزدیک آفتاب انکے
دعا قبول کرتا ہے اور انکی مدد کرتا ہے ان کی نزدیک جاندار کا مارنا جائز نہین اور گوشت
کھانا بھی قابل نہین اور کہتے ہین کہ علی اللہ نے گوشت کے کھانے کی ممانعت کردی ہے
اور مصحف مین جو بعضے حیوانات کی انسبت مارنے اور اونکا گوشت کھانے کا حکم ہے
اس سے مراد خلفائے ثلثہ اور اونکی تابعین ہین اور کہتے ہین تمام محرمات سے
یہی تینون مراد ہین اور کہتے ہین کہ ابلیس اور سانپ اور طاوس بھی انہین تینون سے عبارت

سبب ہے اور شداد اور نمرود اور فرعون بھی انہین تینون سے عبارت ہے اور بت توڑنا اور بت کی
پرستش کرنا انہین تینون سے مراد ہے اور یہ فرقہ تناسخ کا قائل ہے اور کہتے ہین کہ جو
علی اللہ اگلے زمانون مین انبیا کی صورت مین ظہور کرتا تھا تو یہ اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم منکران
کی صورت پر ظہور کرتے تھے اور آیندہ بھی ایسا ہی ہوتا رہے گا اور انکے نزدیک علی اللہ کی
صورت کی پرستش کرنا چاہیے

اٹھارہوان مقنعیہ صواعق محرقہ اور تحفہ اثنا عشریہ مین مذکور ہے کہ یہ فرقہ حکم
بن ہاشم کی طرف منسوب ہے جس کا لقب مقنع تھا مقنعیہ کا یہ عقیدہ تھا کہ امام حسین
کے بعد وہ خدا ہے اور خدا چار تھے چوتھا خدا مقنع کہتے تھے مقنع گرچہ اسمٰعیلی
تھا مگر اسوجہ سے کہ الوہیت کا دعویٰ کیا اوس سے غالیہ مین شمار پایا اور بعض رزامیہ بھی
مقنع کی الوہیت کے قائل ہو گئے تھے مقنع اگر الوہیت کا مدعی نہوتا تو اسکا شمار اسماعیلیہ مین تھا
کیونکہ فی الحقیقت یہ اسماعیلی تھا اور برملا مذہب تشیع کا اظہار کرتا تھا تاریخ خمیس مین لکھا ہے
کہ اوسکا نام عطا تھا اور ابن خلدون نے کہا ہے کہ اوسے حکیم اور ہاشم کہا کرتے تھے
اور طبری نے حکیم المقنع لکھا ہے اور لکھا ہے کہ مرو کے علاقہ مین سے ایک قریہ کا رہنے والا
تھا اور برہان قاطع مین لکھا ہے کہ اسے حکیم بن عطا کہتے تھے اور نگارستان مین لکھا
کہ حکیم بن ہاشم ابو مسلم کی کچہری مین تحریر کے کام پر متعین تھا اس نے سنہ ۱۶۱ ہجری مین بعہد
مہدی بغدادی کے عہد مین ظہور کیا تھا جیسا کہ طبری اور ابن خلدون اور ابن خلکان اور ابو علی
اور مولف تاریخ الخمیس وغیرہ نے تصریح کی ہے اور بعض کتب مین جو لکھا ہے کہ اوس نے
سنہ ۱۵۷ھ مین ظہور کیا یہ غلطی ہے یہ آدمی نہایت عقیل فیلسوف وقت تھا اور ہر صنعت سے
واقف تھا خاصکر علم بلاغت وفن شعبدہ وحیل وطلسمات وسحر ونیرنجات اور اکثر علوم فلاسفہ
مین ید طولےٰ رکھتا تھا اور عجیب وغریب چیزین ایجاد کرتا تھا یہانتک کہ اوس نے کوہ سیام
دبرونان نطام کے عقب مین ایک کنوان تیار کرایا اور سیام شہر کش دیقنج کاف وسکونت

شین عجم کے پرگنہ مین جو شہر سبز کے نام سے مشہور ہے ایک گاؤن ہے اور کش شہر نخشب کے پاس واقع ہے جسے اہل عرب معرب کرکے نسف کہا کرتے ہین اور سمرقند اور تاشقند کے درمیان مین ہے مگر سمرقند سے کسی قدر قریب ہے اوس کنوئین کے اندر ایک چاند پارے اور اور چیزون سے بنایا تھا یہ چاند مغرب کے وقت اوس کنوئین سے نکلتا اور کوہ کے پیچھے سے طلوع کرتا اور آسمان پر روشن رہتا اور دو چاند آسمان پر نظر آتے تھے اور اوسکی روشنی پندرہ میل تک پہونچتی تھی طلوع صبح سے قبل غائب ہو جاتا تھا دو مہینے تک برابر یہ چاند اسی طرح طلوع و غروب کرتا رہا آثار البلاد مین لکھا ہے کہ لوگ دور دور سے شہر نخشب مین اوسکے دیکھنے کو آتے تھے اور دیکھکر تعجب کرتے تھے اور عوام جادو سمجھنے لگے تھے حالانکہ بطریق ہندسہ اور انعکاس شعاع قمر کے یہ عمل کیا تھا اس لئے کہ لوگون نے اوس کنوئین کے تہ مین ایک بڑا طاس[1] پارے سے بھرا ہوا پایا تاریخ الخمیس مین لکھا ہے کہ مقنع شعبدون کی زور سے لوگون کو اور بہت عجیب و غریب چیزین دکھایا کرتا تھا نبوت کا مدعی تھا اور اپنی ذات کو خدا قرار دیتا تھا اور تناسخ کا قائل تھا کہتا تھا کہ خدائے تعالیٰ نے آدم کو پیدا کرکے اونکی صورت مین حلول کیا اس لئے ملائکہ نے اونکو سجدہ کیا پھر نوح کو پیدا کرکے اونکی صورت مین حلول کیا پھر حلول کرتے کرتے یہانتک نوبت پہونچی کہ صاحب الدولہ ابو مسلم خراسانی کی صورت مین حلول کیا پھر میری صورت مین حلول کیا اور ابو مسلم کو حضرت محمد مصطفیٰ صلعم سے افضل قرار دیتا تھا ہزارہا آدمی اس گروہ مین اوسکی تصدیق کرنیوالے اور اوسکی عبادت کرتے تھے وہ نہایت بدشکل اور ہکلا تھا اور لڑائی مین کسی موقع پر اوس کے آنکھہ مین تیر لگنے سے کانا

---

[1] بہجۃ العالم مین مہارت خان اصفہانی نے لکھا ہے ماہ نخشب مشہور عالم ست و تا چہار فرسنگ روشنی آن میرسیدہ گویند در قعر چاہی کہ مقنع در کوہ ووشت نمودہ بود طاسے بزرگ مملو از سیماب یافتند اما معلوم نشد کہ دران چہ عمل بکار بردہ - ۱۲

بھی ہو گیا تہا اس لئے زیادہ کریہ الوجہ تہا اس عیب کے چھپانے کے لئے اوس نے اپنے
لئے ایک منہہ سونے کا تیار کرایا تہا اپنے منہہ پر اوسے لگائے رہتا تہا اس سے مقنع

لقب ہوا ... جو آثار البلاد مین جو لکہا ہے کہ یہ چاند ابن مقنع نے ایجاد کیا تہا اور صاحب غیاث اللغات
نے لکہا ہے کہ اوسی چاند کو مجازاً مقنع کی طرف منسوب کرکے ماہ مقنع کہتے ہین حالانکہ اوس کو مقنع کے بیٹے
نے بنایا تہا انتہی یہ بیان غلط ہے روضة الصفا سے ... اور روضة الصفا ... مین جہان خلیفہ
مہدی عباسی کے حالات لکھے ہین ... حکیم مقنع کا بھی مفصل بیان تحریر کیا ہے ... ہادی بن
مہدی کے حالات مین لکہا ہے کہ اس کے عہد مین ایک جماعت زنادقہ کی ظاہر ہوئی انہین سے ایک شخص کا نام عبد الله
بن مقنع تہا یہ شخص فصاحت و بلاغت مین بے نظیر تہا اس نے کلیلہ و دمنہ کو فارسی سے عربی مین ترجمہ کیا تہا ماسک
بن عبد الله ... الواعب ... یحیی ... وغیرہ امر بھی اسی روش اور طریق
پر تھے اور اون مسلمانون پر جو نماز وروزہ اور حج ادا کرتے تھے استہزا کرتے ایک روز ان سب نے یہ مشورہ کیا کہ مسلمانون کا
دارو مدار قرآن پر ہے اگر ہم کوئی کتاب اوس کے مقابل بنادین تو اوس کو وقعت نرہیگی اور ہمارا کام چل جاویگا
سب نے اس پر اتفاق کیا کہ ابن مقنع یہ کام انجام دے اور سب نے یہ قرار دیا کہ یہ آیت کہ نہایت فصیح و بلیغ ہے یَا اَرْضُ
ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي الی آخرہ پہلے مقنع اس کے مقابل کلام کہے اگر اس سے یہ کام ہوسکا
تو میسر ہے کہ وہ قرآن کے جواب سے عہدہ برآ ہو جائے گا تمام سامان آسایش کا ابن مقنع کے لئے
تیار کرکے ایک مکان مین اوسے بٹھا دیا ابن مقنع نے چہہ ماہ تک برابر محنت کی اور ... کا انبار ہو گیا
مگر جب ایک لفظ ایسے نہ بنا سکا جو اس آیت سے مشابہت رکھتی یارون نے کہا کہ جب اتنی مدت مین ایک آیت کا
جواب نہو سکا تو پورے قرآن کا کیسے جواب تیار ہو سکے گا اور اس ارادہ سے باز آئے ہادی کو جب انکا حال معلوم ہوا تو سب کو
مروا ڈالا اور تاریخ کامل مین ابن اثیر نے لکہا ہے کہ ۲۳۵ھ مین مقام سامرہ مین ایک شخص نے جسکا نام محمود بن فرج نیشاپوری
تہا نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا مین ذو القرنین ہون ۲۷ شخص ہون نے اوس کی اتباع کی متوکل نے اوسکو مع اوس کے
اصحاب کے گرفتار کرالیا اور بہت پٹوایا اور شارع عام مین اوس سے اقرار کرالیا کہ مین اپنے دعوے مین جہوٹا ہون

(بروزن ملمع) مشہور ہوگیا لغت میں لکھا ہے رجل مقنع اوس شخص کو کہتے ہیں جسکے سر پر خود
رکھا ہوا ہو تاریخ کامل میں لکھا ہے کہ مقنع تناسخ کا قائل تھا اور اوس کے معتقد اوس کو سجدہ کرتے
تھے جسطرف کہ ہوتے اور اپنے جنگ و حرب میں کہتے کہ ای ہاشم ہماری مدد کر علامہ ابن
خلدون نے بھی اس بیان کے بعد لکھا ہے کہ خراسان میں اوس نے ظہور کیا تھا اور بخارا
اور سغد میں ایک گروہ نے جنکو مبیضہ کہتے تھے مقنع کی طرفداری اور شورش کی اور انکی مدد
کفار ترک کرنے لگے اور اوس طرف کے مسلمانوں پر تاخت و تاراج شروع کردی
ابو نعمان اور جنید اور لیث بن نصر بن سیار نے ان لوگوں سے جنگ کی لیث کا
بھائی محمد اور ایک بھتیجا تمیم نامی کام آئے مہدی محمد بن منصور خلیفہ بغداد نے جبریل بن یحیے
اور اوس کے بھائی یزید کو فوج دیکر مبیضہ سے جنگ کے لئے بھیجا چار مہینے تک طرفین
مین لڑائی رہی آخر کار مبیضہ کو شکست ہوئی اونکی طرف کے سات سو آدمی مارے
گئے جو تھوڑے سے باقی بچ گئے تھے وہ مقنع سے ملگئے جبریل بھی انکا تعاقب کرتے
ہوئے چلا گیا پھر مہدی نے مقنع کی تباہی کے لئے سعید حرشی کی ماتحتی مین ایک بھاری لشکر
بھیجا مقنع بڑی خونریزی کے بعد سیام کے قلعہ مین متحصن ہو گیا۔ صواعق محرقہ مین مقنع کی ہلاکت
کی ایک دلاویز حکایت لکھی ہے کہ مقنع جب محاصرے سے تنگ آگیا تو بہت سی آگ جلوائی
اور اپنے معتقدوں کو خوب سی شراب پلوائی جب وہ نشہ مین مدہوش ہوگئے تو سب کو مار کر
آگ مین جلا دیا اور راکھ سب کی برباد کردی پھر آپ ایک برتن مین تیزاب بھر کر اوسمین بیٹھ گیا
تیزاب کی تاثیر سے وہ بھی پانی ہوگیا محاصرین کو ابھی تک یہ خیال تھا کہ سب محصورین قلعہ مین
موجود ہین ایک عورت اوس قلعہ مین بیماری کی وجہ سے ایک کوشے مین پڑی ہوئی تھی وہ
بچ رہی تھی جب اوسے افاقہ ہوا تو قلعہ مین تنہائی کی وجہ سے گھبرائی اور دیوار پر چڑھکر پکارا
کہ قلعہ مین سوا میرے کوئی نہین ہے لوگ اوپر چڑھ گئے اور کواڑ کھولدئے لشکر داخل ہوا
دیکھا تو واقعی قلعہ کو خالی پایا مقنع کے بعضے معتقد جو پہلے ہی لڑائیوں مین اوس سے علحدہ

ہوگئی تہی تاسف کرنے لگے کہ فی الحقیقت وہ خدا تہا ہم ساتہہ نہوئے ورنہ اوس کے ساتہہ آسمان پر چڑہ جاتے ہین وہ عورت اگرچہ مرض مین بیہوش تہے مگر کبہی کبہی آواز و غل سنکر کچہہ کچہہ حالات سے مطلع ہوجاتے تہے اوس نے یہ ساری کیفیت بیان کی تاریخ کامل مین بہی اس حکایت کو بیان کیا ہے اور اوسمین اسطرح سے جب مقنع کو یقین ہوگیا کہ مین اب غنیم کے ہاتہہ سے نہین بچ سکتا تو اپنی سب عورتون اور بچون کو جمع کر کے زہر پلادیا اور آپ بہی پی لیا اور اپنے معتقدون سے یہ بات کہی کہ مجہے جلا دیجیو تاکہ میری لاش دشمن کے ہاتہہ مین نہ پہونچے اور بعضے کہتے ہین کہ قلعہ مین جسقدر چوپائے اور کپڑے وغیرہ تہے اونکو جلوایا پہر ساتہیون سے کہا کہ جسکو آسمان کی خواہش ہو کہ میرے ساتہہ آسمان پر چڑہ جائے وہ اس آگ مین میرے ساتہہ کود پڑے سب نے تعمیل کی اور جلکر خاک ہو گئے جب لشکر قلعہ مین داخل ہوا تو کچہہ نپایا جسقدر اوسکے معتقد باقی رہگئے تہے وہ اس بات سے زیادہ فتنہ مین پڑے اوس کے اصحاب ملک ماوراء النہر مین سپیضہ کہلاتے ہین مگر اپنے اعتقاد کو چہپاتے تہے عرصہ دراز تک سفید جامگان ماوراءالنہر یہ کہتے رہے کہ مقنع آسمان پر چڑہ گیا ہے زمانہ آیندہ مین وہان سے اترے گا بعضے کہتے ہین کہ اوس نے اپنے ہمراہیون کو زہر دیدیا تہا اور آپ بہی زہر کہالیا تہا لشکر نے قلعہ مین گہسکر اوسکا سر کاٹ لیا اور حلب مین مہدی کے پاس بہیجدیا مقنع یحیی بن زید شہید کے قتل کا منکر تہا جنکا بیان جارود یہ مین منجملہ زیدیہ کے اسی کتاب مین آتا ہے کہتا تہا کہ یحیی اپنے دشمنون کو قتل کرینگے اور نگارستان مین جو لکہا ہے کہ وہ برقعہ منہ پر ڈالے رہتا تہا اس لئے برقعی مشہور ہوگیا یہ بات پایہ تحقیق کو نہین پہونچی اس کے بعد یہ بات سنو کہ خطط الآثار مین شیعہ کے ضمن مین ایک فرقہ

بسلیمہ لکہا ہے اور کہا ہے کہ یہ فرقہ راوندیہ[۱] مین سے ہے انکا اعتقاد یہ ہے کہ امامت

---

[۱] راوندیہ فرقہ منسوب ہے عبداللہ یا حرب بن عبداللہ راوندی کی طرف جو خلفائے عباسیہ کا ایک نقیب اور داعی تہا مرآت الجنان مین لکہا ہے کہ راوند ایک گانون ہے کاسان کے ضلع مین جو سین مہملہ سے ہے اور یہ کاسان

اصفہان کے اطراف مین واقع ہے اور جو شہر کاشان شین معجمہ سے ہے وہ قم کے علاقہ مین ہے اور راوندیہ
کے متصل بھی ایک مقام کا نام ہے روضۃ الصفا ئے ناصری کی جلد ششم مین لکھا ہے کہ اس عبداللہ کے مزاج
مین سہولت تھی اور یہ برخلاف ابومسلم خراسانی کے کشت وخون نہین کرتا تھا اور جو اوس سے مخاصمت کرتا اوس
سے بھی لڑائی جائز نہ رکھتا چونکہ ابومسلم بے تحاشا لوگون کو قتل کرتا تھا اس لئے راوندیہ نے عبداللہ سے
کہا کہ اس شخص کی کوئی فکر کرنا چاہیے تاکہ مخلوق کو اس کے پنجہ ظلم سے نجات حاصل ہو عبداللہ نے ابومسلم کو ایکروز
سمجھایا کہ آپ کو یہ خونریزی زیبا نہین پہلے لوگون کو اپنے مذہب کی طرف دعوت کیجئے جب وہ نہ مانین تو پھر جو
دلمین آئے کیجئے ابومسلم نے کہا کہ جو ہم نے سوچ رکھی ہے اسکا سرانجام پانا بغیر قتل عام کے دشوار ہے عبداللہ
نے کہا کہ اگر آپ کی یہی رائے ہے تو میرے بھی بہت سے متبع ہین آپ اون سے بھی کام لیجئے ابومسلم نے کہا کہ
اونکے نام لکھکر میرے پاس بھیجدو عبداللہ نے اس خیال سے کہ ابومسلم ان لوگون کو عمدہ عمدہ منصب دیگا انکی
اسم نویسی کی فرد ابومسلم کے پاس بھیجدی ابومسلم نے عبداللہ سے کہا کہ تم ان سب لوگون کو میرے پاس
لے آؤ عبداللہ نے سب کو حاضر کیا ابومسلم نے کہا کہ ایک ایک گروہ کو علیحدہ علیحدہ ٹھہرا دیا جاوے جب سب کا
انتظام ہوگیا تو عبداللہ کو قتل کرادیا اور پھر اوس کے متبعون کی گروہ علیحدہ علیحدہ بلوانا اور قتل کرانا انمین سے جو باقی بچے
وہ ابومسلم کی پرستش کرنے لگے اور کہنے لگے یہ خدا ہے روزی رسان یہی ہے ابومسلم نے اپنی نسبت اونکا یہ عقیدہ
سنکر پھر بہت سے راوندیہ کو تلاش کرکے قتل کرایا خلفائے عباسیہ کی سلطنت کا بانی بھی ابومسلم ہے اسی کی بدولت
عباسی خلافت کی سلسلہ جنبانی جو ایک مدت سے ہورہی تھی مروان حمار کے عہد مین قوت پکڑ گئی تھی اور اس شخص نے تمام
ملک مین سازشون کا جال پھیلا دیا تھا اور مروانی حکومت کی جڑ ہلا دی تھی مگر منصور عباسی نے ابومسلم کو بھی مروا ڈالا راوندیہ تناسخ
کے قائل تھے چنانچہ تاریخ ابوالفدا مین وکامل مین لکھا ہے کہ عقیدہ انکا یہ ہے کہ آدم کی روح عثمان بن نہیک مین داخل
ہوئی تھی اور روضۃ الصفائے ناصری مین کہا ہے انکا یہ عقیدہ تھا کہ منصور کی روح عثمان بن نہیک کے روح سے متعلق
ہوگئی ہے اور کہتے تھے کہ رب ہمارا جو کھانے پینے کو پہونچاتا ہے ابوجعفر منصور بن عبداللہ سفاح بن محمد بن علی بن عبداللہ
بن عباس ہے جو خلفائے عباسیہ کا دوسرا خلیفہ تھا جبکہ یہ بات اونہون نے ظاہر کی اور منصور کے محل کے پاس آئے
اور کہا کہ یہ قصر ہمارے رب کا ہے تو منصور نے اونکے سردارون کو جو دو سو تھے قید کردیا اسپر اونہون نے منصور سے آمدہ

بعد رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی حضرت علی اور امام حسن و امام حسین و محمد بن حنفیہ مین آئی پھر ابوہاشم
عبداللہ ابن محمد بن حنفیہ مین پھر اون سے منتقل ہوکر علی بن عبداللہ بن عباس مین بطور وصیت کر
آئی پھر ابوالعباس سفاح مین پھر ابوسلمہ صاحب دولت بنی عباس مین **حکایت** پرگنہ کش
ضلع ماوراء النہر مین ایک شخص ساکن اہل مرو سے جو آنکھہ سے کانا تھا اور اوسکو ہاشم کہتے تھے یہ
دعوی کیا کہ اللہ کی روح ابوسلمہ مین منتقل ہوکر آئی پھر ابوسلمہ سے اوس کے اندر منتقل ہوگئی ہے
یہ دعوت اوس یک چشم کی اوس علاقہ مین پھیل گئی وہ اپنے اصحاب سے پردہ کرتا تھا اور اپنے
لئے اوس نے ایک منہہ سونے کا بنایا تھا اس لئے مقنع کہلانے لگا اوس کے یارون نے
چاہا کہ اوسکو دیکھین اوس نے وعدہ کیا کہ مین آپ کو مجھے دکھاؤنگا اگر تم جل نجاؤ اور اپنے سامنے
ایک آتشی شیشہ جلانیوالا رکھا جسپر سورج کی دہوپ پڑتی تہی جب بعض معتقد اوس کے پاس آتے
جل گئے باقی بھاگ گئے اور فتنہ مین پڑ گئے اور معتقد ہوگئے کہ وہ خدا ہے اوس کو آنکھین نہین
دیکھہ سکتی ہین اپنی جنگ و حرب مین اوسکو اللہ کہکر پکارتے تھے انتہی ترجمہ کلامہ یاد رکھو کہ صایغ
زرگر یعنی سونے کا کام کرنے والے کو کہتے ہین تو مصیغ وہ شخص ہوگا جو سونے کو استعمال کرتا ہو
کیونکہ نقلی منہ اس کے سونے سے بنا ہوا ہین میرا خیال یہ ہے کہ لفظ مصیغ لفظ مقنع کی تحریف
ہے یہ ہاشم وہی شخص ہے جس نے ماہ نخشب تیار کیا تھا کیونکہ یہ حالات اوسی کے حالات سے
ملتے ہوئے ہین اور ابومسلم سے ابوسلمہ ہوگیا ہے اور ابوہاشم بن محمد بن حنفیہ کے حالات بتفصیل
وار کیسانیہ کے فرقون سے حاشیہ مین بیان ہونگے۔ نواب محمد صدیق حسن خان باوجودیکہ تقلید
کو دین و مذہب مین برا جانتے تھے مگر تصنیف و تالیف مین بالکل پرائے کلام کو اپنی کتاب مین
بھر دیتے ہین اور یہ تقلید سے بدتر ہے اور پھر پرائے مطالب ہی پر بس نہین کرتے بلکہ اوسکی عبارات
کو بھی اپنی عبارت بنا لیتے ہین چنانچہ خطط الآثار مین جسقدر فرقہاے اسلامیہ کو بیان کیا ہے

پس بیان نواب صاحب نے کتاب مذکور سے علیحدہ کر کے اوسکا نام طبیعۃ الاکوان رکھدیا ہے
اگر نواب صاحب اس تقلید مین کسی قدر بھی تحقیق سے کام لیتے تو انکو ضرور کتب تواریخ سے اس بات کا
پتا چلتا یہ مصنف وہی مقنع ہے جسکے حالات کتب تواریخ مین مذکور ہین ؎

کیسانیہ

واضح ہو کہ کیسانیہ منسوب ہین کیسان کی طرف کہ حسب تحقیق صاحب صحاح و قاموس وغیرہ اہل
لغت نام ہے مختار بن ابو عبید ثقفی کا جو واسطے بدلہ لینے حسین علیہ السلام کے کھڑا ہوا تھا مگر
ارباب تواریخ کی یہ رائے ہے کہ کیسان حضرت علی بن ابی طالب کا غلام تھا انکی وفات کے
بعد محمد بن حنفیہ کی رفاقت مین رہا اور علوم غریبہ اونسے حاصل کئے غنیہ مین لکھا ہے کیسانیہ
ان چار شخصون کی امامت کے قائل ہین حضرت علی امام حسن امام حسین محمد بن حنفیہ مگر اس فن کی
کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ کیسانیہ کے خیالات ترتیب ائمہ کے بارے مین ایسے زرین ثابت
ہوئے۔ اور صواعق محرقہ مین لکھا ہے کہ کیسانیہ کے نزدیک اللہ پر تکلیف ولعب ہے اور غلط الاشارات
مین آیا ہے کہ کیسانیہ بدء کے جواز کے اللہ پر قائل ہین یہ کل سات فرقے ہین انمین قدر مشترک
محمد بن حنفیہ کی امامت کا قائل ہونا ہے یہ محمد حضرت علی کے بیٹے تھے ابن حنفیہ اسوجہ سے

؎ تاریخ ابو الفدا مین مقنع کے حالات مین لکھا ہے وکان لا یسفر عن وجہہ بل اتخذ لہ وجہا من ذھب فتقنع
بہ ولذلک قیل لہ المقنع یعنی مقنع اپنا منہہ نہین کھولتا تھا بلکہ اوس نے ایک منہہ سونے کا بنوالیا تھا جس سے اپنے
منہہ کو چھپائے رہتا تھا اسی لئے اوسے مقنع کہنے لگے تھے مقنع مین میم مضموم اور قاف مفتوح اور نون مشدد مفتوح ہو
اور مقنع بمعنی مقعد کے وزن پر غلط ہے مقنع بروزن مقعد اوس گواہ کو کہتے ہین جو نہایت ثقہ ہو اوسکی گواہی اور اوسکا بیان
کافی سمجھا جاوے اور مقنع منبر کے وزن پر اوڑھنی اور دوپٹہ کو کہتے ہین ۔ ۱۲ ؎ کیسان نام شخصے از حیلہائے سیلا کبیر
حسن مجتبی بود از تحفہ اثنا عشری اور ملل ونحل و شہرستانی مین ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا غلام تھا منتہی المقال فی
احوال الرجال مین کئی کتابون سے نقل کیا ہے کہ اصبغ ابن بناتہ سے مروی ہے کہ ایک بار مین نے مختار کو حضرت علی کی
گود مین بیٹھا دیکھا اور آپ اوس کے سر پر ہاتھ پھیر پھیر کر فرماتے تھے یا کیس یا کیس اور تعلیقہ مین بھی اسی طرح ہے اور

کہلاتے ہین کہ اونکی مان اگرچہ حضرت سیدہ فاطمہ نہ تھین بلکہ خولہ بنت جعفر نام قوم بنی حنیفہ سے تھین ۶۹ سال کی عمر پائی سنہ ۸۱ مین انتقال کیا۔

ایک کیسانیہ جو منسوب ہین کیسان مذکور کی طرف یہ شخص حضرت امام حسین کی شہادت کے بعد بہت سے مسلمانون کو موافق کرکے واسطے بدلہ لینے امام حسین کے کھڑا ہوا تھا مگر دشمنون پر کامیاب نہوا آخر کار مارا گیا یہ کیسان اور اوس کے معتقد امام حسن علیہ السلام کی امامت کے منکر تھے انکا یہ عقیدہ تھا کہ امام بعد جناب امیر کے محمد ابن حنفیہ ہین اس لئے کہ جناب امیر نے جنگ جمل و صفین مین نشان اونہین کے ہاتہہ مین دیا تھا اور امام حسن نے معاویہ سے صلح کر لی تھی تو امامت کے لیاقت سے خارج ہو گئے تھے اور امام حسین نے صلح کے باب مین بھائی کی پیروی کی تو وہ بھی امامت کے لایق اس کے نزدیک نرہے تھے اس فرقہ کا ظہور سنہ ۶۴ ہجری مین ہوا تھا۔

دوسرے مختاریہ یہ لوگ مختار ابن عبید بن مسعود ثقفی کے متبع ہین جسکو بعد قتل کیسان کی اوس کے پیرون نے رئیس بنایا تھا یہ سنہ ۶۶ ہجری مین واسطے بدلہ لینے حسین علیہ السلام کے کھڑا ہوا اور کوفہ پر غالب آیا اور جم غفیر نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور طلب انتقام خون امام ہمام پر مختار کے ساتھہ بیعت کی تھی اور اس نے شمر ذی الجوشن اور خولی اصبحی کو جسنے سر امام حسین کا بدن سے جدا کیا تھا اور عمر بن سعد بن ابی وقاص کو کہ منجملہ مقاتلین امام ہمام سے تھا اور ابن عمرو عبید اللہ بن زیاد حاکم عراق کو بھی بہت سے کشت و خون کے بعد قتل کیا اور مفتاح النجا مین مذکور ہے کہ واقعہ مختار مین ملک شام کے ستتر ہزار آدمی کام آے اور

حاشیہ بقیہ صفحہ ۱۹۲ ۔ اور کیس حید کے وزن پر زیرک کے معنے مین ہی اور کشی نے مختار کے ذکر مین کہا ہے کہ انکا لقب کیسان اسلئے مقرر ہوا کہ اوس کے ایک افسر الوعمر کا یہ نام تھا پھر مختار کو بہی اس افسر کی وجہ سے کیسان کہنے لگے اور بعضے کہتے ہین کہ کیسان حضرت علی کے غلام کا نام تھا اوسی نے مختار کو حضرت امام حسین کے خون کا بدلہ لینے کو آمادہ کیا تھا اس لئے مختار بہی کیسان مشہور ہوگیا ۱۲ منہ ۔ لہ انوار النعمانیہ نے فضائل السودان المحدثین کے باب ۲۲ مین ابو الفرج ابن جوزی نے کہا ہی ام محمد الحنفیہ

اسی نے رسم ماتم عاشورہ ولوحہ وشیون کی جاری کی ہے تاکہ شیعہ میری جانب داری مین کوتاہی نکرین اور ایک کرسی کی تعظیم وتکریم کرانے لگا کہتا تہا یہ کرسی جناب امیر کی ہے او نام اوسکا تابوت سکینہ تہا تواریخ میں لکھا ہے کہ یہ کرسی طفیل بن جعدہ ایک روغن فروش کی دوکان سے اوٹھا لایا تہا امیر المومنین کی نہ تہی پھر کہنے لگا مجھے علم غیب ہے اور جبرئیل میرے پاس آتے ہین اور اللہ پاک کے لئے دوبارہ ثابت کرتا تہا اور کہتا تہا کہ اللہ تعالی نے مجھ مین حلول کیا ہے[1] ان بدعات کی وجہ سے ۶۷ ہجری مین مصعب برادر عبد اللہ بن زبیر کے ہاتھ سے جو امام حسین کے داماد اور بی بی سکینہ دختر امام شہید کے شوہر تھے کوفہ مین شکست پاکر مارا گیا اور ترمذی نے عبد اللہ ابن عمر سے جو روایت کی ہے کہ انحضرت نے فرمایا ہے فی ثقیف کذاب ومبیر یعنی قوم بنی ثقیف مین ایک بڑا جہوٹا اور ایک مفسد ہلاکو ہوگا اسیطرح ابو نوفل معاویہ بن مسلم تابعی سے مسلم نے جو روایت کی ہے کہ جب حجاج نے عبد اللہ ابن زبیر کو سولی دی تو اسماء اون کے والدہ نے کہا کہ انحضرت نے ہم سے بیان کیا تہا ان فی ثقیف کذابا ومبیرا سو علما کذاب کو اسی مختار پر اور مبیر کو حجاج بن یوسف پر حمل کرتے ہین مختار اگرچہ صاحب علم وفضل تہا مگر صحابی نہ تہا ہان اسکا باپ جلیل القدر صحابیون مین سے تہا اور پہلے مختار اہل بیت سے نہایت دشمنی رکھتا تہا یہانتک کہ اونکی عداوت مین مشہور تہا اور بعد از شہادت امام حسین اظہار محبت کیا اور یہ سب واسطے طلب دنیا اور طلب امارت کے تہا چنانچہ ملل ونحل مین شہرستانی کہتا ہے کہ مختار پہلے خارجی تہا پھر زبیری بنا پھر شیعی اور کیسانی ہوگیا۔ قصہ مختصر مختار اور اوس کے متبعین جناب امیر کے بعد بلا فاصلہ محمد بن حنفیہ کو امام اور مہدی جانتے تھے اور بعض نے لکھا ہے کہ مختار امام حسن اور امام حسین کی امامت کے بھی مقر تہے اور کہتے تھے کہ امام حسین کے بعد

---

[1] دیکھو طبقات ودول اسلام مولفہ ذہبی ۔ ۱۲ [2] نزل الابرار کی عبارت ہے قیل انہ کان یقول ان جبرئیل ینزل علیہ قیل کان یقول ان اللہ تعالی حل فیہ ۱۲ ۔

کا امامت محمد بن حنفیہ سے متعلق ہو گیا ہے مختاریہ وہی لوگ تھے جنہیں کیسانیہ کہا کرتے تھے مختار نے انکا نام مختاریہ مقرر کر دیا تھا جبکہ مختار مارا گیا اور لوگ اوس کے افعال واقوال پر نکتہ چینی کرنے لگے تو مختاریہ نے دوبارہ اپنے آپکو کیسانیہ مشہور کر دیا جب محمد بن حنفیہ نے انتقال کیا تو کیسانیہ امامت مین مختلف ہو گئے اور بعض نے کہا کہ جوع امر امامت کا بعد اونکی طرف اولاد امامین حسن وحسین کے ہو گیا بعض نے کہا کہ امامت طرف ابو ہاشم عبداللہ بن محمد بن حنفیہ کے منتقل ہو گئی۔

تیسرے کربیہ۔ اصحاب ابو کریب ضریر یہ لوگ حضرت علی مرتضےٰ کے بعد محمد بن حنفیہ کو امام جانتے ہین اس لئے کہ اونہون نے نشان لشکر بصرہ مین اونکو دیا تھا اس امر کو محمد بن حنفیہ کے امامت پر نص مانتے ہین اور انکا زعم یہ ہے کہ محمد بن حنفیہ زندہ ہین مے کے پہلین مدینہ کے پاس کوہ رضوی کی ایک دری مین اپنے چالیس اصحاب کے ساتھ مختفی ہین اور اونکے پاس دو چشمے قدرت سے شہد و پانی کے جاری ہو گئے ہین امام منتظر ومہدی موعود وہی ہین وہ ظہور کرینگے تو سارا عالم عدل سے بھر جایگا کثیر شاعر کہ اونکا ایک شیعہ ہے کہتا ہے ۵ الا ان الائمۃ من قریش ٭ ولاۃ الامر اربعۃ سواء ٭ فسبط سبط ایمان وبر ٭ وسبط غیبتہ کربلاء ٭ وسبط لایذوق الموت حتی ٭ یقود الخیل تقدمہ اللواء ٭ یغیب فلا یرے فیھم زمانا ٭ برضوی عندہ عسل وماء ٭ بعضے کہتے ہین کہ یہ شعر اسمٰعیل بن محمد حمیری کے ہین جسکا لقب سید ہے کہ وہ پہلے کیسانی تہا پھر اس عقیدہ کو ترک کرکے دین جعفر مین آگیا اور ایک قصیدہ اپنے توبہ اور انابت کے باب مین لکھا جسکا ایک شعر یہ ہے ۵ تجعفرت باسم اللہ واللہ اکبر ٭ وایقنت ان اللہ یعفو ویغفر ٭ اور یہ لوگ اکثر جمعہ کی راتون کو اوس پہاڑ مین جمع ہو کر عبادت کیا کرتے تھے شیعون مین سے پہلے جو شخص صاحب الزمان کے مختفی ہونے کا قائل ہوا ہے وہ یہی ابو کریب ہے کہ کہتا تہا امام دشمنون کی خوف سے چہپ گئے ہین پھر ایک مدت کے بعد ظاہر ہونگے۔

اور زمین کو عدل سے بھر دینگے اور یہ بات پھر شیعون مین خوب رائج ہو گئی اور جو امام حسن عسکری کی مرضی کے موافق تہا وہ اسی کو صاحب الزمان جانکر دشمنون کے خوف سے اوسکی غائب ہو جانے کے مقر ہو گئے

چوتھے اسحاقیہ یہ لوگ اسحاق بن عمر کی طرف منسوب ہین محمد بن حنفیہ کی موت کے قائل ہین اور انکا عقیدہ تہا کہ امامت محمد بن حنفیہ کے وفات کے بعد اونکے بیٹے ابو ہاشم عبد اللہ کی طرف انتقال کیا ابو ہاشم کے بعد اونکے اولاد مین امامت کو منتقل جانتے ہین اور کہتے ہین کہ ہر ایک باپ اپنے بیٹے کے لئے وصیت کرتا گیا تہا استفادا از تحفہ اثنا عشری۔ شہرستانی نے ملل و نحل مین کہا ہے کہ جو لوگ محمد بن حنفیہ کے بعد امامت کو اونکے بیٹے ابو ہاشم مین مانتے ہین اونکا نام ہاشمیہ ہے انکا اعتقاد یہ ہے کہ ابو ہاشم عبد اللہ کو محمد بن حنفیہ سے اسرار علوم پہونچے تھے اور انکو نفسون پر آفاق کے مطابق کرنے کے طریقے اور تنزیل کی تاویل اور ظاہر کو باطن سے ملانے کے حالات معلوم ہوئے تھے انکے نزدیک ہر ظاہر کے لئے باطن ہے اور ہر شخص کے لئے روح ہے اور ہر تنزیل کے لئے تاویل ہے اور جو مثال اس عالم مین موجود ہے اوس کے لئے اوس عالم مین حقیقت موجود ہے اور جسقدر حکمتین اور اسرار آفاق مین منتشر ہین وہ سب ایک شخص انسانی مین موجود ہین اور وہ وہ علم ہے جو علی علیہ السلام نے اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ کو بتایا تہا اور انہون نے وہ اسرار اپنے بیٹے ابو ہاشم کو سکہائے اور جس شخص مین یہ عالم مجتمع ہو وہ امام برحق ہے اور بعد انتقال ابو ہاشم کے ہاشمیہ مین اختلاف پیدا ہوکر پانچ فرقے ہو گئے (۱) ایک فرقہ کہتا ہے کہ ابو ہاشم جب ملک شام مین سلیمان ابن عبد الملک کے پاس گئے اور اوسنے اونکو دودھ مین زہر دلوایا اور جب قریب المرگ ہوئے تو حمیمہ کو (بضم حائے حطی) کہ ارض شراۃ (بہ شین معجمہ) ضلع بلقا ملک شام مین ایک مقام کا نام ہے محمد ابن علی بن عبد اللہ بن عباس کے پاس چلے گئے امامت کے لئے اونکے حق مین وصیت کی تھی اور اس گھرانے مین امامت ابو العباس تک جاری رہی یہ لوگ کہتے ہین کہ خاندان عباس خلافت کے لئے اور سب

زیادہ حق ہے کیونکہ نسب مین رسول علیہ السلام کے ساتھ اتصال رکھتے ہین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو عباس رضی اللہ عنہ وراثت کے لئے اولی تھے (۲) دوسرے فرقے نے کہا کہ ابو ہاشم کے بعد امامت اونکے بھتیجے حسن بن علی بن محمد بن حنفیہ کو پہونچی (۳) تیسرے فرقے نے کہا کہ ابو ہاشم نے اپنے بھائی علی بن محمد بن حنفیہ کے لئے وصیت کی تہی انکی راے یہ ہے کہ امامت محمد بن حنفیہ کے گہرانے مین سے غیر لوگون کی طرف نہین آئی۔ (۴) چوتھے فرقے نے یہ کہا کہ ابو ہاشم نے عبد اللہ بن حرب کندی کے لئے امامت کی وصیت کی تہی اور امامت بنی ہاشم سے نکلکر عبد اللہ کو پہونچی (۵) پانچوین وہ لوگ ہین جنہون نے عبد اللہ بن حرب کندی مین بددیانتی اور کذب وخیانت پاکر اوس سے قطع تعلق کیا اور کہنے لگے کہ عبد اللہ ابن معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب امام ہین۔ اصحاب عبد اللہ بن معاویہ اور اصحاب محمد بن علی کے درمیان معاملہ امامت مین بڑا اختلاف ہے ہر ایک دعویٰ کرتا ہے کہ ابو ہاشم نے ہمارے مقتدا کے حق مین وصیت کی تہی اب ہم دونون عبد اللہ اور محمد بن علی کے فرقون کے حالات علیحدہ علیحدہ بیان کرتے ہین۔

پانچوین حربیہ جو کندیہ کے لقب سے بھی ملقب ہین یہ لوگ عبد اللہ بن حرب کندی کے پیرو ہین جو اسحاقیہ مین سے ایک سرگروہ تہا اور ابو ہاشم بن محمد بن حنفیہ کے بعد عبد اللہ بن حرب کو امام جانتے ہین کہتے ہین کہ اوسکی امامت کے لئے ابو ہاشم نے وصیت کردی تہی اور ابو ہاشم کی روح نے عبد اللہ مین حلول کیا ہے۔ یہ عبد اللہ صاحب علم و دیانت نہ تہا اسکا یہ مذہب ہے کہ روحین ایک شخص سے دوسرے شخص مین تناسخ کرتے ہین اور روح کو ثواب و عذاب اسی تناسخ اور تبدیل ابدان کی ذریعہ سے ہوتا ہے اور دعویٰ کرتا تہا کہ حضرت عیسیٰ کی روح نے مجھمین حلول کیا ہے اور الوہیت اور نبوت کا مدعی تہا اور کہتا تہا مجھے علم غیب ہے اوسکے شیعہ اوسکی عبادت کرتے تھے اور قیامت کا انکار کرتے تھے کہتے تھے کہ تناسخ دنیا مین ہوتا ہے اور ثواب و عذاب انہین اشخاص مین ہوتا رہتا ہے اور قرآن مین جو

آیت ہے لیس علی الذین آمنوا وعملوا الصالحات جناح فیما طعموا الخ - یعنی جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرئے اونپر گناہ نہین جو پہلے کہا چکے جب آگے ڈرے اور ایمان لائے اور نیک کام کئے پھر ڈرے اور ایمان لائے پھر ڈرے اور نیکی کی اور اللہ دوست رکھتا ہے نیکی کرنے والون کو اس آیت مین عبداللہ یون تاویل کرتا تہا کہ جو شخص امام تک پہونچ گیا اور اوسے پہچان لیا اوس سے تمام شرعی احکام اور حرج ساقط ہوجاتی ہین جو کچھہ چاہے کہائے اوسپر کوئی گناہ نہین وہ کامل ہے اور مقصد اعلی کو پہونچ گیا ہے شہرستانی کہتا ہے کہ اس گمراہی سے مذہب خرمیہ اور مزدکیہ[۱] عراق مین پیدا ہوا جب عبداللہ نے خراسان مین انتقال کیا تو اوس کے بعضے اصحاب کہنے لگے وہ ابہی نہین مرا ہے زندہ ہے رجوع کرے گا اور کچھہ کہنے لگے کہ وہ مرگیا اوسکی روح نے اسحاق بن زید بن حارث انصاری مین حلول کیا ہے یہ لوگ حارثیہ کہلاتے تھے حارثیہ کہتے ہین آرام سے زندگی بسر کرنا چاہیے کسی پر کوئی تکلیف نہین انہون نے تمام محرمات کو مباح قرار دیدیا ہے

---

[۱] وعنہ نشأت الخرمیۃ والمزدکیۃ بالعراق ۱۲ ملل ونحل شہرستانی - ۱۲

[۲] دبستان المذاہب مین لکہا ہے کہ مزدکیہ منسوب ہین مزدک کی طرف یہ شخص قباد شہنشاہ ایران کے عہد مین تہا نوشیروان نے اوسکو مروا ڈالا وہ کہتا تہا کہ دنیا کے دو صانع ہین خیر کا فاعل یزدان ہے اور شر کا اہرمن یزدان نور ہے اور اہرمن ظلمت اسکا یہ مذہب تہا کہ آدمیون مین فساد کا سبب مال اور عورات ہین اس لئے عورتون کو آزادی دینا چاہئے اور مال مباح کرنا چاہیے اس نے تمام آدمیون کو مال اور عورتون مین شریک کردیا جیسا کہ پانی اور آگ مین شریک ہین کہتا تہا نہایت ستم کی بات ہے کہ ایک آدمی کی زوجہ تو حسین عورت ہو اور دوسرے کی بدصورت پس عدالت اور دینداری کا مقتضا یہ ہے کہ آدمی اپنی خوبصورت عورت کو تہوڑے دن کے واسطے اوس آدمی کے تصرف مین دیدے جسکی عورت بدنما ہے اور اوس کی بدنما عورت کو اوس عرصہ تک اپنے پاس رکھے اور یہ بیرحمی کی بات ہے کہ ایک شخص مرفہ حال ہو اور دوسرا تنگدست اس لئے مناسب ہے کہ اپنے مال باہم نصفا نصف بانٹ لین اور جو کوئی مال رکہنے کی قابلیت نرکہتا ہو مثلا دیوانہ ہو یا تنگدست ہو تو اوس کو اپنے مکان پر رکہا ہر طرح اوس کی آسایش کا سامان مہیا کردینا چاہیے اور جو اس تقسیم پر راضی نہو وہ اہرمنی ہے اوس سے بزور چہین لینا چاہیے محمد قلی کرد اور اسماعیل ہگلی گرجی اور احمد تیرانی اسی مذہب پر گذرے ہین اور تیران ایک موضع ہے اصفہان کے علاقہ مین اور ان سے سناگیا کہ اب مزدکیان زردشت کے دین مین ہین اہل اسلام مین چہپکر اپنے دین پر چل رہے ہین اور فرہاد اور شیراب اور آئین ہوش بھی اس مذہب پر تھے فرہاد نے اہل اسلام کے سامنے اپنا نام محمد سعید ظاہر کیا تہا اور شیراب نے شیر محمد اور آئین ہوش نے محمد عاقل

چھٹے عباسیہ یہ لوگ کہتے ہین کہ ابو ہاشم بن محمد حنفیہ کے بعد امامت حضرت علی بن ابی طالب کے گھرانے سے نکل گئی اور اولاد عباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہو گئی۔ چنانچہ محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس کو امام بتلانے لگے اور پھر اونکی اولاد کو امام جاننے لگے یہانتک کے منصور دوانقی تک امامت اس خاندان مین قایم جانتے تھے اور خدا کی شان کہ جو خیالی پلاؤ پہلے ذہن مین یہ لوگ پکارہے تھے وہ خاندان عباسیہ مین وقوع مین آگیا اور مرتبہ امامت کو پہونچ گئی مگر تعجب یہ ہے کہ یہ صرف منصور عباسی ہی تک امامت کے قائل ہین۔

ساتوین طیاریہ انکا عقیدہ یہ ہے کہ ابو ہاشم بن محمد حنفیہ نے عبد اللہ بن معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر بن ابو طالب کے لئے امامت کی وصیت کردی تھی اس لئے بعد ابو ہاشم کے عبد اللہ امام ہین۔ اور طرفہ یہ ہے کہ کیسانیہ جن لوگون کو امام بتاتے تھے وہ اس دعوے سے انکار کرتے اور لکھتے تھے کہ یہ لوگ ہمارے اوپر افترا کرتے ہین کیسانیہ اس کے جواب مین کہتے تھے کہ یہ انکار ہمارے ائمہ کا بوجہ خوف جان کے ہی دشمنون کے ڈر سے تقیہ کرتے ہین کیونکہ ابھی مروانیہ مدینہ کے حاکم ہین اونکی طرف سے اندیشہ ایذا کا ہے یعنی اس کے مذہب تشیع مین تقیہ کی رائے نے بہت رواج پالیا۔

تذکرہ کتاب دوم ناسخ التواریخ کی جلد سوم کے صفحہ ۲۰۴ مین لکھا ہے کہ جماعت کیسانیہ مین سے ایک فرقہ کو حسانیہ کہتے ہین یہ حسان سراج کے اصحاب ہین انکا قول یہ ہے کہ امام چار ہین امیر المومنین علی اور امام حسن اور امام حسین امام ہین اور چوتھے محمد بن حنفیہ ہین۔

اسماعیلیہ

انکا اعتقاد ہے کہ امامت بعد وفات جعفر صادق کے اونکے پسر کلان اسمٰعیل مین جو اسمٰعیل الاعرج کرکے معروف ہین موقوف ہے اسواسطے کہ امام جعفر نے اونکی امامت کے لئے کہدیا تھا کہ ان ہذا لامر فی الاکبر مالم یکن به عاهة اور سب اولاد امام جعفر مین وہ نجیب ہین اسلئے کہ اونکی ماں جنکا نام فاطمہ ہے حسن بن حسن بن علی بن ابو طالب کی بیٹی ہین حالانکہ اسمٰعیل جنکی کنیت ابو محمد ہے

امام جعفر کے سامنے عریض مین کہ مدینہ مین ایک وادی ہے جہان اہل مدینہ کے اونٹ چرا کرتے ہیں مر گئے تھے اور وہان سے اونکی لاش مدینہ مین لائی گئی اور ۱۳۳ھ مین بقیع الغرقد مین جو مدینہ کا ایک قبرستان ہے مدفون ہوئے تھے اور والد اونکے بیس برس تک زندہ رہے۔ کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ مین مذکور ہے کہ اسماعیل امام جعفر صادق کی سب اولاد مین بڑے تھے اور اونکے ساتھہ امام موصوف کو بیحد محبت تھی اس لئے اکثر شیعہ کو یہ خیال تھا کہ انکے بعد یہی امام ہونگے کیونکہ سب اولاد مین یہ بڑے بھی تھے اور باپ کو انسے محبت بھی زیادہ تھی اور وہ انکی تکریم بھی کرتے تھے مگر جب وہ اپنے باپ کی حیات مین مقام عریض مین انتقال کرکے بقیع مین مدفون ہوگئے تو ان شیعہ نے اونکی امامت کے خیال کو دل سے دفع کر دیا مگر بعض ایسے شیعہ جنکو امام جعفر صادق سے کچھہ خصوصیت نہ تھی اور نہ اونکے راوی تھے بلکہ دور دراز مقامات پر رہا کرتے تھے اُن کو یہی گمان رہا کہ اسماعیل ابھی زندہ ہین جب امام جعفر نے انتقال کیا تو شیعہ کے تین گروہ ہوگئے (۱) ایک گروہ نے امام موسیٰ کی امامت کو مان لیا (۲) دوسرے نے خیال کیا کہ اسماعیل زندہ نہین ضرور مر گئے ہین مگر اونکے فرزند محمد امام ہین اس لئے کہ امامت اونکی باپ مین تھی اور بیٹا بمقابلہ بھائی کے امامت کے لئے زیادہ حقدار ہے (۳) تیسرا گروہ اسماعیل کی حیات کا مقر رہا پس یہ پچھلے دونون فرقے اسماعیلیہ کہلاتے ہین اور پہلا فرقہ امامیہ مین شمار پاتا ہے۔ اسماعیلیہ کہتے ہین کہ امامت اسماعیل کی اولاد مین قیامت تک بنی رہے گی یہ اسماعیلیہ بھی امام کے بعد موت کے دنیا مین لوٹ آنے کے قائل ہین یہ گویا تناسخ ارواح کا قائل ہونا ہے اسماعیلیہ کہتے ہین کہ ایک جزو الٰہی نے ائمہ مین حلول کیا ہے حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے بعد ائمہ بطریق وجوب مستحق امامت ہین جسطرح آدم علیہ السلام مسجود ملائکہ کے مستحق تھے یہی عقیدہ فاطمیین کا بلاد مصر مین تہا اور اسماعیلیہ کا زعم یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ قادر و مختار نہین ہے وہ جب کسی چیز کو پسند کرتا ہے تو وہ اوسکے بے اختیار موجود ہو جاتی ہے جیسے سورج سے شعاع بے اختیار نکلنے لگتی ہے اور نہ اللہ تعالیٰ صاحب ارادہ ہے

تو دیکھو منتہی الارب
فی لغات العرب
و عمدۃ الطالب مین

بلکہ جو کچھ اوس سے صادر ہوتا ہے وہ اوسکی ذات کو لازم ہے جیسے آگ کو گرمی اور آفتاب
کو روشنی اور اسماعیلیہ کے نزدیک ائمہ مین عصمت ہونا شرط ہے یہی مذہب امامیہ کا ہے
اسماعیلیہ کو بابکیہ بھی کہا کرتے ہین اسوجہ سے کہ بابک نام ایک عجمی آدمی تھا اوس نے عہد
زمانہ معتصم باللہ بن ہارون الرشید مین سنہ ۲۰۱ ہجری مین آذربائجان مین خروج کیا تھا اور اہل اصفہان
اور ہمدان نے اوسکی متابعت کر لی تھی تو اس فرقہ کے بھی بہت سے آدمی اوس کے شریک
و معاون ہو گئے تھے اور اوس کو بابک خرم دین کہا کرتے تھے اسلئے کہ اوس نے
اس دین کو اختراع کیا تھا تناسخ اور اباحت کا قائل تھا اور اوس کے اصحاب کو خرمیہ
کہتے ہین خرم کے معنی فرح کے ہین اسکا مذہب یہ تھا کہ آدمی اپنی ماں بہن بیٹی کے ساتھ نکاح
کرنے کا مجاز ہے اسی لئے اس نے اپنے دین کا نام خرم دین یعنی دین فرح رکھا تھا اور چونکہ
محرمات کو حلال کر دیا تھا اسلئے اس کے فرقے کو خرمیہ بھی خاے معجمہ کے کسرے
اور راے مہملہ کے سکون سے کہتے ہین بعضے نسخوں مین اس لفظ کی جگہ جرمیہ جیم کے فتح اور
راے مہملہ کے سکون سے آیا ہے خرمیہ مذہب تناسخ کے معتقد تھے . کہتے تھے ارواح حیوان
سے غیر حیوان کی طرف منتقل ہوتی ہین بابک جاویدان بن سہل رئیس بذ کی صحبت مین رہا کرتا تھا
اور اوس کے انتقال کے بعد بابک نے یہ دعوی کیا کہ جاویدان کی روح مجھہ مین داخل ہوئی ہے اور
خرمیہ باطنیہ کا بھی ایک لقب ہے . خلیفہ نے حیدر بن کاؤس معروف بہ افشین کو اوس
سے جنگ کرنے کے لئے مامور کیا جس کی کوشش سے بابک مغلوب ہو کر سنہ ۲۲۳
ہجری مین مارا گیا . اور اسماعیلیہ کا لقب محمرہ بھی ہے اور اس لقب کی وجہ یا تو یہ ہے کہ انھون
نے بابک کی بیعت مین سرخ لباس پہننا اختیار کیا تھا یا جو مسلمان سنت کے مخالف تھے
مذہب و اعتقاد مین اونہین حمیر کہا کرتے تھے . اسماعیلیہ تعلیمیہ بھی کہلاتے ہین وجہ اس کی
یہ ہے کہ انکے نزدیک کسی شخص کو اللہ کی معرفت بغیر تعلیم امام کے حاصل نہین ہو سکتی ہر ایک
شخص امام کی تعلیم سے اللہ کو پہچانتا ہے . اسماعیلیہ کے کئی فرقے ہین جن مین قدر مشترک

یہ ہے کہ بعد حضرت جعفر صادق کے اسماعیل امام ہین۔
ایک مبارکیہ یہ منسوب ہین مبارک کی طرف اور وہ محمد بن اسماعیل بن امام جعفر صادق کا غلام تہا اور خوشنویسی اور نقش ونگار اور دستکاری مین سرآمد روزگار تہا بعد انتقال اسماعیل اور محمد بن اسماعیل کے اوسنے کوفہ مین جاکر شیعہ کوفہ کو مذہب اسماعیلیہ کی طرف ترغیب دی اور اپنے پیروؤن کا نام مبارکیہ رکھا انکے نزدیک بعد اسماعیل کے محمد بن اسماعیل امام ہین اور محمد کو یہ لوگ خاتم الائمہ جانتے ہین اور کہتے ہین وہی قایم منتظر اور مہدی موعود ہین اس فرقہ کا ظہور سنہ ۱۵۹ ہجری مین ہوا اور بعضے اس فرقہ کو قرامطہ بہی کہتے ہین اس لئے کہ مبارک کا لقب قرمط تہا اور تحقیق اس کی ہم آگے چلکر بیان کرینگا۔
دوسرا میمونیہ۔ یہ لوگ عبداللہ بن میمون قداح اہوازی کے متبع ہین مرات جہان نما مین محمد شفیع کا بیان ہے کہ امام فخر الدین رازی نے لکہا ہے کہ عبداللہ بن میمون قداح اہوازی امام جعفر صادق اور اونکے بیٹے اسماعیل کی خدمت مین رہا کرتا تہا اسماعیل کے انتقال کے بعد اونکے بیٹے محمد کے پاس رہنے لگا محمد کے ساتہہ مصر کو بہی گیا محمد نے انتقال کیا تو کوئی بیٹا نہ چہوڑا مگر اونکی ایک کنیز کو حمل تہا ابن میمون نے اوس کنیز کو مار ڈالا ابن میمون کی کنیز بہی حمل سے تہی جب اس کے بیٹا پیدا ہوا تو یہ مشہور کردیا کہ یہ محمد کا بیٹا ہے اور بعد محمد کے یہی امام ہے صواعق محرقہ مین مذکور ہے کہ ابن میمون فنون شعبدہ وسحر وطلسمات خوب جانتا تہا مبارک نام غلام محمد بن اسماعیل کی صحبت مین مدتون رہا تہا جب مبارک اسکی صلاح سے کوفہ مین جاکر داعی مذہب اسماعیلیہ کا ہوا تو ابن میمون کوہستان عراق پہر شہر بصرہ مین گیا اور وہان کے لوگون کو بزور طلسمات و دنیرنجات اپنا معتقد کرکے میمونیہ اونکا نام رکہا اور اپنے نائب جابجا روانہ کئے اسکا عقیدہ یہ تہا کہ قرآن وحدیث کے ظاہری مضمون پر عمل کرنا حرام ہے اور حشر کا اور جزا وسزا کا بہی منکر تہا اور اسی نے اول طریقہ باطنی نکالا کہ کہتا تہا نصوص قران وحدیث کے باطن پر عمل کرنا فرض ہے نہ اونکے ظواہر پر اسی واسطے اس کے فرقہ کو باطنیہ بہی کہا کرتے ہین

جب اس نے عراق کے کوہستانیوں کو بہکالیا تو خلف نامی ایک شخص کو اپنا نائب کر کے خراسان اور قم اور کاشان اور طبرستان کی طرف بھیجا تھا خلف نے وہان کے لوگون کو مذہب سیمونیہ کی طرف دعوت کی اور کہا کہ اہل بیت کا یہی مذہب ہے سلمانون نے اپنی طرف سے مذہب تراش لیئے ہین تکلفات اور تشریعات کی تنگی مین پھنس گئے ہین اور لذتون اور مزون سے محروم ہوئے ہین اوس نے نیشاپور کے بعض دیہات مین سکونت اختیار کی جب رؤسائے اہل سنت کو خلف کی ان باتون کی خبر پہونچی تو اوس کے قتل کی فکر کی وہ چہپکر رے کی طرف چلا گیا اور وہان کے لوگون کو اغوا کرنے لگا خلف کی انتقال کے بعد احمد نام اوسکا بیٹا باپ کا جانشین ہوا اس نے غیاث نامی ایک شخص کو جو نہایت فصیح و بلیغ اور شاعر اور مکار و غدار تھا اپنا نائب بنایا اور عراق کی طرف بھیجا اس شخص نے پہلی پہل ایک کتاب اصول مذہب باطنیہ مین تصنیف کر کے اوسکا نام بیان رکھا۔ غیاث نے اس کتاب مین روزہ وضو نماز حج زکوۃ وغیرہ احکام کی معانی نہایت دلکش عبارتون مین بطور باطنیہ کے بیان کر کے اوپر لغت سے شواہد قایم کیئے ہین اوس کتاب مین کہتا ہے کہ شارع کی یہی مراد ہے اور جو کچھہ عوام نے سمجھا ہے بالکل غلط ہے اسکے وقت مین مذہب باطنیہ کو بڑی رونق ہو گئی تھی آدمیون کو یہ نئی روش جسمین کمال دلربائی تھی بہت پسند آئی ہزارون جاہل اوس کے معتقد ہو گئے اور دور دراز ملکون سے اوسکے پاس لوگ آکر جمع ہو گئے یہ حادثہ ۲۰۰ھ مین واقع ہوا۔ اسوقت مین تشیع مین فلسفہ اور الحاد ملگیا غیاث اسی کارروائی مین تھا کہ کسی نے اوسکو خبر دی کہ رؤسائے اہل سنت نے تیرے قتل کے لئے فکر کی ہے یہ خبر سنکر غیاث مرو شاہجہان کو بھاگ گیا۔ اور وہان چھپکر اپنے کام مین مشغول رہا مدت کے بعد پھر رے کا قصد کیا اور اہل سنت کے خوف سے دوبارہ وہان سے بھاگ نکلا اور راستے مین مر گیا عبد اللہ بن میمون قداح یہ خبر سنکر ازحد اندوہگین ہوا اور اسی غم مین مر گیا

تیسرا خلفیہ صواعق محرقہ مین لکھا ہے کہ یہ فرقہ خلف کا متبع ہے انکا عقیدہ یہ ہے کہ جو کچھہ قرآن اور احادیث مین نماز روزہ زکوۃ حج وغیرہ کا ذکر ہے یہ سب چیزین معانی لغوی پر

محمول ہین یعنی جو کچھ انکے معانی لغت سے سمجھے جاتے ہین وہی شارع کی مراد ہین کوئی اور معانی انکے مراد نہین مگر قیامت اور بہشت و دوزخ کے منکر ہین۔

چوتھا قرامطہ غنیۃ الطالبین مین لکھا ہے یہ کہتے ہین محمد بن اسماعیل بن جعفر موافق وصیت اپنے باپ کے امام ہین اور محمد نہین مرے ہین وہی مہدی ہین اور زندہ ہین تاریخ ابو الفدا مین لکھا ہے کہ زمیرا ریشیو ا سے فرقہ کا جس نے انکی دعوت اپنے مذہب کی طرف کی تھی کوفہ کے علاقہ مین ایک مقام پر بیمار ہو گیا وہان کا ایک آدمی اوسے اپنے مکان پر لیگیا جسے بسبب سرخی چشم کے کرمیتہ کہا کرتے ہین کہ گنوارون کی زبان مین یہ لفظ سرخی چشم کے معنی مین ہے جب شیخ قرامطہ کو امام ہوا تو وہ بھی اوسی شخص کے نام کے ساتھہ مشہور ہو گیا پھر مخفف و معرب کر کے قرمط کہنے لگے اور علامہ ابن خلدون نے کہا ہے کہ فرقہ قرامطہ کی ابتدا اس طرح ہوئی ہے کہ ایک شخص کوفہ کے ضلع مین ۲۷۷ھ مین ظاہر ہوا جو نہایت زہد و ورع مین مشہور تھا لوگ اوسے قرمط کہا کرتے تھے اس وجہ سے کہ وہ ایک بیل پر سوار ہوا کرتا تھا جس بیل کے مالک کو کرمیتہ کہا کرتے تھے پس قرمطا اوسی لفظ کرمیتہ کا معرب ہے اور بعضے کہتے ہین فرقہ قرامطہ کے سرغنہ کا نام حمدان اشعث اور لقب قرمط ہے اور حمدان کو قرمط اس لیے کہتے ہین کہ وہ کوتاہ پا تھا چلنے مین قریب قریب قدم رکھتا تھا تاج اللغات مین لکھا ہے کہ قرمطیط زنجبیل کے وزن پر اوس شخص کو کہتے ہین جو قریب قریب قدم رکھے اور صواعق محرقہ مین لکھا ہے کہ فرقہ قرمطیہ جس شخص کی طرف منسوب ہے اوسکا نام حمدان بن قرمط ہے اور بعضے کہتے ہین کہ قرمطا ایک جگہہ کا نام ہے واسط کے علاقہ مین جہان حمدان رہا کرتا تھا اور روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ چونکہ قرامطہ کا ایک رئیس ابتدائی ظہور اس مذہب مین اپنے خط کو مقرمط یعنی گنجان اور باریک لکھا کرتا تھا اس لیے اوس گروہ کو قرامطہ کہنے لگے تاج اللغات مین مذکور ہے کہ قرمطت خفی طور پر اور گنجان لکھنے کو کہتے ہین صاحب نہایہ نے کہا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کا قول ہے فرج ما بین السطور و قرمط بین الحروف یعنی بیچ السطور مین کشادہ رکھو اور حروف کو گانٹھ کر درآورد لکھو اس شخص نے اپنے متبعین کا نام

قرامطہ کہا تہا اور یہ لقب اوس ہی کے ماننے والونپر اتنا غالب و رائج ہو گیا کہ پھر کوئی آدمی کسید
کو قرامطہ نہین کہتا تہا صرف اوسی کے پیروونکو قرامطہ کہا کرتے تھے والا قرامطہ لقب سارے
مبارکیہ کا ہے اس لئے کہ مبارک کا بہی یہ لقب بتاتے ہین اور قرمط لوگون کو دعوت کرتا تہا
اس بات کی کہ اہل بیت مین امام منتظر یعنی مہدی موجود ہین تم اونکی اطاعت کرو حباس سے
اوسکی متابعت کر لی ہیصم نے کہ کوفہ کا حاکم تہا قرمط کو پکڑ کر قید کر دیا تہا مگر کسی ترکیب سے قیدخانہ
سے نکل گیا اور لوگون پر ظاہر کیا کہ مجھے قید خانہ مین رہ نہین سکتی ہے اور کہتا تہا کہ مین وہی
ہوان جسکی بشارت احمد بن محمد بن حنفیہ نے دی تہی اور ایک تحریر لایا تہا جسکی نقلین قرامطہ نے
بڑی عقیدت کے ساتھ لی ہین یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد یہ مضمون تہا کہتا ہے فرج
بن عثمان اور وہ رہنے والا قریہ نصرانہ کا ہے [illegible] داعی ہے مسیح کا اور وہ مسیح عیسی ہے اور
وہی عیسیٰ کلمہ ہے اور وہی مہدی ہے اور وہی احمد بن محمد بن حنفیہ ہے اور وہی جبرئیل ہے
اور تحقیق مسیح انسان کی صورت بن گیا اور [illegible] ہی پانے والا ہے اور تو ہی حجت ہے
اور تو ہی ناقہ ہے اور تو ہی دابہ ہے اور تو ہی یحیی بن زکریا ہے اور تو ہی روح القدس ہے اور بتایا اوسکو
کہ نماز چار رکعت ہین دو رکعت طلوع شمس کی قبل اور دو رکعت غروب آفتاب کے قبل اور اذان
ہر نماز مین یون دینا چاہئے اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اشہد ان لا الہ الا اللہ اشہد ان لا الہ الا اللہ
اشہد ان آدم رسول اللہ اشہد ان نوح رسول اللہ اشہد ان ابراہیم رسول اللہ اشہد ان عیسی رسول
اللہ اشہد ان محمد رسول اللہ اشہد ان احمد بن محمد بن الحنفیہ رسول اللہ اور قبلہ بیت المقدس کی طرف
ہے اور جمعہ پیر کا دن ہے اوس دن کوئی کام نکرنا چاہئے اور ہر ایک رکعت مین استفتاح پڑہنا
چاہئے جو احمد بن محمد بن حنفیہ پر نازل ہوئی ہے بعد اوس کے رکوع مین جانا چاہئے اور وہ سورت
یہ ہے الحمد للہ بکلمتہ وتعالی باسمہ المنجد لاولیاءہ باولیاءہ قل ان الاہلۃ مواقیت للناس ظاہرہا لیعلم
عدد السنین والحساب والشہور والایام وباطنہا اولیائی الذین عرفوا عبادی سبیلی واتقونی
یا اولی الالباب وانا الذی لا اسئل عما افعل وانا العلیم الحکیم وانا الذی ابلو عبادی وامتحن خلقی فمن

صبر علی بلائی ومحبتی واختیاری ادخلته فی جنتی وادخلته فی نعمتی ومن زال عن امری وکذب رسلی
اخلدته مهانا فی عذابی واممت اجلی واظهرت امری علی السنة رسلی وانا الذی لم یعل جبار الا وضعته
ولا عزیز الا اذللته وبئس الذی اصر علی امره ودام علی جہالتہ وقال لن نبرح علیہ عاکفین وبہ مؤمنین
اولئک ہم الکافرون - یعنی تمام تعریفین اللہ کے لئے ثابت ہین ساتھ کلمہ اوس کے
کے اوپر تر ہے ساتھ نام اپنے کے اور قوت دینے والا ہے اپنے دوستون کو ساتھ دوستون
اپنے کے تو کہہ ہلال وقت ٹھہرے ہین واسطے لوگون کے ظاہر مین اور انسے معلوم ہوتی ہی
تعداد برسون اور حساب اور مہینون اور دنون کے اور باطن ہلالون کا میری دوستون کے
لئے ہے ایسی دوست جنہون نے میرے بندون کو میری راہ بتلائی ہے اور ڈرو تم مجھ سے
اسے صاحبان عقل اور مین وہ ہون کہ نہین سوال کیا جاونگا اوس چیز سے جو مین کرونگا اور مین
عالم ہون بردبار ہون اور مین وہ ہون کہ مبتلا کرتا ہون اپنے بندون کو اور امتحان کرتا ہون اپنی
مخلوق کا جو صبر کریگا میری بلا اور میری محبت اور میرے اختیار پر داخل کرونگا اوسے مین جنت
مین اور ہمیشہ رکھونگا اوسکو اپنی نعمت مین اور جس نے میرے حکم سے سرتابی کی اور میرے رسولون
کو جھٹلایا مین ... اوسکو ہمیشہ اپنے عذاب مین ذلیل رکھونگا اور اپنی اجل کو مین نے تمام کر دیا ہی
اور مینے اپنے امر کو رسولون کی زبان سے ظاہر کر دیا ہے اور مین وہ ہون کہ نہین تعلی کریگا کوئی سرکش
مگر پست کر دونگا مین اوسے اور نہ کوئی زبردست مگر ذلیل کر دونگا اوسے اور وہ آدمی برا ہے جو اپنی
کام پر اصرار کرے اور اپنی جہالت پر جا رہے اور یہ بات کہے کہ ہم اوسکام پر ٹھہرے رہین گے
اس تحریر مین جس قرح کا ذکر ہے یہ فرج بن عثمانؒ قرامطہ کا داعی ہے اسکو قرامطہ ذکرویہ بن مہرویہ
کہا کرتے تھے اور قرمطے نے اپنا نام قائم بالحق رکھا تھا بعض آدمیون کا خیال یہ ہے کہ قرامطہ فرقہ
ازارقہ کی رائے کو جو خوارج مین کا ایک گروہ ہے پسند کرتا تھا بہر صورت اول اول قرمطے نے جنگل کے
رہنے والون کو جو بے علم بے عقل نیم وحشی تھے اپنے مذہب کی طرف بلانا شروع کیا وہ لوگ
اوسکی متابعت مین آگئے اور پھر اوس کے پیرؤن کی جماعت بڑھنے لگی اس کے پیرو اپنے

عہ ابو الفضل [illegible] بن عثمان [illegible] اسما بن [illegible] لکھا ہے فرج ابن [illegible]

قول کو علم باطن کہتے ہین شرایع اسلامیہ کی تاویل کرتے ہین ظاہر سے طرف امور مزعومہ اپنے
کی پہیرتے ہین آیات قرآن کو مأول بتلاتے ہین ۔

اُن کا دعوے اسباب مین ایک تاویل بعید ہے اور یہ لوگ حرام چیزون کو
مباح جانتے ہین ابو الفدا مین لکہا ہے کہ شیخ قرامطہ کی شرایع مین سے یہ بات تہی کہ نبیذ
کو حرام اور شراب کو حلال بتاتا تہا اور جنابت یعنی ناپاکی کے بعد غسل کرنا اوسکے نزدیک
ضروری نہ تھا صرف وضو کر لینا کافی سمجھتا تہا اور اسنے حلال کیا تہا گوشت نیش والے درندہ کا
جو شکار کرتا ہو اپنے نیش سے اور اون طائر جنگل والے کا جو شکار کرتے ہون اپنے چنگل یعنی
ناخن سے جو فی الحقیقت حرام ہین اور پارسیون کے دو دنون مین اس نے روزہ رکھنا تجویز کیا تہا
ایک نوروز کے دن دوسرے مہرگان کے دن کہ وہ نام ہے ماہ مہر کی سولہوین تاریخ کا ترجمہ ملل میں
مین لکہا ہے کہ سنہ ۲۹۳ھ کو صنعاء یمن مین ایک قرمطی داخل ہوا اوسکا نام علی بن فضل تہا یہ شخص یمنی تہا
نسب اوسکا خنفری تہا کہ خنفر بن سبا الاصغر کی اولاد مین سے تہا اس زمانہ مین صنعاء مین کا حاکم مکتفی بن
معتضد عباسی کی طرف سے اسعد بن ابی یعفر تہا یہ قرمطی نہایت بدمذہب تھا اس کو نبوت
کا دعوے تہا اوس کی مجلس مین ایک شخص پکار کر کہتا اشہد ان علی بن الفضل رسول اللہ اس نے
اپنے دوستون کے لئے شراب پینا اور بیٹیون کے ساتھ نکاح کرنا مباح کر دیا تھا اور جب اپنے
کسی معتقد کو کچھ تحریر کرتا تو عنوان تحریر کا یون ہوتا من باسط الارض وداحیہا ومزلزل الجبال ومرسیہا علی
بن الفضل الی عبدہ فلان یعنی یہ تحریر ہے زمین کی پہیلانے اور ہلانے والی اور پہاڑون کے
ہلانے اور ٹھہرانے والی علی پسر فضل کی جانب سے فلان بندے کے نام اس نے
اپنے مذہب مین تمام حرام چیزون کو حلال کر دیا تہا بعض اشراف بغداد نے اوسکی ہلاکت کی
فکر کی اور سنہ ۳۰۳ھ مین زہر دیکر مار ڈالا ۱۹ برس تک اسکی آفت برپا رہی اور تاریخ الخلفا مین سیوطی نے
اور طبقات دول اسلام مین ذہبی نے سنہ ۳۰۹ھ کی حالات مین لکہا ہے کہ خلیفہ مقتدر عباسی
کے عہد مین حلاج کو اونٹ پر سوار کرا کر تشہیر کی پھر اسے ٹکا کر منادی کرائی گئی کہ یہ فرقہ قرامطہ کا

دیکھو جلد ... ملل ونحل شہرستانی ... صفحہ ... ۱۲ منہ

داعی ہے اور قید کردیا گیا تاآنکہ سنہ ۳۰۹ھ مین قتل کرڈالا اور لوگون مین یہ بات مشہور ہوئی کہ وہ
الوہیت کا مدعی تھا اور حلول کا قائل تھا وفیات الاعیان مین ابن خلکان نے حسین کے حال
مین لکھا ہے کہ ماہ ذیقعدہ سنہ ۳۰۹ھ مین وزیر حامد نے حلاج کے قتل کا حکم دیا تو جیل خانہ سے نکال
کر باب الطاق کے پاس لے گئے وہان ہزارون آدمی جمع ہو گئے جلاد نے اونکے
ہزار کوڑے لگائے پھر چارون ہاتھہ پاون کاٹے پھر سر کاٹا اور بدن کو اوسکے جلادیا
اور راکھہ کو دجلہ مین ڈلوادیا اور سر کو بغداد مین پل پر لٹکا دیا اونکے معتقد خیال کرتے تھے کہ وہ
دنیا مین چالیس دن کے بعد رجوع کرینگے جب اتفاق سے دجلہ مین پانی بڑھگیا تو یہ
لوگ سمجھنے لگے کہ یہ حلاج کی راکھہ کا اثر ہے اور بعض معتقد کہتے تھے کہ حلاج نہین مارے گئے بلکہ
اونکے شبیہ اونکے دشمنون کے سامنے پیدا ہو گئی تھی۔ اس کے بعد کہا ہے کہ امام الحرمین
جوینی نے کتاب الشامل فی اصول الدین مین لکھا ہے کہ ان تین شخصون نے باہم صلاح
اور وصیت کی تھی کہ سلطنتون کو لوٹ دو اور ممالک مین فساد پھیلادو اور تمام آدمیون کی
تالیف قلوب کرکے اونکو مرتد کردو اور ہر ایک نے یہ چاہا تھا کہ ایک ایک ملک مین یہ امر
پھیلادین اونمین سے جنابی نے ممالک احسامین اور ابن مقنع نے ممالک ترک مین اور حلاج
نے علاقہ بغداد مین مکر و ارتداد کا جال پھیلا دیا تھا اسی لئے حلاج مروا ڈالا گیا ابن خلکان کہتا ہے
کہ اس روایت کی صحت مین کلام ہے اس لئے کہ یہ تینون ایک وقت مین جمع نہ تھے اگرچہ
جنابی کا اور حلاج کا ایک عہد تھا اسی لئے اونکا جمع ہونا ممکن ہے مگر یہ تحقیق نہین کہ وہ
دونون جمع ہوئے اور باہم ملے بھی یا نہین اور مراد جنابی سے ابو طاہر سلیمان بن ابو سعید
حسن بن بہرام قرمطی رئیس قرامطہ ہے اور ابو الفدا نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ حسین
بن منصور حلاج حامد وزیر مقتدر کی وجہ سے مارے گئے کہ اوس کو حسین کے قتل پر بڑا اصرار تھا
وزیر نے حسین سے بہت بحث کی مگر کوئی بات اونکے منہہ سے ایسی نہ نکلی جو شرع اسلام کی
خلاف سمجھی جاتی آخر کار حسین کی تالیفات مین سے ایک کتاب ملی جسمین مرقوم تھا جب

مسلمان حج کا ارادہ کرے اور وہ اوس سے بن نہ پڑسکے تو اپنے مکانین سے ایک کوٹھری
پاک صاف منتخب کر لے اور اوسمین کوئی شخص نہ گھسے جب حج کے دن آئین تو یہ شخص اوسکا
طواف کرے جو کچھ حجاج عمل کرتے ہین وہ یہ ہی کرے بعد تیس یتیم اوس کوٹھری مین جمع کرکے اچھا
کھانا جو اوس سے ہوسکے اونکو کھلاوے اور کپڑے پہناوے اور ہر ایک کو سات درم
دیدے یہ شخص ہر نبرلے اوس شخص کے ہوگا جس نے حج کیا ہے وزیر نے یہ کتاب قاضی ابو عمرو
کو سوائی قاضی نے حسین سے دریافت کیا کہ یہ تم نے کہان سے لکھا ہے اونھون نے کہا
حسن بصری کی کتاب اخلاص سے قاضی کے منہہ سے نکل گیا کہ اے حلال الدم (کشتنی)
مینے وہ کتاب مکہ مین پڑھی ہے اوسمین یہ کہان ہے وزیر نے قاضی کا وہ لفظ پکڑ لیا اور اصرار
کرکے حسین کے مباح الدم ہونے کا فتوی لکھا لیا جب حلاج کو خبر ہوئی کہ میرے قتل پر فتوے لیا گیا
ہے تو بولے میرا خون تمکو حلال نہین میرا دین اسلام ہے اور مذہب سنت ہے اور میری
اس باب مین کتابین موجود ہین میرے خون سے درگذر و او خدا سے ڈرو مگر وزیر نے حلاج کی
ایک نہ سنی اور خلیفہ سے اجازت لیکر اوسی حال کے ساتھ قتل کرایا - حلاج زہد و تصوف ظاہر
کیا کرتے تھے کرامات دکھلایا کرتے تھے گرمی کا میوہ سردی کے موسم مین سردی کا گرمی کے
موسم مین لوگون واسطے موجود کرتے جو کچھ لوگ گھر مین کھاتے اور کرتے اور جو کچھ انکے دلون مین
ہوتا یہ بتا دیتے تھے اور اپنا ہاتھ ہوا مین ہلا کر غیب سے درم پیدا کر دیتے جنپر یہ لکھا
ہوتا قل ہو اللہ احد اور انکا نام دراہم قدرت رکھا تھا لوگون کے خیالات اونکی نسبت مختلف
ہوگئے تھے بعضے کہتے تھے اونمین جزو الٰہی نے حلول کیا ہے بعضے اونہین ولی جانتے
تھے اور جو کچھ اون سے ظاہر ہوتا اوسے کرامت سمجھتے بعضے کہتے تھے کہ وہ شعبدہ باز ساحر
کاہن جھوٹے ہین حسین برس روز تک مکہ مین حجر اسود کے پاس رہے کبھی سایہ مین نہین گئے
دن بھر روزہ رکھتے شام کو پانی سے افطار کرکے صرف تین نوالے روکھی روٹی کے کھاتے
اس کے سوا کچھ نہ کھاتے بغداد مین آئے تو یہ نوبت پہونچی مرأت الاسرار مین عبد الرحمن چشتی صابری

نے لکھا ہے کہ شیخ فریدالدین عطار روحانیت کے ساتھ حسین کے مریدین مولوی جامی نے
نفحات الانس مین اور لواقح الانوار مین قطب شعرانی نے بیان کیا ہے کہ زیادہ تر مشائخ نے
حسین کو رد کیا ہے کہتے ہین کہ اونکو تصوف سے کوئی لگاؤ نہین بعض مشائخ نے اونکو قبول
کیا ہے چنانچہ ابو العباس ابن عطا اور ابو عبد اللہ خفیف اور ابو القاسم نصر آبادی اور شبلی
اور ابو العباس شریح اونکے ماننے والون مین سے ہین اور سیاونکی قتل پر راضی نہین اور خواجہ جنید اور
ابو القاسم قشیری بہی اونکی صحت حال کے متیقن ہین اور قشیری نے اپنے رسالہ مین اونکے
ترجمہ کی طرف اشارہ کیا ہے اور اونکا عقیدہ اہل سنت کے مطابق بتایا ہے کشف المحجوب
مین آیا ہے کہ حسین کو صوفیہ متاخرین نے قبول کیا ہے اور بعض صوفیہ قدیمین نے جو اونکو مہجور
کیا ہے تو یہ اونکی بے دینی کی وجہ سے نہین معاملہ کا مہجور اصلی مہجور نہین ہوتا شیخ ابو سعید ابو الخیر
اور شیخ ابو القاسم گرگانی اور شیخ ابو علی فارمدی اور شیخ یوسف ہمدانی اونکی حال مین متوقف ہین
کہتے ہین کہ ہم نہین جانتے کہ حسین کی اون باتون کا کیا مراد ہے اور شیخ الاسلام نے کہا
ہے مین حسین بن منصور کو دو وجہ سے قبول نہین کرتا (۱) مشائخ سلف نے اونہین قبول نہین
کیا (۲) اونکے قبول نکرنے مین دین اور شرع کی رعایت ملحوظ ہی مگر مین رد بہی نہین کرتا اور
جو اونہین قبول کرتا ہے اوسے پسند کرتا ہون شیخ فریدالدین عطار تذکرہ مین کہتے ہین کہ اون کو
ساحر یا حلولی جاننا تحقیق کے خلاف ہے وہ پکے موحد تھے حسین منصور حلاج ساحر ایک اور
شخص تھا جسنے بلخ مین اونکی تقلید کرکے ظہور کیا تہا اور وہ مارا گیا اوسکا مذہب حلول تہا اور یہ منصور
ولی کامل تھے شہر بیضا ملک فارس کے باشندے تھے خواجہ عمرو بن عثمان مکی کے مرید تہی
خواجہ جنید اور خواجہ سہل بن عبد اللہ تستری وغیرہ کے ساتھ مدتون صحبت رکھی تہی۔

پانچوان شمیطیہ یہ لوگ یحیی بن ابی السمیط احمسی کی طرف منسوب ہین۔ جو مختار کے لشکر
کا ایک سردار تھا اوسکو لشکر بصرہ پر امیر کردیا تہا وہ مصعب بن زبیر سے جنگ کرتا رہا
اور مقام مدار مین مارا گیا اس کے نزدیک جعفر صادق کے بعد امامت اونکی پانچون بیٹون کو

پہونچی کہ اول اسماعیل امام ہوئے پھر محمد پھر موسی کاظم پھر عبداللہ افطح پھر اسحاق اور محمد بن اسماعیل کی امامت
کا تو منکر نہ تھا مگر یہ کہتا تھا کہ وہ مر گئے ہین اور پھر دنیا مین نہین آئین گے۔

چھٹا برقعیہ۔ یہ پیرو ہین محمد بن علی برقعی کے جس نے ۲۵۵ھ ہجری مین اہواز مین خروج کیا تھا اور
اپنے آپ کو علویہ کی طرف منسوب کر کے امامت کا دعوے کیا اور علوی عین اور لام کے فتحہ سے
حضرت علی کی اوس اولاد کو کہتے ہین جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سوا اور کسی بیبی سے
ہو حالانکہ یہ علوی نہ تھا بلکہ اس کی مان کے ساتھ ایک علوی نے نکاح کر لیا تھا اور اپنی مان کے
ساتھ یہ بھی اس علوی کے یہان آیا تھا اور یہین پرورش پائی تھی بصرہ اور اہواز کے بعض علاقون پر
غالب آگیا اور ہزارون آدمیون کو اپنی بیعت مین لے لیا اور آخر کار معتضد خلیفہ عباسی کے لشکر سے
۲۷۰ھ مین شکست کھا کر قید ہوا اور بغداد مین اوسکو معتضد نے سولی پر چڑھایا اور تمام شیعون کے
فرقون مین اول جسنے تقیہ ترک کیا وہ یہی محمد بن علی برقعی ہے کہ برملا مذہب تشیع کو ظاہر کرنے لگا
اور برقعی اور مقنع اور قرمطی کے درمیان مین خط و کتابت بھی اپنے عقاید فاسدہ کے پھیلانے اور
اہل سنت و جماعت کا مذہب مٹانے مین رہا کرتی تھی۔ اس کے ماننے والے معاد
اور احکام شریعت کے منکر ہین اور نصوص کی تاویل کرتے ہین اور بعض انبیا کی نبوت کا بھی انکار کرتے
ہین اور اون پر لعنت کرنے کو واجب جانتے ہین۔

ساتوان جنابیہ۔ یہ لوگ ابو سعید بن حسن بن بہرام جنابی کے متبع ہین اس شخص نے معتضد عباسی
کے عہد مین خروج کیا اور بحرین کے تمام علاقہ مین اپنے اس مذہب کو رفتہ رفتہ پھیلا دیا کہ حشر اور نشر
اور معاد کی ساری باتین جھوٹے قصے ہین اور احکام شرع پر عمل کرنا نکما ہے بلکہ ایسے شخص کا
قتل کرنا واجب ہے چنانچہ تیسری صدی مین ابو سعید جنابی موسم حج مین مکہ مین بہت سی جمعیت لیکر
چڑھ آیا اور تین ہزار حاجیون کو قتل کیا جب سنہ ۳۰۱ھ مین اپنے ایک خدمتگار کے ہاتھ سے حمام
مین مارا گیا تو اوسکا بیٹا ابو طاہر سلیمان اوسکا قایم مقام ہوا اور ہجر اور احسا اور قطیف اور تمام ملک
بحرین پر قابض و متصرف ہو گیا اور ۳۱۵ھ مین کوفہ پر چڑھائی کی اور مقتدر خلیفہ عباسی سے

کو لپیا کرکے اوسکو لوٹ لیا اور دریائے فرات کی طرف بہت سے شہر غارت کیے
اور کام اسکا بڑھتا رہا اور اُس نے مذہب باطنیہ کو رواج عظیم دیا اور ۳۱۷ھ مین موسم حج مین مکہ
معظمہ مین بہت سی جمعیت کے ساتھہ آیا امیر مکہ ابن محارب اور اوس کے ساتھیون کو قتل
کیا اور مسجد الحرام مین گھوڑے پر سوار ہوکر داخل ہوا اور شراب کا پیالہ ہاتھہ مین تھا جسے وہان پیا
اور اپنے گھوڑے کو سیٹی دی تو اوس نے مسجد مین پیشاب کر دیا اور حاجیون کو بڑی سختی
سے قتل کرا کر چاہ زمزم مین ڈلوا دیا اور باقی کو مسجد حرام مین دفن کرا دیا اور خانہ کعبہ کا غلاف اتار کر
اپنے یارون کو تقسیم کر دیا اور دروازہ کعبہ کو اوکھڑوا ڈالا اور میزاب کو بھی اوکھیڑنے کو ایک
آدمی کو چڑہایا کہ وہ گرکر مر گیا اور حجر اسود کو اکھڑوا کر مقام ہجر کو لیا گیا جو اوسکا دار الحکومت
تھا اور وہان ستون اسومین ڈلوایا اور پھر اٹھوا کر رکھ لیا اور بائیس ۲۲ برس تک حجر اسود اوسکے
پاس رہا یہانتک کہ ۳۳۹ھ مین خلیفہ عباسی مطیع للہ ابو القاسم مفضل بن مقتدر بن معتضد
نے تیس ہزار دینار کو اوس سے خرید کرکے بدستور خانہ کعبہ مین رکھوا دیا اور مطلب انکا حجر اسود
کے اوکھیڑنے سے یہ تھا کہ آدمی بد اعتقاد ہو جاوین اور پھر کبھی یہان طواف کو نہ آوین الغرض طاہر
قرمطی نے یہانتک زور پکڑ لیا تھا کہ ۳۱۲ھ مین تمام بحرین اور یمامہ کا مالک ہو گیا اور تقیہ
کو بالکل ترک کر دیا۔ یاد رہے کہ میمونیہ اور خلفیہ اور شمطیہ اور برقعیہ اور جنابیہ ان پانچون فرقون
کا شمار قرامطہ مین ہے اور ان تمام فرقون کو باطنیہ بھی کہتے ہین اسواسطے کہ انکا زعم یہ ہے
کہ قرآن کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی ہے اور مراد باطن قرآن ہے اور اسی پر یہ عمل کرتے ہین اور
انکے زعم مین ظاہر قرآن جو لغت سے مفہوم ہوتا ہے عمل کے قابل نہین ہے بلکہ ہر ایک شی
کا مقصود باطن ہے نہ ظاہر مثلاً روزہ کا باطن یہ ہے کہ مذہب کو مخفی رکھے اور حج کا باطن امام
کے پاس پہونچنا ہے اور نماز کا باطن امام کی فرمانبرداری ہے اسی لئے امام مالک بن
انس نے کہا ہے کہ فرقہ باطنیہ کی توبہ مقبول نہین اسلیے کہ شاید انکی توبہ کا بھی باطن ہو
اور باطنیہ تمام باتون کی تاویل کرتے ہین اور کہتے ہین ہر ظاہر کا باطن ہے اور وہ باطن نوس

ظاہر کا مصداق ہے اور وہ ظاہر اوس باطن کا مظہر ہے اور کوئی ظاہر نہیں جسکا باطن نہو ورنہ وہ فی الحقیقت
کیسے ہی نہین اور کوئی باطن نہین جسکا ظاہر نہین ورنہ وہ خیالی ہے اللہ نے عالم ظاہر و باطن پیدا کیے
ہین عالم باطن عالم ارواح و نفوس و عقول ہین اور عالم ظاہر عالم اجسام علوی و سفلی و اعراض ہین امام عالم
کا حاکم ہوتا ہے کسی کو بغیر اوس کے تعلیم کے عالم بالا تک رسائی نہین اور نبی عالم ظاہر اور شریعت
کا حاکم ہوتا ہے انکی حضرت لوگ محتاج ہوتے ہین اور یہ کام سوا نبی کے تمام نہین ہوتا اور شریعت
کا ایک ظاہر ہوتا ہے جسے تنزیل کہتے ہین اور ایک باطن ہوتا ہے جسے تاویل کہتے ہین اور
زمانہ نبی یا شریعت سے خالی نہین ہوتا اسی طرح امامت یا اوسکی دعوت سے خالی نہین ہوتا اور
دعوت کبھی مخفی ہوتی ہے اگرچہ امام ظاہر ہو اور کبھی دعوت ظاہر ہوتی ہے اگرچہ امام مخفی ہو جس طرح
نبی کو معجزہ قولی و فعلی سے جانتے ہین اسیطرح امام کو دعوت اور دعوے سے جانتے ہین اور اللہ کو بغیر
امام کے نہین پہچان سکتے اور امام کا ہر زمانہ مین موجود ہونا ضرور ہے ظاہر ہو یا مستور جسطرح کوئی
وقت روشنی روز یا تاریکی شب سے خالی نہین ہوتا اور اصول اعتقاد مین یہ سارے باطنیہ مخالف نہین البتہ
بعضے فروع مین باہم مخالفت کرتے ہین اور باطنیہ خاص اسماعیلیہ ہین کہ نصوص قرآن و حدیث
ظاہر پر محمول نہین منصوریہ اور خطابیہ کے جو شعبے ہین جنکا ذکر غلاۃ شیعہ مین ہوچکا ارشاد مین ابو المعالی
نے کہا ہے کہ باطنیہ کی رائے یہ ہے کہ صفات مین سے کسی صفت کے ساتھہ خدا اور مخلوق
کو مشترک جاننا اشتباہ کا موجب ہے اس لئے باریتعالی کو صفت وجود کے ساتھہ بھی موصوف
نہ کرنا چاہیے یعنی موجود نہ ماننا چاہیے بلکہ یون سمجھنا چاہیے کہ وہ معدوم نہین ہے اور نہ اوسکو
قادر اور عالم اور حی کہنا چاہیے بلکہ یون کہنا چاہیے کہ وہ عاجز نہین جاہل نہین میت نہین اور ابن
خلدون نے اپنی تاریخ مین اسماعیلیہ کے باطنیہ کہلائے جانے کی یہ وجہ لکھی ہے کہ یہ امام باطن یعنی
امام مستور کے قائل ہین مگر صرف یہی وجہ نہین اس لئے کہ ایسے تو امام باطن کے قائل شیعہ کی بہت
سے فرقے ہین پھر ان کے باطنیہ خاص مشہور ہونے کی کیا وجہ ہے انکی وجہ تسمیہ مین صحیح
قول وہی ہے جو مشہور ہے۔

آٹھوان مہدویہ - یہ لوگ قائل ہین اس بات کے کہ عبید اللہ جس نے اپنا لقب مہدی رکھا تہا امام ہے اور یہ مہدی اپنے آپکو اسمٰعیل بن جعفر کی اولاد سے بتاتا تہا اور اپنے تابعین کا مہدویہ نام مقرر کیا تھا اور امامت کا دعوے کرتا تہا اسیوجہ سے انکا خاندان اسمٰعیلیہ بھی کہلاتا ہے - فرقہ مہدویہ کا یہ عقیدہ تہا کہ یہ عبید اللہ مہدی موعود ہے اور دلیل اسبات پر یہ حدیث پیغمبر علیہ السلام بیان کرتے تھے علی راس الثمانیہ تطلع الشمس من مغربہا یعنی سنہ تین سو کی شروع مین آفتاب مغرب سے طلوع کریگا اور کہتے تھے کہ اس حدیث مین آفتاب سے مراد عبید اللہ مہدی اور بقول بعض محمد ابن مہدی اور مغرب سے مراد ملک مغرب ہے مگر یہ حدیث قطعاً موضوع ہے اور یہ تاویل بھی انکی مخترعات مین سے ہے اسماعیلیہ تو دین اسلام کی تبہی کرنے والے ہین پہر انکی نسبت آنحضرت ایسی پیشین گوئی کیون فرماتے تاریخ ابو الفدا مین لکہا ہی کہ ائمہ مہدویہ کی سلطنت کی ابتدا افریقیہ مین سنہ ۲۹۶ ہجری سے ہوئی ہے انمین سے پہلے جس شخص نے ملک گیری کی وہ ابو محمد عبید اللہ بن محمد بن عبد اللہ قداح بن میمون بن محمد بن اسماعیل بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہے اور بعضے کتابون مین اوسکا سلسلہ یون ملایا ہے عبید اللہ بن احمد بن اسماعیل ثانی بن محمد بن اسماعیل بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب بعضے کہتے ہین کہ ابو محمد عبید اللہ مہدی محمد کا بیٹا تھا جسے حبیب کہتے تھے اور حبیب کا نسب نامہ یون ہے محمد حبیب بن جعفر بن محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق اور بعض نے یون لکہا ہے عبید اللہ مہدی بن جعفر بن حسن بن محمد بن جعفر شاعر بن محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق اور جمہرۃ النسب مین لکہا ہے کہ عبید اللہ قایم نے ایکبار یہ دعوی کیا تہا کہ مین حسن بعض بن جعفر بن محمد بن اسماعیل بن امام جعفر صادق کا بہائی ہون اور دوبارہ یہ بیان کیا کہ حسین بن محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق کا بیٹا ہون حالانکہ محمد کا بیٹا حسین کوئی نہین علما کو اس کی نسب کی صحت مین بڑا اختلاف ہے جو لوگ اوس کی امامت کے مقر ہین وہ کہتے ہین کہ نسب اوسکا صحیح ہے اور وہ بلاشبہ سید علوی فاطمی ہے اور بہت سے

علمائے علوی بھی کہ نسب ناموں سے بڑے واقف کار تھے اس بات کی تصدیق کرتے ہین مگر بعضے علما کہتے ہین کہ یہ نسب نامہ بالکل غلط ہے اس لئے کہ اسمٰعیل بن جعفر اپنے باپ کے سامنے مدینہ مین مر گئے تھے اور اسمٰعیل کے بیٹے محمد حضرت جعفر صادق کے ہمراہ بغداد مین آئے اور وہان لاولد فوت[1] ہوے ملک مغرب کے نسب نامے جاننے والے کہتے ہین کہ وہ عبید اللہ بن سالم بصری کی اولاد سے ہے اور اوسکا باپ بصرہ مین نان بائی کی دوکان کیا کرتا تھا اور عراق کے نسب نامے جاننے والے کہتے ہین کہ وہ یہودی کی نسل سے ہے اور اوسکا نام عبید اللہ نہین بلکہ سعید نام ہے اور وہ بیٹا تھا احمد بن عبد اللہ قداح ابن میمون بن دیصان کا دیصانیہ اسی دیصان کی طرف منسوب ہے اور بعضون نے عبید اللہ بن محمد بن عبد اللہ قداح بیان کیا ہے اور بعضون نے سعید بن حسین بن محمد بن احمد بن عبد اللہ قداح یہ حسین جب مقام سلمیہ علاقہ حمص مین گیا تو ایک یہودن کے حسن و جمال کا ذکر اوسکے سامنے ہوا اور خاوند اوسکا جو لہار تھا مر چکا تھا حسین نے اوس سے نکاح کر لیا اس عورت کے ایک لڑکا پہلے خاوند لہار سے بھی تھا حسین اوسے بہت چاہنے لگا اور اوسکی

[1] تحفۂ اثنا عشریہ مین مذکور ہے چون اسمٰعیل بن جعفر بحضور حضرت جعفر وفات یافت پسرے گذاشت کہ اورا محمد میگفتند واو ہمراہ حضرت صادق کہ جدا مے شد بہ بغداد آمد و وفات یافت و در مقابر قریش مدفون گشت اور دوسری جگہہ اسی کتاب مین ہے وایں محمد در بغداد لاولد مرد یہ بعینہ صواعق محرقہ مولفہ ابن حجر کی عبارت کا ترجمہ ہے عمدۃ الطالبین مین لکہا ہے کہ محمد ابن اسمٰعیل بن جعفر صادق اپنے چچا موسیٰ کاظم کی ساتھ رہا کرتے تھے اور موسیٰ کاظم سے در پردہ مخالفت رکھا کرتے تھے جب ہارون الرشید حجاز مین آیا تو انہون نے اپنے چچا کی اوس سے چغلی کھائی رشید نے موسیٰ کاظم کو قید کر دیا جہان اونکا انتقال ہوا محمد بن اسمٰعیل رشید کے ہمراہ عراق کو چلے گئے بغداد مین انتقال کیا موسیٰ کاظم نے اونکی حق مین بد دعا کی تھی محمد بن اسمٰعیل بن جعفر صادق کے بعد دو فرزند باقی رہے تھے اسمٰعیل ثانی اور جعفر شاعر اسی جعفر شاعر کی اولاد مین سے خلفائے مصر مین مگر عباسیون نے اونکی نسب کے بطلان پر بڑا زور دیا تھا اور اون کے اعتقادات فاسدہ نے اسکو اور قوت دیدی تاریخ فرشتہ مین بعض تواریخ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ محمد بن اسمٰعیل اپنے دادا جعفر صادق کے عہد مین رے کی طرف گئے تھے محمد آباد رے اونکی طرف منسوب ہے انکی اولاد زیادہ ہوئی قندہار اور خراسان اور سندھ کی طرف جا کر آباد ہو گئے۔ ۱۲

تعلیم مین بڑی کوشش کی چونکہ حسین لاولد تہا تو اسیکے واسطے وصیت کی اور اوسے دعوت کے اسرار سکہلائے اور سارا مال اور کل علامات اوسے دیدین پہر اوس نے بڑی ترقی پکڑی اور عبید اللہ مہدی کے نام سے شہرت حاصل کی بیان المغرب فی اخبار المغرب مطبوعہ شہر لیدن کے صفحہ ۱۵۰ مین مذکور ہے کہ قاسم بن طباطبا علوی کہتے ہین کہ قسم ہے خدائے پاک کی کہ عبید اللہ ہم مین سے نہین ہے اور مقاتل نے کہا ہے کہ وہ عبید اللہ بن محمد بن عبد الرحمن بصری ہے اور نجم العبان مین ابن قطان نے کہا ہے کہ بعض مورخین کا قول ہے کہ جعفر بن علی کی ایک کنیز تھی ایک شخص کے ساتھہ جو قرمطی یا یہودی تہا اوس کی آشنائی ہو گئی اوس عورت نے بہت سا مال اوس مرد کو دیدیا اور اپنے مالک کو مار ڈالا اوس مرد سے اوس کنیز کی ایک بیٹا پیدا ہوا جو اس عبید اللہ مہدی کا دادا ہے اور حلی نے خلاصہ مین لکہا ہے عبد اللہ بن میمون بن اسود قداح بنی مخزوم کے موالی مین سے تہا اور تیر بنایا کرتا تہا اس لیئے قداح کہلاتا ہے اوسکا باپ ابو جعفر اور ابو عبد اللہ سے روایت کرتا ہے اور یہی ابو عبد اللہ سے راوی ہے اور کتاب نجاشی مین مذکور ہے کہ اوسکی تصنیف سے دو کتابین ہین ایک مین حضرت پیغمبر کے مبعث کے اخبار مذکور ہین دوسری مین صفت جنت و دوزخ کا حال لکہا ہے اور انساب سمعانی مین آیا ہے کہ میمون جعفر کا غلام تھا اور عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن جعفر کے ساتھ مکتب مین رہتا تھا جب اونہون نے وفات پائی تو اسماعیل کی خدمت مین رہا کرتا اور جب اسماعیل نے بھی وفات پائی تو اوس نے دعویٰ کیا کہ مین اسماعیل کا بیٹا ہون حالانکہ وہ میمون کا بیٹا تھا۔ مورخین عبد اللہ قداح ابن میمون کے باب مین بڑی قیل وقال کرتے ہین تاریخ فرشتہ مین مذکور ہے کہ سیادت علویہ مصر کے مورخین اور نسابین کے اعتبار سے مشکوک ہے مگر حضرت رسالت پناہ نے عالم رویا مین برہان نظام شاہ سے کہا تہا کہ میرا فرزند شاہ طاہر جو کچھہ تجھسے کہتا ہے اوس پر عمل کر ایسے خواب اس حدیث کے موجب من رانی فقد رای الحق شیطانی نہین ہو سکتے اس سے یقین ہے کہ سادات اسماعیلیہ صحیح النسب ہین یہ شاہ طاہر عبید اللہ مہدی کی اولاد مین ہے

مختصر یہ ہے کہ میمون پدر عبد اللہ نے میزان نام ایک کتاب زندیقون کی تائید مین لکہی ہے
اور لوگون کے سامنے یہ ظاہر کیا کرتا کہ مین آل نبی کا خالص شیعہ ہون میمون کے بیٹا پیدا
ہوا اوسکا نام عبد اللہ رکہا اور چونکہ وہ آنکھین بنایا کرتا تہا اس سے اوسی قداح کہا کرتے تھے
میمون نے عبد اللہ قداح کو پختہ کار کر دیا اور دعوت کے طریقے اور اسرار سکہادئے
پھر عبد اللہ اصفہان کی طرف سے اہواز اور بصرہ اور سلمیہ مین آیا لوگون کو تشیع اور اہل بیت
کی طرف بلانے لگا اوس کے انتقال کے بعد احمد یا محمد نامی اوسکا بیٹا قایم مقام ہوا اور اس نے
رستم بن حسین بن حوشب بن زادان نجار کوفی کو یمن کی طرف بھیجا کہ وہ لوگون کو اوس کے مذہب
کی طرف دعوت کرے اور پھر ایک شخص ابو عبد اللہ حسین بن احمد بن محمد بن زکریا کوفہ کی طرف
کا رہنے والا اوسی ملگیا ابن حوشب نے اوسکو بہت سا مال واسباب دیکر رعایائے مغرب
کو مذہب مہدی کی طرف دعوت کے لئے بھیجا اور اوس نے ایسے ہاتھ پاؤن پھیلائے کہ
کہ وہان کا فرمان روا زیادۃ اللہ جو آخری بادشاہ بنی اغلب کا تہا رمضان ۲۹۶ھ مین افریقیہ سے
بہاگ گیا اور ابو عبد اللہ شیعی وہان قابض ہو گیا اور اگرچہ ابہی تک اس مذہب کا نام مہدویہ
نہین ہوا تہا مگر در اصل بنیاد اس مذہب کی اسی وقت سے سمجہنا چاہئے اسواسطے کہ جب محمد
نے سلمیہ مین انتقال کیا اور اپنے بیٹے عبید اللہ کے واسطے خلافت ونیابت کی وصیت
کردی اور دعاۃ کا حال اور پتا بتا دیا تو عبید اللہ نے اپنا لقب مہدی باللہ رکہا جب مکتفی
باللہ خلیفہ عباسی کو اسکا حال معلوم ہوا تو اپنے حضور مین طلب کیا ابو محمد عبید اللہ مہدی اور
اوس کا بیٹا ابو القاسم جسنے بعد عبید اللہ کے اپنا لقب قایم بامر اللہ رکہا تہا اور ۲۴ سنہ ہجری
تک ساری افریقیہ اور مغرب کا مالک ہو گیا تہا دونون سوداگرون کے بھیس مین مصر ہوتے
ہوئے مغرب مین طرابلس کی طرف بہاگ گئے وہان ایک مقام پر دونون قید ہو گئے
اور پھر ابو عبد اللہ شیعی نے رہائی دی اور بڑے جلوس کے ساتھ مہدی کو ابو عبد اللہ شیعی
افریقیہ مین لے گیا اور سنہ مین مہدی ساری افریقیہ کے شہرون کا مالک ہو گیا اور خلفائے

عباسیہ کی حکومت سے وہ ملک نکل گیا اور سنہ ۳۰۳ ہجری مین مہدی نے افریقہ مین
کنارۂ دریا پر ایک شہر آباد کر کے اوسکا نام مہدیہ رکھا اور اوس کو اپنا دار السلطنت بنایا
خلفائے مصر کا مورث اعلیٰ یہی ہے بلاد مغرب و افریقہ مین انکی حکومت نے بڑی قوت
پکڑی مذہب اسماعیلیہ کا جہر کرنے لگی اونکی داعی طرف زمین مصر کے پہیل گئے ایک خلق کثیر نے
اونکی دعوت قبول کی پھر معز لدین اللہ ابو تمیم معد بن اسماعیل منصور بن قایم محمد بن مہدی عبید اللہ
۳۵۸ مین بو حسین جوہر اپنے والد کے غلام کی کوشش سے بعد وفات کافور اخشیدی
والی مصر کے مصر کا مالک بن بیٹھا جہان جوہر نے قاہرہ آباد کیا اور اپنا لشکر طرف شام کے
روانہ کیا تمام ملک مغرب و مصر و بلاد شام مین بھی یہ مذہب پھیلگیا انکی سلطنت کو دولت
عبیدیہ کہا کرتے ہین اور جاہل لوگ انکے خاندان کو علوی فاطمی جانتے ہین سیوطی نے رسالۂ
زینبیہ مین لکھا ہے کہ صدر اول مین لفظ شریف کا اطلاق ہر ایک اوس آدمی پر ہوتا تھا جو اہل
بیت مین سے تھا خواہ حسنی ہوتا یا حسینی یا علوی یا محمد بن حنفیہ کی اولاد مین سے یا حضرت علی
کے دوسرے بیٹون کی اولاد مین سے یا جعفری یا عقیلی یا عباسی جب کہ فاطمیون کا مصر پر قبضہ
ہوا تو اونہون نے فقط اولاد امام حسن و حسین پر استعمال اس لفظ کا مقصور کر دیا انتہی ملخصاً اور
حافظ ابن حجر نے کتاب القاب مین لکھا ہے کہ بغداد مین ہر عباسی اور مصر مین ہر علوی لفظ
شریف کے ساتھ ملقب تھا تاریخ الخلفا مین مرقوم ہے کہ قاضی ابوبکر باقلانی کہتے ہین کہ عبید اللہ
الملقب بہ مہدی نہایت شریر خبیث اور مکار تھا باطنیہ کا عقیدہ رکھتا تھا دین اسلام کی بربادی
کے درپے تھا علما کو قتل کراتا تھا تاکہ میری مخالفت پر لوگون کو وعظ و نصیحت نکرین اور اوس
کی اولاد بھی اسی وطیرہ کی تھی زنا اور شراب کو مباح کر دیا تھا اور بیان المعرب مین لکھا ہے
کہ قاضی ابوبکر باقلانی کہتے ہین کہ عبید اللہ مہدی قرامطہ مین سے ہے اور یہ مذہب اور نسب
اوس کے لئے عبید اللہ شیعی نے اختراع کیا ہے عبید اللہ مذکور ہمیشہ اصحاب و
ازواج رسالتمآب کی ہجو کیا کرتا تھا سوائے حضرت علی او مقداد بن اسود اور عمار بن یاسر

اور سلمان فارسی اور ابوذر غفاری کے اور کہتا تہا کہ سرور عالم کی رحلت کے بعد یہ تمام گروہ
مرتد ہوگئے تھے سوائے اون پانچ صحابیون کے اور فقہا کو حکم دیدیا تہا کہ سوا اوس مذہب
کے جو اوسکا جاری کیا ہوا تہا دوسرے مذہب پر فتوے نہ دین اوسکا مذہب یہ تہا کہ بیٹی پوری
میراث کی وارث ہوجاتی ہے اور طلاق بائنہ سے عدت ساقط ہوجاتی ہے تاریخ فرشتہ
مین بعض کتب کے حوالہ سے لکھا ہے کہ عبید اللہ کوفہ اور عراق اور عرب کی طرف گیا
تو وہان کے لوگون کے سامنے ظاہر کیا کہ مین امام کا داعی ہون اور امام جلدی ظاہر ہوا
چاہتا ہے اور مغرب مین اس نے جاکر یہ دعوے کیا کہ مین امام ہون اور کبھی مصلحت کے
طور پر یہ بھی کہدیتا تہا کہ امام کے ظہور کا وقت قریب ہے عبیدیین سے پیشتر اسماعیلیہ کے
پاس سوائے کتاب البیان باطنیہ مولفہ غیاث کے اور کوئی کتاب نہ تھی جب مہدیہ
نے مصر اور مغرب پر تسلط حاصل کیا انکے خاندان مین بڑے بڑے علما صاحب تصانیف اور
داعی پیدا ہوئے جیسے نعمان بن محمد بن منصور قاضی و علی بن نعمان و محمد بن نعمان و عبد العزیز
و محمد بن مسیب اور مقلد بن مسیب عقیلی اور ابو الفتوح رجوان اور محمد بن عمار کتامی الملقب بہ امام الدین
وغیرہ خاصکر مستنصر کے عہد مین عامر بن عبد اللہ رواحی یمنی اور علی بن قاضی محمد صلیحی یمن کا قاضی
زادہ یہ دو بڑے بڑے داعی تھے یہانتک کہ علی بن محمد نے ۴۲۹ھ سے یمن مین ایسا
قدم جمایا اور نسنے نجاح رئیس تہامہ کو زہر دلواکر ۴۵۳ھ سے دو برس کے عرصہ مین یعنی ۴۵۵ھ
تک ساری قلمرو یمن کا بتدریج مالک ہوگیا اور اہل یمن کو مذہب مہدویہ مین کرلیا یمن مین
قوم بنی یام اور قوم بنی ہمدان اسماعیلی المذہب ہین علی بن محمد صلیحی ابتدا مین سنی المذہب
تہا عامر بن عبد اللہ رواحی کی کوشش سے شیعہ اسماعیلی ہوگیا تہا اور اس کا بیٹا احمد بن علی
بن محمد صلیحی دونون یمن کے حکمران بھی رہے اور بعد ان کے اور بڑے بڑے داعی بھی گذرے
ہین جیسے صالح بن رزیک ارمنی وزیر فائز بن ظافر اور فقیہ عمارۂ یمنی صاحب تاریخ یمن
بھی باطن مین شافعی تھا اور ظاہر مین مہدویہ کا داعی حسین بن عبد اللہ بن حسن بن علی بن سینا

اور دیکھو تاریخ یمن عمارۃ
خبر الدین عمارہ یمنی

کو بھی اسماعیلی المذہب بتاتے ہین - اور احمد بن عبداللہ مصنف رسالہائے اخوان الصفا کا
بھی یہی مذہب تہا اور فوائد المجموعہ مین لکہا ہے کہ رسائل اخوان الصفا کا واضع زید بن رفاعہ ہے
اور حکیم ناصر خسرو کو بھی اسماعیلی بتایا ہے سات برس مستنصر کے پاس مصر مین رہا تہا ہر سال
یہان سے حج کو جاتا اور پھر مصر کو لوٹ آتا آخر کار مکہ سے بصرہ ہوتا ہوا خراسان کو چلا گیا اور
وہان پر لوگون کو مذہب اسماعیلیہ کی طرف ہدایت کرنے لگا جو لوگ یہ کہتے ہین کہ وہ اسماعیلیہ
الموتیہ کی صحبت مین رہا تہا اور اوس نے ایک ندامت نامہ شایع کیا تہا کہ مین اسماعیلیہ
الموتیہ کی صحبت مین رہنے پر مجبور تہا عمداً مینے اونکی صحبت نہین اختیار کی تھی یہ بات بالکل غلط
ہے ناصر خسرو کو اسماعیلیہ الموتیہ کے ساتھ کوئی تعلق نہ تہا نہ اون کے پاس وہ کبھی رہا اور اونکی
اتباع جنکا لقب مہدویہ ہے جس طرح عبید اللہ مہدی بن محمد کے اسلاف کو امام جعفر صادق تک
امام منصوص جانتے ہین اسواسطے کہ ہر ایک باپ اپنے بیٹے کی امامت کے لیے تنصیص کرتا
تہا اسی طرح عبید اللہ مہدی کے بعد اوس کے بیٹے ابو القاسم محمد الملقب قایم بامر اللہ کو پھر
اوس کے بیٹے ابو طاہر اسماعیل الملقب منصور باللہ کو پھر اوس کے بیٹے ابو تمیم معد الملقب معز لدین اللہ
کو پھر اوس کے بیٹے ابو منصور نزار الملقب عزیز باللہ کو پھر اوس کے بیٹے ابو علی منصور الملقب
حاکم بامر اللہ کو پھر اوس کے بیٹے ابو الحسن علی الملقب ظاہر لاعزاز دین اللہ کو پھر اوسکے بیٹے ابو تمیم
معد الملقب مستنصر باللہ کو امام منصوص مانتے ہین مستنصر کے بعد سے مہدویہ مین اختلاف
واقع ہو گیا اور دو فرقے بن گئے وجہ اس کی یہ ہے کہ مستنصر نے اولاً اپنے بہائی نزار کی
امامت کے لئے اپنے بعد نص کی پھر اپنے بیٹے ابو القاسم احمد الملقب مستعلی باللہ کی
امامت کے لیے بھی نص کر دی سو ایک جماعت نے نص ثانی کو نص اول کا ناسخ قرار دیا اور
مستعلی کو امام حق جانا چنانچہ ان لوگون کو **مستعلویہ** کہا کرتے ہین بعد مستعلی کے اوسکا
بیٹا ابو علی منصور الملقب آمر باحکام اللہ پھر منصور کا چچا زاد بہائی ابو میمون عبد المجید الملقب
حافظ لدین اللہ ابن امیر ابو القاسم محمد بن مستنصر پھر عبد المجید کا بیٹا ابو منصور اسماعیل ثانی الملقب

ظافر باللہ پھر اوسکا بیٹا ابو القاسم الملقب فائز بنصر اللہ پھر اوس کے بعد ابو محمد عبد اللہ الملقب عاضد لدین اللہ امام ہوا اور عاضد فائز کا بیٹا نہ تہا جیسا کہ صاحب تحفہ اثنا عشری سمجھے جاتا ہے بلکہ عاضد یوسف کا بیٹا ہے اور یوسف بیٹا ہے عبد المجید حافظ لدین اللہ کا اور اس خاندان مین سوائے حافظ اور عاضد کے کوئی اور ایسا آدمی خلیفہ نہین ہوا جسکا باپ خلیفہ نہو اور اسیر یوسف خلیفہ نہ تہا جیسا کہ تاریخ ابو الفدا و تاریخ الخلفا مولفہ سیوطی وغیرہ مین لکھا ہے اور شاہ عبد العزیز صاحب نے جو عبد المجید کو احمد کا بیٹا بیان کیا ہے یہ بھی درست نہین وہ احمد کا بیٹا نہین محمد کا بیٹا ہے مستنصر کے دو بیٹے تھے احمد و محمد احمد کو امامت ملی جسکا لقب مستعلی ہوا اور محمد کو امامت نہ ملی احمد منصور کا باپ تہا اوس کے بعد منصور ہی امام ہوا جب منصور مرا تو محمد کا بیٹا عبد المجید ابو میمون امام ہوا اور تحفہ مین ان خلفا کے نامون کی نسبت اور بھی کئی غلطیان واقع ہوئی ہین اور مجالس المومنین مین غلطی سے ابو تمیم معد مستنصر کو قاہر کا بیٹا لکھا ہے حالانکہ ان خلفا مین قاہر کسی کا لقب نہ تہا اور معد مستنصر علی بن منصور کا بیٹا ہے اور علی کا لقب ظافر لاعزاز دین اللہ ہے ۔ مہدویہ مین سے بعض کا قول یہ ہے کہ امام حکومت وولایت کے وقت گناہون سے معصوم ہوتا ہے نہ قبل اس کے اور بعض کہتے ہین کہ قبل اس سے بہی معصوم ہوتا ہے اور کہتے ہین کہ امام کا حکم ایماندار مرد و عورت پر لازم الاتباع ہے اگرچہ مرضی کے خلاف ہو پس اگر امام کسی عورت کا عقد کسی مرد کے ساتھ کردے تو یہ عقد دونون پر لازم ہو جاتا ہے اور فسخ نہین کر سکتے اسی طرح اور تمام معاملات بیع اور اجارہ مین امام کا حکم نافذ ہے اور یہ بھی عقیدہ رکہتے ہین کہ امام کو خدائے تعالیٰ کے ساتھ مانند حضرت موسیٰ کے ہم کلام ہونا چاہئے اور حاکم عبیدی کو اس باب مین بڑے بڑے دعوے تھے اور اکثر کوہ طور پر جاتا اور لوگون پر ظاہر کرتا کہ مجھسے خدا نے کلام کیا ہے اور مہدویہ کے نزدیک امام کے واسطے علم غیب کا ہونا ضروری ہے۔ جیسا کہ شیعہ اثنا عشری کا زعم ہے اور انکا اعتقاد یہ ہے کہ لفظ علی جو برادر اوپر کا ترجمہ ہے درود مین آل پر داخل کرنا یعنی یون کہنا حرام ہے اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد بلکہ یون کہنا چاہیے

اللہم صل علے محمد وآل محمد اور اس حرمت کے استدلال مین یہ حدیث موضوع بیان کرتے ہین
من فصل بینی وبین آل بعلی لم ینل شفاعتی یعنی جسنے مجھمین اور میری آل مین لفظ علی کے ساتھ فاصلہ
زیادہ میری شفاعت سے محروم ہے اور کہتے ہین کہ ایک مرد کو اٹھارہ عورتون کے ساتھ
نکاح کرلینا جایز ہے اور تمسک اس آیت کے ساتھ کرتے ہین فانکحوا ما طاب لکم من النساء
مثنے وثلث ورباع یعنی نکاح کرو جو خوش لگے تمکو عورتون سے دو دو اور تین تین اور چار چار
پس انکے نزدیک سب اعداد کا مجموعہ یعنی اٹھارہ عورتون کا ایک شخص کے نکاح مین ہونا
جایز ہے اور اماماں مہدویہ اگرچہ باطنیہ تھے مگر تالیف قلوب رعایا کے لئے بظاہر احکام
شرع کی پابندی کرتے تھے اور درپردہ اپنے عقاید فاسدہ کے جاری کرنین برابر مصروف
تھے اور اپنے سچے دوستون کو بطور باطنیہ کے بھی تعلیم دیا کرتے تھے انکی عہد مین تمام مصر مین
رواج مذہب اسماعیلیہ کا ہوگیا تھا قاضی بھی شیعہ ہوتے تھے جو کوئی انکے خلاف کرتا اوسکو
سزا دیتے یہانتک کہ سوا اس عقیدے کے کوئی عقیدہ اوس زمین مین باقی نرہا اگرچہ
مذہب شیعہ پیشتر سے بھی زمین مصر مین معروف تھا یزید بن ابی حبیب نے کہاہے نشأت بمصر وہی
علویہ فقلبتہا عثمانیہ یعنی جب مینے مصر مین ہوش سنبھالا تو مصر مین شیعہ مذہب تہا مینے اوسکو
عثمانی مذہب یعنی حنفی کر ڈالا ۲۹۶ سنہ سے خاندان مہدویہ مصر مین امامت کرتے رہے جب
عاضد ابو محمد عبد اللہ بن امیر یوسف کی امامت کی نوبت پہونچی تو اوس نے اپنے وزیر شاور
کے ہاتھ سے تنگ آکر اتابک نور الدین سلطان موصل و دمشق سے مدد چاہی سلطان
نے اپنی فوج شیرکوہ کے ساتھ روانہ کی وزیر نے اہل فرنگ سے مدد چاہی شیرکوہ نے لشکر
مصر و فرنگ دونون کو شکست دی اور مصر کو فتح کرکے دو مہینے اور پانچ دن کی حکومت کی
بعد فوت ہوگیا پھر اوسکا چچا صلاح الدین حاکم مصر ہوا اور جمعہ کے دن ۲ محرم ۵۶۵ سنہ کو عاضد
کے انتقال کے بعد خلفائے بغداد کے نام کا خطبہ پڑھا سلطان موصوف اور قاضی صدر الدین

؎ سلطان صلاح الدین نور الدین کے بعد مصر کا بادشاہ ہوگیا سیریا عرب اور فارس میں سب لڑائیان کین ۱۱۸۷ء میں عیسائیون کو دیت

مارانی مذہب اشاعرہ پر تھی ان دونون سے ابتدائی خدمت سلطان نورالدین سے دمشق مین
اسی طریقہ پر نشوونما پایا تھا الملک صلاح الدین نے بچپن مین عقیدہ مولفۂ قطب الدین مسعود نیشاپوری
کو حفظ کر لیا تہا اور اپنے چھوٹے بچون کو یاد کرا دیا تہا اسوجہ سے وہ اسی عقاید اشعری پر جمی ہوئی
تھی جب یہ مصر کے بادشاہ ہوئے تو سارے لوگون کو التزام عقاید اشاعرہ پر آمادہ کیا او تغییر
مذہب اسماعیلیہ و مہدویہ و ازالۂ تشیع مین کوشش کرنی شروع کی اور مصر مین واسطے فقہائے
شافعیہ و مالکیہ کے کئی عالی شان مدرسے[۵۱] تیار کرے اور سارے قضاۃ شیعہ کو مصر سے نکالا
اور صدرالدین عبدالملک بن درباس مارانی شافعی کو قاضی القضاۃ مقرر کیا تب سے اقلیم
مصر مین جو کوئی قاضی مقرر ہوتا وہ شافعی المذہب ہوتا لوگ کھلم کھلا مذہب شافعی و مالک پر
چلنے لگے اور مذہب شیعہ اسماعیلیہ و امامیہ چھپ گیا یہانتک کہ زمین مصر سے بالکل جاتا رہا
اکثر مردم اسماعیلیہ اپنے داعی[۵۲] کے ساتھ ملک مصر اور مغرب سے نکلکر چندے یمن مین
رہے بعدہ کہ وہان شہر حراز مین قدیم سے انکا داعی موجود تھا اس لئے ہندوستان کو چلے آئے
اب گجرات دکن مالوہ کوکن راجپوتانہ مین بوہرہ کے نام سے مشہور ہین ابجد العلوم مین لکھا ہے
کہ بوہار ہندوستانی زبان مین تجارت کو کہتے ہین اور بوہرہ کے معنے تاجر ہین اور بوہرے
تجار کے معنے مین اس لفظ کی جمع ہے چونکہ یہ ساری قوم تجارت پیشہ ہے اس لئے بوہرہ
کہلاتی ہے اور اسی وجہ سے یہ لوگ مرفہ حالی کے ساتھ رہتے ہین اور ان کے داعی سابق
احمدآباد گجرات اور برہان پور خاندیس اوجین مالوہ مین رہتے تھے اب کئی پشت سے بندر سورت
مین رہتے ہین اور دس لاکھ روپیہ کے قریب سالانہ قوم بوہرہ سے انہین پہونچتا ہے
امیرانہ ٹھاٹ سے بسر کرتے ہین ان لوگون مین بڑی بڑی ادیب زبان عربی کے ہوئے ہین

---

۵۱ شاید مصر مین صلاح الدین نے پہلا مدرسہ شافعیہ نامی سنہ ۵۶۶ مین قائم کیا دیکھو روضتین جلد اول صفحہ ۱۹۱ — ۱۲

۵۲ نواب صدیق حسنخان کو داعی اور امام مین فرق نہ معلوم ہوا اور ان کو یہ خبر نہ تہی کہ یہ داعی ہین یا امام اس لئے
انکو امام سمجھے ہین — ۱۲ ۱۲ ۱۲

نظم و نثر فصاحت و بلاغت کے ساتھ لکھتے ہین ہمیشہ کتب عربی دیکھتے ہین زبان فارسی اردو
وغیرہ کی کتابین شغل مین نہین لکھتے علما آپسمین خط و کتابت بھی عربی زبان مین کرتے ہین اوجود
بے علم ہین وہ گجراتی اور اردو مین لکھتے ہین اور سارا فرقہ نماز روزہ کا پابند ہے اور اپنے مرشد
کی اطاعت مین سرگرم ہے کوئی داڑھی نہین منڈاتا اور سر پر بال نہین رکھتا نہ حقہ پیتا ہے نہ تمباکو
کھاتا یا سونگھتا ہے مسکرات کے قریب بھی نہین پھٹکتے بوہرون کے علما کسی سے مناظرہ
نہین کرتے خاصکر مذہبی مناظرہ سے بالکل بچتے ہین نہ اپنے مذہب کے اصول و فقہ و حدیث
و تفسیر و عقاید کی کتابین غیر مذہب والے کو دکھاتے ہین اس باب مین انکا عہد ہے اور جس قصبہ یا
شہر مین رہتے ہین وہان انکی تمام جماعت ایک محلہ مین سکونت رکھتی ہے دوسرے مذہب والو
کو اوس مین جگہہ نہین دیتے اور اپنی مسجد اور جماعت خانہ اور قبرستان بھی سب سے علیحدہ رکھتے
ہین اور اپنی شادی غمی مین سوائے اپنی برادری کے دوسرے کو دخل نہین دیتے اپنی ہی قوم
مین بیاہ شادی کرتے ہین اور ناچ رنگ باجا وغیرہ نہین کرتے کسی غیر مذہب والے کی بیٹی
نہ لیتے ہین نہ اوسے دیتے ہین ہاتھ کھولکر نماز پڑھتے ہین اور نماز کا اتنا سامان تہ بند کرتہ ٹوپی مصلا
جدا رکھتے ہین نماز کے وقت ملبوس مستعمل کو اوتار کر نماز کے کپڑے پہن لیتے ہین مگر یہ بات جد
مین ہوتی ہے کسی اور جگہہ مستعمل کپڑون سے بھی نماز کر لیتے ہین مسجد مین عورتون کی واسطے بھی
ایک حصہ علیحدہ رکھتے ہین نماز تین وقت پڑھتے ہین ظہر اور عصر کو ملا لیتے ہین اور مغرب اور عشا
کو اور فجر کو پڑھتے ہین پیش نماز بطور عامل اور قاضی کے داعی کی طرف سے ہر بستی مین بوہرون
کے لئے مقرر ہوتا ہے اوسی کی معرفت سالانہ نذرانہ ہر ایک اپنے مقدور کے موافق داعی کو بھیجتا ہے
انکے ہان عورات کے پردہ کا رواج نہین باہر پھرتے ہین لہنگے پہنتے ہین یہ لوگ سود علانیہ
دیتے لیتے ہین اور اس فرقہ کی یہ خصوصیات مین سے ہے کہ ماہ رمضان مین ایکروز قبل روزہ
رکھتے ہین اور جب ایکروز باقی رہتا ہے عید کر لیتے ہین اور پورے تیس روزے رکھتے ہین[1] ملا نور اللہ شوستری

[1] دیکھو قلائد الجواہر فی احوال البواہر۔ منتخب التواریخ مین ملا عبد القادر نے لکھا ہے کہ ملا نور اللہ شوستری اکبر بادشاہ کے حکم سے

مجالس المومنین کی جلد اول مین کہتے ہین کہ اس زمانہ سے تخمیناً تین سو برس قبل ایک فاضل
ملا علی نامی کی ہدایت سے یہ لوگ مسلمان ہوئے ہین جنکی قبر کھنبایت مین ہے اور سلطان ظفر
نے جو سلطان فیروز شاہ والی دہلی کا امیر اعظم تھا گجرات پر تسلط پایا تو بہت سے بوہرے اوسکی وجہ
سنت وجماعت بھی ہوگئے سبحۃ المرجان اور ابجد العلوم مین لکھا ہے کہ محمد طاہر صاحب مجمع البحار
نے کہ قوم کا بوہرہ تھا مہدویہ بوہرون کے عقائد کی درستی کا مصمم ارادہ کرلیا اور یہانتک اصرار
کیا کہ جب تک یہ کام پورا ہوگا سر پر عمامہ نہ رکھونگا جب اکبر شہنشاہ ہندوستان نے سنہ ۹۸۰ھ
مین گجرات فتح کی تو ملا شہنشاہ کی حضور مین مدد کی طلب ایک حاضر ہوا شہنشاہ نے اپنے ہاتھون
سے ملا کے سر پر عمامہ رکھا اور کہا کہ مین تمہاری مرضی کے موافق اس قوم کی بدعت دفع
کرنے مین پوری کوشش کرونگا اور شہنشاہ نے اس غرض سے حکومت گجرات پر خان اعظم
مرزا عزیز کوکہ کو مقرر کیا خان اعظم نے بوہرون کی بدعت دفع کرنے مین کوشش کی یہانتک کہ اس قوم
کے اکثر مشاہیر تقیہ کرنے لگے اور جابجا چھپ گئے ابھی یہ بدعت بخوبی دفع نہو سکی پائی تھی کہ
خان اعظم کی جگہہ عبد الرحیم خان خانخانان مقرر ہوگیا - یہ شیعہ مذہب تھا بوہرے کھلم کھلا پھر اپنے
اعمال کو ادا کرنے لگے اور مذہب مہدویہ ظاہر ہوگیا شیخ نے یہ حالت دیکھکر پھر عمامہ اپنے سر سے
اوتار ڈالا اور تدارک کے لئے درگاہ اکبری کی طرف رجوع کی شہنشاہ اون دنون اکبرآباد مین تھے
بوہرون نے ملا کا پیچھا کیا یہانتک کہ اوجین مین ملا کو سنہ ۹۸۶ھ ہجری مین مارڈالا - اب مین پھر اس
بات کی طرف رجوع کرتا ہون کہ مستنصر کے بعد مہدویہ کے دو فرقہ ہوگئے اور دوسری جماعت
مستنصر کی نص اول کی موجب نزار کو امام جاننے لگی اور کہنے لگے کہ نص ثانی لغو ہے اس لئے کہ
نص اول اپنا کام پورا کرچکی تھی اس فرقہ کو نزاریہ کہا کرتے ہین اور نزاریہ کا نام صباحیہ اور
حمیریہ بھی ہے اور یہ نسبت ہے حسن بن محمد صباح حمیری اسماعیلی کی طرف اور یہ سارے
مہدویہ مین سے اکفر تھے اس لئے انکو ملاحدہ بھی کہتے ہین اور حقیقت مین اسماعیلیہ کی ایک
شاخ ہین بلکہ ابن خلدون نے تو لکھا ہے کہ سارے اسماعیلیہ ملحدہ کہلاتے ہین کیونکہ انکے

مقالہ مین الحاد بھرا ہوا ہے مگر اسمین شک نہین کہ مہدویہ بظاہر ہر ایک حکم شرع کے معتقد تھے اور انہون نے ظاہر مین بھی رعایت شرع کی اوٹھا دی تھی اس حسن کی نسبت ارباب تواریخ مین یہ بات مشہور ہے کہ اوسکا نسب محمد بن صباح حمیری سے ملتا ہے مگر خواجہ نظام الملک نے اپنے وصایا مین اس افواہ کی تردید کی ہے اور کہا ہے کہ جب حسن نیشاپور مین طالبعلمی کیا تو لوگون سے بیان کیا کرتا تہا کہ مین اصل عرب سے ہون خاندان صباح حمیری کی اولاد مین سے میرا باپ یمن سے کوفہ مین کوفہ سے قم مین قم سے ری مین آرہا تھا مگر اہل خراسان خصوصاً اہل طوس کہتے ہین کہ یہ قول اوسکا صحیح نہین اوسکے اسلاف اس ملک کی کسان تھے خواجہ نے اپنے وصایا مین حسن کی عیاری اور بدذاتی کی طول طویل داستان لکھی ہے اور اس امر مین بڑی سخت مشاکی ہین اور اوس حسن کے باپ کا نام علی لکھتے ہین اور اسکے بھی عقیدہ فاسد اور خباثت طینت کو بیان کرتے ہین یہ علی رے کا باشندہ تہا ابو مسلم حاکم رے ایک دیندار شخص تہا اس لیئے علی سے نفرت رکھتا تہا علی ہمیشہ ابو مسلم کے سامنے اپنے عقیدے کی صفائی ظاہر کرتا اور قسمین کھاتا اس زمانہ مین نیشاپور مین امام موفق جنکی عمر ۷۵ سال سے متجاوز تھی طلبا کو درس دیا کرتے تھے اور اون کے درس کی یہ برکت تھی کہ اونکے یہان کے طالبعلم غالباً کسی مرتبے کو پہونچ جاتے تھے حسن کے باپ نے کہ اسماعیلی المذہب تھا مسلمانون کی اپنی طرف سے اوس بدظنی کو دفعیہ کے لیئے حسن کو نیشاپور بھیجا کر امام موفق کے حلقۂ درس مین داخل کیا حسن اور خواجہ نظام الملک طوسی اور حکیم عمر خیام تینون ہم درس تھے اور آپسمین یہ معاہدہ ہوگیا کہ ہم مین سے جو شخص مرتبہ امارت کو پہونچے اوس کی دولت تینون مین علے السویہ مشترک ہو خواجہ نظام الملک جب الپ ارسلان کے وزیر اعظم مقرر ہوگئے تو عمر خیام اون سے ملے خواجہ نے اونکا معقول بندوبست کردیا عمر خیام نے گوشہ نشینی اختیار کرلی اور علوم کے پھیلانے مین مشغول ہوگئے خواجہ حسن کے ساتھ الپ ارسلان کے عہد مین تو کوئی سلوک نکیا مگر سلطان ملک شاہ نے حسن کو ملادیا مگر خواجہ حسن سے کھٹکتے رہے حسن نے سلطان کی مزاج مین بہت

دخل پیدا کر لیا سلطان نے ایکروز خواجہ سے کہا کہ بھلا کتنے دنون مین تمام ممالک کی جمع خرچ کا
حساب منقح و مرتب کر لو گے خواجہ نے کہا کہ دو برس مین سلطان نے کہا کہ یہ مدت بہت
زیادہ ہے حسن نے سلطان سے وعدہ کیا کہ اس خدمت کو فدوی چالیس دن مین انجام دیسکتا ہے
چنانچہ وہ اس کام پر مامور ہوا اور سارا حساب مرتب کر کے پیش کرنے کے لئے لیگیا حسن کے نوکر
کے پاس یہ دفتر تہا اور وہ دربار سے باہر نے کھڑا تہا خواجہ نے وہ کاغذات اوس سے دیکھنے
کے نام سے لیکر زمین پر ڈالدے تمام پریشان ہو گئے نوکر نے اونکو جمع کر کے رکھ لیا
اور حسن سے یہ بات نہ کہی حسن جب وہ کاغذات سلطان کو ملاحظہ کرانے لگا تو اونکو بالکل ابتر پایا
حسن سے جو سلطان نے کچھہ سوال کیے تو ہان ہون کرنے لگا سلطان نے ملول ہو کر فرمایا کہ
نقل کا کیا سبب ہے نظام الملک نے عرض کیا کہ واقف کار لوگ جس کام مین دو برس کی مہلت چاہتے
ہون اوسکو ایک ناواقف چالیس دن مین کیسے پورا کر سکتا ہے میننے تو سابق مین حضور سے
عرض کر دیا تہا کہ اس شخص کی طبیعت مین کجروی اور مزاج مین تلبیس ہے اعتماد کے قابل نہین
سلطان حسن سے ناخوش ہو گیا حسن چھپکر رودبار کو چلا گیا پھر یہان سے اصفہان پہونچا
یہان بھی زیادہ نہ ٹھہرا اور مصر کو چلا گیا مستنصر اسماعیلی یہان امامت کرتا تہا اوس نے حسن
کی بہت خاطر کی مگر ڈیڑھ برس سے زیادہ حسن اوسکے پاس نہ ٹھہر سکا اس لئے کہ حسن نزار کا جانب
دار تھا اور مستعلی کی امامت کے لئے جو مستنصر نے نص کی تھی اوس کا مخالف تھا اور یہ بات
سپہ سالار افواج مصری اور تمام اعیان دربار کی خلاف تھی حسن کو مصر بھی چھوڑنا پڑا اور یہان سے
حلب کو حلب سے بغداد کو بغداد سے خوزستان کو خوزستان سے اصفہان کو گیا اور
اسی طرح ولایت عراق اور آذربائجان مین پھرنے لگا اور لوگون کو طریقہ اسماعیلیہ اور امامت نزار کی
طرف دعوت کرنے لگا اور چند روز دمشق مین رہنے کے بعد اوس نے کوہستان (قہستان)
مین جا کر دعوت اسماعیلیہ کا سلسلہ جاری کیا اور بہت سے آدمی خفیہ طور پر اوس کی اطاعت
کرنے لگے روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ اسماعیلیہ حسن کو سیدنا کہتے ہین اور حسن نے رودبار مین

پہونچنے سے پیشتر کچہہ اپنے خاص خاص آدمی الموت کو بہیجے تاکہ وہان کی رعایا کو مذہب تازہ کی
طرف دعوت کرین حسین قاینی ایک داعی کی کوشش سے رعایائے الموت اس مذہب
مین داخل ہو گئی سلطان جلال الدین ملک شاہ کی طرف سے یہانکا حکمران مہدی علوی تہا
جو بظاہر اسماعیلیہ کی طرفداری کرتا تہا اور باطن مین انکے مخالف تھا جب مہدی نے دیکہا کہ
اسماعیلیہ نے یہانتک قوت پیدا کر لی ہے کہ قلعہ ہاتہہ سے جاتا ہے تو ایکدن شب کے
وقت قریب سارے اسماعیلیہ کو قلعہ سے نکالدیا اور کہا یہ قلعہ سلطان کا ہے غیر کا یہان
کیا کام اسماعیلیہ مین اور مہدی مین بہت سی گفتگو ہوئی جسکا آخری یہ نتیجہ نکلا کہ مہدی نے
سبکو قلعہ مین واپس بلا لیا اب اسماعیلیہ اوس سے ہوشیار رہنے لگے بلکہ ایک شب
مین اچانک مہدی کی غفلت مین حسن کو قلعہ پر بلا لیا یہ واقعہ ماہ رجب ۴۸۳ھ ہجری کا ہے حسن
مہدی کے ساتہہ عجبی چال یہ کی کہ اوس سے کہا کہ مین مفت یہانکی زمین اپنی سکونت اور عبادت
کے لئے لینا نہین چاہتا تین ہزار دینار کو بیرت ہانہ جسقدر زمین فروخت کردو مہدی راضی
ہو گیا حسن نے اوس زمین کے بارے تسمے کٹوا کر تمام قلعہ کے آس پاس پہیلوا دئے اور
اوس قیمت کے ادا کر دینے کے لئے ایک رقعہ حاکم گردکوہ کے نام جسے رئیس مظفر کہا
کرتے تھے اور مخفی طور پر وہ حسن کی دعوت قبول کر چکا تھا لکہدیا اور قلعہ مین سے مہدی کو نکالدیا
مہدی نے کچہہ عرصہ کے بعد رئیس مظفر کو وہ رقعہ دیکر دینار وصول کر لئے مہارت خان اصفہانی
بحر العالم مین لکہتا ہے رودبار قزوین سے شمال مین چہہ فرسخ کے فاصلہ پر ہے اوس مین
پچاس قلعہ موجود ہین سب سے بہتر قلعہ الموت ہے اسماعیلیہ کا یہ قلعہ دار الملک تھا اور اقلیم
چہارم مین داخل ہے ۴۸۳ھ مین حسن کے قبضہ مین آیا ہے اس قلعہ کی وجہ تسمیہ برہان قاطع مین
یہ لکھی ہے الموت الف اور لام کے فتحون سے جبروت کے وزن پر مشہور قلعہ کا نام ہے
جو قزوین اور گیلان کے درمیان مین واقع ہے اس قلعہ کو نہایت بلند ہونے کی وجہ سے اله
آموت کہا کرتے تھے جس کے معنی عقاب کا گہونسلا ہے اس لئے کہ اله عقاب

سے کے شتو الم کے عقر بلے کے ظہور سے) عقاب کو کہتے ہیں اور آموت (تابوت کے وزن پر) گھونسلے
کے معنے میں ہے عقاب اونچے مقامات پر گھونسلا رکھتا ہے بلندی کی وجہ سے اس قلعہ کا
نام الہٰی آموت مقرر کیا گیا تہا جو کثرت استعمال سے الموت ہو گیا۔ اس نام کے حروف سے
عدد بحساب جمل لیکر جمع کئے جائیں تو حسن ابن صباح کی اوس میں داخل ہونے کی تاریخ نکلتی ہے
فردوس بریں میں جو عبد الحلیم صاحب شرر نے اس قلعہ کا نام التمونت لکھا ہے اور یہ صحیح نہیں
سنہ ۴۸۴ھ تک قہستان اور رودبار کے سارے قلعے حسن کے قبضہ میں آگئے اور مذہب نزاریہ
کو بڑی رونق حاصل ہوئی اور حسن نے اس مذہب میں بہت سی کتابیں تصنیف کیں انسائکلوپیڈیا
برٹانیکا کی جلد دوم کے صفحہ (۲۲۷) میں مرقوم ہے کہ حسن نے سنہ ۱۰۹۰ء میں دہوکے سے
قلعہ الموت پر جو سرزمین ایران میں ہے قبضہ کر کے مع اپنے معتقدوں کے وہاں چلا گیا اور وہاں
اوس کے پیروان کو حشاشین کا لقب ملا اور حسن شیخ الجبل بھی کہلانے لگا جس کا ترجمہ
پہاڑ کا بزرگ ہے یہاں سے ثابت ہوا کہ تمدن عرب میں صفحہ ۴۴۴ پر جو ایک نوٹ میں لکھا ہے کہ
حشیشین قرمطیوں (قرامطہ) کے ایک گروہ کا نام تھا جن کو حسن نیشا پوری نے سنہ ۱۰۹۰ء
میں جمع کیا تہا اور انہوں نے اپنا قلعہ لبنان میں بنایا تہا جسکی وجہ سے حسن کو شیخ الجبل
کہتے تھے تو بھی یہ صحیح نہیں اس سے کہ کسی کتاب تاریخ سے حسن کو لبنان کے قلعہ کی وجہ سے
شیخ الجبل کہنا ثابت نہیں ہوتا حسن کا لبنان میں جانا ثابت ہے منتہی الارب میں لکھا ہے
لبنان عثمان کے وزن پر ایک پہاڑ کا نام ہے جو شام میں واقع ہے اور جس میں سے

لہ تمدن عرب میں ایک سطر اوپر یہ بھی لکھا ہے وقد کان بھذہ البلدة فی الزمان السابق
طائفة یقال لهم الحشاشون وکبیرهم یلقب شیخ الجبل وکان مطاعاً معتقداً عند اتباعه و
انما سموا بالحشاشین لانهم کانوا یاکلون حشیشة الحرافیش لتشعشهم وکبیرهم سمی شیخ الجبل
لان هذه القریة کانت بالجبل ۱۱ لہ لبنان لام کے ضمہ بائے موحدہ کے سکون نون کے فتحہ الف کے سکون نون
کے وقف سے اسکا نام مفید ہے چنانچہ انیا الاعیان میں شیخ طنوس بن یوسف نے کہا ہے لبنان یا لبنان
بیت طرابلس ۔۔۔ میں لکھا ہے طرابلس طائے حطی مفتوح بائے موحدہ مضموم اور لام کے ضمہ سے
نام ہے دو شہروں کا جن میں سے ایک مغرب میں ہے دوسرا شام اور یہاں مراد وہ شہر ہے جو شام میں ہے اور بعلبک بھی ایک شہر کا

ایران مین فتوحات حاصل کی تھین اگرچہ اوس سکے متبع شام تک پھیل گئے تھے اور لبنان مین اپنے قلعے بنا لئے تھے چنانچہ ابن جبیر نے اپنے رحلہ مین اسکا ذکر دمشق کے سفر مین جلب نطاکیہ لاذقیہ تمنے مصری مقامات کے پاس کیا ہے اور کہا ہے کہ تمنے سے بلاد مصری چھ میل ہے اسکی دوسری طرف جبل لبنان مرتفع ہے جبل لبنان کے دامن مین اسماعیلیہ کے قلعے ہین یہ مرتدون کا ایک گروہ ہے شیطان نے اونکی گمراہی کے واسطے سنان نامی ایک شخص کو ونپر مسلط کردیا تھا یہ لوگ اوس کو اوپ جستے تھے اور وسپر اپنی جانین نثار کرتے تھی اگر وہ حکم دیتا کہ پہاڑ پر سے گر پڑو تو کوئی دریغ نکرتا انتہے مگر حسن شیخ الجبل قلعہ لبنان کی وجہ سے نکہلایا بلکہ یہ لقب اسکا قلعہ الموت کی وجہ سے ہوا جہان وہ رہا کرتا تھا اور الموت ایران خصوصاً عراق عجم مین واقع ہے اور ابن جبیر کے قول مین سنان غالباً کاتب کی غلطی سے واقع ہوا ہے صحیح حسن معلوم ہوتا ہے سنان نامی کوئی شخص اسماعیلیہ کے گروہ مین ایسا بھاری مقتدا نہین گذرا انسائکلوپیڈیا برٹانیکا کی جلد دوم مین ہے کہ حسن کی ماتحتی مین داعی الکبار تھے جو اون تین ضلعون پر حکم کرتے تھے جن پر حسن کا قبضہ تھا اور اونکے ماتحت عام داعی تھے جو خفیہ طور پر اوس کے اصول مذہب کو پھیلاتے تھے اور بچار آدمی رفیق کہلاتے تھے اور یہ رفیق ترقی پاکر داعی کے رتبہ کو پہونچ جاتے تھے اور ان کے بعد پانچوان درجہ فدائیون کا تھا یہ سب جوان آدمی ہوتے تھے اور انہین مین سے کسی کے قتل کرنے کی یا کسی اور سخت ضرورت کے لئے منتخب کئے جاتے تھے جب کہ حسن کو کسی کام کی ضرورت ہوتی تو فدائیون کو حشیش پلائی جاتی .. جو کہ بھنگ کی پتیون سے بنتی تھی - اسیوجہ سے انہین حشاشین کہنے لگے اور بہت ہی تھوڑی تغیر سے یہ لفظ اساسن ہوگیا اور یورپ کی کل زبانون مین موجود ہے اساسن کے معنے یورپ کی زبان مین اوس قاتل کے ہین جو گھات سے مار ڈالی جسوقت کہ فدائی اس بیہوشی

له رحلہ ابن جبیر مطبوعہ لیڈن ۱۸۵۲ء مین حالات ربیع الاول ۵۸۰ھ مین ابن جبیر نے یہ فقرے لکھے ہین و فی صفحہ حصون الملاحدہ الاسماعیلیہ فرقہ مرقت من الاسلام وادعت الالٰہیہ فی احد الانام قیض لھم شیطانا من الانس یعرف بسنان
له نخبۃ الدہر کی فصل سادس مین کہ عراق عجم کی دستور مین ہے کہ ایک مقام پر لکھا ہے و فیھا حصون الاحدۃ و ھم اسماعیلیۃ کما الفدم

[illegible] نظام شیخ الجبل [illegible]

اس مقام پر [illegible] اسماعیلیون [illegible] بہت [illegible] قلعے [illegible] نسبت [illegible]

کی حالت مین جنکو نہایت خوبصورت باغون مین چہوڑدئے جاتے تھے تو اونکو یقین دلایا جاتا تہا
کہ یہ جنت کا باغ ہے شیخ کی وجہ سے ملسکتا ہی اور اون کو اوس کی تعمیل احکام کی ترغیب دلائی
جاتی تہی پچہلے مذہب کے لوگ لااسک سے جسکا ترجمہ ناتجربہ کار ہے اور ساتوین درجہ مین
عوام تھے اس گروہ نے بڑی بڑی سختیان کین تہین دو صدی تک اطراف و جوانب مین
ایک تہلکہ ڈالدیا تہا بڑے بڑے آدمیون کو جو شیخ سے مخالفت رکہتے تھے انہون نے مار ڈالا
سب سے اول نظام الملک کو مارا پہر اوس کے بیٹے کو خنجر سے مارا سلطان ملک شاہ کا زہر
سے مرنا بھی انہین کی سازش سے سمجہا جاتا ہی اور یہ فدائی ممالک مین پہیل گئے تھے اب بھی اونکے
چہوٹے چہوٹے گروہ شام کے پہاڑون مین موجود ہین ہامر پرگستال نے اس فرقہ کی تاریخ
مین ایک کتاب لکہی ہے جو جو علما فرقہ اسماعیلیہ کے خلاف تھے اونکو چن چن کر ان فدائیون
نے ہر ایک طرح کی گہات سے قتل کر ڈالا کسی کے شاگرد بنکر مار ڈالتے کسی کو خدمتگار
بنکر قتل کر ڈالتے اسی لئے ہر ایک مذہب کے علما ڈرنے لگے اور حسن کے خلاف منہ سے
کوئی لفظ نہین نکالتے تھے ان فدائیون کا یہ حال تہا کہ جب سلطان سنجر نے قلعہ الموت کی
تباہی کے لئے کئی بار بہیجی تو حسن نے اوس کے ایک نوکر کو جو نہایت مقرب تہا اور
حسن سے حسن عقیدت رکہتا تہا حکم دیا کہ جبکہ سلطان سوتا ہو تو اوس کے سرہانے ایک چہری
زمین مین گاڑدی اوس نے ایسا ہی کیا سلطان بیدار ہوا تو اس بات سے اوسکے دل مین بڑا
اندیشہ پیدا ہوا تہوڑے دنون کے بعد حسن نے سلطان سے کہلا بہیجا کہ اگر مجہکو آپ سے محبت
نہوتی تو وہ چہری جو زمین سخت مین گاڑی گئی تہی آپ کے سینہ نرم مین گاڑی جاتی سلطان نے
حسن سے صلح کرلی اور اسوجہ سے حسن کا کام زیادہ ترقی کرنے لگا حسن نے اپنے ایک بیٹے حسین
نامی کو حسن قاینی فاتح قہستان کے جرم قتل کی سزا مین مروا ڈالا اور دوسرے بیٹے کو شراب نوشی
کی علت مین مروا ڈالا ۵ ربیع الآخر سنہ ۵۱۸ ہجری مطابق سنہ ۱۱۲۴ع کو حسن کا انتقال ہوگیا حسن
مذہب نزاریہ اسماعیلیہ کا داعی تہا نزاریہ نزار کے بعد اوس کے بیٹے ہادی کو امام جانتے ہین

مگر مورخین کی تحقیق یہ ہے کہ نزار نے کوئی اولاد باقی نہین چھوڑی تھی احمد مستعلی نے حکومت پائی تو نزار کو مع اوس کے دو بیٹے کے قید کر دیا تینون نے قید ہی مین جان دی اور نزاریہ یون بات بناتے ہین کہ ابوالحسن سعیدی مستنصر علوی کے انتقال کے بعد مصر سے الموت مین حسن بن محمد صباح حمیری کے پاس آیا اوس کے ساتھ ایک لڑکا تھا نزار کی اولاد مین سے جسکی حال سے حسن بن صباح حمیری کے سوا کوئی واقف نہ تھا اس لئے حسن نے اوس لڑکی کو نہایت تعظیم کے ساتھ اپنے پاس رکھا اور بعض یون کہتے ہین کہ خود حسن بن صباح حمیری مصر مین آیا اور نزار کی ایک عورت سے جو قید مین تھی ملا اوس کے پاس سے ایک صغیر السن بچے کو لے لیا اور لوگون سے بیان کیا کہ یہ نزار کا فرزند ہے اور اوس لڑکی کو شہر سے کو لے گیا اور نام اوسکا ہادی مقرر کر کے دعوت اوس کے نام سے شروع کی ہزارہا آدمی اوس کی حلقہ اطاعت مین آگئی پھر ابن صباح نے طبرستان کے قلعے فتح کر لئے اور قلعۂ الموت پر قبضہ کر کے اوسے دار الحکومت قرار دیا اور نام اوسکا بلدۃ الاقبال رکھا اور اوس نے اپنے مرض الموت مین ایک شخص کیا نامی کو خلیفہ بنا کر وصیت کر دی کہ ہادی کی تعلیم و تربیت مین جو ابھی لڑکا تھا پوری کوشش کرے اور کیا نے انتقال کے وقت اپنے بیٹے محمد کو اپنا نائب مقرر کیا ایک دن جو ہادی کو شہوت کا غلبہ ہوا تو محمد ابن کیا کی عورت کو بلا کر اوس سے صحبت کی کیونکہ انکے نزدیک امام کے لئے ہر ایک حرام حلال ہے وہ عورت حاملہ ہوئی اور ہادی کے انتقال کے بعد ایک لڑکا جنی جسکا نام حسن رکھا گیا یہ بیان اوسی عورت کا تھا جسے ہادی کے اکثر متبعون نے باور کر لیا اور کچھ لوگون کو شک پیدا ہو گیا اور یہ کہنے لگی کہ ہادی جس عورت سے ہم بستر ہوا تھا وہ اور تھی اور محمد ابن کیا کی زوجہ کو بھی اوسی زمانہ مین جب ہادی نے اوس عورت کے ساتھ صحبت کی تھی اپنے شوہر سے حمل رہگیا تھا اور اتفاقا دونون عورتون کے ایک ہی وقت مین بیٹے پیدا ہوئے محمد ابن کیا کی بی بی نے اپنے لڑکے سے اوس لڑکی کو جو ہادی کا نطفہ تھا بدل لیا بہر صورت بعد محمد ابن کیا کے حسن نے ظاہر کیا کہ

کہ مین تزار کی اولاد مین سے ہون اور ہادی کا بیٹا ہون اور امامت کا دعوے کیا جس کو نزاریہ نے
تسلیم کیا اور بعض نے سلسلہ نسب اسکا یون لکھا ہے حسن بن مہدی بن ہادی بن نزار بہرصورت
حسن بن ہادی نہایت عاقل بلیغ حاضر جواب اور خوش محاورہ تہا بہت خطبے کہا کرتا تہا اور
لوگون مین اسیات کو تاکید سے بیان کرتا تہا کہ امام کو حق حاصل ہے کہ جو چاہے کرے اور امام
تکالیف شرعیہ کو دور کرسکتا ہے اور مجھے خدا کا علم غیب سے یہ پہونچتا ہے کہ تم سے
ساری تکالیف شرعی کو اوٹھادون اور تمام محرمات کو تم پر مباح کردون جو کچہہ چاہو کرو بشرطیکہ باہم
جنگ وجدل اور کشت وخون نکیا کرو اور اپنے امام کی اطاعت سے انحراف نکرو نزاریہ اس کو
امام برحق جانتے تھے اور اس کی ذات کو قیامت کہتے تھے اس لئے کہ انکا اعتقاد یہ تہا
کہ اوسوقت قیامت قایم ہوگی کہ آدمی خدارس ہوجائیں گے اور تکالیف شرعیہ اوٹھ جائین گے
اور قیامت سے یہی مطلب حسن تہے اپنی امامت کے زمانہ مین خلایق کو خدا سے ملادیا اور
شریعت کے رسوم اوٹھادئے کہتے ہین کہ جب یہ امام ہوا تو ۵۵۹ ہجری مین ساکنان الموت
کو عیدگاہ مین جمع کیا اور ایک منبر رکھوایا جس کے چارون کونے پر چار علم سرخ زرد سبز سفید
کہڑے کرائے اور ۱۷ تاریخ رمضان سنہ مذکور کو منبر پر بیٹھ کر فرمایا مین امام زمانہ ہون امروزی
کی تکلیف اہل جہان سے مینے اوٹھادین اور تمام احکام شرعی کو موقوف کردیا اب زمانہ قیامت
کے قایم ہونے کا ہے چاہئے کہ مخلوق کا باطن خدا کی طرف متوجہ ہو اور ظاہر مین جو کچہہ چاہین کرین
اور منبر پر سے اوتر کر روزہ افطار کرلیا اور تمام آدمیون کو حکم دیا کہ مثل عید کے خوشی منائین اور
اوسدن کا نام عید القایم رکھا اور الموتیان اوسے علی ذکرہ السلام کہتے تھے شعراسے ملاحدہ نے
اوسکی مدح مین قصائد لکھے تھے اوس کی مدح مین یہ ایک شعر ہے ٭ برداشت غل شرع بتائید
ایزدی ٭ مخدوم روزگار علی ذکرہ السلام ٭ حسن کے مارے جانے کے بعد اوسکا بیٹا محمد امام ہوا
محمد کو اوسکا بیٹا جلال الدین حسن ہلاک کرا کر خود امام ہوا اور اس نے اپنے باپ دادا کے مذہب
[illegible] یا مسلمان پاک ہوا یہانتک کہ اپنے اسلاف کا کتب خانہ بھی جلوادیا اور انپر طعن کرنے

لگا اور مذہب باطنیہ کو مٹانا شروع کردیا اور اپنی تمام رعایا کو بھی مذہب اہل سنت پر چلنے کی تاکید کرنے لگا اور اپنے حسن اعتقاد پر خلیفہ اور اہل بغداد کو بھی اطلاع کردی اور اپنی ماں کو بہت سے تحائف اسباب دیکر خانہ کعبہ کے حج کے لئے بھیجا جلال الدین حسن کے بعد اوسکا بیٹا علاؤ الدین محمد امام ہوا تو اس نے طریقۂ ملاحدہ باطنیہ کا اختیار کرلیا اس علاء الدین کے عہد میں ناصر الدین عبد الرحیم بن ابو منصور حاکم قہستان نے محمد بن حسن عرف خواجہ نصیر الدین طوسی کو قہستان میں پابند کرلیا تھا خواجہ نے اخلاق ناصری اسی کے نام پر لکھی ہے علاؤ الدین محمد کے مارے جانے کے بعد اوسکا بیٹا رکن الدین بھی اپنے بزرگوں کے طریق پر ہوا ہادی کی ذریات میں امامت و حکومت ایک سو اکہتر برس تک رہی رکن الدین پوری ایک سال بھی حکومت نکرنے پایا تھا کہ ترکان تتار یعنی چنگیز خانیوں کی ہاتھ سے اوسکی دولت برباد ہوئی۔ نزاریہ کا مستقطیہ اور سقطیہ بھی نام ہے اس لئے کہ انکا مذہب یہ ہے کہ امام فروع کے ساتھہ مکلف نہیں ہے بلکہ اوسکو یہ بھی اختیار ہے کہ بعض تکالیف یا تمام تکالیف کو آدمیوں سے دور کردے اور نزاریہ کی رائے یہ ہے کہ امام ایک بار کسی بات کی وصیت کردے اور پھر اوس کے خلاف پر نص کرے تو نص اول ہی پر عمل کرنا چاہیے اور ثانی لغو ہے بخلاف مہدویہ کے کہ اونکے نزدیک نص دوم ناسخ ہے نص اول کی نزاریہ اسی لئے مستنصر کے بعد نزار کو امام منصوص جانتے ہیں اور نزار کے بعد ہادی کو اور ہادی کی بعد حسن کو اور ملاحدہ امام کا معارف الٰہی میں لطف ہونا مانتے ہیں بخلاف اثنا عشریہ کے کہ وہ اوسے واجبات عقلیہ بالعجب نقل شریعت وغیرہ میں اوسکا لطف ہونا قرار دیتے ہیں اور نزاریہ کہتے ہیں کہ عالم قدیم ہے اور زمانہ غیر متناہی ہے اور ارواح تناسخ کرتی ہیں اور معاد جسمانی کا انکار کرتے ہیں جنت و دوزخ کے بھی منکر ہیں کہتے ہیں معاد روحانی ہے اور بہشت اور دوزخ معنوی چیز ہیں اور کہتے ہیں کہ ہر شخص کے لئے قیامت اوس کی موت ہے اور ملاحدہ کے نزدیک کسی شی کا وجوب عقل کے ذریعہ سے ثابت نہیں ہوتا پس ایمان باللہ کو عقل واجب نہیں کرتی اور نہ عقل سے ایمان کی خوبی اور کفر کی برائی دریافت ہوسکتی ہے

بلکہ یہ سب باتین شرع سے جاتی ہین

فرقہ اسماعیلیہ کا **سبعیہ** بھی نام ہے اور یہ نام انکا اسوجہ سے مقرر ہوا ہے کہ کہتے ہین کہ انبیا شریعت کے پہونچانیوالے یعنی رسول صرف یہ سات تن ہین آدم اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسےٰ اور محمدؐ اور مہدی علیہم السلام اور درمیان دو رسولون کے سات ائمہ ہوتے ہین جو ایک رسول کی شریعت کو تمام کرتے ہین اور احکام کا اجرا فرماتے ہین جب تک دوسرا رسول مبعوث ہو پس امام اول حضرت علی امام دوم حضرت حسن امام سوم حضرت حسین امام چہارم حضرت علی زین العابدین امام پنجم حضرت محمد بن علی زین العابدین امام ششم حضرت جعفر بن محمد امام ہفتم اسماعیل بن جعفر ہین جو درمیان محمد علیہ السلام اور مہدی کی شریعت قائم رکھتے ہین اور شرح مقاصد مین لکھا ہے کہ انکو سبعیہ اسلئے کہتے ہین کہ انکے نزدیک سات امام ہین ساتوین محمد بن اسماعیل ہین بعض سبعیہ انپر توقف کرتے ہین اور بعض کہتے ہین کہ سات سات ائمہ کا اس طرح دوران رہتا ہے جسطرح ہفتون کا اور دنون کا شرح مواقف مین مذکور ہے کہ اس فرقہ کا یہ عقیدہ ہے کہ ہر عصر مین واسطے ہدایت لوگون کے سات آدمیون کا ہونا ضرور ہے اول **امام** کہ جانب غیب سے اوسکو علم اور احکام بواسطہ پہونچتے ہین اور سلسلہ علوم کی انتہا اوسی کی ذات ہوتی ہے دوسرا **حجت** کہ امام سے حاصلکر کے دوسرے آدمیون تک پہونچاتا ہے تیسرا **ذومصہ** یہ حجت سے علم حاصل کرتا ہے چوتھا **داعی اکبر** یہ مومنون کے درجات کو بڑہاتا اور امام اور حجت کے نزدیک اونکی ترقی دیتا ہے **پانچوان داعی ماذون** یہ طالبین سے عہد و پیمان لیکر امام کی بیعت مین داخل کرتا ہے اور لوگون کو علم و معرفت سکہاتا ہے چھٹا **مکلب** یہ شخص اگرچہ بڑے درجہ کا آدمی ہوتا ہے لیکن اسکو دعوت کا اذن نہین ہوتا اسکا صرف یہی کام ہے کہ غیر مذہب والے کے عقاید مین حجت اور دلیل کے ساتھ شبہات ڈالدے اور اوسکے احتمالات کا جواب دے اور جب وہ متحیر ہوکر طلب حق کی درخواست کرے تو یہ داعی ماذون کو بتا دیتا ہے کہ اوس آدمی کے پاس جاؤ اوس سے یہ مقصد بخوبی حاصل

ہے سبعیہ یعنی سبعی

ہو جائے گا پھر داعی ماذون اوس سے عہد و پیمان لیکر ذوصہ کے حوالہ کر دیتا ہے اگر استعداد
طالب کی ذوصہ ابلاغ علم سے بڑھکر ہوتی ہے تو وہ حجت کے پاس پہونچا دیتا ہے اسی
طرح حجت امام کے پاس اگر موجود ہوا تو ان **مومن** اور کتب اسماعیلیہ کی سیر سے معلوم
ہوا کہ دعاۃ اسماعیلیہ خصوصًا دعاۃ فاطمیین نو دعوتین ارشاد کرتی ہین مگر داعی جس مدعو مین جسقدر
شوق اور قابلیت پاتا ہے اوسی قدر دعوتین اوسکو کرتا ہے۔

دعوت اول داعی نہایت وقار سے مسند ارشاد پر بیٹھا ہوتا ہے جسکو دعوت کرتا ہی
اول اوس سے تاویل آیات او معانی امور شریعت کے مشکل باتون کا اور تھوڑے سے علم طبعیات
وغیرہ کی مشکل مسئلون کی بھی سوالات کر کے کہتا ہے کہ اے شخص اسرار دین پوشیدہ ہے
اور اکثر آدمی اوس سے منکر او جاہل ہین اگر امت محمدی کے لوگ اون باتون کو جان لیتے جو اللہ
تعالے نے ائمہ اہل بیت سے مختص کئے ہین تو آدمیون مین اختلافات پیدا ہوتا جب مدعو یہ
بات سنتا ہے تو داعی کے پاس جو کچھ معلومات ہوتی ہے اوسکے سننے کا مشتاق
ہوتا ہے پھر داعی اوس کی رغبت پاکر بیان کرنا شروع کرتا ہے اور بڑی عمدگی سے آیات قرآن
اور شرایع دین کے مطالب بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ جو کچھ اختلاف لوگو نمین آیا ہے اور
گمراہی مین پڑے ہین یہ سب اسوجہ سے ہے کہ ائمہ دین اور حافظان دین نبی سے روگردانی
کی ہے اور غیرون کے اتباع کرتے ہین اور حق یہ ہے کہ ائمہ ہدے شرع رسول کے حافظ
ہین اوس کی حقیقت کو اچھی طرح جانتے ہین معانی ظاہری و باطنی اور تاویل و تفسیر قرآن
سے آگاہ ہین جب مسلمانون نے دوسرون کی اتباع کی اور اپنی عقل سے دلائل نکالنے لگے
تو گمراہی مین پڑ گئے اللہ تعالے نے علم دین کو پردہ مین مخفی رکھا ہے تاکہ اسرار الٰہی مبتذل
نہو جائین پس اللہ کے بھید سوائے فرشتہ مقرب اور نبی مرسل یا بندۂ مومن کے جسکا دل
خدا نے تقوے مین امتحان کر لیا ہو کوئی نہین جانسکتا ہے جب مدعو کا دل داعی کی باتون سے
خوب مربوط ہو جاتا ہے اوسوقت داعی دوسری باتین شروع کرتا ہے کہتا ہے کہ

جمار[1] اور سعی صفا[2] کیا ہے اور کس لئے حائضہ کو روزی کی قضا کا حکم ہے اور قضائے نماز کی ممانعت ہے[3] اور کیا سبب ہے کہ جنابت[4] کے لئے غسل کا حکم ہوا ہے اور بول و براز کے واسطے غسل کا حکم نہوا اور کیا سبب ہے کہ خدا نے مخلوق کو چھ[5] دنمین پیدا کیا کیا ایک لمحہ میں پیدا کرنے سے عاجز تھا اور صراط کے کیا معنے ہین اور کراماً کاتبین کیا ہین اور کراماً کاتبین کو جو ہم نہین دیکھتے اسکا کیا سبب ہے کیا وہ ہم سے مکابرہ کے سبب سے غائب ہین اور ہم سے اس خوف سے چھپکر گواہ بنتے ہین اور ہمارے اعمال لکھتے رہتے ہین اور زمین کا بدل دینا قیامت کو اور عذاب جحیم کیا ہے اور یہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ عاصی کی جس جلد نے گناہ کیا ہے وہ ایک اور جلد سے بدل دی جائیگی عہ جو گناہ مین شامل نہین تاکہ اوسکو عذاب دیا جائے اور اس آیت کے کیا معنے ہین ویحمل عرش ربک فوقہم یومئذ ثمانیۃ

[illegible]

---

[1] یعنی جمار معنے کنکریان ما گلمار جمع ہے جمرہ کی اور جمار چھوٹی چھوٹی پتھریون کو کہتے ہین اور منا مین جمار اون تین مکانون کا نام ہے جنپر کنکریان اور پتھریان پھینکتے ہین ایک کو جمرہ اولی کہتے ہین جو مسجد خیف کے پاس ہے اور دوسرا جمرۂ وسطی اور تیسرا جمرۃ العقبہ صحیح ابن خزیمہ مین عبد اللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ابراہیم خلیل اللہ مناسک کے ادا کرنے کو آئے تو شیطان ان تینون مقامون مین سامنے آیا اور اونہون نے ہر بار اوسکو سات کنکریان مار ماردین تو زمین مین دھنس گیا ابن عباس نے کہا تم شیطان کو مارتے ہو اور اپنے باپ ابراہیم کے دین پہ چلتے ہو کذا فی الترغیب والترہیب لابن حجر ۱۲ منہ [2] صفا اور مروہ نام دو پہاڑیان ہین مکہ معظمہ مین ان دونون مقامون کے درمیان تخمیناً دو سو قدم کا فاصلہ ہے ان دونون پہاڑیون کے درمیان مین حاجی سات بار دوڑتے ہین اور یہ مراسم حج مین سے ہین حدیث جابر مین مسلم نے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے والسعی بین الصفا والمروۃ تو یعنی دوڑنا درمیان صفا و مروہ کے طاق ہے یعنی سات بار ۱۲ [3] واضح ہو کہ حیض مانع ہے روزہ اور نماز اور جماع کو پھر عورت روزے کو قضا کرے نہ نماز کو کیونکہ نماز ہر سال ہر روز فرض ہے اور روزہ سال بھر مین ایک مہینا تو قضائے صوم مین حرج نہین اور نماز کی قضا مین وقت و مشقت ہے ۔ ۱۲ [4] جنابت ثابت ہوتی ہو دو سبب ایک نکلنی منی کے شہوت سے دوسرے تمام حشفہ یعنی سپاری کے داخل کرنے سے آدمی کی شرمگاہ مین کذا فی الخانیۃ ۔ ۱۲ [5] قرآن مین ہے لقد خلقنا السموات والارض فی ستۃ ایام تحقیق پیدا کیا ہمنے آسمانون اور زمین کو اور اوس چیز کو کہ درمیان اونکے ہے چھ دن مین اور صحیح مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہو کہ آنحضرت نے میرا ہاتھ پکڑکر فرمایا کہ اللہ تعالی نے مٹی ہفتے کی دن پیدا کی اور اوس مین پہاڑ اتوار کے دن پیدا کئے اور درخت پیر کو دن اور اشیاء مکروہ کو منگل کے دن اور نور کو بدھ کے دن اور زمین مین جانور جمعرات کو پھیلائے اور آدم کو جمعہ کے دن پیدا کیا عصر کی نماز کے بعد انتہی اس مین اور آیت مذکورہ مین منافات نہین اسلئے کہ ہفتے سے مراد آخر دن ہفتے کا ہے کہ جسکو عشیۃ الاحد کہتے ہین پس وہ اتوار ہی کے حکم مین ہے خلاصہ یہ ہے کہ حدیث مین بھی موافق آیت کے پیدایش عالم کی چھ دن مین مقصود ہے ۱۲ ۱۲ ۱۲

اور شیطان اور اوسکی صفت کیا ہے اور وہ کہان رہتا ہے اور یاجوج و ماجوج اور ہاروت
وماروت کیا ہین اور کہان رہتے ہین اور سات دوزخین اور آٹھ بہشتین کس وجہ سے ہین اور
کیا ہین اور زقوم[1] کا درخت اور داتہ الارض اور رؤس الشیاطین اور شجرہ ملعونہ[2] اور تین[3] اور زیتون
کیا ہین اور اس آیت کے کیا معنے ہین فَلَآ اُقسِمُ بِالخُنَّسِ الجَوَارِ الکُنَّسِ[4]
اور حروف مقطعات کے کیا معنے ہین اور سات آسمان اور سات زمین اور سبع المثانی[5]
اور بارہ مہینے کس وجہ سے ہین اور قرآن اور سنت پر عمل کرنا تمہارے حق مین کیا کریگا
اور فرائض لازمی کے کیا معنے ہین اور اول اپنے نفس کی فکر کرنا چاہیے کہ کہان ہے اور تمہاری
روح اور اوس کی صورت کسطرح کی ہے اور وہ جسم مین کسجگہ رہتی ہے اور روح کا حال کیا ہے
اور انسان کیا ہے اور کیا ہے تفاوت انسان اور بہایم اور حشرات کی زندگی اور حیات

---

[1] اللہ تعالی سورۂ دخان مین فرماتا ہے اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ طَعَامُ الاَثِیمِ کَالمُھلِ یَغلِی فِی البُطُونِ کَغَلیِ الحَمِیمِ یعنی درخت سیند[؟] کا کھانا ہی گنہگار کا مانند پگھلے ہوئے تانبے کے کہولتا پیٹون مین جیسے کھولتا پانی ۱۲ اور اوسکی تفسیر سورۂ الصافات مین ہے شجرۃ الزقوم اِنَّا جَعَلنٰھَا فِتنَۃً لِّلظّٰلِمِینَ اِنَّھَا شَجَرَۃٌ تَخرُجُ فِیٓ اَصلِ الجَحِیمِ طَلعُھَا کَاَنَّہٗ رُءُوسُ الشَّیٰطِینِ - بہلا یہ بہتر ہے مہمانی یا درخت سینڈ کا ہمنے اوسکو کیا ہے خراب کرنا ظالمون کا وہ ایک درخت ہے کہ نکلتا ہے دوزخ کی جڑمین سے اوسکا شگوفہ جیسے سر شیطان کا
یعنی بدنما یا شیطان سے مراد سانپ ہے اور واقعی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مراد اس سے سانپ ہین کیونکہ سینڈ کی ایک قسم ہے جسکے پتے مشابہ سانپ کے پھن کے ہین اور اوسپر کانٹے لکشل پہول کے ہوتے ہین وہ پہول زرد اور پہل سرخ رنگ گول ہوتا ہے اور پک کر شیرین ہو جاتا ہے ہماری ملک مین یہ درخت کثرت سے ہوتا ہے اور اسیوجہ سے اوسی ناگ پہنی کہا کرتے ہین تو معلوم ہوا کہ آیت مذکور مین زقوم کی یہ قسم مراد ہے اور اوسکو سانپ کے سر کے ساتھ استعارۃ بیان کیا ہے ۱۲ ۱۲
[2] سورۂ بنی اسرائیل مین ہے والشجرۃ الملعونۃ فی القرآن مطلب اس مقام کا یہ ہے کہ نہین کیا ہمنے اوس درخت کو جسپر پھٹکار ہے قرآن مین مگر اسکے جانچنے لوگون کے ۱۲ [3] والتین والزیتون قسم ہے انجیر اور زیتون کی ۱۲ - ۱۲ ۱۲
[4] قسم کھاتا ہون مین پھر جانے والون سیدہے چلنے والون تھم رہنے والون کی واضح ہو کہ سبع سیارہ آسمان مین علیحدہ چال چلتے ہین اونمین سے پانچ جو سورج اور چاند کے سوا ہین یعنی زحل و مشتری مریخ زہرہ عطارد انکی چال اس ڈھب کی ہے کبھی مغرب سے مشرق تک جاتے ہین سو سیدہی راہ اسی سے مراد ہے کبھی راہ مین الٹے پھر جاتے ہین کبھی سورج کے پاس آکر دنون تک غایب ہو جاتے ہین ۱۲ [5] سبع المثانی بفتح سین وہ سورۂ فاتحہ کو کہتے ہین اس لئے کہ بسم اللہ سمیت سات آیتین ہین اور یہ اسوجہ سے کہتے ہین کہ دو بار نازل ہوئی ایک بار مکہ مین اور دوبارہ مدینہ مین یا یہ وجہ ہے کہ دوگانہ مین دوبار پڑہی جاتی ہے بخلاف دوسرے سورتون کی اور بعض کے نزدیک سارا قرآن سبع المثانی ہے ۱۲

مین اور کیا فائدہ ہے حشرات سے کے پیدا ہوتے اور نباتات کے اگنے مین اور اس کے کیا
معنے ہین کہ حوا آدم کی پسلی مین سے پیدا ہوئی ہے اور فلاسفہ کے اس قول کے کیا معنی
ہین کہ انسان عالم صغیر ہے اور عالم انسان کبیر ہے اور انسان کا قامت کیون کہڑا پیدا ہوا
اور حیوان کا خلاف اسکے رہا اور کسواسطے پاؤن اور ہاتون کی دس دس انگلیان ہوئین
اور کیا وجہ ہے کہ ہر انگلی مین تین تین ٹکڑے ہین اور انگوٹھے مین دو اور چہرہ مین سات سوراخ
کیون مقرر ہوئے اور باقی بدن مین صرف دو ہی سوراخ کیون رکھے گئے اور کیا وجہ ہے اس
بات کی کہ پشت کی ہڈی مین بارہ گرہین اور گردن مین سات اور کسواسطے آدمی کی گردن
کی شکل میم کی سی ہے اور دونون ہاتہون کی شکل حاے حطی کی سی ہے اور شکم کی شکل میم کی
سی اور پاؤن کی شکل دال کی صورت پر کیون ہے جس سے آدمی کی قامت مین اون حروف
کا مجموعہ ثابت ہوتا ہے جو لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین جمع ہین اور کسواسطے آدمی کا
قامت بشکل الف راست ہے اور رکوع مین لام کی صورت پر ہو جاتا ہے اور سجدہ مین ہا
بن جاتا ہے کہ مجموعہ ان تین حروف کا وہ ہے جو لفظ اللہ مین موجود ہین اور کسواسطے انسان
کی ہڈیان اسقدر ہین اور دانت کیون اسقدر واقع ہوئے اور اوس کے اعضاے رئیسہ
اور رگون کی اتنی مقدار کیون ہے اسیطرح داعی تمام تشریح اعضا کا ذکر کرتا ہے پھر داعی
کہتا ہے کہ تم اپنے نفس پر غور و خیال کیون نہین کرتے ہو کہ ہمارا پیدا کرنیوالا حکیم اور علیم
ہے اور اوس کے سب کام حکمت سے لبالب ہین حالانکہ اوس نے قرآن مین جابجا
غور کرنے کے واسطے تاکید فرمائی ہے۔ فی الارض آیات للموقنین و فی انفسکم
افلا تبصرون۔ "زمین مین نشانیان ہین یقین لانے والون کو اور خود تمہارے اندر
کیا تم نہین دیکھتے ہو" دوسری جگہہ فرمایا ہی سنریھم آیاتنا فی الآفاق و فی انفسھم
حتی یتبین لھم انہ الحق "اب ہم دکھاوینگے اونکو اپنے نمونے دنیا مین اور آپ
اونکی جانمین جب تک کہ کھلجاوے اونپر کہ یہ ٹھیک ہے" اس قسم کی آیات سراسر دلالت کرتی ہین

کہ خدا کا ارادہ یہ ہے کہ تمکو اپنے اسرار مخفی جتلاوے اگر تم متنبہ ہو جاؤ اور جان جاؤ تو تم سے سب
حیرت زائل ہو جاوے اور شبہ اور شک مٹ جاوے اور معارف سنیہ تم پر ظاہر ہو جاوین
کیا یہ ہمین خیال کرتے کہ تم اپنے نفوس سے بھی بیخبر ہو حالانکہ خدا نے فرمایا ہے من کان
فی هذه اعمی فهو فی الآخرة اعمی واضل سبیلا جو کوئی رہا اس جہان مین اندہا سو
پچھلے جہان مین اندہا ہے اور بہت کھویا ہوا ہے راہ یعنی ہدایت سے اندہا رہا ویسا ہی آخرت
مین بہشت کی راہ سے اندہا ہے اور دور پڑا ہے جب داعی دیکھتا ہے کہ مدعو کو میری
باتون کی طرف بخوبی رغبت ہے تو اوس سے کہتا ہے ای شخص جلدی مت کر خدا کا دین
اعلی ہے اس سے کہ نااہل آگاہ ہون بدون معاہدہ کئے آگاہ کرنا مناسب نہین کیونکہ اللہ
تعالی کی یہ عادت ہے کہ جسکو ہدایت کرتا ہے اوس سے اول عہد و پیمان کر لیتا ہے
چنانچہ قرآن مین ہے واذ اخذنا من النبیین میثاقهم ومنک ومن نوح وابراهیم
وموسی وعیسی بن مریم واخذنا منهم میثاقا غلیظا اور جب لیا ہمنے نبیون
سے اونکا عہد اور تجھسے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسی سے اور عیسی ابن مریم علیهم السلام
سے اور لیا ہمنے اون سے گاڑھا عہد اور فرمایا ہے ومن المؤمنین رجال صدقوا
ما عاهدوا الله علیه بعضے ایمان والون مین سے وہ مرد ہین کہ سچ کر دکھایا اونہون نے
اوس چیز کو کہ عہد کیا تھا اللہ تعالی سے اور فرمایا ہے یا ایها الذین آمنوا اوفوا بالعقود
اے ایمان والو پورا کرو قرار اور فرمایا ہے ولا تنقضوا الایمان بعد توکیدها
مت توڑو قسمون کو پیچھے اونکی مضبوطی کے اسقسم کی آیات پڑھکر کہتا ہے کہ بیعت پر ہاتھ
دو اور ہم سے عہد استوار کر لو کہ ہرگز بیعت کو نہ توڑو گے اور راز کسی پر افشا نکرو گے اور
ہمارے دوست کو دوست اور دشمن کو دشمن سمجھو گے جب مدعو نے بیعت کر لی تو اوسوقت
داعی اوس کے مال مین سے بقدر حیثیت کچھہ امام کی نذر مین مانگتا ہے اگر مدعو دیدیتا ہے
تو داعی کی مجلس مین بار دیگر حاضر ہو سکتا ہے اور نصیحت وغیرہ سننے کا مجاز ہوتا ہے

ورنہ اوس کو بار نہین ملتا **دعوت دوم** جبکہ مدعو سب باتین پہلی دعوت کی تسلیم کرلیتا ہی
اور مال بھی نذر کردیتا ہے تو دوسری مجلس مین داعی اوس کو بار دیگر کہتا ہے کہ اللہ راضی نہین
ہوتا اپنی طاعت سے اور جو کچھہ بندونپر مقرر کیا ہے اوسکی بجا آوری سے جب تک ائمہ حق کی
متابعت نکرے جنکو اللہ تعالےٰ نے آدمیون کی ہدایت کے لئے مقرر کیا ہے اور انکو
شریعت کا محافظ بنایا ہے پھر ان امور کی تشریح کرتا ہے اور اپنے کلام پر دلائل لاتا ہے
جو اس فرقہ کی کتب مین مفصل مذکور ہین جب داعی کو معلوم ہوا کہ مدعو کے دل مین ائمہ کی طرف سے
اعتقاد راسخ ہوگیا تو تیسرے دعوت ارشاد کرتا ہے **دعوت سوم** جب تیسرے
دعوت کی مجلس مین مدعو حاضر ہوتا ہے تو داعی کہتا ہے کہ ائمہ حق سات ہین حضرت علی
حسن حسین زین العابدین محمد باقر جعفر صادق ساتوین قائم صاحب الزمان اور جاننا رہے کہ قائم
مین اختلاف ہے بعض محمد مکتوم[1] بن اسماعیل بن امام جعفر صادق کو امام جانتے ہین اور
بعض اسماعیل بن جعفر کو جب دلائل اور توہمات سے مدعو کے دل مین ثابت ہوجاتا ہے کہ
امام سات ہین تو شیعہ اثنا عشری سے برخلاف ہوجاتا ہے جو دوازدہ امام کے قائل
ہین اور داعی بیان کرتا ہے کہ صاحب الزمان کو علم باطنی اور مخفی وہ کچھہ حاصل ہے کہ اوس سے
زیادہ اور بہتر خدا کے پاس بھی علم نہین ہے اور وہ ہی تاویل تفسیر قرآن اور تاویل تاویلات کے
ماہر ہین اور اونہین کو تمام اسرار الٰہی کا علم ہے اور دعاۃ اونکی وارث ہین اور کوئی دعاۃ کی ہمسری
نہین کرسکتا اور داعی اپنے ان مطالب پر بڑی بڑی دلیلین لاتا ہے جو اس فرقے کے
کتب مین مذکور ہین جب داعی نے خیال کیا کہ میری تقریر نے اس کے دل مین اثر کیا تو دعوت
چہارم شروع کرتا ہے **دعوت چہارم** اس دعوت مین داعی بیان کرتا ہے کہ مجددین شرایع
کے سات ہین اور ہر ایک کو ناطق کہتے ہین اور ہر ناطق کے شرایع کے رواج دینے والے
اور وصی بھی سات آدمی ہوتے ہین جنکو صامت کہا کرتے ہین پہلے ناطق آدم ہین جنکے
صامت اول شیث علیہ السلام تھے جب ان سب صامتون کا زمانہ گذر چکا تو دوسرے ناطق

[1] علامہ ابن خلدون نے مقدمہ مین لکھا ہے ... محمد بن ... پہلا امام ہی

نوح علیہ السلام ہوئے جنہوں نے ناطق اول کی شرع کو ایک قلم موقوف کر دیا انکے صامت اول سام تھے تیسرے ناطق ابراہیم علیہ السلام ہین اور اونکے جانشین یعنی صامت اول اسمٰعیل ذبیح اللہ تھے انکے بعد ناطق چہارم موسیٰ علیہ السلام ہوئے اونکے وصی اول ہارون علیہ السلام تھے اونکے بعد توان پانچوین ناطق عیسےٰ علیہ السلام تھے اور اونکے وصی اول شمعون تھے اور ناطق ششم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور اونکے وصی اول حضرت علی پھر امام حسن پھر امام حسین پھر علی بن امام حسین پھر محمد باقر پھر جعفر صادق پھر اسمٰعیل بن جعفر یہ ششمو شان صامت ہفتم ہین ساتوین ناطق صاحب الزمان محمد بن اسمٰعیل ہین کہ اونہین پر جملہ علوم اولین و آخرین تمام ہوئے ہین اور انکی اطاعت مین ہدایت و نجات منحصر ہے جب اس ترتیب کو عمدہ عمدہ تقریرون کے ساتھ جو انکی کتب مین مذکور ہین دلنشین کر دیتا ہے تو پانچوین دعوت آغاز کرتا ہے **دعوت پنجم**

داعی اس مین کہتا ہے کہ ہر امام صامت کے ساتھ بارہ داعی مطابق عدد مہینون اور برجون کے ہوتے ہین کہ ہر ایک حجت کہلاتا ہے خدا نے انسان کے جسم کو زمین کی طرح پیدا کیا ہے اور چارون انگلیون کو جزائر کی طرح بنایا ہے ہر انگلی مین تین تین ٹکڑے رکھے ہین جو کل بارہ ٹکڑے ہوئے اور یہ بارہ ٹکڑے اونہین حجتون کی طرف اشارہ ہین اور انگوٹھا کہ کف دست کو اوس سے استحکام اور قوام ہے اس مین دو ٹکڑے ہین سو اسمین اشارہ ہے کہ رسول اور امام یا وصی جدا جدا ہین اور خدائے تعالےٰ نے پشت مین جو بارہ گرہان پیدا کین ہین وہ بھی اونہین بارہ حجتون کی طرف اشارہ ہین اور گردن با وجودیکہ پشت سے افضل اور اعلیٰ ہے مگر اس مین سات گرہان بنائی ہین سو وجہ اسکی یہ ہے کہ اس مین سات ناطقون کے ذات کی طرف اشارہ منظور ہے اور انکی ائمہ جانشین کی طرف بھی یہ اشارہ ہے اور اسی اشارہ کی وجہ سے آسمان اور زمین اور دریا اور ہفتہ کے دن اور کواکب سیارہ بھی سات ہی سات ہین جو تمام عالم کی مدبر ہین اور اسی سبب سے چہرہ مین بھی سات سوراخ رکھے ہین جب داعی تقریر طویل کے ساتھ اس مطلب کو بھی مدعو کے ذہن نشین کر دیتا ہے تو دعوت ششم شروع کرتا ہے **دعوت ششم**

اسمین آیات قرآن کی تفسیر کرتا ہے نماز اور روزہ اور زکوٰۃ اور خمس اور حج اور جہاد اور طہارت
وغیرہ امور مختلفہ شرعی کے قاعدے اور طریقے بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ سب رموز ہین
کہ واسطے مصلحت اور سیاست عام کے جاری کئے گئے ہین تاکہ سب مشغول ہو کر آپس مین
فتنہ و فساد نہ پھیلائین اور حاکم وقت کی حکومت اور تابعداری سے انحراف نکرین در حقیقت
وضو سے مراد دوستی امام ہے اور تیمم سے مراد یہ ہے کہ امام کی غیبت مین حجت سے ضروریات
کا اخذ کرنا اور احتلام عبارت ہے راز کے ظاہر کرنے سے جو اپنا ہم مذہب نہو بغیر قصد ہدایت
کے اور صوم سے مراد امام کے اسرار کی حفاظت ہے اور زنا اسرار دین کی ظاہر کرنے کو کہتے ہین
اور غسل سے مقصود تجدید عہد و پیمان ہے اور زکوٰۃ سے مراد تزکیہ نفس ہے امورات دینی کی معرفت
کے ساتھ اور بعض کتابون مین یون لکھا ہے کہ نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنے سے یہ مراد ہے
کہ امام معصوم کی متابعت کرے اور زکوٰۃ سے یہ مطلب ہے کہ اپنے مال مین سے خمس امام معصوم کو دے
اور کعبہ سے مراد پیغمبر علیہ السلام ہین اور باب سے حضرت علی اور صفا سے نبی علیہ السلام اور
مروہ سے وصی اور تلبیہ سے مراد مدعو کا اجابت کرنا ہے دعوت امام کو اور خانہ کعبہ کا سات بار
طواف کرنے سے مراد یہ ہے کہ ائمہ سبعہ سے دوستی رکھو اور جنت سے مراد بدن کو تکلیف سے بچانا
ہے اور دوزخ سے مراد بدن کو مشقت اور تکالیف مین ڈالنا ہے وغیرہ وغیرہ جب مدعو کے
دلمین یہ باتین جم جاتی ہین تو داعی فلسفہ کی باتین شروع کرتا ہے اور اقوال افلاطون و ارسطو و فیثاغورس
وغیرہ کو دلائل عقلی کے ساتھ سمجھاتا ہے اور جب یہ مطالب بھی ذہن نشین ہو جاتے ہین تو ایک
عرصہ دراز کے بعد ساتوین دعوت شروع کرتا ہے **دعوت ہفتم** اسمین کہتا ہے کہ صاحب
ولایت اور ناصر شریعت کے لئے ایک مددگار اور مصاحب کی ضرورت ہے تاکہ جو کچھ ارشاد
کرے یہ اوس کو دوسرون کی خاطر نشین کردے اور ان مین ایک بجائے اصل کی ہے اور دوسرا
نائب کی مثل ہوتا ہے اور نظیر اس کی یہ ہے کہ مدبر عالم اصل ترتیب اور نظام عالم مین ایک
ہی ہے پس اول موجود نے کہ اوس سے بلا واسطہ و بلا سبب صدور پایا ہے وہ بھی ایک ہی

جسکو عقل کامل کے ساتھ تعبیر کرتے ہین اور صادر اول بھی کہتے ہین اسوجہ سے کہ مرتبہ اول
مین صادر ہوا ہے اس مطلب کی طرف قرآن وحدیث مین کئی جگہہ اشارہ ہوا ہے **انما امرہ**
اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون - یعنی سوا اسکے نہین کہ حکم اوسکا جب چاہے
پیدا کرنا کسی چیز کا یہ کہ کہتا ہے واسطے اوسکے کہ ہو پس ہو جاتی ہو اس آیت مین اول فی الرتبہ
کی جانب اشارہ ہے اور دوم فی الرتبہ کی جانب اس آیت مین اشارہ فرمایا ہے **انا کل شئ**
خلقناہ بقدرہ یعنی ہمنے ہر چیز کو پیدا کیا ہے پہلے اوسکو اندازہ کرکے اور اس حدیث
مین بھی آنحضرت نے عقل کی جانب جسکا ابتداءً اللہ تعالے سے صدور ہوا ہے اشارہ
کیا ہے **ان اول ما خلق اللہ القلم** تحقیق اللہ تعالے نے جو چیز کہ اول پیدا کی ہے
وہ قلم ہے اور اس حدیث کی بہت سی باتین ہین جو ان لوگون کی کتب مین مصرح ہین اور دراصل
یہ قول فلاسفہ کے کلام سے ماخوذ ہے جنکی رائے یہ ہے **الواحد لا یصدر منہ الا الواحد**
یعنی ایک سے صادر نہین ہوتا مگر ایک ہی جب یہ دعوت تمام ہو جاتی ہے تو داعی دعوت ہشتم
شروع کرتا ہے **دعوت ہشتم** اس دعوت مین داعی کہتا ہے کہ اون دونون ذاتون مین کہ ایک
مدبر الوجود ہے اور دوسری اوس سے صادر ہوئی ہے اس طور کا تقدم وتاخر ہوتا ہے

نہ واضح ہو کہ حدیث مین جسطرح یہ آیا ہے **اول ما خلق اللہ القلم** یعنی اول اس چیز کا کہ پیدا کیا اللہ تعالی نے
قلم ہے اسیطرح یون بھی آیا ہے **اول ما خلق اللہ نوری** یعنی جو چیز کہ اللہ نے اول پیدا کی وہ میرا نور ہے اور حکما کا
یہ مذہب ہے **اول ما خلق اللہ العقل** یعنی اول جو چیز کہ پیدا کی اللہ نے وہ عقل ہے پس یہ تین چیزین ہوئین جنمین کہ ہر ایک کا
اول مخلوق ہونا لازم آتا ہے اس لئے بعضون نے ان اقوال مین توفیق دی ہو اور دونون محدثین اور حکما کے قول مین اتفاق
ثابت کرکے اختلاف اوٹھایا ہے اسطرح کہ جو چیز اول پیدا ہوئی وہ اس حیثیت سے کہ مجرد ہی اپنی ذات کو اور اپنے مبدء کو
جانتی ہو عقل کہلاتی ہو اور اسوجہ سے کہ وہ تمام عالم کے پیدا ہونے اور علوم کے نقوش اور حروف لکھنے مین واسطہ ہے
قلم کہلاتی ہے اور اس حیثیت سے کہ وہ انوار غیبت کے حاصل ہونے
کے لئے وسیلہ واقع ہوتی ہے محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کا نور ہے — ۱۲ ۱۲
تذکرۃ السلوک
مولفہ حضرت
اوحد سلمہ

جیسے کہ علت کو معلول پر تقدم ہے خلاصہ یہ ہے کہ سابق علت ہے اور لاحق معلول اور مدبر الوجود

سلہ جب دو شئے کو اس مضمون سے پایا کرین کہ انمین کسی قسم کا اتحاد خاص درمیان ہے تو انمین سے جب ایک شئی کو دیکھین تو
دوسری شئی کی بھی وجود الآن کا یقین حاصل رہتا ہے یہ یقین بار بار کے تجربہ سے پیدا ہوتا ہے کہ دونون شئی لازم و ملزوم
سمجھی جاتی ہین اور اونکی نسبت یہ عقیدہ استحکام پاتا ہے کہ صرف زمانہ ماضی مین ایک ربط خاص درمیان انکے نہین موجود رہا ہے
بلکہ زمانہ استقبال مین بھی وہی ربط خاص قایم رہیگا مثلاً اگر آگ سے باروت کو مشتعل ہو جاتے دیکھا گیے ہون تو بالیقین یہ
سمجھینگے کہ اگر کبھی آیندہ بھی باروت مین آگ لگا دی جاویگی تو وہی کیفیت پیدا ہوگی جیسا زمانہ ماضی مین پیدا ہوتی آئی ہے شئی لازم کو
علت اور ملزوم کو معلول کہتے ہین علت کی دو قسمین ہین ایک علت تامہ دوسری علت ناقصہ علت تامہ وہ ہے کہ معلول کا
وجود اوس علت کے سوا اور کسی علت پر موقوف نہ ہے علت تامہ اور اوس کے معلول کے درمیان از روے وجود
کے تلازم پایا جاتا ہے علت ناقصہ وہ ہے کہ معلول کا وجود اوس علت کے سوا اور کسی علت پر بھی موقوف رہے یعنی معلول کے
لئے اوس علت کے سوا دوسری علت بھی ہو علت ناقصہ یا داخل معلول ہوا کرتی ہے یا خارج از معلول ہوا کرتی ہے جو علت ناقصہ کہ
داخل معلول ہوا کرتی ہے وہ یا ایسی ہوتی ہے کہ اوس سے معلول کے قوام بالفعل کو تعلق رہتا ہے مثلاً صورت آبخورے کے لئے اور
اور اوس علت کو علت صوریہ کہتے ہین یا ایسی ہوتی ہے کہ اوس سے معلول کا قوام بالفعل متعلق نہین رہتا ہے بلکہ بالقوہ متعلق رہتا ہے
مثلاً مٹی آبخورے کے لئے اور اس علت کو علت مادیہ کہتے ہین وہ علت ناقصہ جو معلول سے خارج ہوا کرتی ہے یا وجود معلول مین
موثر ہوا کرتی ہے اور باعث ایجاد معلول ہوتی ہے مثلاً صانع آبخورے کے لئے اور اوس علت کو علت فاعلیہ کہتے ہین یا
بعد وجود معلول کے حاصل ہوا کرتی ہے اور فعل فاعل کے اقدام کا باعث ہوا کرتی ہے اور اس علت کو علت غائیہ کہتے
ہین مثلاً آبخورے کی ساخت سے غرض پانی وغیرہ کا پینا ہے الغرض تقدم بالعلیت وہ تقدم ہے جو علت تامہ کو معلول پر
ہوتا ہے جیسے چلنے کو اپنی حرکت پر تقدم ہے اور خاصیت اس متقدم کی یہ ہے کہ متاخر کو وجود بغیر اس کے حاصل
نہین ہوتا بلکہ متقدم کے ساتھ وجود حاصل ہوتا ہے یعنی اول علت کو کہ متقدم ہے وجود حاصل ہوتا ہے پھر معلول اوسکی
وجہ سے وجود مین آتا ہے مگر تقدم علت کا معلول پر زمانی اور مکانی نہین ہوتا بلکہ جس متقدم کو تقدم علیت کی وجہ سے حاصل
ہوتا ہے وہ بے متاخر کے کسی زمانہ و مکان مین موجود نہین ہوتا صرف اسقدر ہوتا ہے کہ جب متقدم کی ذات
کی طرف خیال کرتے ہین تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اپنے معلول سے اس وجہ سے پیشتر ہے
کہ اوس کی علت ہے خلاصہ یہ ہے کہ مدبر الوجود قدیم ہے تو صادر بھی قدیم ہے
فرق صرف یہ ہے کہ مدبر الوجود قدیم بالذات ہے اور صادر قدیم
بالغیر مگر قدیم دونون ہین ۔ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

منہ
۱۲

نے جس ذات کو اول پیدا کیا ہے اسی سے عالم کے تمام اعیان و اشخاص پیدا ہوئے ہین
اسطرح کہ مدبر الوجود یعنی اللہ تعالی نے عالم علوی مین اول اپنے امر کے ساتھ عقل کامل کو کہ جسکو
عقل کلی اور عقل اول اور اول موجود اور صادر اول اور اول صادر بھی کہتے ہین پیدا کیا اور پھر اوس
کے ذریعہ سے نفس ناقص جسے نفس کلیہ اور نفس اولی بھی کہتے ہین پیدا کیا پھر نفس کو عقل
سے کمال حاصل کرنیکا ذوق و شوق پیدا ہوا پس نقصان سے کمال کی جانب نفس نے
حرکت کی مگر بدون آلہ کے حرکت پوری نہین ہو سکتی تھی اسلئے اجرام فلکی پیدا ہوئے
انکو نفس نے حرکت دوری کرائی اور اجرام فلکی کے حرکات کے سبب سے اربعہ عناصر کی طبیعتیں
پیدا ہوئین اور اربعہ عناصر کے ذریعہ سے مرکبات یعنی نباتات اور جمادات اور حیوانات پیدا
ہوئے اور اون سب مرکبات مین افضل و اشرف انسان ہے اس لئے کہ اسمین انوار قدسی
کے حاصل کرنیکی استعداد ہے اور عالم علوی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور جبکہ عالم علوی مین
عقل کامل کلی اور نفس ناقص کلی موجود ہین جنہون نے کائنات کو ایجاد کیا ہے تو عالم سفلی مین بھی
ایسی عقل کامل کا موجود ہونا ضرور ہے جو نجات کا وسیلہ ہو اور اصطلاح شرع مین اسی عقل کامل
سفلی کو رسول کہتے ہین اور رسول کی نیابت مین ایک نفس ناقص نجات کے طریقے بیان
کرنے کے لئے ہوتا ہے جسکو اس باب مین رسول کے ساتھ وہ نسبت ہوتی ہے جو نفس
کلیہ کو عقل کلی کے ساتھ کائنات کے ایجاد کرنے کے بابت نسبت ہوا کرتی ہے اسی نفس
ناقص رسول کے نائب کو امام اور رسول کا وصی کہتے ہین اور جسطرح افلاک کو عقل اول اور
نفس اولی حرکت دیتی ہین اسیطرح رسول اور امام انسانون کے نفوس کو نجات کی طرف
حرکت دیتے ہین مگر ان لوگون کے ہان مدبر الوجود یعنی اللہ تعالے کے لئے نہ کوئی نام ہے
نہ نشان نہ بیان نہ صفت اور نہ اوسکو الفاظ کے ساتھ بیان کرتے ہین پس انکے زعم مین خدا
نہ موجود ہے نہ معدوم نہ عالم نہ جاہل نہ قادر نہ عاجز وغیرہ وغیرہ کیونکہ انکا زعم یہ ہے کہ ان اوصاف
کی اثبات سے خدا کے مشارکت موجودات کے ساتھ لازم آجائیگی اور نفی اوسکا مقتضائے تعطیل

کرتی ہے اس سلئے یہ کہتے ہین کہ جو کچھ قدیم ہے وہ خدا کا امر اور کلمہ ہے اور جو کچھ محدث ہے
وہ خلق ہے اور اوس کی فطرت ہے بعد اس کے داعی مدعو سے کہتا ہے کہ یہ دوسرا یعنی صاحب
جس کو عقل کامل ہے ساتھ تعبیر کرتے ہین اعمال ذات میں مدبرالوجود کی اتباع اختیار کرتا ہے
یہانتک کہ یہ مدبرالوجود کے مرتبہ کو پہونچ جاتا ہے اسی طرح امام جسے صامت اور وصی بھی کہتے ہین
اپنے اعمال مین رسول کی پیروی کرکے رسول کے حکم مین ہوجاتا ہے جسکو ناطق بھی کہا کرتے ہین
اور دونون مین ذرہ بھر تفاوت نہین رہتا اسی طرح داعی وصی کے مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے غرضکہ
عالم کے کاروبار اسی طریق پر جاری ہین اس کے بعد داعی کہتا ہے کہ رسول کا معجزہ یہی چیزین
ہین جن سے انسانون کی سیاست کا کام متعلق ہے سوا اس کے کچھ بھی نہین اور انتظام عالم
کی غرض ہی سے بنی زمین و آسمان جواہر و اعراض کی حقیقتین بیان کرتا ہے کبھی ایسی وضاحت
کے ساتھ کہ لوگ اوسے سمجھ لیتے ہین اور کبھی ایسی رمز کے ساتھ کہ علما بھی اوس کے ادراک کی
عاجز آتے ہین اور اسی تدبیر کے ساتھ رسول کی شریعت کو انتظام حاصل رہتا ہے اور آدمی اوسی
مانتے ہین اور داعی کہتا ہے کہ قیامت اور ثواب و عذاب کے معانی یہ اور ہی ہین جو عام
طور پر اکثر آپ کی سمجھ مین آنا دشوار ہین اور وہ یہ ہے کہ کواکب کے دورون کا خاتمہ ہوکر دوسرے
دورون کا حادث ہونا سیارات اور ثوابت مین کسیطرح کون و فساد نہین آسکتا انکی طبایع اس سے
پاک صاف ہین پس قیامت کے یہ معنی اصل مین درست نہین ہین کہ اجرام علوی فنا ہوجائینگی
اس کے بعد داعی دعوت نہم شروع کرتا ہے **دعوت نہم** یہ دعوت سب دعوات
کا نتیجہ ہے جب داعی مدعو کی طرف سے مطمئن ہوجاتا ہے تو اوسے ہدایت کرتا ہے کہ
فلاسفہ کی کتب دیکھا کر اور علوم الٰہی اور طبعی کا مطالعہ کیا کر جب داعی سمجھ لیتا ہے کہ مدعو کو
فلاسفہ کے اقوال پر خوب واقفیت حاصل ہوچکی تو اب داعی اپنے رازون کو کھولنا شروع کرتا ہے
کہ جو کچھ پہلے کہی اصول و حدوث سے ابتک الحادی ہے یہ سب رموز اور اشارات ہین
طرف معانی و مبادی اور انقلاب جواہر کے اور وحی صرف نفس کی صفائی کا نام ہے اور

اور رسول یا نبی کا کام یہ ہے کہ جو بات اوس کے دل میں آتی ہے اور اوسے بہتر معلوم ہوتی ہے وہ لوگون کو بتا دیا کرتا ہے اور اوس کا نام کلام الٰہی رکھ دیتا ہے کہ لوگون کے دلونمین یہ قول اثر کر جائے اور اوسے مانین تاکہ سیاست اور مصلحت عام مین انتظام رہے اور جبکہ نبی کی حقیقت یہ ٹھہری تو اوس کے تمام اقوال پر عمل کرنا کیا ضرور اوسی قدر پر عمل کرنا چاہئے جو اپنی مصلحت اور حاجت کے مناسب ہو بلکہ عارف کے واسطے تو نبی کے کسی قول پر عمل کرنا اور پابندی ضرور نہین اوس کے لئے صرف معرفت ہی کافی ہے کیونکہ معرفت ہی اصل الاصول ہے اور سب کمالات کی انتہا اسی کی طرف ہے اور جو کچھ قیدین اور اعمال کی پابندیان مقرر ہین وہ کافرون کے واسطے واجب ہوئی ہین جو معرفت سے آگاہ نہین ہوتے اور عارف کے حق مین یہ باتین بالکل عبث اور بارگران ہین اور اقسام معرفت مین سے ان لوگون کے نزدیک ایک یہ ہے کہ انبیائے ناطق صاحب شریعت واسطے سیاست عام کے مقرر ہین اور جن انبیا کے پاس حکمت خاصہ ہے وہ فلاسفہ کی جماعت ہے اور عالم کا وجود روحانی ہے اور جو کچھ ریاضت کتب معارف کے مطالعہ مین کیجاتی ہے یہی ناظر کو امام تک پہونچا دیتی ہے اور امام کے ظہور کے معنی یہ ہین کہ دعاۃ کے ذریعہ سے اوس کے احکام امر و نہی جاری ہوتے یعنی یہی امر و نہی کا ظہور بعینہ امام کا ظہور ہے ۔ مقتدایان اسماعیلیہ خصوصًا بوہرے طالبین اور اپنے معتقدین کو غیر مذہب والون کی اہل اسلام مین سے کتب دیکھنے سے منع کرتے ہین بلکہ جسقدر بیانات متقدمین اسماعیلیہ نے اپنا کتب مین مندرج کئے ہین اونکے سیر و مطالعہ سے بھی علمائے متاخرین اسماعیلیہ روکتے ہین اور اونمین خوض و فکر کرنے سے منع کرتے ہین تاکہ ذکی الطبع ہماری فضائح و قبائح پر مطلع نہو جائے ۔ **خوجے** ۔ یہ ایک اسماعیلی المذہب قوم ہے بمبئی اور مدراس وغیرہ مین پھیلی ہوئی ہے پریچنگ آف اسلام مولفہ آرنلڈ کے صفحہ ۲۲۵ مین مذکور ہے کہ پیر صدرالدین آج سے چار سو برس پہلے سندہ مین تھے اور اسماعیلیہ مذہب رکھتے تھے اس شخص نے اپنا ایک ہندو نام رکھا تھا اور ہندوون کے مذہب کی مناسبت سے اوسنے ایک کتاب

بنائی یعنی جسکا نام اوس نے دس اوتار (دشا اوتار) رکھا تھا اور اوس کتاب مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دسوان اوتار مانا تھا خوجون نے اوس کتاب کو ابتدا ہی سے بطور آسمانی کتاب کے مانا اور مرنے کے وقت وہ کتاب ہمیشہ برکت کے لئے پڑھی جاتی ہے اور اسیطرح سبب کے دستورات مین اسکو پڑھتے ہین اور اوس کتاب مین اوس نے برہما تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور وشنو حضرت علی کو اور حضرت آدم شیو کو بنایا سب سے پہلے پیر صدر الدین کے مرید اعلای سندہ کے گاؤن اور قصبون مین ہوئے اور اوس نے کچھ مین بھی جا کے اسلام پھیلایا اور وہان سے اوس کے اصول جنوب کی طرف گجرات اور بمبئی تک پہیل گئے پیر صدر الدین پہلا اسلامی مشنری نہین ہے جو ہندوستان مین آیا بلکہ اس سے چند صدی پہلے اسماعیلیون مین سے ایک شخص الموت سے بھیجا گیا تہا اور یہ گجرات مین پہونچا وہان سدھ راج کی حکومت تھی ۱۰۹۴ء سے ۱۱۴۳ء تک اسی خاندان کی حکومت گجرات مین رہی ہے اس اسماعیلی نے اپنا ہندو نام رکھا اور مسلمانون سے کہا میرا اصلی نام سعادت ہے اس شخص نے گنوی کھاروا اور کوری ادنی قسم کی ہندوؤن کو مسلمان کیا اب خوجون کے مذہبی پیشوا سلطان محمد شاہ ہین . . سید علی شاہ ہین جنکا پیشرو سید حسن شاہ متخلص بہ عطا مشہور و معروف آقا خان محلاتی ایران سے نکلکر بمبئی مین آ کر رہا تہا حالات تفصیلی اوس کے یہ ہین کہ مرزا ابو الحسن خان قمی سلاطین زندیہ کے عہد سے آقا محمد شاہ کی سلطنت ایران حاصل کر لینے تک کرمان کا حاکم رہا تھا مرزا ابو الحسن خان کے انتقال کے بعد اوسکا فرزند شاہ خلیل اللہ نامی محلات قم مین رہنے لگا شاہ خلیل اللہ اسماعیل بن امام جعفر صادق کی اولاد مین ہونے کی وجہ سے فرقہ اسماعیلیہ مین نہایت واجب التعظیم اور امام سمجھے جاتے تھے کیونکہ اسماعیلیہ اسماعیل بن جعفر صادق کے بعد اونکی اولاد کو پشت بہ پشت خلیفہ اور امام سمجھتے ہین شاہ خلیل اللہ اسماعیلی کے پاس اسماعیلیہ فرقہ کے ہزارون آدمی ایران تو ایک طرف بلکہ ہندوستان تک سے آتے اور زکوۃ بیشمار پہونچاتے تھے یہ اعلی درجہ کی امارت کے ساتھ رہا کرتے تھے پھر شاہ خلیل اللہ یزد کو چلے گئے وہان دو برس رہنے پائے تھے

کہ اتفاق سے ایکدن انکے گماشتون اور خادمون سے ایک دکاندار کا جھگڑا ہو گیا
اوس نے نواب مرزا جعفر صدر الممالک سے یہ شکایت بیان کی نواب مذکور نے شاہ خلیل اللہ
کے آدمیون کو تنبیہ تادیب کے لئے طلب کیا وہ شاہ خلیل اللہ کے گھر مین چھپ گئے مرزا جعفر
نے اونکی گرفتاری مین اصرار کیا شاہ صاحب نے اونکو نواب کے نوکرون کے حوالہ کرنے
سے انکار کیا ملا حسین یزدی نواب کا ایک مصاحب بہت سے سپاہی اور عوام کا
ہجوم لیکر شاہ خلیل اللہ کی حویلی پر چڑھ گیا اسماعیلیون نے کواڑ حویلی کے بند کرکے اپنے مورچون
کے اوس مین سے مقابلہ کرنا شروع کیا ملا حسین کے آدمی دیوار توڑ کر اندر گھس گئے شاہ
خلیل اللہ اور بہت سے اسماعیلیہ مارے گئے حاجی محمد زمان خان حاکم یزد نے مفسدین کو گرفتار
کرکے فتح علی شاہ قاجار والی ایران کے حضور مین رپوٹ کی وہان سے حکم ہوا کہ ملا محمد حسین یزدی
اور نواب مرزا جعفر کے ساتھ مفسدون کو حضور مین بھیجو بڑی سفارش کے بعد مرزا جعفر تو تاوان
مین بہت سا روپیہ دیکر رہا ہوئے اور ملا محمد حسین کو جسمانی سزا اور بہت ذلت پہونچائی گئی اور
شاہ خلیل اللہ کا قصاص کسی پر اس لئے نہ ہو سکا کہ ہنگامہ میں یہ قرار پایا کہ کسی خاص شخص پر
خون کا جرم ثابت نہوا شاہ خلیل اللہ کے فرزند آقا خان کی بادشاہ نے بہت خاطر اور تشفی کی اور
انکی تربیت اور تقویت کے لئے اونکے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کرکے اپنا داماد بنا لیا
آقا خان دو برس کے قریب کرمان کے حاکم بھی رہے محمد شاہ بن فتح علی شاہ نے انکو وہان سے
علیحدہ کرکے اپنے پاس بلایا تو یہ قلعہ بم مین متحصن ہو گئے اور نواب فریدون مرزا گورنر فارس کے
سفارش سے انکا یہ قصور معاف ہوا اور محلات کے حاکم مقرر کئے گئے آقا خان کے پاس
چونکہ دولت ثروت اور معتقدون کی کثرت تھی اس لئے سلطنت کی طرف سے انکے خیالات
اچھے نہین سمجھے جاتے تھے سنہ ۱۲۵۵ ہجری مین محمد شاہ نے اثنائے سفر عراق مین بخشعلی خان کو
شاہزادہ فرخ سیر مرزا والی ہمدان کی گرفتاری کے لئے بھیجا آقا خان کو یہ توہم ہوا کہ یہ میرے
گرفتاری کے لئے مامور کیا گیا ہے اور کوہستان عراق مین چلے گئے آقا خان کے باپ

سے وقت گئے اور انکے زمانہ کے بھی بہت سے آدمی انکے مرید کرمان مین تھے اور اوس ملک
مین انکی شجاعت وسخاوت کے بڑی دہوم تھی کرمان مین تمام اسماعیلیہ انکی جان نثاری کو موجود
تھے حیدرآباد وسند اور بندر عباسی مین بھی انکے بہت سے ماننے والے تھے آقاخان
نے اپنی سواریان محلات سے اوٹھاکر عتبات عالیات کی طرف روانہ کر دین اور اپنے لیے
بھی مکہ معظمہ کی روانگی کا اذن حاصل کیا پیچھے احکام سلطنت کی جانب سے اس مضمون کے
تیار کر کے کہ کرمان کی حکومت آقاخان کو دیدی گئی اپنے دوستون کے پاس بھیجدیے اور
اپنے طرف سے اونکو لکھا کہ رعایا کو میری اطاعت اور دوستی کی طرف مائل کیا جائے اور
خود بندر عباس کی راہ سے طائف اور یزد کے بندرگاہون کو عبور کر کے کرمان پہونچنے کا
تہیہ کیا جب یہ خبر شاہی حکام کو ہوئی تو بہمن مرزا بہاؤالدولہ حاکم یزد اور فضل علیخان حاکم کرمان
کے نام آقاخان کی گرفتاری کے لئے احکام صادر ہوئے آقاخان یزد پہونچے تو حاکم یزد
دو توپین اور فوج لیکر بڑہا اور مقام مہریز مین آقاخان کو روک لیا اچھی طرح جنگ نہو سکے پانی
تھی کہ رات ہوجانے کی وجہ سے آقاخان وہان سے آگے کو نکل گئے اور شہر بابک مین پہونچکے
تمام افسران کرمان کو اپنے تشریف آوری کے احکام لکھے کرمان مین ایک بڑا آدمی مرجع
خلائق رہتا تھا اوس کو لکھا کہ مین بیت اللہ کی زیارت کے ارادہ سے مکہ معظمہ کو جارہا تھا
کہ رستے مین پادشاہ کی طرف سے کرمان کی حکومت کی سند مجھکو پہونچی اس لیے مین کرمان کو
آتا ہون فلان دن کرمان پہونچونگا آپ میرے استقبال کی تیاری کرین آقاخان کے دادا کرمان
مین مدتون حاکم رہ چکے تھے اور خاندان ملائے الٰہی اور خراسانی آدمی انسے بہت عقیدت رکھتے
اور سیکڑون چار ہزار آدمیون نے انکے استقبال کی تیاری کی کہ اسی عرصہ مین فضل علیخان
حاکم کرمان کے پاس سلطنت کی طرف سے یہ حکم جاپہونچا کہ آقاخان وہان آئے تو اوسے گرفتار
کر لیا جائے آقاخان نے اول شہر بابک کو فتح کیا اور وہان سے بہت کچھہ زر و جواہر حاصل
کر کے کرمان کی طرف بڑھے اور اپنے بھائی محمد باقرخان کو سیرجان پر قبضہ کرنے کے لیے روانہ

گیا یا قرخان زید آباد تک پہونچنے پایا تھا کہ فضل علیخان حاکم کرمان نے یورش کرکے اوسکو گھیر لیا
آقاخان مرد کو پہونچے اور بہت سے کشت وخون کے بعد آقاخان کو شکست ہوئی میدان جنگ
سے بھاگ گئے۔ پھر آقاخان نے فوج جمع کرکے اسفندقہ کا قصد کیا اور اوس پر قبضہ کرکے بہت
سی رسد جمع کرلی اور اب انکے پاس رودبار اور بلوچستان کے آدمی کثرت سے جمع تھے فضل علیخان
نے دو توپین اور فوج لیکر یہان بھی آقاخان کو گھیر لیا اور ایسی شکست دی کہ وہ فرار ہوگئے اور سردی
کے سارے موسم مین مقام میناب مین ہکر فوج کے جمع کرنے مین مصروف رہے موسم بہار آتی
ہے کئی توپین اور بہت سی جمعیت لیکر بڑے ترک اور احتشام کے ساتھ فتح کرمان کے قصد سے
متحرک ہوئے فضل علیخان نے اپنے بھائی اسفندیار خان اور عبداللہ خان وغیرہ افسرون کی ماتحتی
مین فوج آقاخان کی مقابلہ کو روانہ کی آقاخان نے ہر ایک کو شکست دی اسفندیار خان بھی کام آیا
اور آقاخان اس جوش مین بڑھتے چلے گئے کہ بردسیر مین جو کرمان سے پندرہ فرسنگ ہے
جا کر ٹھہرے اور اب انکی شجاعت اور فتحمندی کا تمام ملک مین شہرہ ہوگیا اور قلعہ سیر مین بڑے
استحکام کے ساتھ رہے اور جابجا فتحنامہ روانہ کئے فضل علیخان نے کرمان مین آقاخان سے
جنگ کرنا مناسب سمجھکے اپنے چیدہ اور خاص آدمیون کو ہمراہ لیکر آقاخان سے لڑنے کے
لئے سیر کو روانہ ہوا آقاخان کے دلپر فضل علیخان کا کچھ ایسا رعب چھایا کہ اوس کی آمد آمد کا آوازہ سنتے
ہی بغیر مقابلہ اور نرماشیر کی طرف بھاگ نکلے فضل علیخان نے بھی تعاقب نہ چھوڑا یہانتک
کہ بلوچستان کی ملک کی طرف آقاخان نے رخ کیا اور وہ پیچھے پیچھے تھا۔ اور مقام ریگان
مین جہان سے نرماشیر کا ضلع ختم ہوکر بلوچستان کی حد شروع ہوتی ہے فضل علیخان نے آقاخان
کو گھیر لیا اور اتنا کشت وخون کیا کہ دو تہائی آدمی آقاخان کے مارے گئے اور خود آقاخان شب
کے وقت تمام مال واسباب اور توپین اور ہمراہی چھوڑکر وہان سے بھاگ نکلے تمام سامان پر
فضل علیخان نے قبضہ کرلیا آقاخان کا لڑائی جھگڑا چار ماہ تک رہا تھا پھر آقاخان قندہار ہوتے
ہوئے ہندوستان مین داخل ہوگئے اور بمبئی مین رہنے لگے آقاخان کی منبع اس ملک

مین خوجے کہلاتے ہین زبان انگریزی کی بعض کتب مین لکھا ہے کہ یہ خوجے ہندوون مین
سے ایمان لائے ہین اوران لوگون نے آغاخان کو اسماعیلی خاندان کا امام اوراپنا روحانی
پیشوا تسلیم کیا ہے اورآغاخان گویا اسان کا جنکو حشیشین بھی کہتے ہین (یعنی مسلح حمیری کا
گروہ ہے) قائم مقام سمجھا جاتا ہے خوجے لوگ خاصکر کاٹھیاواڑ کے جزیرہ نما مین زیادہ رہتے
ہین اوراونہون نے اپنی تجارتی نوآبادیان افریقہ کی مشرقی کنارہ پر قایم کی ہین اس تقریر
سے کہ آغاخان گویا جانشین حسن کے قایم مقام سمجھے جاتے ہین یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آغاخان
خاندان نزاریہ مین سے ہین نہ مستعلیہ مین سے یہی وجہ ہے کہ بوہرے جو مستعلیہ کی روش پر
ہین آغاخان کی امامت کے قائل نہین کیونکہ مصری اسماعیلیہ نزار اوراوس کی اولاد کی امامت
کے منکر ہین اور بوہرون کے ملاجی مین جنکا مقام سورت مین ہے اورآغاخان اوراوسکے
جانشینونمین ان بیانات سے یہ فرق معلوم ہوتا ہے کہ آغاخان خود اسماعیلی نسل مین ہونے کی
وجہ سے اپنے متبعین کے نزدیک امام ہین اور بوہرون کے ملاجی داعی ہین امام نہین خوجے
اپنے پیشوا کو یہانتک مفترض الطاعت جانتے ہین کہ تمام عبادات اوربجاآوری احکام شرع
کو اوس کی بندگی اوراطاعت مین منحصر سمجھتے ہین اوراس قوم سے نذرانہ مین اوس کو
اتنی دولت پہونچتی ہے کہ امیرانہ ٹھاٹ کے ساتھ بسر کرتا ہے سابق مین خوجے شرعی
علم وعمل کی طرف متوجہ تھے اب اونمین تہذیب ترقی کرتی جاتی ہے تو اس طرف بھی مائل
ہونے لگی ہین بلکہ ہزارہا اونمین سے سنی ہوگئے اور آغاخان سے انکو عقیدت نہین رہی آغاخان
نے گورنمنٹ انگریزی مین دعوے کیا کہ ان سنی خوجون سے بدستور قدیم میرا نذرانہ ملتا رہے
تو گورنمنٹ نے آغاخان کی رعایت سے ان منحرف خوجون پر بھی اونکا نذرانہ قایم رکھا تھا مین
گورنمنٹ آغاخان کی اسوجہ سے منت پذیر ہے کہ فتح سندہ کے معاملات مین گورنمنٹ
کو آغاخان نے مدد دی تھی انکا ہر ایک قایم مقام آغاخان کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

زیدیہ - زید بن علی زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب کی طرف منسوب ہین یہ لوگ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے امام زین العابدین تک امامت کے قائل ہین بعد اونکے زید بن
زین العابدین کو امام اعتقاد کرتے ہین سنہ ۱۲۱ ہجری اور بقولی سنہ ۱۲۲ ہجری کا ہین جب زید بن علی نے
ہشام بن عبدالملک مروانی پر خروج کیا اور لوگون کو بیعت کے لئے دعوت کی تو بہت سے
لوگ اونکے شریک ہوگئے اور اونکی امامت کے قائل ہوئے اور اون سے بیعت کی اور بارہ ہزار
آدمی یا تیس ہزار شیعہ تیرائیہ مین سے کہ اکثر اونہین سے کیسانیہ و مختاریہ تھے اور تھوڑے سے وہ لوگ
بھی جو زین العابدین علیہ السلام کی امامت کے قائل تھے اونکی ہمراہ ہوے اون دنون کوفہ اور
عراقین کا گورنر ہشام کی طرف سے یوسف بن عمر ثقفی تھا یہ سب جماعت اوس سے لڑنے
کو چڑہی یوسف بھی اپنا لشکر آراستہ کر کے مقابلہ کو آیا تو یہ شیعہ گھبرائے کیونکہ جان جانے اور جیت
کے امتحان کا وقت قریب آگیا تھا انہین سے ایک جماعت نے زید شہید سے دریافت کیا
کہ آپ شیخین کے حق مین کیا کہتے ہین زید نے کہا کہ مین اونکو اچھا جانتا ہون اور میرے خاندان مین
جس نے اونکا ذکر کیا اونکو نیکی کے ساتھ یاد کیا ہم مین سے کسی نے اس سے زیادہ نہین کہا
کہ نبی علیہ السلام کی خلافت کے لئے سب سے زیادہ ہم مستحق تھے شیخین نے ہمارا حق ہمکو نہین پہنچنے
دیا مگر اس بات سے اونکا کفر لازم نہین آتا اونہون نے مخلوق مین عدل و انصاف کیا قرآن
اور سنت رسول پر عمل کیا کسی پر ظلم نہین کیا شیعہ بولے کہ بنی امیہ بھی تو کہتے ہین کہ ہم کتاب
خدا اور سنت رسول پر عمل در آمد رکھتے ہین تو اونکے ساتھ تم کیون جنگ کے لئے ہمکو بلاتی ہو
اس صورت مین یہ بھی ظالم نہ ٹہرینگے زید شہید نے فرمایا کہ بنی امیہ کو حضرت ابوبکر و عمر سے کیا
مناسبت یہ تمام مسلمانون پر ظلم کرتے ہین شیعہ کہنے لگے کہ تم ہمارے امام نہین
ہمارے امام گذر گئے مراد اس سے امام محمد باقر تھے اور بیعت توڑ کر اپنے اپنے گھرون کو چلے گئے
مگر خالص مخلص ہمراہ رہ گئے جنگ مین اتفاقاً ایک تیر زید کی پیشانی پر لگا جس کے صدمہ سے
طائر روح قفس عنصری سے اوڑ گیا تاریخ الخمیس مین لکھا ہے کہ یوسف نے زید کی جسد کو برہنہ کر کے
سولی دی اور چار سال تک اونکا جسد یون ہی سولی پر رہا اور اوسکے منبر پر مکڑی نے جالا لگایا

دیا تھا جو لوگ زید شہید کے ساتھ تھے وہ اپنے آپکو شیعہ خالص کہنے لگے اور کہا کہ امام جعفر بھی
تھی کہ اپنے اسلاف کی طرح ظالم دشمنوں سے لڑ کر مارے گئے اور اپنی جان امامت کی راہ مین
دیدی اور امام کو یہی چاہیے کہ راہ خدا مین کسی سے نہ ڈرے اور تلوار کے ساتھ نکلے اور کسی کی پشتی
و رفاقت یا ترک مدد کی پروا نہ کرے اور جو لوگ اونسے جدا ہو کر کوفہ کو چلے گئے تھے اونہین
روافض کہنے لگے بلکہ جب اون جوڑ سے شیعون نے ترک رفاقت کی تو خود زید شہید نے
کہا تھا کہ یہ لوگ روافض ہین۔ غنیۃ الطالبین مین لکھا ہے کہ شیعہ وہ ہے کہ تفضیل نہ دے حضرت
علی پر اور رافضی وہ ہے کہ تفضیل دے حضرت علی کو حضرت عثمان پر مولوی شبلی صاحب نے
سیرۃ النعمان مین کہا ہے کہ شاہ عبد العزیز صاحب نے تحفہ مین لکھا ہے کہ زید بن علی نے بنی امیہ
کے عہد مین جو بغاوت کی تھی امام ابو حنیفہ اوس مین شریک تھے نامہ دانشوران کے مولفون
نے بھی ایسا ہی گمان کیا ہے لیکن ہم اسکو تسلیم نہین کر سکتے جس قدر تاریخین اور رجال کی کتابین
ہمارے سامنے ہین انمین کہین اسکا ذکر نہین حالانکہ اگر ایسا ہوتا تو ایک قابل ذکر واقعہ تھا غالبا
اس غلط فہمی کا منشا یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ کا خاندان اہل بیت کے ساتھ ایک خاص ارادت
رکھتا تھا امام صاحب نے ایک مدت تک امام باقر کے دامن فیض مین تربیت پائی تھی کوفہ
کی ہوا مین ایک مدت تک شیعہ پن کا اثر تھا ان اتفاقی واقعات سے امام ابو حنیفہ کی نسبت
یہ گمان پیدا کر دیا اور تاریخی شہادتین بالکل اس کے خلاف ہین انتہی کلامہ اصل حال یہ ہے
کہ زمخشری نے کشاف مین اس آیت کی تفسیر لاینال عہدی الظالمین لکھا ہے کان
ابو حنیفۃ یفتی سرا بوجوب نصرۃ زید بن علی رضوان اللہ علیہ وحمل
المال الیہ والخروج معہ علی اللص المتغلب المسمی بالامام والخلیفۃ کالد
وانقی واشباھہ یعنی امام اعظم کو خفی طور پر لوگون کو فتوی دیتے تھے کہ زید بن زین العابدین
کی مدد کرنا چاہیے اور مال اونکو دینا چاہیے اور لڑائی مین متغلب چورون مثل منصور دوانقی اور اوس
کی طرح کے لوگون کے مقابل اونکا ساتھ دینا چاہیے زمخشری کا اس قول کو نامہ دانشوران اور

یہ بیان تاریخ طبری
و تاریخ کامل ابن
اثیر و مسعودی
و تاریخ ابن
خلدون [illegible]
[illegible]

نواقض سبعه مین بھی نقل کیا ہے اور اس کی نقل کے بعد کوئی تکذیب نہین کی ہے اور جلد
اول تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ یہ قصہ بھی مشہور ہے کہ زید بن علی نے ہشام بن عبد الملک
مروانی پر خروج کیا تو امام ابو حنیفہ لوگون کو مخفی طور پر فتوی دیتے کہ زید بن علی کی مدد کرنا اور انکی
رفاقت مین جنگ کرنا واجب ہے اور امام صاحب نے مدد کے لیئے مال و اسباب زید بن
علی کے پاس بھیجا اور صواعق محرقہ مین زید بن علی کے حق مین بیان کیا ہے **ومن القائلین
بصحة امامته وجواز خروجه علی الظلمة ووجوب اتباعه ابو حنیفة
نعمان بن ثابت الکوفی** - یعنی زید بن علی کی امامت کی صحت کے امام ابو حنیفه قائل تھے
اور انکے خروج کو اوس وقت کے حکام ظالم پر جائز قرار دیتے تھے اور انکی مدد اور شراکت
کو واجب بتلاتے تھے شاہ صاحب نے تحفہ مین اسی صواعق محرقہ کی اتباع کی ہے اگرچہ مولوی
شبلی صاحب کی تحریر جو ہمارے وقت مین فن تاریخ مین کوس لمن الملکی بجا رہے ہین اور اون
لوگون کی نظر مین جو علوم عربیہ سے نابلد ہین اور انکی مبلغ تحقیقات کا مدار اخبارات کی تحریرات
پر ہے اور جو کسی قدر ترقی یافتہ ہین وہ تعلیم انگریزی کے کسی درجہ مین پاس ہو چکے ہین
اعلی درجہ کے مورخ اور محقق ہین کسی امر مین شک ظاہر کرنا چھوٹا منہ بڑی بات ہے مگر مولوی صاحب
نے اس واقعہ کا بے اصل ہونا چند وجوہ اور قرائن سے قرار دیا ہے اون سے اس
واقعہ کی غلطی ثابت نہین ہوتی ہم مولوی شبلی صاحب سے دریافت کرتے ہین (۱) شاہ صاحب
کی تحریر اتنی شہادتون کے سامنے قابل وثوق ہے یا نہین اور یہ شہادتین معتبر ہین یا نہین اگر
زمخشری کو علم تاریخ سے مس نہ تھا جیسا کہ شبلی صاحب نے الفاروق کی جلد (۲) صفحہ ۱۴۲
مین اسکی تصریح کردی ہے لیکن امام فخر الدین رازی نے جنکی تفسیر نہایت صحیح اور مستند خیال
کیجاتی ہے اس واقعہ کی تغلیط کیون نہین کردی اور نامہ دانشوران کے مولفون نے اس روایت
پر جو زمخشری نے تحریر کی کیون نہ اعتراض کیا بلکہ اعتراض تو درکنار اوسکو صحیح سمجھکر خود بھی روایت
کردی (۲) مولوی صاحب کا یہ قول کہ تاریخی شہادتین بالکل اس کے خلاف ہین پکار کر کہہ رہی

یہ کیونکر ہے کہ مؤرخین نے اس قصہ کی تغلیط اور تردید کی ہے یا یہ لکھدیا ہو کہ امام ابوحنیفہ صاحب نے
زید بن علی کی مدد نہین کی تھی حالانکہ اکثر تواریخ کو ورق ورق لوٹ کر دیکھے گئے کسی مورخ نے
کوئی اس قسم کا لفظ نہین لکھا جس سے اثبات پر دلالت ہوسکے کہ امام صاحب نے زید بن
علی کی مدد نہین کی یا اونکو خروج کو برا جانتے تھے یا یہ واقعہ غلط ہے نہایت کار یہ ہے کہ طبری
ابن الاثیر ابن خلکان ابن خلدون ابو الفدا وغیرہ نے اس قصہ کو نہین لکھا ہے مگر جائے انصاف
ہے کہ ان مورخون نے اس قصہ کو غلط بھی نہین قرار دیا پس اونکی خاموشی سے یہ غلط نہین ہوسکتا
(۳) اگر واقعی یہ قصہ غلط تھا تو مولوی شبلی صاحب کو لازم تھا کہ اس بات کو نہایت مدلل کر کے
وضاحت سے تحریر فرماتے کہ امام صاحب کو زید بن علی کی مدد کرنے مین کیا قباحت تھی حالانکہ اونہون
نے ابراہیم کی علانیہ تائید کی تھی جو زید ہی کے ہم قسم تھے اور انہون نے منصور دوانقی پر خروج
کیا تھا اور یہ کس نے لکھا ہے کہ امام صاحب نے زید کی مدد نہین کی صرف اپنے قیاس و تخمین
سے تغلیط کرنا قابل وثوق نہین (۴) خاندان اہل بیت کے ساتھ اوس وقت کے اور بھی معتدبہ
آدمی عقیدت رکھتے تھے پھر انکی نسبت ایسی غلط روایت کیون نہ مشہور ہوگئی (۵) مولوی شبلی نے
کسی روایت ضعیف یا قوی تاریخ کے حوالہ سے تذکرہ تحریر نہین کیا کہ فلان تاریخ یا روایت
مین یہ قصہ خلاف روایت مشہورہ کے موجود ہے (۶) اکثر کتب اہل سنت مین اس واقعہ کو
تحریر کیا ہے اور آجتک کسی عالم اہل سنت یا شیعہ نے اس قصہ کی تردید نہین کی (۷) کیا طبری
یا کامل وغیرہ تواریخ مین کوئی کلی یا جزئی واقعہ فروگذاشت نہین ہوگیا کیا بالاستیعاب سب
واقعات لکھدیئے گئے ہین (۸) کیا امام ابوحنیفہ صاحب کے تمام مخفی وعلانیہ واقعات قلمبند ہوگئے
ہین (۹) کیا زمخشری یا امام فخر الدین رازی یا مولف صواعق محرقہ وغیرہ کوئی تاریخ کی کتاب لکھتے
تو انکا پایہ طبری یا کامل یا تاریخ ابن خلدون یا وفیات الاعیان یا ابو الفدا وغیرہ کے سامنے قابل اعتبار
نہوتا (۱۰) کیا جن لوگون نے اس واقعہ کو لکھا ہے اون سے مولوی شبلی زیادہ نقاد یا علوم عربیہ
و تواریخ کے زیادہ ماہر ہین (۱۱) کیا مولوی شبلی کی نظر تمام تواریخ اور تمام اسماء رجال کی کتابون پر حاوی ہوگی

سے ہے بوجوہ مذکورہ جسطرح یہ فقہ مشہور ہے اوسی طرح پر اوس کی صحت ہوتی ہے
خلاصہ کلام یہ ہے کہ جسقدر مخلص زید کے ساتھ رہے تھے اونہون نے اپنی جانون کو زید کی طرف
منسوب کردیا اور مذہب جدا گانہ نکال لیا انمین سے عمدہ داعی یہ لوگ ہین یحیےٰ بن زید بن علی بن
حسین اور یحیےٰ بن حسین بن ہاشم کہ حسن بن حسن بن علی کرم اللہ وجہہ کی نسل سے تھا اس نے
اپنا لقب ہادی الی الحق رکھا اور سنہ میں خروج کیا اور یمن اور حجاز کی شہرون پر قبضہ کرلیا اور احکام نام ایک
کتاب فقہ زیدیہ مین تصنیف کی اور اسکا بیٹا مرتضےٰ بھی زیدیہ کے مذہب کا داعی تھا اور حسن
بن احمد بن یحیےٰ بن حسین اور یحیےٰ بن احمد بن یحیی بن حسین یہ بھی زیدیہ کی دعاۃ مین سے تھے اور
یہانتک زیدیہ کا مذہب خالص رہا کہ اصحاب کبار پر تبرا نہین کرتے اور زیدسے بہت سے
نصوص اس مدعا پر نقل کرتے ہین اور سب کو نیکی کے ساتھ یاد کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اگرچہ
امامت جناب امیر کا حق تھا مگر اونہون نے خود خلفائے ثلثہ کو دیدی اور کہتے ہین کہ بیعت
خلفا کی خطا نہ تھی اسواسطے کہ جناب امیر اوس سے راضی تھے اور معصوم خطاو باطل سے
راضی نہین ہوتا ہے زیدیہ کہتے ہین کہ حضرت ابوبکر کے خلیفہ مقرر کرنے مین مصلحت تھی اسواسطے
کہ حضرت علی کی تلوار ابھی دشمنان دین کی خون سے خشک نہوئی تھی ... اور عداوتین دلوتین موجود
تھین اگر اونہین خلیفہ کردیتے تو شاید دین مین خلل پڑجاتا اور انتظام بگڑجاتا اور حضرت ابوبکر کے
مقرر کرنے مین جھگڑونکی دفعیہ کا خیال تھا انکا سارا مذہب امامت کے باب مین اہل سنت وجماعت
کے مذہب سے موافق تھا مگر فرق اسقدر ہے کہ انکے نزدیک امام کا فاطمی ہونا شرط ہے اور
جب وہ فاطمی کسی غیر فاطمی کو امامت سپرد کردے تو اوسکی امامت منعقد ہوجاتی ہے لیکن
یہ حال اون لوگون کا تھا جو خالص زید شہید کے متبع تھے پھر بعضے علمائے زیدیہ نے بعضی باتین
اسماعیلیہ وامامیہ کے مذہب مین سے لیکر مذہب زیدیہ مین داخل کرکے آپ داعی اس مذہب
کے بنی اور ہر ایک کے متبعین سے ایک فرقہ مقرر ہوگیا جیسے ابوالجارود کہ کنیت اوسکی ابوالنجم
ہے اور سلیمان بن جریر اور ابتر ثومی اور حسین بن صالح اور نعیم بن یمان اور یعقوب وغیرہ

مذہب زیدیہ مین شمار ہوتے ہین - اور زید بن علی بن امام حسین بن امیر المومنین علی واصل بن عطا رئیس
معتزلہ کی شاگرد تھے اصول کو اوسی سے لیا تھا نواب صدیق حسن خان نے لکھا ہے کہ سارے
زیدیہ اصول مین معتزلی ہین مگر مسئلہ امامت مین معتزلہ سے مخالف ہین - زید بن علی کا مذہب
واصل بن عطا سے لیا گیا ہے انتہی سید شریف نے شرح مواقف مین لکھا ہے کہ ہمارے
زمانہ مین زیدیہ مقلد ہین اصول مین اعتزال کے طریق پر ہین اور فروع مین مذہب حنفیہ کے طریق
پر مگر چند مسائل مین خلاف رکھتے ہین حالانکہ زید بن علی واصل کے مذہب پر نہ تھے گو واصل
اونکا اوستاد تھا مگر زید کے اوستاد معتزلی ہو گئے ہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ بھی استاد کے
مذہب پر ہون کتاب الازہار مین کہ فقہ زیدیہ مین ایک معتبر کتاب ہی کتاب السیر کے اندر
لکھا ہے کہ زیدیہ کے نزدیک وجوب امامت کا طریق شرع ہے اور زیدیہ کہتے ہین کہ
جس شخص مین پانچ خصلتین ہون علم زہد شجاعت اور اولاد فاطمہ زہرا سے ہو حسنی ہو یا حسینی اور بعض
نے اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ صبیح الوجہ بھی ہو اور کسیطرح کی آفت اوسمین نہو اور وہ تلوار کے ساتھ
خروج کرے اور لوگون کو اپنی امامت کی طرف بلائے تو امامت اوس کی منعقد ہو جاتی ہی کتاب
الازہار مین مذکور ہے کہ کوئی آدمی نہ دعوت سے امام بن سکتا ہے نہ امام مقرر کئے جانے سے
جب تک اوس مین چودہ شرطین موجود نہون جنمین سے پانچ خلقی (پیدائشی) ہین اور سات اکتسابی
شرائط خلقی یہ ہین (۱) مکلف ہو (۲) مرد ہو (۳) حر ہو (۴) علوی فاطمی ہو اگرچہ آزاد کیا ہوا ہو
اسطرح کہ کوئی مرد فاطمی کسی کی کنیز سے عقد کرے اور اوس کنیز سے بیٹا پیدا ہو تو یہ بیٹا فاطمی علوی ہی
مگر مملوک ہے جب اس بیٹے کو کنیز کا مالک آزاد کر دیگا تو اسمین امامت کی صلاحیت پیدا ہو جائیگی
مگر ایسا مرد جسکی نسبت علوی دعوے کرے کہ میرے نطفہ سے ہے اور غیر علوی کہے کہ میرے
نطفہ سے ہے اوس وقت تک امامت کے قابل نہین جب تک یہ مقرر نہو جائے کہ یہ علوی کا نطفہ ہی
غیر کا نطفہ نہین (۵) حواس اور اعضا درست ہون اور شرائط اکتسابی یہ ہین (۱) علوم دینی کا
مجتہد ہو (۲) صاحب عدالت ہو (۳) سخی ہو اسباب مین کہ جہان مال خرچ کرنا مناسب ہو

دوان بیچ کرے بیکار نہ خرچ کرے (۴) مدبر ہو یعنی اوسکی رائے زیادہ تر صائب ہو (۵) جری
اور بہادر ہو ایسے محل پر جہان اپنی سلامت رہنے کی امید ہو (۶) ایسے وقت مین دعوت کرے
کہ اوسکی دعوت سے پہلے کسی شخص جامع الشرائط کی جانب سے دعوت امامت نہو چکی ہو اور
کوئی اور ایسا آدمی امام نہ مان لیا گیا ہو کیونکہ جب امامت کی دعوت اسکی دعوت سے قبل شروع
ہوکر تسلیم کر لی گئی ہے تو وہ پہلا شخص امام ہے پھر دوسرے جامع الشرائط کو اپنی ذات کے طرف
دعوت نکرنا چاہئے بلکہ پہلے شخص کی طرف دعوت کرنا چاہئے نہین تو یہ دوسرا شخص باغی قرار
پائیگا اور ایک زمانہ مین دو اماموں کا ہونا صحیح نہین - اور امام کو ان ۹ کامون کے سوا اور کچھ نکرنا
چاہئے (۱) حدود کا قایم کرنا (۲) جمعہ اور جماعت کا قایم کرنا (۳) مسلمانون مین حکام مقرر کرنا (۴)
احکام کا اجرا کرنا (۵) جس پر کسی کا حق ہو تو اوس کو ادا کرنے پر مجبور کرنا (۶) واجبات دینی جیسے
نماز روزہ وغیرہ کی لوگون سے تعمیل کرانا اور ان چیزون پر اونکو پابند کرنا (۷) مصالح عامہ کی لئے
والی مقرر کرنا مثلاً جن لوگون کے لئے ولی مقرر کرنے کی ضرورت ہو اونکی ولی مقرر کرنا (۸) کفار سے
جہاد کرنا یا باغیون کو زیر کرنا (۹) زکوٰۃ وغیرہ حقوق مالیہ لوگون سے وصول کرنا - جب امام کی دعوت
متواتر طور پر کسی مسلمان کو پہونچے تو اوس کو چاہئے کہ اوسمین شروط امامت کو تلاش کرے جب
کامل الشروط ثابت ہو تو اوسکی دعوت قبول کرلے کیونکہ اگر دعوت ایسی حالت مین قبول نکریگا
تو اوس کی عدالت ساقط ہو جائے گی گواہی اوسکی قبول نہو گی غنیمت مین سے مال نہ پائیگا اور
جو امام کے ساتھ دل سے عداوت کرے وہ مخطی ہے اور جو زبان سے عداوت ظاہر کرے
وہ فاسق ہے اور جو ہاتھ سے بھی مخالفت کرے وہ محارب ہی اور اوس باغی کے لئے
غنیمت مین سے حصہ ہے جو امام کے بعض معاملات مین مدد کرے اور ہر مجتہد مصیب ہی اصح
یہی ہے اور زندہ امام کی تقلید مرے ہوئے امام کی تقلید سے اولیٰ ہی اور جو امام زیادہ علم رکھتا
ہو خواہ مردہ ہو یا زندہ اوس کی تقلید اولیٰ ہے اور اہل بیت مین سے ائمۂ مشہور اپنی غیر سے
تقلید کے لئے اولیٰ ہین - اور کتاب مذکور مین لکھا ہے کہ امامت کا طریق دعوت ہے

شارح کہتا ہے کہ اکثر زیدیہ جیسے جارودیہ اور بتریہ اور صالحیہ کے نزدیک ثبوت امامت
طریق دعوت سے ہے اور دعوت کے معنی یہ ہین کہ لوگون کو بلاوے کہ تقاضہ جہاد کرین حدود
اور جمعہ جماعت قائم کرین باغیون کو مغلوب کرین غزوات مین سعی کرین ظالمون اور بدکارون
کی صحبت سے حتی الامکان بچین ابن جبیر نے اپنے سفرنامہ مین واقعات ماہ جمادی الاول ۵۷۹ھ
مین لکھا ہے کہ حرم شریف مین اہل سنت کے چار امام ہین اور فرقہ زیدیہ کا ایک امام ہے
اس شہر مین اکثر شرفا کا مذہب زیدیہ ہے اور یہ لوگ اذان مین حی علے الفلاح کے بعد حی علی
خیر العمل اور اضافہ کرتے ہین نماز جماعت کے ساتھ نہین پڑھتے ظہر اور عصر ملا کر پڑھتے ہین
اور مغرب کی نماز اہل سنت کے امام کی بعد ادا کرتے ہین - ابن خلدون نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے
کہ زید کی شہادت کے بعد زیدیہ مین امام کی نسبت اختلاف ہوگیا بعضے زیدیہ اونکے بیٹے
یحیی کو امام ماننے لگے جو خراسان مین چلے گئے اور امامت کے لئے ریشہ دوانی کرنے لگے مگر
کامیاب نہوسکے اور جوزجان مین مارے گئے اونہون نے محمد بن عبد اللہ بن حسن بن حسن سبط
کی امامت کے لئے وصیت کی تھی ان محمد کو نفس زکیہ کہتے ہین نفس زکیہ نے حجاز مین خروج
کیا اور مہدی کے لقب کے ساتھ مشہور ہوئے نفس زکیہ منصور کے لشکر سے شکست کھا کر
مارے گئے انہون نے اپنے بھائی ابراہیم کے لئے وصیت کردی تھی ابراہیم نے بصرہ مین
خروج کیا ابراہیم کے ساتھ عیسی بن زید بن علی سجاد بھی تھے فوج منصور کے ہاتھ سے عیسی
اور ابراہیم دونون مارے گئے دوسرے زیدیہ کہتے ہین کہ محمد نفس زکیہ کے بعد محمد بن قاسم
بن علی بن عمر امام ہوئے یہ عمر زید بن علی سجاد کے بھائی تھے محمد بن قاسم نے طالقان مین خروج
کیا تھا مگر معتصم کے لشکر نے انکو مغلوب کرکے گرفتار کرلیا اور ایک گروہ زیدیہ کا کہتا ہے کہ یحیی
بن زید کے بعد اونکے بھائی عیسی امام ہین اور یہ وہی عیسی ہین جو ابراہیم کے شریک ہوکر منصور
سے لڑے اور مارے گئے اور یحیی کے بعد امامت اونکی اولاد مین قرار دیتے ہین اور
ایک گروہ کہتا ہے کہ محمد بن عبد اللہ کے بعد اونکے بھائی ادریس امام ہین جو افریقیہ کی طرف

بھاگ گئے تھے وہین فوت ہوئے انہون نے زنگیون کو اپنی اطاعت کی طرف دعوت کی تھی
ادریس کے بعد اونکے بیٹے ادریس امام ہوئے انہون نے شہر فاس آباد کیا ادریس کی اولاد
افریقہ مین بادشاہ ہوئی۔ جب انکی حکومت مٹ گئی تو زیدیہ کا کام ابتر ہوگیا۔ انکا ایک داعی جسکا
نام حسن بن زید بن محمد بن اسماعیل بن حسن بن زید شہید ہی مالک ہوگیا اور اس داعی کے بھائی محمد
کو بھی حکومت پہونچی اور زیدیہ مین سے ناصر اطروش نے دیلم مین اس مذہب کی طرف دعوت شروع
کی ہزارون آدمی اوس کے ہاتھہ پر مسلمان ہوئے اسکا نام حسن بن علی بن حسن بن علی بن عمر ہے
اور یہ عمر زید بن علی سجاد کے بھائی ہین۔ سارے زیدیہ کا مثل امامیہ کے یہ عقیدہ ہے کہ اللہ کا
ارادہ حادث ہے اور اوس کا ارادہ سارے موجودات پر عام و محیط نہین بلکہ بہت سے موجودات
اوس کے بلا ارادہ پیدا ہوگئی ہین جیسے شر اور آفت اور کفر اور معصیت اور یہ بھی کہتے ہین کہ اللہ
کی بعض مرادین واقع نہین ہوسکتین اور شیطان اور کافرون کی واقع ہوجاتی ہین۔ اور یہی امامیہ کا بھی یہی
عقیدہ ہے اور زیدیہ یہ بھی کہتے ہین کہ اللہ بعض بندونکی ہدایت کا ارادہ کرتا ہے مگر شیطان و
مغویان بنی آدم اوسے گمراہ کردیتے ہین اور اللہ تعالی کا ارادہ انکے سامنے نہین چلسکتا یہی عقیدہ
امامیہ کا ہے اور کہتے ہین کہ تکلیف اللہ تعالی پر واجب ہے یہی مذہب امامیہ کا ہے برخلاف
اہلسنت کے کہ اونکے نزدیک اللہ پر تکلیف واجب نہین بلکہ وہ ابرار پر تفضل ہے اور فجار کے
حق مین عدل ہے اور یہ آٹھ فرقے ہین جن مین قدر مشترک زید بن علی کی امامت ہے انمین
سے اکثر کی نزدیک ائمہ کا ایک وقت بلکہ ایک مقام مین متعدد ہونا جائز ہے۔

اول فرقہ جارودیہ۔ مجمع البحرین مین لکھا ہے کہ یہ فرقہ اپنے رئیس کی طرف منسوب ہے

[1] مروج الذہب مین کہا ہے۔ ان الزیدیۃ کانت فی عصرہم ثمانیۃ فرق یعنی زیدیہ اپنے زمانہ مین آٹھ فرقے تھے اور انمین مریدیہ
اور ابرقیہ اور عقبیہ اور یمانیہ اصحاب محمد بن یمان کوفی یہ چار نام لکھے ہین بغیر تفصیل کے اور چار نام یہ لکھے ہین۔ یعقوبیہ اور ابتریہ اور جریریہ
اور جارودیہ اور نفائس الفنون مین کہا ہے کہ زیدیہ پانچ فرقے ہین جارودیہ سلیمانیہ صالحیہ چوتھا فرقہ ناصریہ کہ شریف ناصر الکبیر کے متبع
جنکی قبر آمل مین ہے۔ پانچوان فرقہ ابوالحسینیہ جو متبع ہین شریف ابوالحسین کے جو دیلم مین مدفون ہین ۔ ۱۲ [2] صاحب کشاف
اصطلاحات فنون نے اس فرقہ کے بیان مین حروف کے عجیب تصحیف کردی ہے صفحہ ۱۹۵ مین کہا ہے جارودیہ زیدیہ کا ایک فرقہ ہے ۲

جو خراسان کا باشندہ تھا اور اوسی ابو الجارود زیاد بن منذر عبدی کہتے ہین اسکا امام محمد باقر نے
سرحوب نام رکھا تھا سرحوب ایک شیطان ہے نابینا کہ دریا مین مقیم ہے او مجمع البحرین سے
معلوم ہوتا ہے کہ سرحوب طویل کے معنے مین ہے اسی لئے اس فرقہ کو **سرحوبیہ** بھی کہتے ہین
اسکا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نص کی تھی امامت حضرت علی پر وصف کے ساتھ
نہ نام کے ساتھ اور جو خصلتین اور علامتین اور نشانیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد خلیفہ
ہونے مین بیان فرمائی تھین ارباب فراست نے اونکو جان لیا کہ مراد اس سے جناب امیر کی
ذات فائض البرکات ہے کوئی اور نہین اس لئے کہ وہ سب خصائل آپ ہی مین موجود تھین
دوسرونمین موجود نہین پس جبکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کی خلافت پر ایسی نص
بیان کی جو تسمیہ کی قوت مین ہے اور صحابہ نے سرور کائنات کے انتقال کے بعد حضرت
ابوبکر کو اختیار کرکے اونکو خلیفہ بنایا تو یہ کام نص رسول کے خلاف کیا اور لوگ ترک کرنے سے متابعت
حضرت علی اور حسن اور حسین علیہم السلام اور اونکی اولاد کے کافر ہوگئے اور مواقف مین لکھا ہے کہ جارودیہ
کا مذہب یہ ہے امامت حسن اور حسین کے بعد اونکی اولاد مین شوری ہے جو کوئی انمین سے تلوار
کے ساتھ خروج کرلیا اور حق کی طرف بلاتا ہوگا اور امور دین کا عالم اور شجاع ہوگا وہی امام ہے اوسکی
اطاعت واجب ہے اسی لئے یہ کہتے ہین کہ اگر دو امام ایک زمانہ مین دو مقامون پر
حکومت کرتے ہون اور اونمین امامت کی شرطین جمع ہون اور اطاعت اونکی لوگون نے تسلیم
کرلی ہو اور مفترض الطاعت مان لیا ہو تو یہ بات جائز ہے اور یہ بات اجماع سلف کے خلاف
ہے شرح مقاصد مین لکھا ہے کہ جارودیہ معتزلہ اور خوارج اور اہل سنت کے ساتھ اس بات مین
متفق ہین کہ امامت اہل حل وعقد کے اختیار کر لینے سے بھی ثابت ہوجاتی ہے اور ان کو ائمہ
کی ترتیب اور توقف اور امام منتظر مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ حضرت علی سے امامت
حضرت حسن کو پہونچی اور حضرت حسن سے امام حسین شہید کو اور امام حسین سے امام علی زین العابدین
کو اور اون سے زید شہید کو اور زید سے اولاد امام حسن کو اور اس سلسلہ مین محمد بن عبد اللہ بن

حسن بن حسن میں امامت کے تمام خصائل جمع تھے وہی امام منتظر ہیں یہ محمد منصور کے عہد میں دعوت
امامت کی وجہ سے مدینہ میں مقتول ہوئے اور یہ لوگ اونکے مقتول ہونیکے منکر ہیں انکا عقیدہ
یہ ہے کہ محمد بن عبداللہ جلد ہی آ کر خروج کرینگے اور زمین کو عدل سے بھر دینگے
اور بعضے جارودیہ کی رائے یہ ہے کہ محمد بھی مقتول ہو چکے ہیں اور اونکے بعد امامت
محمد قاسم بن علی بن امام حسین بن حضرت علی کو پہونچی ہے جنہیں صاحب طالقان کہتے ہیں
یہی امام ہیں انہوں نے معتصم کے زمانہ میں خروج کیا اور گرفتار ہوئے معتصم نے اونہیں قید
میں رکھا تھا قیدخانہ میں انتقال کیا یہ لوگ اونکی موت کے منکر ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ
امامت اونکے بعد یحییٰ بن عمر بن یحییٰ کو پہونچی جو حسین ذی الدمعہ بیٹے شہید زید بن علی زین العابدین
کی نسل سے تھا اس یحییٰ نے مستعین باللہ کے عہد میں محمد بن عبداللہ بن طاہر حاکم عراق
پر خروج کیا تھا کتب تواریخ اور انساب کی کتابوں میں انکا نام صاحب شاہی ذکر کرتے ہیں یہ
مستعین کے عہد میں مارا گیا اور یہ لوگ اوسکی موت کے منکر ہیں ملل و نحل شہرستانی
میں یحییٰ کو محمد بن عیسیٰ بن زید شہید کا فرزند لکھا ہے یہ غلطی ہے اسلئے کہ نسابین
کا اسپر اتفاق ہے کہ عیسیٰ بن زید شہید نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی تا عمدہ دانشوران میں ابن عتبہ
جارودیہ کے حالات میں اسکی صراحت کی ہے یحییٰ نے چونکہ کوفہ میں خروج کیا تھا اسلئے
صاحب کوفہ مشہور ہیں

دوسرا فرقہ دکینیہ ۔ یہ فضل بن دکین کے پیرو ہیں اور تمام باتوں میں جارودیہ کے موافق
ہیں مگر طلحہ اور زبیر اور ام المومنین عائشہ کو کافر بتاتے ہیں باقی صحابہ کو برا کہتے ہیں ۔

تیسرا فرقہ سلیمانیہ ہے جسے جریریہ بھی کہا کرتے ہیں سلیمان بن جریر[1] کے متبع ہیں
انکا اعتقاد یہ ہے کہ امامت نام شوریٰ کا ہے درمیان خلق کے اور دو مسلمانوں کے مقرر کرنیسے
بھی منعقد ہو جاتی ہے کشکول بہائی میں لکھا ہے کہ انکے نزدیک امامت کا طریقہ بیعت ہے

---

[1] غنیہ میں سلیمان بن کثیر ہے ۱۲

حضرت ابوبکر و عمر کا بیعت و اجتہاد کے ساتھ اعتراف کرتے ہین پھر کبھی یہ لوگ اس اجتہاد کو صیب قرار دیتے ہین اور کبھی خطا جانتے ہین اور انکے نزدیک امامت مفضول کی فاضل کی موجودگی صحیح ہے اور سلیمان یہ کہتا تھا کہ لوگ ترک بیعت حضرت علی سے کافر نہین ہوئے بلکہ خطاوار ہوئے کہ افضل کو چھوڑ دیا یہ جارودیہ کی تکفیر کرتے ہین اس لئے کہ وہ صحابہ کی تکفیر کرتے ہین مگر سلیمانیہ طلحہ اور زبیر اور معاویہ اور بی بی عائشہ کو کافر جانتے ہین اسوجہ سے کہ اونہون نے حضرت علی سے جنگ کی تھی اور حضرت عثمان بن عفان کو بھی کافر بتلاتے ہین بسبب اون خلاف امورات جاری کرنے کی جو اونہون نے اپنی خلافت مین نکالی تھی حالانکہ وہ سارے فتور اونکے اقارب بنی امیہ کی تھی نہ حضرت عثمان کی اون لوگون نے مخلوق پر دست درازی کرنا شروع کی تھی جبر کرنے لگے تھے وہ پھر اونپہ آڑے اختلاف کیرہ پیدا ہوگئے عثمان رضی اللہ عنہ مواخذات سے لئے گئے اور کہتے ہین حضرت علی نے کسی کی امامت پر نص نہین کی بلکہ بعد اونکے امر شوری ہوگیا۔

چوتھا فرقہ بتریہ کہ **ثومیہ** بھی کہلاتے ہین یہ مغیرہ بن سعد کے اصحاب ہین جو ابتر کے لقب سے مشہور تھا یہ موافق ہین سلیمانیہ کے مگر کہتے ہین کہ حضرت علی امامت کے لئے افضل و اولی تھے ہین گو حضرت ابوبکر بھی امام تھے اور اونکی امامت خطا نہین نہ نصر بلکہ خود حضرت علی نے اونکو امامت دیدی اور حضرت عثمان کی تکفیر نہین کرتے اونمین متوقف ہین اسواسطے کہ انکی حق مین جناب امیر کا سکوت اور رضامندی انکی خاطر خواہ ثابت نہوئی اور کہتے ہین کہ جناب امیر نے بیعت کے بعد سے امام ہوئے توضیح المقال مین بعض فضلا سے نقل کیا ہے کہ بتریہ کے

سلہ بتریہ و ثومیہ نیز لقب آنہاست یاران مغیرہ بن سعد کہ ملقب بہ ابتر بود از تحفہ لب اللباب فی تحریر الانساب اوسا تحفہ ذوی الالباب مین لکھا ہی تبریہ بفتح بائے موحدہ و سکون تائے فوقانی اور شرح مواقف مین ہے البتیریہ ہو بتیر الثومی اور تعریفات سید شریف مین و ابو بغمر مین بھی لکھا ہی کہ تبریہ بتیر ثومی کی طرف منسوب ہین اور تبیریہ مین بائی موحدہ کی بعد تائے فوقانی اور واو سین کے بعد یائے تحتانی ہی اور مروج الذہب مین حالات ہشام مین ہے ثم الفرقۃ السادسۃ المعروفۃ بالابتریۃ وہم اصحاب کثیر الابتر والحسن ابن صالح حیی اور ملل و نحل شہرستانی مین ہی البتیریۃ اصحاب کثیر النوی الابتر اور کشف الغمہ عن افتراق الامۃ مین ہے بتریہ اتباع ہین حسن بن صالح بن کثیر ابتر کے اور ترجمہ ملل و نحل مین تبریہ کو اصحاب کثیر بن تبری لکھا ہی اور

نزدیک تقدیم مفضول کی فاضل پر جائز ہے ۔

پانچوان فرقہ نعیمیہ ہے یہ نعیم[1] بن یمان کے مقلد ہین یہ سارے عقاید مین تبریہ کے موافق ہین مگر حضرت عثمان کو کافر جانتے ہین باقی صحابہ کو نیکی سے یاد کرتے ہین ۔

چھٹا فرقہ یعقوبیہ ہے یعقوب بن علی کوفی کے اصحاب ہین ۔ یہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی امامت کے قائل ہین اور رجعت کے منکر ہین مگر بعضے یعقوبیہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر سے تبرا کرتے ہین اور رجعت اموات کے دنیا مین قیامت سے پہلے قائل ہین ۔

ساتوان فرقہ خشبیہ ہے یہ خلف[2] بن عبد الصمد کے اصحاب ہین خشبیہ انکا اسوجہ سے نام ہے کہ جب سلطان وقت پر انہون نے خروج کیا تھا تو انکے پاس اسباب جنگ اور ہتیار نہ تھے صرف لکڑیان اور لاٹھیان لیکر مقابل ہوئے تھے اور خشب زبان عربی مین لکڑی کو کہتے ہین جیسا کہ نفائس اللغات مین لکھا ہے انکا عقیدہ یہ ہے کہ امامت تمام ہے شوری کا اولادی بی فاطمہ تک اگر کوئی اور شخص امام بن جاوے تو اوس پر خروج کرنا واجب ہے[3] معارف مین ابن قتیبہ نے لکھا ہے کہ جب ابراہیم بن اشتر نے عبید اللہ ابن زیاد سے بغاوت کی تو اون کے اکثر ساتھیون کے پاس لکڑیان تھین اسلیئے خشبیہ کہلائے پس اس سے معلوم ہوا کہ خشبیہ ابراہیم بن اشتر کے اصحاب ہین ۔

آٹھوان فرقہ صالحیہ ہے یہ حسن بن صالح بن حی کی طرف منسوب ہین انکا عقیدہ یہ ہے کہ جو کوئی فاطمی صفت شجاعت و سخاوت و علم کے ساتھ متصف ہو اور تلوار لیکر خروج کرے وہ امام ہے اور یہ لوگ حضرت ابوبکر کی امامت کو ثابت رکھتے ہین کیونکہ انکے نزدیک فاطمی اور علوی ہونا امامت کے شرائط مین سے نہین یہ کہتے ہین کہ امام قریش مین سے کسی ایک خاندان کا آدمی ہونا چاہیئے[4] اور حضرت علی کو تمام صحابہ پر تفضیل دیتے ہین اور حضرت

---

[1] غنیہ مین ابو نعیم بن یمان ہے ۔ [4] کشف الغمہ جلد ثانی مین ہے الثالث الصالحیہ اصحاب الحسن بن صالح بن حی و کان فقیہا ۱۲ ۔ [5] دیکھو کتاب الازہار مین کتاب السیر ۱۲

عثمان کے حال میں متوقف ہیں نہ اونہیں مومن جانتے ہیں نہ کافر اس لئے کہ حضرت علی کی زبان سے اونکے حق میں فضائل بھی منقول ہیں اور رذائل بھی۔

امامیہ

اب غور سے سنو کہ امام کا مقرر کرنا زمانہ نبوت کے ختم ہونے کے بعد واجب ہے یا نہیں اور واجب ہے تو کیا خدائے تعالیٰ پر واجب ہے یا خلق پر اور پھر خلق پر واجب ہے تو ثبوت اس وجوب کا دلیل شرعی کے ساتھ ہے یا عقلی کے خوارج یہ کہتے ہیں کہ امام کا مقرر کرنا مطلقاً واجب نہیں جائزات میں سے ہے اور شیعہ اسماعیلیہ اور امامیہ اور غلاۃ کہتے ہیں کہ امام کا مقرر کرنا اللہ پر واجب ہے اور اس وجوب کے ثبوت پر عقل دلالت کرتی ہے اور ملاحدہ کا بھی یہی مذہب ہے مگر شیعہ کے یہ فرقے سب باہم مختلف ہیں کہ امام کا تقرر کس ضرورت کے لئے ہے اسماعیلیہ کہتے ہیں کہ امام اس غرض سے مقرر ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی شناخت کرائے اور جو باتیں اللہ کے حق میں جائز واجب ہیں اور جو اوس کے حق میں محال ہیں سب کی پہچان بتائے اور معرفت الٰہی کی تعلیم فرمائے کیونکہ انکے نزدیک بغیر کسی معلم کے اللہ کی معرفت ناممکن ہے اور امامیہ کہتے ہیں کہ معصوم یعنی امام کی طرف حاجت معرفت الٰہی کی تعلیم کے لئے نہیں بلکہ اس لئے ہے کہ وہ واجبات عقلی وشرعی کے ادا کرنے اور قبائح عقلی وشرعی سے بچنے میں لطف ہو غرضکہ اسماعیلیہ کے نزدیک امام کا تقرر اللہ کی معرفت کے لئے واجب ہے اور امامیہ کے نزدیک قوانین شرع کی محافظت کے لئے واجب ہے اور اسماعیلیہ امام کو اللہ کی معرفت کا معلم قرار دیتے ہیں اور امامیہ اوسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کے حق میں لطف مانتے ہیں امامیہ کے نزدیک امام اداے واجبات میں لطف

---

[۱] یہ لفظ شرح مواقف اور شرح تجرید کا ہے اور شرح مقاصد اور نہایۃ العقول میں اسکی جگہ محذرات ہے ۱۲ [۲] دیکھو شرح تجرید کا مقصد خامس ۱۲ [۳] دیکھو اربعین امام رازی میں ۱۲

سبب اسماعیلیہ کے نزدیک معارف مین لطف سبب ہے اور غلاۃ کہتے ہین کہ امام کا تقرر لغات کی تعلیم کرنے اغذیہ اور ادویہ اور سموم اور حروف اور صناعات کے احوال بتلانے اور آفات و مصائب سے بچانے کے لئے ہے۔ اور اہل سنت اور معتزلہ اور زیدیہ کی یہ رائے ہے کہ امام کا مقرر کرنا مخلوق پر واجب ہے مگر بعض معتزلہ اور بعض زیدیہ کے نزدیک یہ وجوب دلیل عقلی سے ثابت ہے شرح مقاصد مین لکھا ہے کہ ہشام بن عمر غوطی معتزلی اور اون کے اصحاب کے نزدیک امن و امان کی حالت مین امام کا مقرر کرنا واجب ہے تاکہ شعائر اسلام کو ظاہر کرے اور فتنہ و فساد کی حالت مین واجب نہین اسلئے کہ سرکش لوگ اوسکی اطاعت نکرینگے تو خونریزی ہوگی اور ابوبکر اصم معتزلی اور اوس کے اصحاب کی یہ رائے ہے کہ فتنہ و فساد کے وقت مین امام کا مقرر کرنا واجب ہے اور امن و اطمینان کی حالت مین واجب نہین کیونکہ اسوقت مین امام کی کیا حاجت ہے انتہی شرح مواقف اور نہایۃ العقول مین لکھا ہے کہ جاحظ اور کعبی اور ابو الحسین بصری یہ کہتے ہین کہ امام کا مقرر کرنا مخلوق پر عقلاً و شرعاً دونون طرح واجب ہے انتہی اور اہل سنت و جماعت کے نزدیک تقرر امام کا وجوب مخلوق پر دلیل سمعی (شرعی) سے ثابت ہے اور عامہ معتزلہ اور اکثر زیدیہ کا بھی یہی مشرب ہے[۱] اور تمام امت کا اسیات پر اتفاق ہے

---

[۱] شرح تجرید مین لکھا ہے فذہب اہل السنۃ انہ واجب علینا سمعا وقالت المعتزلۃ والزیدیۃ بل عقلاً اور شرح مواقف مین مذکور ہے نصب الامام عندنا واجب علینا سمعا وقالت المعتزلۃ والزیدیۃ بل عقلاً اور شرح طوالع الانوار مین آیا ہے اوجبت المعتزلۃ والزیدیۃ نصب الامام علینا بالدلیل العقلی ان عبارتون سے ظاہر ہے کہ امام کا تقرر معتزلہ اور زیدیہ کے نزدیک مخلوق پر دلیل عقلی کی واجب ہے اور کتاب الازہار سے معلوم ہوتا ہے کہ زیدیہ کا مذہب یہ ہے کہ وجوب امامت کا طریق شرع ہے اور اس کتاب کا شارح کہتا ہے کہ یہی مذہب جمہور معتزلہ کا ہے اور امام رازی نے بھی یہی کہا ہے چنانچہ اونکا قول اربعین مین ہے قالوا نصبہ واجب والطریق الی معرفتہ ہذا الوجوب السمع دون العقل وہذا قول اصحابنا واکثر المعتزلۃ والزیدیۃ بعد اس کے امام نے کہا ہے کہ متاخرین معتزلہ مین سے ابو الحسین بصری اور قدمائے معتزلہ مین سے جاحظ اور خیاط اور ابو القاسم کعبی کا قول یہ ہے کہ امام کا تقرر خلق پر عقلاً واجب ہے اور شرح مقاصد مین ہے واجب علینا سمعا عند اہل السنۃ وعامۃ المعتزلۃ وعقلا عند الجاحظ والخیاط والکعبی وابی الحسین البصری اور تحقیق اس مقام کی یہ ہے کہ زیادہ تر معتزلہ اس مذہب پر ہین کہ امام کا مقرر کرنا خلق پر شرعاً واجب ہے چنانچہ کتاب الازہار کی شرح مین جمہور کا لفظ اور اربعین مین اکثر کا لفظ اور شرح مقاصد مین عامہ کا لفظ اسیبات کی تنبیہ کے لئے معتزلہ کے ساتھ ذکر کیا ہے اور یہی مذہب مشہور زیدیہ کا ہے اسیوجہ سے امام صاحب نے اربعین مین اکثر المعتزلۃ والزیدیۃ کہا ہے اور مطلب اس کا یہ ہے کہ جمہور معتزلہ اور جمہور زیدیہ کا ایک سا مذہب ہے اور بعض زیدیہ و معتزلہ کا مذہب ہے کہ امام کا مقرر کرنا خلق پر عقلاً واجب ہے تو ثابت ہو[illegible]

اگر کوئی آدمی صرف امامت کی صلاحیت رکھنے سے امام نہین ہو سکتا بلکہ امام مقرر ہونے کے لئے کچھ اور بھی چیزون کی ضرورت ہے اور وہ چیزین یہ ہین (۱) اللہ اور اوس کی رسول کی طرف سے نص وارد ہوتا یا امام سابق کا ولیعہد بنانا اور وصیت کرنا (۲) امامت کے لئے دعوت کرنا (۳) اعیان و ارکان کا بیعت کرنا پہلی چیز یعنی نص منصوص علیہ کی امام ہونے کے سبب مستقل ہے پہلی دونون طریق ایسے ہین کہ انکے سبب مستقل ہونے مین اختلاف ہے امامیہ ان دونون طریق کو نہین مانتے مگر معتزلہ اور اہل سنت اور خوارج اور زیدیہ مین سے صالحیہ کہتے ہین کہ انتخاب کر لینا بھی امامت کے ثبوت کا طریق ہے اور صرف زیدیہ کا مذہب یہ ہے کہ دعوت بھی ثبوت امامت کا طریق ہے شرح مقاصد[1] مین لکھا ہے کہ صالحیہ اس کے قائل نہین مگر کتاب الازہار کا شارح صالحیہ کا بھی یہی مذہب بتاتا ہے اور دعوت کے یہ معنے ہین کہ جسمین شرائط امامت سب جمع ہین وہ مظلومون کی مدد کرے امر معروف اور نہی منکر بجا لائے اور اپنی متابعت کے لئے لوگون کو بلاوے اسی لئے انکی رائے یہ ہے کہ جو فاطمی تلوار لیکر خروج کرے اور اللہ کی راہ کی طرف دعوت کرے وہ امام ہے پس انکے نزدیک دعوت حصول امامت کا سبب مستقل ٹھہرا اہل مذاہب مین سے سوائے جبائی کے کسی نے انکی اس تجویز کے ساتھ موافقت نہین کی ہے[2] - امامیہ کہتے ہین کہ اگر کوئی آدمی امامت کا دعوت کرے اوس کی شوکت بڑھ جائے امت اوس کی دعوت قبول کر لی مگر امامت اوس کی صحیح نہین معتزلہ اور اہل سنت کہتے ہین کہ بیعت کا منعقد ہو جانا حصول امامت کا سبب ہے اور امامیہ کے نزدیک صرف بیعت سے امامت نہین حاصل ہو سکتی - اور امامیہ بلکہ تمام شیعہ کہتے ہین کہ فاضل کے موجود ہوتے مفضول کی امامت درست نہین اور اہل سنت مین سے شیخ ابو الحسن اشعری کا میلان بھی اسی جانب

اور شارح تجرید اور شارح طوالع الانوار وغیرہ صرف یہ کہکر دقالت المعتزلہ والزیدیہ بل عقلا ساکت ہو گئی اور اکثر زیدیہ کا مذہب ذکر کیا اور امام صاحب نے اور مصنف کتاب الازہار نے بعض زیدیہ کے مذہب کے ذکر کو چھوڑ دیا۔ ۱۲

[1] شرح مقاصد مین ہے قال بہ غیر الصالحیۃ من الزیدیۃ ۱۲ [2] دیکھو شرح مقاصد و نہایۃ العقول ۱۲

ابو شیخ ابو المنصور کا مذہب یہ ہے کہ امامت مفضول کی فاضل کے موجود ہوتے ہوئے منعقد
ہوجاتی ہے اور امامیہ کہتے ہین کہ خلافت جامع وشامل ہے امامت اور سلطنت کو خواہ حقیقت
کے ساتھ ہو جیسے حضرت علی کی خلافت کہ وہ امامت و سلطنت و حقیقت تینون باتون کو
جامع تھے یا صرف غلبہ و تسلط کے ساتھ ہو جیسے خلافت خلفائے ثلثہ کی کہ وہ حقیقت کے
ساتھ نہ تھی اور یہ دو امامت کو جامع تھی اور امامت خاص ہے یعنی صرف نبی کی نیابت بدون
سلطنت و امارت و حکومت کے اسی لئے شیعہ خلفائے ثلثہ کو امام نہین جانتے اور ائمہ
اثنا عشر کو امام مانتے ہین اور محققین اہل سنت خلافت عامہ اور امامت دونون کو مترادف جانتے ہین
اور دونون کے معنے پادشاہی کے لیتے ہین جو واسطے انتظام دین اسلام کے پیغمبر علیہ السلام
کی نیابت مین ہو اور کہتے ہین کہ جب خلیفہ مین دین اسلام کا انتظام کرنے کے صفات ہون
اور حکم اوسکا جاری ہو تو یہ بادشاہی اوس کے لئے موجب گناہ نہین افضل امت ہو یا نہو
اور امامیہ کہتے ہین کہ افضل امت ہو کہ حکم الٰہی ہین اوس کی اطاعت تمام امت پر واجب ہے
بادشاہ اور غیر بادشاہ ہو یا نہو تمہید مین سالمی نے لکھا ہے کہ امامیہ کے نزدیک امام کا معصوم ہونا واجب ہے
اور معتزلہ نے بھی امام کا معصوم ہونا واجب قرار دیا ہے بلکہ معتزلہ کے نزدیک امام نماز کا بھی معصوم ہونا واجب ہے اگر معصوم
نہ ہوگا تو اوس کے پیچھے نماز ناجائز ہوگی مگر سالمی کا یہ قول غلط ہے نہایۃ العقول مین امام رازی نے لکھا ہے کہ تمام امت مین سوا ملاحدہ اور امامیہ
کے کوئی بھی امام کی عصمت شرط نہین قرار دیتا بلکہ اربعین مین تو امام صاحب نے صاف ان الفاظ مین
کہدیا ہے کہ اہل سنت اور معتزلہ اور زیدیہ اور خوارج کے نزدیک امام کا معصوم ہونا واجب
نہین اسماعیلیہ اور اثنا عشریہ کے نزدیک معصوم ہونا واجب ہے معارف شرح صحائف مین
بھی کہا ہے کہ اہل سنت اور معتزلہ اور زیدیہ عصمت امام کی منکر ہین انکے نزدیک عدالت ظاہری
کافی ہے اہل سنت کے نزدیک مسئلہ امامت ظنی ہے اسکی قطعیت پر کوئی دلیل کافی قایم نہین اور مسئلہ نصب خلافت

---

[1] دیکھو اعتقاد ۱۲ [2] اتحاف المرید شرح جوہرۃ التوحید مین مذکور ہے ومتی اطلقت الامامۃ انصرفت للخلافۃ وہی
ریاسۃ عامۃ فی امور الدین والدنیا نیابۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

پر متفرع نہین اور نہ ترتیب خلافت پر موقوف ہے اگر فرض کیا جائے کہ خلافت اس ترتیب پر نہوتی تب بھی ترتیب افضلیت اوسی نہج پہ ہوتی کہ سب اصحاب رسول مین سے افضل ابوبکر صدیقؓ ہین پھر عمرؓ پھر عثمانؓ پھر علیؓ رضی اللہ عنہم تمام اہل سنت وجماعت اور قدماے معتزلہ اسی مذہب پر ہین اور خوارج اور نواصب کے نزدیک بھی صرف حق شیخین مین یہی ترتیب ہے اور خطابیہ[1] کے نزدیک سب سے افضل حضرت عمرؓ ہین اور فرقہ عباسیہ جو امامت حضرت عباس اور اونکی اولاد کے قائل ہین افضل اصحاب عباس بن عبد المطلب کو جانتے ہین اور شیعہ تمام علی الاتفاق حضرت علی کو سب سے افضل کہتے ہین اور معتزلہ متاخرین کا بھی یہی مذہب ہے لوگون نے امام بعد رسول کائنات کے اختلاف کیا ہے جمہور کا مذہب یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہین عباسیہ اور راوندیہ[2] یا یاران ابو ہریرہ کے راوندی یا یاران عباس راوندی کا مذہب یہ ہے کہ عباس بن عبد المطلب ہین اس لئے کہ وہ حضرت کے چچا اور وارث تھے تو وہ ہی سب سے زیادہ حق دار ہین عثمانیہ اور بنو امیہ نے کہا حضرت عثمان بن عفان ہین پھر اور دوسرے کل ہاشمیہ کا قول یہ ہے کہ حضرت علی بن ابو طالب ہون پھر شیعون کے یہان امامت مین ایک بڑا اختلاف پڑ گیا تھا کہ اسباب مین تین سو فرقے ہو گئے شیعہ زیدیہ مین سے بعضے فرقے امامت حضرت ابوبکرؓ کے معتقد ہین جمہور اہل سنت اور معتزلہ اور خوارج اور مرجیہ کا یہ مذہب ہے کہ نبی علیہ السلام نے اپنے بعد کسی کے امام ہونے کی نسبت نص نہین کی تھی انکے سوا اہل اسلام کے اور فرقے قائل ہین اسبات کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نص کی ہے پھر اس مین اختلاف ہے کہ نص کسی شخص کے لئے کی ہے بکریہ[3] یا ابوبکریہ[4] کہتے ہین کہ حضرت ابوبکر کے لئے نص

---

[1] یہ خطابیہ اور ہین اور جنکا بیان غلاۃ مین گذرا وہ اور ہین ۱۲ [2] دیکھو کشف الغمہ عن افتراق الامہ اور شرح مقاصد مین راوندیہ پیروان قاسم بن روند کہا ہے ۱۲ [3] یہ لفظ شرح عقاید جلالی مین لکہا ہے ۱۲

[4] یہ لفظ شرح عقاید جلالی مین ہے - ۱۲

کی ہے پھر اس فرقہ میں بھی باہم اسبات کا اختلاف ہے کہ بعضے حضرت سے نص خفی ثابت کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری کے ایام میں حضرت ابوبکر کو امام نماز بنایا تھا اور یہ حسن بصری کی راے ہے بعض اہل حدیث نص جلی کے قائل ہین اور وہ یہ ہے ایتونی بقرطاس اکتب لابی بکر کتابا لا یختلف فیہ اثنان لاؤ کاغذ تاکہ میں تمکو ابی بکر کے لئے ایک تحریر کر دون کہ پھر اوس میں دو شخصوں کو بھی خلاف کرنے کا موقع نہ ملے مگر صحیح بخاری میں لابی بکر کا لفظ نہیں ہے اور دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا یابی اللہ والمسلمون الا ابابکر یعنی اللہ اور مسلمان انکار کرتے ہین مگر ابوبکر سے کسی کو انکار نہین شیعہ کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے حق مین نص کی تھی اور تمام شیعہ کا اس بات کا اتفاق ہے کہ امامت جناب امیر کے باب مین نص نبی ثابت ہے اور بعض خفی اسے کہتے ہین کہ جس سے مراد بالکل نہ معلوم ہوتی ہو اور بعض جلی جناب امیر کے حق مین وارد ہوئے کے زیدیہ تو منکر ہین اور امامیہ اس کے قائل ہین اور جو لوگ عباس عم رسول علیہ السلام کی امامت کے قائل ہین اونہوں نے نص کا ذکر تو نہین کیا مگر آنحضرت سے اونکے امام ہونے کی بابت میں ایسے اقوال ذکر کرتے ہیں جن سے سمجھا جاتا ہے کہ اوروں کی بہ نسبت خلافت کے لئے وہی حق ہین کتاب تیسیر میں لکھا ہے کہ بعض اہل حدیث کی یہ راے ہے کہ حضرت سرور عالم نے اپنے چچا عباس کی امامت کے لئے کہدیا تھا۔ اور عمدہ نسفی میں مذکور ہے کہ بعض راوندیہ یہ کہتے ہین کہ امامت کا ثبوت وراثت کے ساتھ ہے ہدایہ فی اصول الدین میں لکھا ہے کہ اکثر مشائخ نے کہا ہے کہ طریق اثبات امامت کا ارث ہے اور اہل سنت کہتے ہین کہ خلافت اور امامت کا دو طرح ثبوت ہوتا ہے ایک اہل حل و عقد کی بیعت سے دوسرے استخلاف سے انکے نزدیک امامت کا سارا مبحث مسائل فقہیہ میں سے ہے اس لئے کہ امام کا مقرر کرنا امت پر بدلیل سمعی واجب ہے پس یہ حکم مکلف سے متعلق ہے جو فقہ کا موضوع ہے مگر اہل سنت اور غیر اہل سنت کا اختلاف دیکھکر رد کرنے کی غرض سے علم کلام میں لے آتے ہین اور امامیہ مسئلہ امامت کو اصول عقائد سے جانتے ہین اس لئے

اپنی جانون کو امامیہ کہتے ہین اور انکا اعتقاد یہ ہے کہ زمان تکلیف امام قائم سے خالی نہین ہوتا
اور امامت اولاد بی بی فاطمہ مین ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نص جلی یا نص خفی کی وجہ سے
اور قدر مشترک انکی سارے فرقون مین یہی عقیدہ ہے اور انکے نزدیک سارے صحابہ مرتد ہو گئے
مگر حضرت علی اور انکے دونون صاحبزادے امام حسن و امام حسین اور ابوذر غفاری اور سلمان
فارسی اور کچھ اور تھوڑے سے لوگ ارتداد سے بچ گئے اور انکے نزدیک امامت کا ثبوت
نص سے ہوتا ہے بدون نص رسول کے یا نص امام سابق کے لاحق کے لئے امامت مسلم نہین
سب سے پہلے جس نے مذہب امامیہ مین کلام کیا علی بن اسمٰعیل میثم تمار ہے جو اصحاب حضرت
علی علیہ السلام مین سے تھا جیسا کہ مجمع البحرین جلد دوم مین لکھا ہے کتاب خرائج الجرائح
مین ہے کہ میثم تمار ایک عورت کا اہل کوفہ مین سے غلام تھا جناب امیر نے اوسے خرید کر
آزاد کیا اور علی نے اوسے کتاب خلاصہ باب ثقہ مین ذکر کیا ہے اور کشی مین مذکور ہے
کہ اوسکا خاندان بیت التمارین کے نام سے مشہور تھا اور ہشام بن الحکم و ہشام بن سالم جوالیقی و محمد
بن علی بن نعمان کوفی و زرارہ بن اعین کوفی بھی اونمین سے ہین جنہون نے اول مذہب امامیہ
مین گفتگو کی کہ بعد قتل زید شہید کے ان لوگون نے شیعہ کیسانیہ و مختاریہ کو امام محمد باقر و امام
جعفر صادق کی امامت کی طرف دعوت کرنا شروع کی اور ان کے گروہ بڑھ گئے اور اپنے واسطے
خاص امامیہ کا لقب اختیار کر لیا اور زید شہید کے اتباع کو زیدیہ کہنے لگے اور ان دعاۃ امامیہ
نے اپنی نفسون کو امام زین العابدین اور اونکی اولاد کی طرف منسوب کیا اور محمد بن حنفیہ اور اونکی
اولاد کی امامت سے انکار کرنے لگے جسقدر مختاریہ رہ گئے تھے۔ وہ اور جماعت تفضیلیہ انمین
ملگئے اور مذہب امامیہ کی صورت پیدا ہو گئی یہی لوگ مذہب امامیہ کے پیشوا اور اسلاف ہین
اور انکے مذہب کے راوی بھی یہی ہین انہین سے امامیہ نے اپنے دین و مذہب کو لیا ہے اور
انکے قول و فعل پر اعتماد رکھتے ہین اور زرارہ بن اعین و بکیر بن اعین و سلیمان جعفری و محمد بن

ے اس لفظ مین یائے تحتانی ساکن کے بعد ثائے مثلثہ ہے کذا فی منتہی المقال ۔ ۱۲

سلم وغیرہ کو عیون الطائفہ و وجوہ الطائفہ کہتے ہین حالانکہ یہ مجسمہ ہین کہ اپنے واسطے معبود
موہوم ذہنی تراش کرکے اوس کے واسطے جسم اور صورت اور جہت ثابت کرتے ہین
چنانچہ علی بن اسماعیل میثم اور ہشام بن حکم اور ہشام بن سالم اور محمد بن علی بن نعمان کوفی متفقاً
یہ عقیدہ رکھتے ہین کہ جب اللہ تعالی آسمان دنیا پر نزول کرتا ہے تو ملائکہ آسمانہائے بالا
اور حاملان عرش و کرسی اور ساکنان جنت اوس کے اوپر ہو جاتی ہین پس اونکے مقابلہ مین
اللہ تعالی جہت تحت مین ہوتا ہے اور ین ائمہ کے یہ داعی نہ تھے کے مدعی تھے وہ ان باتون
سے متنفر تھے اور امامیہ اکثر صحابہ کی تکفیر کرتے ہین کہ اونہون نے حق حضرت علی کو چھین
لیا اور چھپایا اور ان سب کا طریقہ امامت مین امام جعفر صادق تک اتفاق ہے پھر بعد اونکے
اختلاف کرتے ہین انہین سے بعضے فرقے نہایت بدتر ہین اور غلاۃ مین داخل ہین جو امام
جعفر تک امامت کے معاملہ مین مشترک ہین وہ یہ ہین **اول میثمیہ** یہ فرقہ میثم تمار کی طرف منسوب
ہے انکا قول یہ ہے کہ حضرت علی کے بعد امام حسن رضی اللہ عنہ کو امامت پہونچی پھر امام
حسین کو پھر علی بن حسین کو پھر محمد باقر کو پھر جعفر بن محمد صادق کو پھر اونکے بیٹے موسی کاظم کو
اور انکا قول یہ ہے کہ اللہ تعالی جسم ہے اور اوس کے لئے اعضا ہین[1] ۔

دوم حکمیہ ہشام بن حکم کندی شیبانی کوفی کے اصحاب ہین انکو **ہشامیہ** بھی کہتے ہین انکا
قول یہ ہے کہ صانع اور مصنوعات کے درمیان کوئی مشابہت ضروری ہے ورنہ مصنوعات
صانع پر دلالت نہین کرسکتی اور انکا قول یہ بھی ہے کہ اللہ تعالی محدود ہے اور چاندی کی ٹکڑے کی
طرح سفید صاف اور ستھرا ہے اور ہر طرف سے چمکتا اور روشن ہے اور صورت انسان
پر طول عرض عمیق ہے طول اوس کا مثل عرض کے اور عرض اوسکا مثل عمق کے ہے اور
اور اپنی بالشت سے سات بالشت ہے لون وطعم ورائحہ دار ہے اور یہ تمام صفات اوس
کی ذات کے مغائر نہین ہین اور وہ کھڑا ہوتا اور بیٹھتا اور ہلتا جلتا اور ٹھہرتا اور چلتا پھرتا

۱؎ دیکھو صواعق محرقہ ۱۲

بھی ہے اور ماتحت الثریٰ کو بذریعہ شعاع نوری کے جانتا ہے جو اوس کے جسم سے نکلکر اوس
طرف پڑتی ہے اور عرش پر رہتا ہے جب اوس سے لوگون نے پوچھا کہ تیرا اللہ بڑا ہی
یا کوہ احد تو کہا کہ کوہ احد حکمیہ مقاتل بن سلیمان پر طعن کرتے ہین کہ وہ اس بات کا قائل ہے
کہ اللہ گوشت وخون رکھتا ہی اور ہشام کہتا ہے ارادۂ الٰہی ایک حرکت ہے جو نہ اوس کے عین ہے
اور نہ غیر ہے اور اللہ تعالیٰ کو اشیا کا علم اونکے پیدا ہوجانے کے بعد حاصل ہوتا ہے
قبل اونکے وجود کے وہ اونہین نہین جانسکتا ہے اور اسکا علم نہ قدیم ہے اور نہ حادث ہی
اور کلام اوس کی صفت ہے جو نہ مخلوق ہے اور نہ غیر مخلوق اور اللہ تعالیٰ پر اعراض دلالت
نہین کرسکتے بلکہ اجسام اوس پر دلالت کرتے ہین کیونکہ اجسام کے ساتھ اوس کو مشابہت
ہے اور یہ شخص اللہ تعالیٰ پر بدا بھی تجویز کرتا تھا اور اوس کے زعم مین امام پر معصیت جایز نہین ہی
اور انبیا پر جایز ہے اور کہتا تھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فدیہ لینے مین اسیران بدر سے عصیان
خدا کا کیا تھا مختار کشی کی کتاب مین ہشام کی چچا عمر بن یزید سے منقول ہے کہ وہ اوائل مین
جہم بن صفوان کے مذہب پر تھا پھر امام جعفر صادق کی ہدایت سے شیعہ جعفریہ مین داخل ہوگیا
ہشام کی تالیفات سے بہت سی کتابین ہین مختلف بیانون مین جیسے توحید اور حدوث اجسام
اور جبر وقدر اور امامت اور ابطال امامت مفضول اور رد معتزلہ اور رد زنادقہ اور رد طلحہ اور
زبیر اور استطاعت وغیرہ مین اور اس نے ایک کتاب اللہ تعالیٰ کی جسمیت کے بیان
مین لکھی ہے ہشام کا قول یہ بھی ہے کہ اہل جنت و دوزخ کی یہ نوبت پہونچی گی کہ وہ اپنی حالت
مین مدہوش اور بیہوش ہوجائین گے اپنی جانون پر اونکو قابو نہ ہے گا جیسے کسی کو نشہ
ہوتا ہے ایسے مست والے ہوجائین گے اور فرقہ ہشامیہ کا ظہور سنہ ۱۹۰ مین ہوا تھا ابن حزم
وغیرہ کہتے ہین کہ جس شخص نے اول دین اسلام مین یہ بات کہی کہ اللہ جسم ہے وہ یہی ہشام
بن حکم ہے ۔

۱ دیکھو مجالس المؤمنین ۱۲ ۲ دیکھو جلد اول مختصر منہاج السنۃ عربی عبارت کتاب مذکور کی یہ ہی وقال ابو محمد بن حزم وغیرہ اول

سوم جوالقیہ ـ ہشام بن سالم جوالقی جوزجانی کوفی کی طرف منسوب ہین جو بشر بن مروان بن حکم کا غلام تھا اسکا قول شنیع یہ تھا کہ اللہ انسان کی صورت پر ہے نصف اعلی اوسکا مجوف ہے یعنی خالی اور نصف اسفل مصمت ہے یعنی ٹھوس اللہ کے سر کے بال کالے ہین وہ گوشت و خون نہین رکھتا ہے بلکہ ایک چمکتا نور ہے اور اوسکے حواس خمسہ مثل حواس انسان کے ہین اور حواس اوسکے باہم متغایر ہین اسطرح کہ جس حس سے مثلاً سنتا ہے وہ وہ نہین جس سے دیکھتا ہے ہاتہ پاؤن منہ آنکھہ کان سب کچھہ رکھتا ہے مگر شرمگاہ اور ڈاڑہی نہین ہے اس فرقہ کا ظہور سنہ [۱] مین ہوا خلاصہ مین مذکور ہے کہ وہ امام جعفر صادق اور موسی کاظم کے اصحاب مین سے تھا اور اس فرقہ کو سالمیہ بہی کہا کرتے ہین اور کبھی ہشامیہ بہی انکو بولتے ہین ـ

چہارم زراریہ ـ زرارہ بن اعین شیبانی کوفی کے متبع ہین یہ کہتا تھا کہ اللہ تعالی کی صفات حادث ہین اور قبل حدوث صفات کے اللہ نہ عالم تھا اور نہ سمیع اور نہ بصیر اور نہ قادر اور نہ حی یہان تک کہ اوس نے اپنے لئے یہ سب کچھ اکتساب کیا اس فرقہ کا ظہور سنہ [۵] مین ہوا زرارہ مسئلہ امامت مین عمائیہ کی قدم بقدم تہے جنہین نعلیہ بھی کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ اوس نے یہ رائے ترک کردی تھی اور اوس نے عبداللہ بن جعفر سے مسائل دریافت کئے جب نہ بتلائے تو موسی بن جعفر کے پاس چلا گیا یہ شیعہ بھی تھا کتاب ابن داؤد مین مرقوم ہے کہ زرارہ امام محمد باقر و امام جعفر صادق و امام موسی کاظم کے راویون مین سے ہے سنہ [۵] ہجری مین انتقال کیا اوس نے ایک کتاب استطاعت اور جبر کی تحقیق کی لکھی ہے [۶] میزان ذہبی مین مذکور ہے کہ ابن ابی حاتم نے کہا ہے کہ زرارہ نے امام باقر سے روایت کی ہے اور سفیان ثوری کہتے ہین کہ اوس نے باقر کو نہین دیکہا تھا

پنجم یونسیہ ـ یہ یونس بن عبدالرحمن قمی کے پیرو ہین اسکا اعتقاد تھا کہ اللہ عرش پر ہے جسکو

---

[۱] مولوی مختصر منہاج السنۃ کی عبارت یون ہے الہشامیۃ اصحاب ہشام ابن سالم الجوالیقی یزعمون ان ربہم علی صورۃ الانسان و ینکرون ان یکون لحما ودما ویقولون ہو نور ساطع یتلالا بیاضا وانہ ذو حواس خمس کحواس الانسان لہ ید ورجل وانف واذن وعین وفم وانہ یسمع بغیر ما یبصر وکذلک سائر حواسہ متغایرۃ عندہم ۔ ۱۲ منہ [۲] دیکھو مجالس المومنین ۲ [۳] دیکھو مجالس المومنین ۲ ۱۲

جسکو ملائکہ اوٹھائے ہوئے ہین اور اوسکی قوت ملائکہ کی قوت سے زیادہ ہے عہ

ششم نعمانیہ ۔ یہ محمد بن علی بن نعمان کوفی صیرفی کی طرف منسوب ہین جسکو اہل سنت شیطان الطاق اور شیعہ مومن الطاق کہا کرتے ہین اور وجہ اس کی یہ ہے کہ کوفہ مین ایک مقام طاق کی نام سے مشہور ہے وہان اس کی دوکان تھی جسمین بیٹھا ہوا درم و دینار پرکھا کرتا تھا اور اہل سنت کی کتب مین یہ فرقہ **شیطانیہ** کے نام سے زیادہ مشہور ہے مگر شہرستانی وغیرہ نے نعمانیہ کے نام سے لکھا ہے کنیت اوسکی ابوجعفر اور لقب احول ہے اسی لئے ابوجعفر احول کہلاتا ہو اسکی تالیف سے کئی کتابین ہین ایک حضرت علی کی امامت کے بیان مین احتجاج نام کتاب ہے اور دوسری خوارج کی رد مین یہ شخص معتزلہ و شیعہ دونون کی مذاہب مین ملا جلا رہا کرتا تھا اس کا یہ مذہب تھا کہ اللہ تو شئیا پیدا کرنے سے قبل اوسکا علم نہین ہوتا اور اللہ افعال عباد کا عالم ہوتا تو یہ بات مستحیل ہوتی کہ بندون کا امتحان اختیار کرتا اور اوس کو زعم تھا کہ اللہ تعالی ایک نور ہے غیر جسمانی اور باوجود اس کے قائل تھا اسکا کہ اللہ تعالے انسان کی سی صورت رکھتا ہے اور یہ شخص رجعت کا قائل تھا اور اس فرقہ کا ظہور سنہ ۲ مین ہے

ہفتم مفوضہ یا [illegible] اس فرقہ کا ظہور سنہ ۴۵ مین ہوا تھا انکا قول یہ ہے کہ اللہ تعالی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کرکے خلق عالم و تدبیر عالم کو اونکے سپرد کر دیا ہے اور جو کچھ دنیا مین ہے اونکے لئے مباح کر دیا ہے پس تمام عالم اونہین کا پیدا کیا ہوا ہے اور انہین سے بعض نے یہ کہا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب کے سپرد فرمایا ہے اور ایک فرقہ انہین سے یہ کہتا ہی کہ دونون کے سپرد کیا ہی اور بعضے کہتے ہین کہ سب ائمہ کے سپرد کیا ہے مفوضہ جب بادل کو دیکھتے تو اوسے سلام کرتے اس گمان سے کہ امین علی کرم اللہ وجہہ ہین

ہشتم بدائیہ یہ لوگ اس کے قائل ہین کہ بدء اللہ پر جائز ہے یعنی جائز ہے یہ بات کہ اللہ تعالے

له دیکھو مجالس المومنین ۱۲

عہ منتہی المقال مین لکھا ہے کہ یونس نے امام جعفر کو کوہ صفا و مروہ مین دیکھا تھا مگر اون سے روایت نہین کی ہے

کسی شئے کا ارادہ کرے اور پھر اوس سے پشیمان ہو جائے اسواسطے کہ ظاہر ہو وے ایسی وہ چیز کہ پہلے سے اوسپر ظاہر نہ تھے جس طرح کہ آدمی مین تبدیل راے ہوتی ہے یہ لوگ کہتے ہین کہ خلافت خلفاے ثلثہ رضی اللہ عنہم کی بھی اسی طرح پر ہوے کہ اللہ تعالی اونہین خلیفہ بنا کر پشیمان ہوا اور اونکی تعریف مین جسقدر آیات نازل کین وہ سب آخرکار اوس کے واسطے موجب ندامت کا ہوئین انکا ظہور ۱۴۵ھ مین ہوا حکمیہ اور زراریہ اور سالمیہ جسکا نام جوالقیہ بھی ہے اور دوسرے امامیہ جیسے مالک جہنی و دارم بن حکم و ریان بن صلت بھی اللہ تعالی پر بدا کے قائل ہین امامیہ اپنے اوپر اعتراض اوٹھانے کے لئے بدا کے معانی مین تاویلین کرنے لگے ہین اور کہتے ہین جو کچھ اہل سنت نے سمجھا ہے بدا کے امامیہ کے نزدیک وہ معنی نہین بلکہ اس کے اور معنے ہین جو لایق انکار نہین خلاصہ کلام یہ ہے کہ ظاہر مین لفظ بدا سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی اپنے حکم دینے کے بعد اوس کے وقت مقررہ پر واقع ہونے سے قبل ممانعت کردی اور اس سے جہل و پشیمانی اللہ پر لازم نہین آتی اور نہ اوسکی خطا ثابت ہوتی ہے اس لئے کہ مطلب اس قول سے یہ ہے کہ کبھی آقا کو اپنی نوکر کی اطاعت و تابعداری دوسرون پر ظاہر کرنا ہوتی ہے تو ایک مشکل کام کا حکم فرماتا ہے اور جب یہ شخص وہ کام شروع کرتا ہے تو منع کر دیتا ہے اور مصداق اسکا حضرت ابراہیم کا قصہ ہے کہ اونکو اپنے بیٹے اسمعیل کے ذبح کرنے کا حکم دیا اور جب وہ تعمیل کو آمادہ ہوئے اور دونون نے حکم الہی پر صبر اور رضامندی رکھی تو منع کر دیا اور اجر اونکا المضاعف کر دیا ابوالفتوح نے کنز الفوائد مین اسکی تحقیق و تفصیل کی ہے

نہم محمدیہ - اس فرقہ کا عقیدہ یہ ہے کہ امام قایم محمد معروف بہ نفس زکیہ بن عبداللہ بن حسن مثنے بن امام حسن بن حضرت علی بن ابی طالب ہین اور اونہون نے ابو منصور کی طرف امامت کی وصیت کی تھی نہ بنی ہاشم کی طرف جیساکہ حضرت موسی علیہ السلام نے یوشع بن نون کے

۱؎ صواعق محرقہ کی یہ عبارت ہے - ثم ظہرت الزراریۃ والیونسیۃ والمفوضۃ والکیسانیۃ والبدائیۃ والغامیۃ منہم وبدء ظہورہم فی حدود ستۃ خمس واربعین ومایۃ - ۱۲ ۲؎ دیکھو مجالس المومنین ۱۲

لئے وصیت کی تھی اور اپنے بیٹے اور بھتیجے کے لئے وصیت نہ کی[1]

دہم حسینیہ یہ فرقہ کہتا ہے کہ ابومنصور نے اپنے بیٹے حسین کے لئے امامت کی وصیت کی
تھی اس لئے ابومنصور کے بعد وہ امام ہوئے[2]

باقی فرقہائے امامیہ کی تفصیل یوں ہے

یازدہم حسنیہ جنکا ظہور ۱۹۵ھ مین ہوا ہے انکا اعتقاد یہ ہے کہ جناب امیر کے بعد حسن
مجتبیٰ کو امامت پہونچی پھر حسن مثنیٰ کو امام حسن کی وصیت سے امامت پہونچی پھر اونکے بیٹے عبداللہ
محض امام ہوئے اور ان عبداللہ کے ساتھ امام جعفر صادق کا مناقشہ طول طویل ہوا جسمین کچھ رد و بدل واقع ہوا تھا جو کتب اثنا عشریہ
مین مذکور ہے اور ایک تقریب سے بلا رفع و اعطنا بھی الجواب العجاب مین کلینی نے نقل کیا ہے پھر عبداللہ کے بیٹے محمد نفس ذکیہ کی لقب سے مشہور ہین
محمد نفس ذکیہ نے منصور دوانقی خلیفہ بغداد کے عہد مین ۱۴۵ھ مین اوسکے مظالم سے سادات پر تنگ آکر تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ مدینہ منورہ مین خروج کیا اور
اور مدینہ مین ایک بڑی جمعیت پیدا کرلی بڑی وجہ یہ بیان ہوئی تھی کہ امام مالک نے فتویٰ دیدیا کہ منصور نے جبراً بیعت
خلافت لی ہے نفس ذکیہ کا حق ہے نفس ذکیہ اگرچہ نہایت دلیر قوی بازو فن جنگ سے
واقف تھے لیکن تقدیر سے کسکا زور چل سکتا ہے نتیجہ یہ ہوا کہ رمضان ۱۴۵ھ مین نہایت بہادری
سے لڑکر میدان جنگ مین مارے گئے اونکے بعد ابراہیم اونکے بھائی نے علم خلافت بلند کیا
اور اس سر و سامان سے مقابلہ کو اوٹھے کہ منصور کے حواس جاتے رہے کہتے ہین کہ اس اضطراب
مین منصور نے دو مہینے تک کپڑے نہین بدلے سرہانے سے تکیہ اوٹھا لیتا تھا اور کہتا تھا کہ مین
نہین جانتا یہ تکیہ میرا ہے یا ابراہیم کا ابراہیم چونکہ شجاعت اور دلیری کے ساتھ بہت بڑے عالم
اور مقتدائے عام تھے اونکے دعوے خلافت پر ہر طرف سے لبیک کی صدائین بلند ہوئین خاص
کوفہ مین کم و بیش لاکھ آدمی اونکے ساتھ جان دینے کو تیار ہو گئے اور پیشوایان مذہب کے ساتھ
امام ابوحنیفہ نے بھی اونکی تائید کی اور امام صاحب ابراہیم کی علانیہ طرفداری تھی اور بجز اس کے کہ
خود شریک جنگ نہ ہو سکے اور ہر طرح پر اونکی مدد کی ابراہیم نے اپنی بے تدبیری سے شکست کھائی

[1] و [2] دیکھو غنیۃ الطالبین ۱۲-

اور بصرے میں نہایت دلیری سے لڑکر مارے گئے۔

حسینیہ میں سے بعضے اس بات کے مقر ہیں کہ نفس زکیہ مارے نہیں گئے بلکہ غائب اور مخفی ہیں اور عرصہ کے بعد ظاہر ہوکر رہینگے اسیواسطے ان لوگوں کا نام **منتظریہ** مشہور ہے[۱]

دوازدہم باقریہ۔ انکا عقیدہ یہ ہے کہ امام محمد باقر مرے نہیں ہیں زندہ اور مہدی منتظر ہیں

سیزدہم حاضریہ۔ انکا عقیدہ یہ ہے کہ امام باقر کے بعد اونکے بیٹے زکریا امام ہیں اور وہ کوہ حاضر میں چھپے ہوئے ہیں جب اونکو اللہ حکم دیگا تو نکلینگے۔

چہاردہم ناؤسیہ۔ یہ عبداللہ بن ناؤس بصری کے متبع ہیں یہ چھ شخصوں کی امامت کا قائل ہے حضرت علی سے جعفر صادق تک اسکا عقیدہ یہ تھا کہ امام جعفر صادق زندہ ہیں اور غایب ہوگئے ہیں اور وہی مہدی موعود ہیں اور بعضے ناؤسیہ کہتے ہیں کہ بعضے شیعہ صادق کبھی کبھی خلوت میں اونکو دیکھ بھی لیتے ہیں انکا ظہور ۱۴۵ھ میں ہوا یہ لوگ بعد اوسکے حاصکر ۶۵۰ھ میں پھر تاتاریوں کی یورش کی وجہ سے تباہ ہوگئے۔ ناؤسیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ جو اپنے نفس کو غیر پر فضیلت دے وہ کافر ہے[۲]

پانزدہم عماریہ۔ کہ عمار کے متبع ہیں اور عقیدہ انکا یہ ہے کہ جعفر صادق نے وفات پائی تو اونکے بیٹے محمد نامی امام ہوئے۔

شانزدہم عمائیہ۔ یہ لوگ عبداللہ بن عمار کے یار ہیں اور سات شخصوں کی امامت کے مقر ہیں حضرت علی سے جعفر صادق تک اور بعد ان کے عبداللہ بن جعفر صادق کو امام جانتے ہیں اس عبداللہ کا لقب افطح تھا الف کے فتح اور ف کے سکون اور طائے مہملہ کے فتح اور حائے حطی کے سکون سے اوسکو افطح اسواسطے کہا کرتے تھے کہ اوسکی دونوں پاؤں چوڑے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ سر چوڑا تھا اور یہ افطح اسماعیل بن جعفر کا حقیقی بھائی تھا عمائیہ کہتے ہیں کہ افطح چونکہ لاولد مری ہیں

---

[۱] نامہ دانشوران میں لکھا ہے کہ محمد بن عبداللہ محض جنکا عرف نفس زکیہ ہے زیدیہ کے امام ششم ہیں اور اونکے بھائی ابراہیم بن عبداللہ محض جو اوسی گروہ میں سے ہیں اور عرف جنکا امیر المومنین تھا زیدیہ سے ا[illegible]

اور امامت کا سلسلہ اونکی نسل مین جاری نہین رہا ہے اس سئے پھر دنیا مین آوین گے اور ملحق
محرقہ مین لکھا ہے کہ افطحیہ جنہین عمائیہ بھی کہتے ہین عبد الرحمن بن عمر کے اصحاب تھے اور السیر مین
لکھا ہے کہ عبد اللہ بن جعفر سب بھائیون مین بڑے تھے باپ کی وفات کے بعد امامت کی
مدعی ہوئے بہت سے شیعہ نے انکی متابعت کی لیکن بالآخر اُن مین سے بھی بہت سے منحرف
ہوکر امام موسیٰ کاظم کی امامت کے قائل ہو گئے اور جو لوگ عبد اللہ کی امامت کے معتقد رہے
وہ افطحیہ مشہور ہو گئے اس سئے کہ انکا داعی عبد اللہ بن افطح تھا اور بعضے کہتے ہین کہ خود عبد اللہ
بن جعفر کا عرف افطح تھا اور منتہی المقال سے معلوم ہوتا ہے کہ عبد اللہ افطح کی امامت کے
جو لوگ قائل ہین وہ **فطحیہ** کہلاتے ہین اور یہ فطحیہ ائمہ اثنا عشر کی امامت کے مقر ہین اور ساتھ
اونکے عبد اللہ افطح کو بھی امام مانتے ہین کہ اونکو صادق اور کاظم کے درمیان مین داخل کرتے
ہین اور شہید سے نقل کیا ہے کہ عبد اللہ افطح کی امامت کی امام کاظم اور امام رضا کے درمیان
مین قائل ہین اور توضیح المقال مین لکھا ہے کہ بعض کی راے یہ ہے کہ یہ فرقہ فطحیہ اس سئے
کہلاتا ہے کہ سرگروہ اوسکا عبد اللہ بن فطیح کوفی تھا اوسی کی طرف یہ منسوب ہین نامہ دانشوران
مین ابن قبہ کے حالات مین ہے کہ زید علوی کا قول ہے کہ اب فرقہ فطحیہ کو اسماعیلیہ
کہتے ہین اس سئے کہ اون لوگون مین سے جو عبد اللہ افطح کے امامت کے معتقد تھے
کوئی باقی نہین رہا یہ عبد اللہ بن جعفر کم علم تھے کتاب جمہرۃ النسب مین مذکور ہے کہ زرارہ
بن اعین کوفی بھی اول اول عبد اللہ افطح کے امامت کا معتقد تھا جب مدینہ کو گیا تو عبد اللہ افطح کی
خدمت مین حاضر ہوا اور اوس نے مسائل فقہیہ کا سوال کیا عبد اللہ نے جو جواب دئے اون سے
نہایت جہل ثابت ہوا بعض کتب مین لکھا ہوا ہے کہ سائل نے عبد اللہ سے دریافت کیا
کہ دو سو درم پر کس قدر زکوۃ واجب ہے بولے پانچ درم پھر سائل نے کہا سو درم پر کسقدر ہے قیاس
لگا کر کہا اڑہائی درم اور یہ امامیہ کے مذہب کے خلاف ہے اس سئے کہ سو درم پر زکوۃ نہین
چاندی کا نصاب دو سو درم ہے اوس سے کم پر زکوۃ نہین الغرض زرارہ فطح کی امامت سے پھر گیا

بست وکم رجعیہ انکو کاظمیہ بھی کہتے ہین انکا قول یہ ہے کہ موسیٰ کاظم کا انتقال ہوگیا ہے
لیکن پھر وہ دنیا مین لوٹ کر آئین گے اور چونکہ یہ تینون فرقے امامت کو موسیٰ کاظم پر موقوف
رکھتے ہین اور انکو حی لا یموت سمجھتے ہین اس لیئے واقفیہ بھی کہلاتے ہین نامہ
دانشوران مین ابن قبہ کے حالات مین بیان کیا ہے کہ واقفیہ بھی مختلف طور پر ہین بعضے جناب
ابو عبد اللہ جعفر صادق پر توقف کرتے ہین اور تھوڑے سے ابو جعفر محمد باقر پر توقف کرتے
ہین اور ایک گروہ موسیٰ بن جعفر پر توقف کرتا ہے علمائے رجال و محدثین امامیہ کی اصطلاح مین خیال لیا
واقفیہ کو پچھلی قسم پر اطلاق کرتے ہین توضیح المقال مین اختیار سے سلسلہ وار ابو القاسم حسین بن
محمد بن عمر بن یزید کے بچا تک روایت کی ہے کہ واقفیہ کی ابتدا کی یہ صورت ہے کہ اشاعشریہ
کے پاس تیس ہزار دینار بابت زکوٰۃ وغیرہ کے جو کچھ اونپر واجب تھا جمع ہوگئے اونھون
نے وہ دینار امام موسیٰ کاظم کے وکلاء کے پاس بھیجے جو کوفہ مین موجود تھے اور یہ دو شخص
تھے جن مین سے ایک کا نام حیان سراج ہے اور موسیٰ کاظم اوس زمانہ مین ہارون الرشید کے
حکم سے بغداد مین محبوس تھے ان وکیلون نے اون دینارون سے مکانات اور غلہ وغیرہ
اشیا خرید کر لین جب موسیٰ کاظم کا ۱۸۳ھ ہجری مین انتقال ہوگیا - تو یہ وکلاء اونکی موت کے
منکر ہوگئے اور روایتین بنالین اوس اموال سے شیعون مین یہ بات مشہور کردی کہ وہ نہین
مرینگے فرماتے تھے کہ مین حی لا یموت ہون کیونکہ وہی مہدی ہین پس بہت سے شیعہ کا
اسی پر عقیدہ جم گیا کہ امام موسیٰ کاظم زندہ ہین اور وہ مال اون دونون وکیلون کے پاس دم
آخر تک رہا پھر انتقال کے وقت انھون نے وصیت کردی کہ امام موسیٰ کے ورثا کو دیدیا
جاوے تب شیعہ واقف کار ہوئے کہ انھون نے مال کی حرص سے یہ فقرہ گانٹھا تھا اور کتاب
فوائد مین یہ ہے کہ واقفیہ اون لوگون کو کہا کرتے ہین جنھون نے موسیٰ کاظم کی غیر کی امامت
پر توقف کیا اور اون کے بعد پھر کسی کو امام نہ مانا اور جب مطلق واقفیہ استعمال کرتے ہین تو
یہی فرقہ مراد ہوتا ہے جو موسیٰ کاظم پر امامت کو موقوف رکھتا ہے اور جب کہین واقفیہ

اوسکے معنے مین آتا ہے تو وہ کسی قرینہ کے ساتھ ہوتا ہے جنمین ایک قرینہ یہ ہے کہ جسنے موسیٰ کاظم کو نہ پایا اور اون سے قبل یا اونکے زمانہ مین مرگیا تو یہ واقفی اس وجہ سے ہی کہ امام موسیٰ کاظم کی امامت کا معتقر نہین ہوا جیسے سماعہ بن مہران اور علی بن حنان وسیکے مین التقسیم اور تحقیق یہ ہے کہ واقفیہ دو قسم کے ہین ایک وہ جو امامت کو موسیٰ کاظم پر موقوف رکھتے ہین دوسرے وہ ہین جنہون سے نے خود موسیٰ کاظم کی امامت مین اونہین کے وقت مین کسی شبہہ کی وجہ سے توقف کیا اُنہین امام تسلیم نہ کیا۔

بست و دوم احمدیہ - یہ لوگ کہتے ہین کہ موسیٰ کاظم کے بعد اونکے بیٹے احمد امام ہوئے

بست و سوم جعفریہ - یہ لوگ کہتے ہین کہ جعفر صادق کے بعد موسیٰ کاظم بن جعفر امام ہین پھر علی رضا بن موسیٰ پھر محمد تقی بن علی رضا پھر علی نقی بن محمد تقی پھر حسن عسکری بن علی نقی اور حسن عسکری لاولد فوت ہوئے کوئی اولاد نہین چھوڑی اور نہ اونکی کوئی بیٹا محمد نامی پیدا ہوا پس یہ محمد مہدی کی ولادت سے منکر ہین۔

بست و چہارم اثنا عشریہ - جب لفظ امامیہ مطلقًا بلا قید بولتے ہین تو یہی فرقہ مراد ہوتا ہے ابن اثیر نے شرح کتاب جامع الاصول کے بحث نبوت مین کہا ہے کہ مذاہب مشہورہ اسلام مین جنپر تمام عالم کے مسلمانون کا مدار ہے مذہب شافعی اور ابوحنیفہ اور مالک اور احمد رضی اللہ عنہ کا ہے اور مذہب امامیہ ہے اور اسبات کی تعیین کی ہے کہ مذہب امامیہ کی مجدد دوسرے صدی ہجری کے اوائل مین امام علی بن موسے رضا تھی اس لئے کہ گمان اوسکا یہ ہے کہ حدیث مین جو آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے آغاز مین ایک ایسا شخص بھیجتا ہے جو اُمت مذکور کے لئے دین کی تجدید کرتا ہے یعنی دین کو روشن اور زندہ کرتا ہے تو ایسا مجدد کسی ایک مذہب سے خصوصیت نہین رکھتا ہے بلکہ ہر ایک مذہب کا ہر صدی کے اول مین ایک مجدد ہوتا ہے کہتے ہین کہ اثنا عشریہ کا ظہور سنہ ۲۵۶ھ مین ہوا ہے یہ لوگ کہتے ہین کہ جب حسن عسکری بن علی نقی نے

کان سے کچھ ملا اور کسی نے حضرت سے جب بند حسین رو ہو گئے عشرت لیکن دیکھنے نہ... نے ملا انکو ملکہ

وفات پائی تو پانچ برس کا ایک لڑکا محمد نامی سوسن یا رجس کنیز کے شکم سے چھوڑا جو نصف شعبان میں ۲۵۵ھ میں جیسا کہ ابن الوردی نے بھی کہا ہے پیدا ہوا تھا مہدی موعود اور خاتم الائمہ یہی ہیں خلیفہ معتمد علی اللہ عباسی کے عہد میں بقول ابن وردی نو برس کی عمر میں تہ خانہ سامرہ میں جو ایک بڑا شہر ہے تکریت اور بغداد کے درمیان میں شرقی دجلہ پر آباد کیا ہوا معتصم کا چھپ گئے اور سنہ مختفی ہونے کا ۲۶۶ ہے اور یافعی کے نزدیک ۲۶۵ھ ہے شیخ عبد الحق نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے کہ اول اصح ہے ابن بطوطہ نے اپنے رحلہ میں ذکر کیا ہے کہ میں نے اوس تہ خانہ کی دروازہ پر سواروں اور سواری کو ٹھہرے ہوئے مشاہدہ کیا ہے اس لئے یہ لوگ کہتے ہیں کہ امام بارہ ہیں اسی لئے انکا لقب **اثنا عشری** ہو گیا ہے اور انکی یہاں ترتیب ائمہ کی اسطرح سے ہے **امام اول** حضرت علی بن ابی طالب ہیں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے جمعہ کے روز ہجرت سے ۲۳ سال قبل بیت الحرام میں فاطمہ بنت اسد سے متولد ہوئے روز یکشنبہ کو ۱۳ رمضان سنہ ۴۰ ہجری میں ۶۵ برس کی عمر میں عبد الرحمن ابن ملجم کے ہاتہ سے شہید ہو کر تین پہر دن کے اندر مقام غری یا نجف یا مسجد و مکان کے درمیان میں یا قصر الامارہ کوفہ میں شب کو دفن ہوئے آپکی مہر پر یہ کندہ تھا الملک للہ الواحد القہار **امام دوم** حضرت حسن بن علی علیہما السلام ہیں جو سنہ ۳ ہجری میں نصف رمضان کو پیدا ہوئے تھے اونکی کنیت ابو محمد ہے اور لقب تقی اور زکی اور سبط اور ولی ہے اور انمیں اشہر تقی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سید لقب عطا کیا تھا اور سنہ ۴۱ھ میں نصف جمادی الاولی کو معاویہ کو کار خلافت سپرد کر کے صلح کر لی اور ایک لاکھ درم سالانہ معاویہ سے اونکے مقرر کر دئے اعلام الورےٰ میں طبری نے لکھا ہے کہ وہ صلح کے بعد مدینہ میں دس سال تک زندہ رہے پھر اونکی زوجہ جعدہ بنت اشعث کندی نے معاویہ کے کہنے سے زہر دیدیا جس سے ۵ ربیع الاول سنہ ۴۹ھ یا سنہ ۵۰ھ کو ۴۷ برس کی عمر

سلہ دیکھو مقدمہ اول کتاب منتہی المقال فی اسماء الرجال ۱۲ منہ

سنہ ۲۵۵ھ میں سامرہ میں پیدا ہوئے ۱۲ منہ
سنہ ۴۰ ہجری میں شہید ہوئے ۱۲ منہ
امام اول علی بن ابی طالب ۱۲
امام دوم حسن بن علی ۱۲
سنہ ۳ ہجری میں پیدا ہوئے ۱۲
سنہ ۴۹ھ یا ۵۰ھ میں وفات پائی ۱۲

مین انتقال فرمایا معاویہ نے یہ خبر سنی تو سجدہ مین گر گئے اور بعضے کہتے ہین کہ یزید کے بہکانے سے کہ مین سمجھے بعد امام حسن کے نکاح کر دونگا زہر دیا مگر یزید نے بھی اوس سے نکاح نکیا امام حسن بقیع مین مدفون ہوئے خضاب سیاہ کیا کرتے تھے سلسلۂ حسنیہ انہین سے مخصوص ہے اور بعضے اور سلسلے بھی حسن مثنی کی ذریعہ سے انسے ملتے ہین انکی مہر پر یہ کندہ تھا العزة لله

امام سوم - حضرت حسین بن علی کرم اللہ وجہہ ہین تقریبا پانچوین شعبان کو سنہ ہجری مین پیدا ہوئے انکی کنیت ابو عبد اللہ ہے اور القاب رشید و طیب و زکی و وفی و سید و مبارک و تابع لمرضاة اللہ و سبط اصغر ہین اور انہین بہت مشہور زکی ہے میدان کربلا مین جمعہ کے دن دہم محرم سنہ ۶۱ کو ۵۵ سال کی عمر مین شہید ہوئے سنان بن انس نخعی خاص اونکا قاتل ہے اور اونکی مہر پر یہ کندہ تھا لکل اجل کتاب

امام چہارم - زین العابدین بن حسین شہید ہین جنکا لقب زکی و امین اور زین العابدین اور کنیت ابو الحسن و ابو محمد ہے اور علی اصغر نام ہے مدینہ مین پنجشنبہ کو پنجم شعبان سنہ مین سلافہ نام دختر یزدجرد سے جنکا لقب شاہ زنان ہے پیدا ہوئی تھی اور واقعہ کربلا مین ۲۲ برس کے تھے بسبب مریض ہونے کے قتل ہونے سے بچ گئے بقول ابن الصباغ مالکی صاحب فصول مہمہ ولید بن عبد الملک کے زہر دلوانے سے دہم محرم کو سنہ ۹۴ مین ۵۷ برس کی عمر مین فوت ہو کر اپنے چچا حسن سبط کی قبر شریف مین مدفون ہوئے مروان اور عبد الملک اور اوسکا بیٹا ولید انکی ہم عصر تھے اونکی مہر پر یہ کندہ تھا وما توفیقی الا باللہ

سلہ دیکھو تاریخ ابو الفدا ۱۲

سلہ تاریخ التواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکا نام علی اوسط ہے اور علی اصغر یا طفلی مین زخم تیر سے شہید ہوئے تھے اور صحیح یہ ہے کہ امام حسین کے تین بیٹون کے نام علی ہین اول علی اکبر شہید جو بیرہ دختر عروہ بن مسعود ثقفی سے پیدا ہوئے تھے دوسرے علی امام اور علی اوسط تیسرے علی اصغر ان دونون کی مان کا نام شہر بانو ہے جو اسیر ہو کر آئی تھین اسلئے بعضون نے اونہین ام ولد کہا ہے اور کتب وین مین شمار کیا ہو اور یہ شایان نہ تھا اعمدۃ ...الانوار فتقال ... مین امام حسین کے حالات مین لکھا ہے - امام حسین کے تین فرزند تھے علی اکبر علی اصغر کہ جنکی نسل سے یہ سادات ہین ساوات کے خاندان ہین تیسرے جعفر اور دو دختر فاطمہ اور سکینہ بی بی سکینہ قرآن مین سہامہ فقیہ ... حسن

ہوئے اور مقام سامرہ مین انتقال کیا باپ کی قبر مین جمعہ کے دن ۸ ربیع الاول ۲۶۰ھ مین
مدفون ہوئے ۲۹ برس یا ۲۸ برس کی عمر پائی سبحان من لہ مقالید السموات والارض
اونکی خاتم پر کندہ تھا معتز اور مہتدی اور معتمد اونکی معاصر تھے۔

امام دوازدھم ۔ محمد بن حسن خالص ہین جنکی کنیت ابوالقاسم ہے اور القاب مہدی
ومنتظر وخلف الصالح وصاحب الزمان وحجت وقائم ہین اور مشہور زیادہ مہدی ہے اور یہی
امام منتظر ہین اونکو زندہ غیر مردہ بتاتے ہین کہتے ہین کہ خوف اعدا سے غائب ہوگئے ہین
ظاہر ہوکر زمین کو عدل سے بھر دینگے جسطرح کہ جور سے بھر گئی ہے مگر اونکی غیبت کے وقت
اور سن وسال مین بہت اختلاف کرکے چند فرقے بن گئے ہین بلکہ بعضے کہتے ہین کہ
وہ مرگئے ہین پھر لوٹ کر دنیا مین آوینگے اسوقت مین اثنا عشری کے نزد باب و ماہ کا سلسلہ
بند ہوگیا ہاں بعضے یہ دعوے کرتے کہ ہم امام غائب اور امامیہ کے درمیان مین سفارت
کرتے ہین اور پھر یہ سفیر اپنی وفات کے وقت جانشین کردیتے اور یہ سلسلہ ۲۶۶ھ ہجری سے
شروع ہوا وکیل اول عثمان ابن سعید عمری اسدی تھا اس کے بعد بیٹا اسکا ابو جعفر وکیل ہوا اور
یہ قریب پچاس سال کے وکیل رہا اس کے بعد ابوالقاسم حسین ابن روح وکیل ہوا اس نے
اپنے بعد علی بن محمد سمیری کے لئے وصیت کی یہ علی بن محمد ۳۲۶ھ مین سفیر ہوا اور ۳۲۸ھ مین
فوت ہوا اس کے بعد سفارت کا سلسلہ بھی بند ہوگیا اور وہ خاتم السفرا سمجھا جاتا ہے اور
اوس کے بعد امام کی طرف سے کوئی سفیر نہین آیا اور امام نے غیبت کبرے اختیار کرلی
پس غیبت کبرے کی ابتدا ۳۲۸ھ سے ہے اور جب تک انکے پاس سے سفیر آتے رہی
وہ غیبت صغرے کہلاتی رہی جسکی مدت ۷۴ سال ہے جیساکہ صاحب کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ
نے تصریح کی ہے۔ اور امامیہ سفیر کو امام مخفی کا باب کہتے ہین بہت سے لوگون نے کذب
وافترا کے طور پر بھی بابیت اور سفارت کا دعوے کیا تھا جنکی تکذیب کے باب مین امام مخفی
کی طرف سے فرمان کتب امامیہ مین مصرح ہین استرآبادی نے رجال کبیر مین ایسے سفیرون

کی ایک مفصل فہرست لکھی ہے انمین سے یہ ہین ابو محمد حسن شریعی اور محمد بن نصیر نمیری اور ابن ابی العزاقر اور احمد بن ہلال اور ابو طاہر محمد بن بلال وغیرہ ابتدا مین شیعہ اثنا عشری متفرق طور پر ملک عراق مین رہتے تھے اور سنی آپ کو اہل سنت مین ملائے ہوئے تھے وہ تقیہ کی حالت مین دور دور رہا کرتے تھے جب خلفاے عباسیہ کے زوال اقبال کے آغاز سے قریب قریب تمام سنہ ایکہزار ہجری مین عراقین اور خراسان مین سلاطین اثنا عشریہ کا زور ہوگیا تو اثنا عشریہ نے تقیہ چھوڑ دیا اور ظاہر ہوگئے چنانچہ ایک شخص بویہ نامی جسکی کنیت ابو شجاع ہے اور نسب اوسکا یزدجرد آخری بادشاہ ملک فارس تک اور وہان سے پشت بپشت بہرام گور تک پہونچا ہے دیلمان گیلان مین بحالت افلاس رہا کرتا تھا کہ ملک فارس کے انقلاب کے بعد اوسکا خاندان گیلان مین چلا آیا تھا بویہ کے تین بیٹے تھے علی احمد حسن کہ پہلے کا خطاب عماد الدولہ اور دوسرے کا رکن الدولہ تیسرے کا معز الدولہ ہوا یہ تینون سب ملک شیعہ اثنا عشری تھے

---

[1] مولوی قدرت اللہ نے جام جہان نما مین لکھا ہے کہ اونکے نزدیک چہاردہ معصوم انہین بارہ امامون اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بی بی فاطمہ سے عبارت ہے اور یہ غلطی ہے تحقیق یہ ہے کہ چہاردہ معصوم یہ ہین (۱) محمد محسن بن علی کرم اللہ وجہہ جو بی بی فاطمہ علیہا السلام سے ہین انکی قبر جنت بقیع مین ہے (۲) عبد اللہ بن امام حسن رضا یہ سات برس کی عمر مین طلحہ بن عامر کے ہاتھ سے شہید ہوئے انکی قبر جنت بقیع مین ہے (۳) جعفر بن امام حسین یہ تین برس کی عمر مین تشنگی سے جان بحق تسلیم ہوئی انکی قبر کربلا مین ہے (۴) قاسم بن امام حسن انکی قبر کربلا مین ہے (۵) حسین بن امام زین العابدین یہ تین برس کی عمر مین حجاج کے ہاتھ سے شہید ہوئے انکی قبر ... مین ہے (۶) صالح بن امام محمد باقر اور بعض کے نزدیک قاسم بن امام زین العابدین یہ تین برس کی عمر مین حجاج کے ہاتھ سے شہید ہوئے انکی قبر بھی رے مین ہے (۷) علی اطہر بن امام محمد باقر آٹھ برس کی عمر مین ... بن منصور کے ہاتھ سے شہید ہوکر قبر انکی شام مین ہے (۸) عبد اللہ بن امام جعفر صادق یہ دو برس کی عمر مین خلیفہ بغداد کے سامنے عبد اللہ بن محمود کوفی کے ہاتھ سے شہید ہوئے انکی قبر بغداد مین ہے (۹) یحیی بن امام محمد جعفر صادق تین برس کی عمر مین باسطات کی درمیان شہید ہوئے قبر انکی باسطات مین ہے (۱۰) صالح بن امام موسی کاظم تین برس کی عمر مین یوسف بن ابراہیم کی ہاتھ سے شہید ہوئے قبر انکی رے مین ہے (۱۱) طیب بن امام موسی کاظم سات برس کی عمر مین دمشقی کے ہاتھ سے شہید ہوئے قبر انکی شیراز مین ہے (۱۲) محمد جعفر بن امام محمد تقی چار برس کی عمر مین یوسف بن ابراہیم دمشقی کے ہاتھ سے شہید ہوئے انکی قبر کوفہ مین ہے (۱۳) محمد حنیفہ بن امام حسن عسکری یہ بھی ابن ابراہیم دمشقی کے ہاتھ سے شہید ہوئے انکی قبر رے مین ہے (۱۴) قاسم بن محمد مہدی تین برس کی عمر مین منصور بن ناصر بن ابراہیم کے ہاتھ سے شہید ہوئے انکی قبر شیراز مین ہے ۱۲

عائشہ اور حضرت عمر بھی آگیا اسواسطے کہ آنحضرت کے انتقال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق نے فاطمہ علیہا السلام کو باغ فدک میراث مین ندیا اور یہ کہا کہ آنحضرت کا مال میراث نہین ہو سکتا اسواسطے کہ وہ فرما چکے تھے لانورث ما ترکناہ صدقۃ متفق علیہ یعنی نہین چھوڑتے ہم (یعنی گروہ انبیا) میراث جو کچھہ ہم چھوڑتے ہین صدقہ ہی۔ اور جبکہ بی بی صاحبہ نے یہ دعوے کیا کہ یہ باغ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھپر ہبہ کر چکے ہین تو اون سے گواہ طلب کئی اونکی طرف سے حضرت علی اور ام ایمن یہ دو شاہد پیش ہوئے۔ تو اونکی شہادت کو اس لئے قبول نکیا کہ ایک مرد اور ایک عورت کی شہادت کافی نہین بلکہ ایک اور عورت کی ضرورت تھی اس کارروائی کے بعد فاطمہ علیہا السلام حضرت ابوبکر سے ناخوش ہوئین اور اونسے بولنا چالنا ترک کردیا حالانکہ مسور بن مخرمہ سے بخاری و مسلم نے روایت کی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی فاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبہا اغضبنی یعنی فاطمہ میرا جزو ہے جس نے اوسکو غصہ دلایا اوس نے مجھکو غصہ دلایا۔ اور امام حسن نے وفات کے قریب وصیت کی تھی کہ مجھکو میرے نانا کی قبر کے پاس دفن کرنا جب انتقال ہوا تو بنی ہاشم نے چاہا کہ نبی علیہ السلام کی قبر کے پاس دفن کرین معاویہ کی طرف سے مروان بن حکم مدینہ کا فرمان روا تھا اوسنے منع کیا قریب تھا کہ بنی امیہ و بنی ہاشم مین تلوار چلے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ مکان میرا ہے مین اجازت نہین دیتی اسلئے بقیع مین مدفون ہوئے اور شیعہ کا قول یہ ہی کہ حضرت عثمان نے ابوذر کو مدینہ سے ربذہ کو نکالدیا تھا۔ اور جبکہ حضرت عمرؓ کی موت کا وقت قریب ہوا تو اونہون نے ان چھہ شخصون کو مشورۂ خلافت اونکا خلافت کے لئے منتخب کیا تھا حضرت علی و عثمان و زبیر و طلحہ و سعد و عبدالرحمن رضی اللہ عنہم اور حضرت عباس کو چھوڑ دیا تھا سو من اخرج العباس عن الشوریٰ سے اسی بات کی طرف اشارہ ہی اس کو بعض لوگون نے اس تحریر کو مٹادیا تب وزیر مہلبی کے اشارے اور معز الدولہ کی اذن سے یون لکھا گیا لعن اللہ الظالمین لآل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور حکم دیا کہ لعن مین سوا معاویہ کے دوسرے کا ذکر نکیا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا اس محرر اللہ کو تشیع سے اتنی دلچسپی تھی کہ سنہ ۳۴۱ ہجری مین مہلبی نے ایک قوم تناسخیہ کی گرفتاری کی جسمین ایک نوجوان تھا کہ اوسکو اپنا یہ زعم تھا کہ حضرت علی کی روح نے مجھمین حلول کیا ہی اور اوس قوم مین ایک عورت تھی کہ وہ کہتی تھی مجھہ

میں بی بی فاطمہ کی روح انتقال کیا ہے اور ایک شخص یہ کہتا تھا کہ مجھہ مین جبریل سے نے حلول
کیا ہے جب ان لوگون کی یہ کلمات سنکر شہرہ پایا تو کہنے لگے کہ ہم محبان اہل بیت ہین
معز الدولہ نے بوجہ اسکے کہ خود بھی شیعہ تھا اونکو رہا کرا دیا فرقہ اثنا عشریہ کو آل بویہ
کے عہد مین جنہین دیالمہ بھی کہا کرتے ہین بڑی قوت ہاتھ آئی بڑے بڑے علما جمع ہوئے
تصانیف سے مذاہب کی تائید کی اور بغداد مین سنہ ۴۴۳ھ مین شیعہ و سنی کے فتنے برپا ہوئی
شیعہ نے اذان مین الصلوٰۃ خیر من النوم کی جگہہ کھلم کھلا حی علیٰ خیر العمل شروع
کیا بلدہ کرخ مین اسکا رواج ہو گیا پھر چنگیز خان تاتاری کی اولاد مین سے سلطان غازان
بن ارغون بن القابن ہلاکو بن تولی بن چنگیز خان شیخ صدر الدین ابراہیم خلف شیخ سعد الدین
حموی کے ہاتھ پر مسلمان ہوکر سلطان محمود کے نام سے مشہور ہوا اور اس پادشاہ کے
ساتھ ایک لاکھ فوج بھی مسلمان ہو گئی اور اس نے ایک اثنا عشری عالم مسمی تاج الدین
کے سمجھانے سے یہ مذہب قبول کیا پھر تمام ملک مین یہ مذہب پھیل گیا بڑے بڑے
علما جمع ہوئے چنانچہ ابن مطہر حلی بھی انھین مین تھے در اس سلطان کی حیات تک اس فرقہ کا
غلو بہت ہی بڑہا رہا ابن مطہر نے بڑی بڑی کتابین تصنیف کین یہ بادشاہ سنہ ۶۷۰ھ مین پیدا
ہوا تہا اور سنہ ۶۹۴ھ مین مسند نشین سلطنت ہوا اور اسی سال مین مسلمان ہوا تہا پھر سلطنت تراکمہ
کی جنکی اصل فرقہ اثنا عشری سے تھی دیار بکر اور اوس کے گرد و نواح مین جو ولایت ایران مین
داخل ہے اور فی الحال سلطان روم کے ماتحت ہے سنہ ۸۶۰ھ مین قایم ہوئی اور اس فرقہ کو
از سر نو رونق ہو گئی اور پچاس برس تک اس ریاست مین تبرا و غلو کا غلبہ رہا اور علمائے
اثنا عشری اکر جمع ہو گئی تراکمہ کی زوال سلطنت کے بعد سلاطین حیدریہ نے جنہون نے
اپنا لقب صفویہ رکھا سلطنت ایران پر قبضہ کر لیا انکی سلطنت کا بانی بادشاہ اسمٰعیل ہے جسکی
شہرت اور ظہور سنہ ۹۰۵ھ مین ہوا اور سنہ ۹۱۶ھ تک سب عراق عجم اور کرمان اور مازندران اور
آذربیجان و خراسان و تبریز مفتوح ہو گیا سلاطین صفویہ کو یہانتک غلو تہا کہ شاہ اسمٰعیل

صفوی مروج طریقہ اثنا عشری ہوئے ایک ٹوپی سرخ رنگ ایسی ایجاد کی کہ بارہ قطعی ہوتے تھے اور ہر قطعی میں ایک
امام کا ائمہ اثنا عشریہ میں سے نام لکھا جاتا تھا اور یہ ٹوپی خاص شیعہ اثنا عشری کے اوڑھنے
کے واسطے بنوائی گئی تھی تاکہ شیعہ اور غیر شیعہ میں فرق و تمیز رہے اور چونکہ سرخ رنگ کو ترکی
زبان میں قزل کہا کرتے ہیں اس سے اس کے اوڑھنے والے قزلباش مشہور ہو گئے پھر
فرقہ اثنا عشریہ کا زور و شور ایران میں یہانتک بڑھگیا کہ انمیں سے ایک بادشاہ کو علمائے
اثنا عشری نے صاحب الزمان کا نائب قرار دیکر اوس کے لیے رسم سجدہ جاری کرائی اور اس
بادشاہ نے زبردستی مخلوق کو اس مذہب میں ڈالا جسنے انکار کیا قتل کرایا اہل سنت و جماعت
کے جمعہ و جماعات روکدئے اور خطبوں میں ممبر و نیز بی بی عایشہ اور بی بی حفصہ اور بڑے بڑے
صحابہ کی علانیہ مذہب بیان کرانا شروع کی بلکہ کوچہ و بازار میں اونپر لعنت کرائے ہزارہا
علمائے اہل سنت کو قتل کرایا اونکی مساجد خراب کرادیں اور انمیں سے بڑے بڑے علما
کی قبریں اوکھڑوا کر ہڈیاں جلوادیں جیسے عین القضاۃ ہمدانی اور قاضی ناصر الدین بیضاوی وغیرہ
اور ہزارہا اہل سنت خانہ بدوش اور تباہ و برباد ہوکر توران میں بادشاہان ماوراءالنہر کے پاس
پناہ گزین ہوئے زوال دولت صفویہ کے بعد سلاطین زندیہ بھی اسی مذہب پر ہوئے اور
زندیہ سے سلاطین قاچاریہ نے یہ سلطنت چھین لی کہ فتح علی خان قاچار طہماسپ ثانی کا سپہ
سالار تھا نادرشاہ نے اسے قتل کرادیا اس کے دو بیٹے تھے محمد حسین خان محمد حسن خان
محمد حسن خان کے بیٹے آقا محمد خان نے لطف علی خان زند پر کہ سلاطین زندیہ کا آخری بادشاہ
ہے غلبہ پاکر سلطنت ایران حاصل کی اور ۱۲۱۰ھ میں مستقل طور پر سلطنت مذکور کا تخت نشین ہوکر
آقا محمد شاہ کے نام سے مشہور ہوا اور ۲۱ ذیحجہ ۱۲۱۱ھ میں اس کے مقتول ہونے کے بعد

لہ فتوحات اسلامیہ میں لکھا ہی کہ اس کو شیخ صفی الدین اردبیلی کی اولاد میں ہونے کی وجہ سے صفویہ کہتے ہیں جو سنی المذہب
اور مشائخ اہل سلوک میں سے تھے اونکے سلسلہ کا طریق احمد غزالی برادر امام محمد حجۃ الاسلام غزالی تک پہونچتا ہے ۱۱
منہ

اسکا بھائی فتح علی شاہ حکمران ہوا اور ۱۹ جمادی الاولےٰ ۱۲۵۰ھ کو اس نے انتقال کیا تو محمد شاہ والی سلطنت ہوا اور اس نے جب ۲ شوال ۱۲۶۴ھ کو وفات پائی تو اس کے بیٹے ناصر الدین شاہ فرمانروا ہوئے اب انکے بیٹے شاہ مظفر الدین مالک سلطنت ایران ہین اور ان تمام سلاطین قاچاریہ کا مذہب اثنا عشری ہے انکے غلو کا یہ حال ہے کہ ناسخ التواریخ مین جہان جہان خلفائے ثلثہ اور بی بی عائشہ صاحبہ کے تاریخی حالات تمام کئے ہین وہان اونپر مطاعن بھی ضرور لکھدئے ہین اور جواب نقل نہین کئے ہین سرجان مالکم کی تاریخ مین لکھا ہے کہ مذہب شیعہ کا رواج ایرانیون کو وہان کے رہنے والون مین اتفاق پیدا ہوجانے کا سبب واقع ہوا ہے اور بقدر حب وطن کے دلونمین راسخ ہوگیا ہے اس زمانہ مین ایرانیون کو وہ تعصب مذہبی باقی نہین رہا جو پہلے تھا اور اسکا سبب یہ نہین ہے کہ اونمین ترقی و تربیت آگئی ہے بلکہ جوش دہیما ہوگیا ہے اہل سنت وجماعت کو کافر نہین قرار دیتے ہین کہتے ہین یہ لوگ مسلمان ہین مگر مومن نہین اسلئے کہ انہون نے اون لوگون کی خلافت کو قبول کرلیا ہے جنہون نے آل رسول کا حق مار لیا اور جبر کے ساتھ خلافت جلائی پس یہ لوگ اسوجہ سے خطا مین ڈوبے ہوئے ہین۔ اور سنہ آٹھ سو ہجری مین دکن ملک ہندوستان مین سلاطین بہمنیہ اور عادل شاہیہ سلطنت کرتی تھی اور ان سب لوگون کا مذہب اثنا عشری تہا اور تشیع مین بہت غلو رکھتے تھے۔ خاندان بہمنیہ کا بانی اول شاہ علاؤالدین حسن کانگوی بہمنی ہے ۲۴ چوتھی ربیع الاول ۷۴۸ھ مین ملک دکن کا فرمانروا ہوا اور اس خاندان کا آخری شاہ کلیم اللہ بہمنی بن محمد شاہ بہمنی ہے جو اپنی ملک سے بیدخل ہوکر ۹۳۳ھ مین برہان نظام شاہ کے پاس جاکر وہین راہی ملک بقا ہوا اس خاندان نے ملک دکن مین ایک سو بیاسی برس تک سلطنت کی انکا دار السلطنت احمد آباد بیدر تہا یوسف عادل شاہ جو ۸۹۵ھ یا ۸۹۶ھ مین بیجاپور واقع ملک دکن کا بادشاہ ہوا تہا اس کی طبیعت مین بھی ایران کے رہنے سے اور شیخ صفی کے خاص خاص معتقدون کے ملنے جلنے سے تشیع کی گرمجوشی بیٹھ

لہ تحفہ اثنا عشریہ مین ہے در دکن سلاطین بہمنیہ و عادل شاہیہ کہ نہایت مرتبہ غلو تشیع داشتند بہم رسیدند۔ ۱۲

گئی تھی اس سے اس مذہب کو اپنے سلطنت کا طریقہ بنایا یعنی اوسی مذہب کی تائید وحمایت کرتا تھا ان عادل شاہیون سے چوتھا بادشاہ ابراہیم عادل شاہ ۹۴۱ھ مین تخت نشین ہوا تو اس نے اپنے اسلاف کے مذہب کو ترک کر دیا اور خطبہ مین سے ائمہ اثنا عشر کے نام نکلوا دئے اور مذہب حنفیہ کو رواج دیا اور اوس سرخ ٹوپی کا اوڑھنا موقوف کرا دیا جو کلاہ دوازدہ ترک کہلاتی تھی اور سپاہ شیعہ کی علامت سمجھی جاتی تھے ۹۶۵ھ مین ابراہیم عادل شاہ کے انتقال کے بعد اوسکا بیٹا علی عادل شاہ مذہب اثنا عشری پر ہوا اوسکا مذہب باپ کے سامنے ہی سے یہ تھا اس نے اپنے اجداد کا مذہب اوجالا اور غالی شیعون کا طور وطریقہ اختیار کیا اور خطبہ مین ائمہ اثنا عشر کا نام داخل کرا دیا اور لفظ علی ولی اللہ کلمات اذان مین داخل کرایا اور ابراہیم عادل شاہ کے عہد مین شیعہ جو تقیہ کرنے لگے تھے اونکو حکم دیا کہ علی الاعلان کوچہ بازار مین اپنے کام مین مشغول رہین۔ یہی حال ان فرمان رواؤن کی حکومت مین رہا یہانتک کہ سکندر شاہ کے ہاتھہ سے ۱۰۹۷ھ مین قلعہ بیجاپور نکل گیا اور اوس کو قلعہ دولت آباد مین عالمگیر شہنشاہ ہندوستان نے قید کر دیا پس عادل شاہیون کا سلسلہ منقطع ہو گیا اس خاندان مین دس آدمی دو سو دو برس تک فرمان روا ہے اور نظام شاہیہ خاندان مین جسکی بنیاد احمد شاہ نو مسلم نے ڈالی تھی اوسکا بیٹا برہان شاہ تخت احمد نگر پر بیٹھا تو اوس نے شاہ طاہر کی ہدایت سے مذہب اثنا عشری کو رواج دیا ۹۷۲ھ مین میران حسین پانچوین بادشاہ کے مارے جانے سے مذہب کا تبدل واقع ہوا اور سنی غالب آئے اور جہانگیر شہنشاہ ہندوستان کے عہد مین اوسکی بیگم نورجہان اور بیگم کے رشتہ دار جنکا یہی مذہب تھا سلطنت پر حاوی ہو گئی تھی اور ان کے پاس عراق اور خراسان کے تمام شیعہ اثنا عشری بہرے پڑے تھے اور تمام وزرا و صوبہ داران ملک اور امرا اسی مذہب پر تھے۔ اور تمام ملک اودہ مین شیعون کی حکومت رہی ابتدا وزرا و بادشاہان صوبہ اودہ کے برہان الملک عرف میر محمد امین

۵۲ دیکھو تاریخ فرشتہ ۱۲

نیشاپوری سے ہوئی جو امام موسے کاظم کی اولاد میں سے تھا اور محمد شاہ شہنشاہ ہندوستان
نے اوسے صوبہ دار اودہ کا کیا تھا اور فروری ۱۸۵۶ء مطابق جمادی الثانی ۱۲۷۲ھ میں واجد علی شاہ
سے انگریزوں نے انتزاع ملک کیا شاہ معزول نے اپنی ایک تالیف کے صفحہ ۲۰۴ میں
جسکا نام مجموعہ واجدیہ ہے لکھا ہے اسامی ملعونان و ملعونات کہ تا قیامت برآنہا لعنت
باید کرد اور اوس کے بعد تین صفحے اصحاب کبار کے ناموں سے بھر دئیے ہیں **نعوذ
باللہ منہا** امامیہ اثنا عشری رویت حق تعالیٰ کا انکار کرتے ہیں اور انکے نزدیک متعہ کی
حلیت کا اعتقاد لازم ہے اور جو فعل قبیح ہوتا ہے اوسکی نسبت خدائے تعالیٰ کی طرف
نہیں کرتے اور امامت کو خدائے تعالیٰ کا لطف جانتے ہیں اور تقرر امامت کو واجب
قرار دیتے ہیں اور حیات اور علم اور قدرت اور ارادہ وغیرہ صفات باری تعالیٰ کو
عین ذات مانتے ہیں اور حشر و نشر کے قائل ہیں اور علم معتقدات کو بلا دلیل کافی نہیں
جانتے اور قائل ہیں اس کے کہ اللہ تعالیٰ اور ائمہ غیر شیعہ کی گمراہی سے راضی ہیں اور شیعہ
تراویح رمضان اور موزوں پر مسح کے منکر ہیں[1] اور کہتے ہیں نماز پیچھے ہر فاجر کے جائز نہیں

عقائد اثنا عشریہ کی تفصیل بہ ترتیب یوں ہے

(بیان توحید) معرفت اللہ تعالیٰ کی واجب ہے ہر مکلف پر کیونکہ وہ منعم ہے تاکہ ہم اوسکا
شکر کریں اللہ تعالیٰ موجود ہے اور واجب الوجود لذاتہ ہے یعنی اپنے وجود میں غیر کا محتاج
نہیں ہے اور اوس پر عدم جائز نہیں (بیان صفات ثبوتیہ) اللہ تعالیٰ قدیم ازلی ہے یعنی
اوس کے وجود پر عدم سابق نہیں باقی ہے ہمیشہ رہیگا یعنی اوس کے وجود کو عدم لاحق نہیں
ہوتا اور قادر مختار ہے یعنی اگر چاہے کرے اور اگر چاہے نکرے اور عالم ہے یعنی تمام
چیزیں اوس کے نزدیک ظاہر اور حاضر ہیں زندہ ہیں یعنی حی ہے اوس سے کہ قادر ہوسکے

---

[1] مولوی عصمت اللہ نے فقہ اکبر کی شرح میں کہا ہے چونکہ شیعہ تراویح رمضان کے منکر ہیں اور مسح موزوں پر نہیں کرتے بلکہ پاؤں پر مسح بلا موزہ کے کرتے ہیں اس لئے امام اعظم نے ردکی نیت سے کہا ہے مسح موزوں پر اور تراویح رمضان میں سنت ہے

اور جلا ہے اور ہر مقدور پر قادر ہے اور ہر معلوم کا عالم ہے اور متکلم ہے بغیر زبان کے اور اللہ کے
متکلم ہونے سے یہ مطلب ہے کہ کسی جرم سماوی یا جسم ارضی مین کلام ایجاد کیا تاکہ اپنی غرض
کو خلق کی طرف پہونچاوے پس اس قسم کے کلام کو اوسکا اپنی ذات کی طرف نسبت دینا
بھی اللہ تعالی کا کلام کرنا ہے اور اللہ تعالے سمیع اور بصیر ہے بغیر کان اور آنکھ کے مطلب
یہ ہے کہ مبصرات اور مسموعات کو جانتا ہے اور اللہ تعالی بغیر اعضا کے مدرک ہے
یعنی اوس چیز کو جانتا ہے جسکا ادراک حواس سے ہوتا ہے اور صاحب ارادہ ہے یعنی ترجیح
دیتا ہے فعل کی جسوقت جانتا ہے اوسکی مصلحت کو اور اللہ تعالی صادق ہے حق بات
کہتا ہے کذب سے منزہ ہے اور کارہ ہے یعنی ترجیح دیتا ہے ترک فعل کے جسوقت مفسدہ
فعل کے ہونے مین جانتا ہے اور واحد ہے اوسکا کوئی شریک الوہیت مین نہین (بیان صفات
سلبیہ) اللہ تعالی نہ جسم ہے نہ عرض ہے اور نہ جوہر ہے ——— اور نہ
کسی جہت مین ہے اور نہ کسی مکان مین ہے اور وہ نظر کے ساتھ نہین دکھہ سکتا نہ دنیا مین نہ آخرت
مین کیونکہ وہ مجرد ہے اور رویت کے لئے جسم وجہت شرط ہے اور خود بھی کہتا ہے
لن ترانی یعنی ہرگز نہ دیکھیگا تو مجھے اور لا تدرکہ الابصار نہین پاسکتین اوسکو
آنکھین اور اللہ کے لئے نہ ولد ہے نہ زوجہ اور متحد اپنے غیر سے نہین ہوسکتا اور مرکب کسی
شئے سے نہین ہے اور نہ حلول کے ساتھ متصف ہے اور نہ کسی ایسی صفت کے ساتھ
جو اوسکی ذات مقدس پر زاید ہو متصف ہے کیونکہ اگر ایسا ہوگا تو ذات الہی کا حدوث لازم آئیگا
اس معنے کہ محل حوادث ہوگی اور اگر وہ صفت قدیم ہو تو قدما کا تعدد لازم آئے گا
اور یہ باطل ہے پس صفات ثبوتیہ اوس کے عین ذات ہوئی اور اللہ تعالی عالم بالعلم
اور قادر بالقدرۃ نہین ہے بلکہ علم اور قدرت عین ذات اوسکی ہین اور تعدد صفات سے
تعدد معنے کا نہین ہوتا اگر عالم بالعلم اور قادر بالقدرہ ہو تو محتاج اوس کی صفات کی جانب
لازم آتی اور یہ محال ہے پس ثابت ہوا کہ اللہ تعالی قادر و عالم بالذات واحدی سے الغنے ہے

اسمین مجال تعدد نہین ہے (بیان عدل) اللہ تعالیٰ عادل اور حکیم ہے نہ برائی کرتا ہے اور
نہ واجب مین خلل ڈالتا ہے کیونکہ قبیح کا فعل قبیح ہے اور واجب مین خلل نہ ڈالنا اللہ تعالیٰ کا
نقصان ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے منزہ ہے اور غیر سے غنی ہے رضا بقضا و قدر
واجب ہے اور ہر چیز کسب ہے اور ہو رہ قضا و قدر سے ہے اور ان دونون سے جبر و ظلم
لازم نہین آتا اسلئے کہ قضا و قدر علم اور بیان کے معنی مین ہے یعنی ہر شئے کو جانتا ہے
جس حالت پر کہ وہ ہے اور اوسکو ملائکہ سے بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مکلفین کو
جن چیزون کی ساتھ تکلیف دی ہے اونکا بدلہ ثواب ابدی کے ساتھ تکلیف کے مقابلہ مین
دیتا ہے اور اون آلام کا بھی عوض دیتا ہے جو مکلفین کی ذات پر نازل ہین اگر ایسا نکرے تو ظلم لازم
آئے اور اللہ تعالیٰ عادل ہے پس عوض پہونچانا واجب ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے وہ
اصلح ہے ورنہ عبث لازم آئیگا اور اللہ تعالیٰ عبث سے بری ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے
لطف ضروری ہے کیونکہ خلق کو پیدا کیا اور اوس مین خواہش رکھی پھر اگر لطف نہ فرماتا تو
قبیح کام پر آمادہ کرنا لازم آتا جو قبیح ہے اور لطف سے مراد یہ ہے ادلہ کا نصب کرنا اور عقل
کامل کا دینا اور رسولون کا بھیجنا اونکے زمانہ مین اور انقطاع رسل کے بعد امام کا باقی رکھنا تاکہ
غرض فوت نہو جائے (بیان نبوت) نبی ہمارے محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن
ہاشم بن عبد مناف ہین وہ رسول ہین اندروئے حق و صدق کے اور انکا سب سے بڑا معجزہ
قرآن ہے کہ حق و باطل مین فارق ہے اور باقی ہے قیامت تک اور حجت ہے
خلق پر اور وہ اعجاز بوجہ زیادتی فصاحت و بلاغت کے ہے اس طرح پر کہ جب سے آپ نے تحدی
فرمائی اس امر پر کہ اگر مین پیغمبر نہین ہون اور یہ کلام الٰہی نہین ہے تو اس کے ادنیٰ سی صورت
کی مثل لاو کسی سے اوسکا جواب آجتک ممکن نہوا اور آپ قبل بعثت اپنے نفس پر نبی تھے
اور بعد اوس کے آپ طرف کافۂ خلق کے رسول ہوئی اور تمام انبیا اپنے افعال اور اقوال
مین معصوم ہین تمام عیوب اور گناہ اور سہو اور نسیان سے اول عمر سے آخر عمر تک پس

جہان کلام مجید مین معصیت اور سہو کا ذکر ہے وہ واجب التاویل ہے اور انبیا کا اپنے اہل
زمانہ سے افضل ہونا واجب ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نبی
نہوگا اور وہ تمام انبیا و مرسلین سے افضل واشرف ہین اونکی معراج جسم عنصری کے ساتھ عالم
بیداری مین حق ہے اخبار صحیح متواتر سے ثابت ہے منکر اوسکا دائرہ اسلام سے خارج
ہے آپ دروازہاے آسمان سے تشریف لے گئے اس مین حاجت خرق والتیام
افلاک کی باقی نرہی اونکا دین ادیان سابقہ کا ناسخ ہے (دربیان امامت) امام کا ہونا لطف
الٰہی ہے جسطرح نبی کا ہونا لطف ہے پس نبی کے بعد امام کا وجود اللہ کی جانب سے
اوس کے حکم سے واجب ہے؎ ورنہ قبیح لازم آئیگا جو محال ہے اور امام بعد جناب رسالتمآب
کے بلا فصل علی بن ابی طالب ہین اور اون کے بعد گیارہ امام اونکی اولاد مین سے ہین
یعنی حسن پھر حسین پھر علی زین العابدین بن حسین پھر محمد باقر بن علی پھر جعفر صادق پھر موسی کاظم
بن جعفر پھر علی رضا بن موسے کاظم پھر محمد تقی بن علی رضا پھر علی نقی بن محمد تقی پھر حسن عسکری
بن علی نقی پھر محمد صاحب الزمان بن حسن عسکری یہ سب از روے حق کے ائمہ آدمیون
کے ہین ایک بعد دوسرے کے ہر امام انہین سے ایک بعد ایک کے از روے
نصوص متواترہ خلافت کے منصوص ہے اور انکا اپنے افعال واقوال مین معصوم ومطہر ہونا
واجب ہے تمام گناہ اور سہو سے خواہ صغیرہ ہون خواہ کبیرہ عمداً اور سہواً اور ائمہ کا اعلم اور
افضل ہونا بھی واجب ہے اور مہدی منتظر امام محمد بن حسن عسکری ہین کہ اپنے والد کے زمانہ
مین پیدا ہوئے اور غائب ہین اور زندہ ہین اور باقی رہینگے جب تک دنیا باقی ہے اور غیبت
انکی اپنی خواہش طبعی سے نہین کیونکہ وہ معصوم ہین پھر کیسے واجب مین کمی اور خلل کرتی اور
نہ پروردگار کی جانب سے ہے کیونکہ وہ عادل اور حکیم ہے پھر قبیح کام کیسے کرتا اور نظرون اور
اور افادات سے انتفا قبیح ہے بلکہ اونکی غیبت کا قرون کی کثرت اور دوستون کی قلت

؎ امام کا مقرر کرنا لطف ہی اور لطف اللہ پر واجب ہے پس امام کا مقرر کرنا اللہ پر واجب ہے ۱۲

کی وجہ سے ہے اور اونکا ظاہر ہونا ضرر ہے اور امام کی غیبت مین خلق کو اسطرح فائدہ پہونچتا ہے جسطرح کہ آفتاب سے فائدہ پہونچتا ہے جبکہ وہ بادل کی آڑ مین ہوتا ہے (بیان معاد) اللہ تعالیٰ اجسام فانی کا اعادہ کریگا جیسے کہ دنیا مین تھے تاکہ مستحقین کو حق پہونچے۔ انبیاء نے اسکی خبر دی ہے پس اعتقاد ساتھ معاد جسمانی کے واجب ہے اور ائمہ معصومین زمانہ مہدی علیہ السلام مین جماعت امم سابقہ اور لاحقہ کے ساتھ رجوع کرینگے تاکہ اپنی دولت اور حق کا اظہار کرین اللہ نے جو قرآن مین فرمایا ہے **ویوم نحشر من کل امة فوجا**۔ یعنی وہ روز جسمین ہم ہر امت مین سے ایک گروہ اوٹھا دینگے اسی امر کی طرف اشارہ ہے۔ امامت حضرت علی اور اونکی اولاد مین سے ہلین نکلتی ہے اگرچہ انکے بھی نو عیروں کے ظلم سے او جناب امیر کی یا اونکی اولاد کے تقیہ کرنے اور جن جن باتون کی نبی علیہ السلام نے خبر دی ہے اور بتواتر ہم تک پہونچی ہین جیسے انبیائے سابقہ کی نبوت اور ارسال رسل اور کتب منزلہ اور وجود ملائکہ اور احوال قبر اور ثواب قبر اور عذاب قبر اور سوال منکر و نکیر اور زندہ ہونا قبر مین اور احوال قیامت اور حساب اور سوال اور میزان اور صراط اور بولنا اعضا کا اور اڑنا نامہ اعمال کا اور جنت کا ساتھ نعیم اور حور و قصور اور غلمان کے اور دوزخ کا ساتھ عذاب سخت کے فی الحال موجود ہونا اور مظلوم کا ظالم سے انصاف کرنا اور قعر ہائے جہنم اور حوض کوثر جس کے ساقی حضرت علی ہین کہ اوس سے پیاسون کو قیامت مین سیراب کرینگے اور نبی اور ائمہ معصومین کی شفاعت اون لوگون کی حق مین جو گناہان کبیرہ کے مرتکب ہوئے ہین اور فرقہ شیعہ مین سے ہین اور اللہ تعالیٰ کا اہل قبور کو اوٹھانا اور قیامت کے مواقف اور اہوال قیامت ان سب کا اعتقاد واجب ہے انمین سے کسی بات مین شک نہین کیونکہ خبر دی ہے انکی معصومین نے اور کتاب اللہ مین بھی انکا ذکر آیا ہے منکر انکا ملحد یا منافق ہے۔

فائدہ

بحر المذاہب اور تذکرۃ المذاہب اور مورد الافاضل اور خطط الآثار اور ملل و نحل شہرستانی مین

شیعہ کے فرقون کے یہ تمام اور لکھے ہے۔

شریکیہ انکا اعتقاد یہ ہے کہ حضرت علی شریک ہین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغام

تناسخیہ انکا عقیدہ یہ ہے کہ ارواح کو تناسخ ہوا کرتا ہے اور بعضے تناسخیہ یہ کہتے ہین
کہ جب روح دنیا مین آتی ہے بعد اس کے کہ وہ موت اول کے ساتھ دنیا سے جا چکی تھی
تو بکری کے بچہ مین داخل ہوتی ہے پھر اوس سے بھی کسی حقیر چیز مین انتقال کرتی ہے اسی
طرح نقل کرتے کرتے گندگی اور غلاظت کے کیڑون مین نقل کرتی ہے اور یہ آخری جسم ہوتا ہے
کہ اوسکو ملتا ہے بلکہ یہانتک ہوتا ہے کہ روح لوہے مٹی اور کچے برتنون مین نقل کر جاتی ہے
اور آگ مین پکنے اور پامال ہونے اور گلانے جلانے اور کوٹنے پیٹنے اور خوار و خراب رکھی جانی
سے عذاب پاتی ہے جسقدر گناہ روح کے ہوتے ہین اوسی قدر اوس کو عذاب ہوتا ہے

مخطئیہ انکا یہ اعتقاد ہے کہ جبرئیل علیہ السلام چوک گئے۔

خلفیہ انکا قول یہ ہے کہ نماز غیر امام کی پیچھے جائز نہین۔

رجعیہ یا راجعیہ۔ انکا قول ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب عنقریب رجوع کرنے والے
ہین بٹنے اور اسے انتقام لین گے (دیکھو خطط) اور بعضے کہتے ہین کہ راجعیہ کی یہ رائے ہے
کہ حضرت علی ابر مین ہین اور دنیا مین قیامت سے قبل رجوع کرین گے اور رعد اونکی گھوڑی
کی ڈپٹ کی آواز ہے اور برق اوس گھوڑے کے نعل کی آگ سے ہے (دیکھو بحر)

متربصیہ۔ تربص یعنی انتظار خروج امام مہدی کا کرتے ہین۔

ابدیہ یہ کہتے ہین کہ حضرت علی نبوت مین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک ہین۔

لاعنیہ یہ طلحہ اور زبیر اور معاویہ اور بی بی عائشہ پر لعنت کرتے ہین۔

متراصیہ۔ انکا قول یہ ہے کہ سلطان مسلم پر خروج جائز ہے۔

خشنیہ۔ عبداللہ ابن عمر وخزنی کے متبع ہین۔

اور **آمریہ** اور **جمیہ** اور **جلالیہ** اور کشاف اصطلاحات الفنون مین کہا ہے کہ امامیہ مین سے

سے ایک گروہ کا نام سلفیہ ہے اور قاضی عیاض نے شفا کے تیسرے باب مین کہا ہے
کہ روافض کے ایک فرقہ کا نام عنبریہ ہے یہ لوگ عبید اللہ بن حسن عنبری کی طرف منسوب
ہین یہ بصرہ کا قاضی تھا اس نے عقائد اور عقلیات مین تقلید کو جائز کیا تھا کہتا تھا انبیا کا جھوٹ
بولنا اون اون باتون مین جو خدا کی طرف سے لاتے ہین کسی مصلحت کی وجہ سے جائز ہے
کیالیہ ملل و نحل مین شہرستانی نے لکھا ہے کہ یہ فرقہ احمد بن کیال کی طرف منسوب ہے
یہ ایک شخص کا اہلبیت مین سے داعی تھا جو بعد جعفر بن محمد صادق کے مخفی رہتا تھا اوس نے
اپنے آپ کو ظاہر نکیا احمد نے مسائل علمیہ پر واقفیت حاصل کر کے اپنی رائے کے ساتھ
ملا دیا اور ہر ایک علمی مسئلہ مین ایک نئی تحقیق پیدا کر لی جو نہ سمعیات کے مطابق تھی نہ عقلیات
کے بلکہ بعض قول اوس کے حس کے بھی مخالف تھے جبکہ اوسکی بدعت پر ائمہ کو اطلاع ہوئی
تو اوس سے نفرت کرنے لگے اور اوس کو برا کہنے لگے جب کیال کو یہ حال معلوم ہوا تو اوس نے
یہ دعوے کیا کہ مین امام ہون اور دوبارہ یہ دعوے کیا کہ مین قائم ہون اور منتظر ہون اوس کے
معتقدون نے اوس کے ان دعوون کو تسلیم کیا احمد کی مذہب کے بنیاد اس بات پر تھی کہ جو
کوئی آفاق کو نفوس کے ساتھ موافق کر سکے اور ان عالم علوی اور سفلی کے راستے بتلا سکے
اور جسکی ذات مین تمام علوم جمع ہون اور اسباب پر قدرت رکھتا ہو کہ ہر کلی کو اوس کے
شخص معین جزوی مین بیان کر سکے وہی قائم ہے اور کہتا تھا کہ دنیا مین کوئی شخص اس صفت
کے ساتھ سوا میرے پیدا نہین ہوا اور زبان عربی و عجمی مین بہت سے کتابین ان مطالب کے
بیان مین احمد نے لکھے ہین اسنے عالم آفاق کو عالم علوی اور عالم نفوس کو عالم سفلی قرار دیا تھا کہتا تھا
تین عالم ہین عالم اعلی عالم ادنی عالم انسانی عالم اعلی مین پانچ مکان تجویز کئے تھے ایک مکان
الاماکن جسمین کوئی چیز موجود نہین اور وہ سب کو محیط ہے اور شرع مین جو عرش وارد ہے
اوس سے یہی مکان الاماکن مراد ہے اس کی تلے مکان نفس اعلی کا ہے اس کے تلے مکان نفس ناطقہ کا
اوسکی تلے مکان نفس حیوانی کا اسکے تلے مکان نفس انسانی کا نفس انسانی عالم نفس اعلی پر چڑھنا چاہتا تھا

اور مکان نفس ناطقہ اور نفس حیوانی کے پھٹ سے گئے تھے نفس انسانی وہاں جاکر گونگا متحیر حسرت زدہ محبوس ہو کر رہ گیا اور سڑ گیا اور اوس کے اجزا مستعمل ہو گئے اس سے عالم سفلی میں گر گیا اور اسی عفونت کی حالت میں مدتوں تک رہا پھر نفس اعلیٰ نے اپنے انوار اوسپر ڈالے پس اوس عالم میں ترکیب پیدا ہوئی اور زمین و آسمان اور مرکبات یعنی معدنیات و نباتات و حیوانات اور انسان بنے اور اس ترکیب سے انسان بلا میں پھنس گیا کبھی سرور کبھی غم کبھی آرام کبھی اندوہ و محنت اوس کو پہونچنے لگی یہانتک کہ قایم ظاہر ہو کر اوسکو حالت کمال کو پہونچائی اور ترکیب رفع ہو جائے اور متضادات باطل ہو جائیں اور روحانی جسمانی پر ظاہر ہو جائے اور وہ قایم احمد ہے پھر احمد نے اپنے قایم ہونے پر اسطرح استدلال کیا تھا کہ کہتا تھا اس نام میں چار حرف جمع ہیں جو چاروں عالم کے موافق ہیں الف نفس اعلے کے مقابل ہے اور حا نفس ناطقہ کی اور میم نفس حیوانیہ کے اور دال نفس انسانیہ کے اور عوالم علوی کے مقابلے میں عوالم سفلی جسمانی ثابت کرتا تھا کہتا تھا کہ آسمان خالی ہے اور وہ مقابل میں مکان الاماکن کے ہے اور آسمان کے تلے آگ ہے اور آگ کے تلے ہوا اور ہوا کے تلے زمین اور زمین کے تلے پانی یہ چاروں اون عوالم علوی کے مقابل ہیں پھر کہتا تھا کہ انسان آگ کے مقابلہ میں ہے اور پرند ہوا کے مقابلہ میں اور حیوان زمین کے مقابلہ میں اور مچھلی پانی کے مقابل میں اور پانی کے مرکز کو اسفل المراکز قرار دیا تھا اور مچھلی کو اخس المرکبات بتایا تھا اور انسان کا مقابلہ عالم روحانی و جسمانی سے اسطرح کیا تھا کہ کہتا تھا انسان میں جو پانچ حواس ہیں انمیں سمع مکان الاماکن اور آسمان کے مقابل ہے اور بصر نفس اعلے اور آگ کے مقابل ہے اور قوت شامہ نفس ناطقہ اور ہوا کے مقابل ہے اور قوت ذائقہ نفس حیوانی اور زمین کے مقابل ہے اور قوت لامسہ نفس انسانی اور پانی کے مقابل ہے اور کہتا تھا کہ میرے نام کے حرفوں میں سے الف انسان پر دلالت کرتا ہے اور حا حیوان پر اور میم طایر پر اور دال مچھلی پر کہتا تھا اللہ تعالی نے انسان کی شکل اسم احمد کے حروف کے مطابق بنائی ہے قد

شکل الف کے کیا ہے وہ نون ہاتھ شکل جاکی اور شکم شکل میم کے اور دو لوت پاؤن شکل دال کے
اور بتاتا ہا کہ انبیا اہل تقلید کے رہبر ہین اور اہل تقلید انکے تابع ہین اور تمام اہل بصیرت کا
رہبر ہے اور اہل بصیرت اولوالالباب ہین اور بصیرت عالم علوی و سفلی کے مقابلہ کرنے
سے حاصل ہوتی ہے میزان اہل علم سے مراد بتاتا تھا اور ہر شخص اپنے نفس کو جانتا تھا اور کہتا
تھا جنت بصیرت حاصل کر لینے کا نام ہے اور دوزخ اس کے خلاف پر پہونچ جانے کا ذکر

فرقہ خوارج

سب سے پہلے جو علی کرم اللہ وجہہ پر خروج کر کے اون سے جدا ہو گئے اور تبرا کیا یہی
فرقہ ہے جب سنہ ۳۷ ہجری مین معاویہ اور حضرت علی کے لشکر مین بمقام صفین ایک مدت
سے جنگ شروع ہوئی اور معاویہ کی فوج کے دل حضرت علی کی تلوار سے چھوٹ گئی اوسوقت معاویہ
نے کلام مجید نیزون پر رکھوا کر باواز بلند کہلایا کہ یہ کلام اللہ ہمارے تمہارے درمیان ہے
اوسوقت مین مسعر بن فدکی تمیمی اور زید بن حصین طائی بیس ہزار شمشیر زنون کے ساتھ حضرت
امیر کی خدمت مین آئے انکی پیشانیون پر سجدے کے نمایان نشانیان تھین اور ایک جماعت
قاریان قرآن کے بھی جو بعد اس کے خوارج کہلائے انکے ساتھ تھے اور عرض کی کہ
آپکو معلوم ہے کہ ہمنے حضرت عثمان کو اس لئے قتل کیا تھا کہ وہ کلام اللہ کے مطابق کام
نہین کرتے تھے جب اہل شام آپ سے یہ استدعا کرتے ہین کہ موافق کتاب اللہ
کے تصفیہ کر لیا جاوے تو انکی رائے کو ماننا چاہئے ورنہ ہم آپ کو مثل انہین کے قتل
کر ڈالینگے یا ہم آپ کو مخالفین کے سپرد کر دینگے حضرت علی نے جواب دیا کہ تم اپنے
حق و صدق پر دشمنون سے لڑے جاؤ یہ کام اونھون نے تمہارے فریب دینے کے لئے
کیا ہے مین ان سے زیادہ مستحق ہون اسبات کا کہ کتاب اللہ کے موافق احکام جاری
کرون معاویہ اور عمرو بن عاص اور ابن ابی معیط اور حبیب بن مسلم اور ابن ابی سرح اور ضحاک
بن قیس ایسے دیندار اور فرمان بردار قرآن کے نہین مین انکو خوب جانتا ہون یہ شعبدہ اونھون

سنے اس لئے کھڑا کیا ہے کہ ہمارے ہاتھ سے مخلصی حاصل کرلین مگر ان لوگون نے حضرت
امیر کی ارشاد کو نہ مانا اشعث بن قیس نے حضرت امیر سے کہا کہ تمام لشکر آپکا حکم قرآن پر
رغبت رکھتا ہے اور جو معاویہ نے تجویز کیا ہے اوس سے بدل راضی ہے مجھے حکم ہو کہ
معاویہ کے پاس جاکر اوسکا مافی الضمیر دریافت کرون آپ نے اوسکو کہا کہ تیرے خوشی
وہ معاویہ کے پاس گیا اسنے کہا کس لئے قرآن اوٹھائے ہین کہا مین یہ چاہتا ہون کہ ایک
میری طرف سے اور ایک حضرت علی کی طرف سے حکم ثالث مقرر ہو اور وہ جو کچھ کتاب اللہ
کی رو سے فیصلہ کردین اوسپر فریقین عمل کرین پھر شامیون نے کہا کہ ہم اپنی طرف سے عمرو بن
عاص کو ثالث کرتے ہین اور اشعث بن قیس و قاریان قرآن نے کہا کہ حضرت علی کی
طرف سے ابوموسی اشعری ثالث مقرر ہون حضرت علی نے کہا مین ابوموسی سے
راضی نہین اونہین اس کام کے لایق نہین جانتا اس لئے کہ وہ کئی مہینے مجھ سے
منحرف رہے تھے اور لوگون کو میری متابعت سے روکتے تھے یہانتک کہ مین نے
اونکو امن دیا اور اپنے پاس بلایا اگر ثالث کا ہونا ضروری ہے تو عبداللہ ابن عباس کو میری
طرف سے ثالث مقرر کرنا چاہئے عراقیون نے جواب دیا کہ وہ آپکے عزیز قریب ہین کوئی
غیر شخص ہو حضرت علی نے کہا کہ اچھا مالک اشتر کو مقرر کرو اشعث نے کہا کہ یہ سارا فتنہ اوسی
کا تو پیدا کیا ہوا ہے وہ گھوڑا دوڑانا جنگ کرنا چاہتے ہین قرآن کے موافق حکم کرنا کیا جانین
اور حضرت علی کو اس بات پر مجبور کیا کہ اونھون نے ابوموسی اشعری کے لئے ثالث مقرر ہونیکی
اجازت دیدی اور عمرو بن عاص معاویہ کی طرف سے پنچ قرار پائے اور اقرارنامہ جانبین
سے ۱۳ صفر ۳۷ھ کو قلمبند ہوا اشعث نے اس خیال سے کہ تمام لشکر عراق و شام کو اس
صلح کی خبر ہو جائے پھر کوئی شرایط صلح کے خلاف کام نکرے اول اقرارنامہ کو لیجا کر لشکر شام
کی صفون مین سنایا اونھون نے اوسے تسلیم کیا اور خوش ہو گئے پھر لشکر عراق کی صفون
مین سنانے کو لایا لشکر حضرت علی مین جہان چار ہزار آدمی جماعت بنی عنزہ کے تھے

سے اونکے پاس آکر سنایا تو سعدان اور جعدان دو بھائی اوس کاغذ کا مضمون سنکر آگ بھبوکا ہو گئے اور کہنے لگے لاحکم الا اللہ یعنی حکم و حکومت خاص اللہ کے لئے ہے یہ کہکر تلواریں میان سے نکال لشکر شام مین گھس گئے اور کشت و خون کرکے بعد بارے گئے یہ کلمہ اول انہیں دونوں بھائیون کے منہہ سے نکلا پھر اشعث قبیلہ مراد کے پاس آیا اور وہ کاغذ سنایا تو اس قبیلہ کے سردار کو بہت ناپسند ہوا اور کہنے لگا لاحکم الا اللہ ولو کرہ المشرکون پھر اشعث قبیلہ بنی راسب مین آیا تو اونہون نے اقرارنامہ سنکر کہا لاحکم الا اللہ لا نرضی ولا نحکم الرجال فی دین اللہ یعنی حکم سوا خدا کے نہین اور ہم کسی کو اجازت نہین دیتے کہ دین الٰہی مین حکومت کرے پھر قبیلہ بنی ربیعہ یا قبیلہ بنی یشکر بن وائل مین سے ایک جوان نے اشعث سے مضمون کاغذ سنکر انکار کیا اور دل لشکر شام مین گھس پڑا وہان لڑ بھڑ کر لشکر عراق مین آیا اور یہان ڈرا اور پکار پکار کر کہتا جاتا تھا کہ اے لوگو جسطرح مین معاویہ کی بیزار ہون اوسیطرح حضرت علی سے بیزار ہون اور مارا گیا اور بعضے کہتے ہین کہ اول جسنے لاحکم الا اللہ کہا اور خارجی ہوا وہ حجاج بن عبداللہ معروف بہ برک ہے جو قبیلہ بنی سعد بن زید بن مناۃ بن مرہ بن ہمیم سے تھا پھر اشعث قبیلہ بنی تمیم مین آیا اونہون نے بھی مضمون کاغذ سنکر کہا لاحکم الا اللہ یقضی بالحق وھو خیر الفاصلین یعنی حکم خاص خدا کے لئے ہے کہ حق و باطل کے درمیان فصل الخطاب ہی عروہ بن ادیہ برادر مرداس تمیمی نے کہا اتحکمون الرجال فی امر اللہ لاحکم الا اللہ یعنی کیا آدمی خدا کی حکم مین مداخلت کرتے ہین حالانکہ حکم سوا اللہ کے کسی کے لئے نہین ہے بعد اس کے اشعث حضرت علی کی خدمت مین آیا اور عرض کیا کہ عہدنامہ سنکر سارے لشکر عراق نے سر تسلیم خم کیا مگر تھوڑے سے بنی راسب کے آدمی اور کچھہ قبیلون کے آدمی اوس کو ناپسند کرکے کہتے لگے لاحکم الا اللہ اور ہم شام و عراق دونون کے آدمیون سے بیزار ہین اور سب سے جنگ کرینگے حضرت علی نے فرمایا کہ اونکو اونکی حال پر چھوڑ دینا چاہئے یہ باتین ابھی ہو رہی ہین کہ چارون طرف

لوگ جمع ہو گئے اور یہ وہ ہین کہ خوارج کہلائے حضرت علی سے پہلا جلا کر کہتے تھے
لا حکم الا للہ الحاکم للہ یا علی - اے علی حکم اللہ کے لئے ہے نہ تمہارے لئے ہم
نہین چاہتے کہ آدمی اپنے اجتہاد سے دین الٰہی مین حکومت کرین ہم اللہ کے حکم کے موافق
[illegible] تھے الا اوس بات کو تسلیم کرین جیسے ہم نے اختیار کیا ہے اور
جیسے حکم قرار دینے کے لئے رائے دی تھی یہ ہم سے گناہ ہوا اب ہم اوس گناہ
سے توبہ کرتے ہین تم بھی اے علی توبہ کرو اور پھر بدستور معاویہ سے جنگ شروع کرو
حضرت علی نے اونکو سمجھایا اگرچہ خوارج نے آپکا ارشاد نہ مانا اور یہی کہتے رہے کہ آپ اپنے نفس
اپنے کو بیان دین اور توبہ کرلین اور معاویہ سے جو معاہدہ کیا ہے اوسے توڑ ڈالین
جائے کہ موقوف کرین حضرت علی نے فرمایا کہ جبکہ ہم نے معاہدہ اون شرطون کے
ساتھ کیا اور عہد نامہ لکھا گیا تو اب نقض عہد نہین ہو سکتے خوارج جو دیکھا کہ حضرت علی نے
اونکی بات کی وقعت نہ کی تو اوس سے منحرف ہو گئے اور اونکی جماعت قریہ حروراء
(بفتح حائے مہملہ و ضم رائے مہملہ و سکون واو و رائے مہملہ و الف ممدودہ) مین کہ کوفہ سے
دو میل کے فاصلہ پر واقع ہے جا کر ٹھہر گئی اس لئے انکو حروریہ بھی کہتے ہین
یہ چھ ہزار آدمی تھے اور اپنا امیر القتال شبث بن ربعی کو اور امیر الصلوٰۃ عبد اللہ بن الکوا
کو بنایا اور حضرت علی کا نام منطقی رکھدیا اور یہ کہتے تھے کہ حضرت علی اگر خلیفہ برحق تھے تو تحکیم پر
کیون راضی ہوئے اور اگر خلیفہ برحق نہ تھے تو خلافت کیون قبول کی اور مسلمانون اور
معاویہ سے کیون جنگ کی اور کس لئے اتنے مسلمانون کا کشت و خون کیا حضرت علی
اونکے پاس گئے اور کمان کو ٹیک کر نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ ایک خطبہ کہا
اور اون کو سمجھایا کہ تمکو معلوم ہے کہ مین ثالثی کو سب سے زیادہ مکروہ جانتا ہون تمنے مجبور کرکے
اوسے قبول کیا ہے خوارج نے کہا کہ ضرور ایسا ہی ہوا ہے حضرت علی نے فرمایا کہ تمنے

ﻪ دیکھو تاریخ ملا جامی بزبان فارسی ۱۲

لے گئے پھر کیون میرا ساتھ چھوڑا اور بے بہت گناہ ہو گیا تھا کافر ہو گئے تھے پھر پشیمان
ہوئے توبہ کر لی اب بھی پشیمان ہو کر توبہ کر لیں تاکہ ہم آپکے ساتھ شریک ہو کر آپکے
دشمنوں سے جنگ کریں حضرت علی نے کہا استغفر اللہ من کل ذنب
خوارج نے سمجھ لیا کہ حضرت علی نے قبول تحکیم سے توبہ کر لی اور وہ سب اونکے ہمراہ کوفہ
کو چلے گئے اشعث بن قیس نے کہ منافق اور فتنہ انگیز تھا ایک روز حضرت علی سے کہا کہ لوگ
یہ بات مشہور کرتے ہیں کہ آپ تحکیم کو ضلالت جانتے ہیں اور اس سے پشیمان ہیں اور جو
اسے اچھا جانتا ہو اوسے کافر سمجھتے ہیں آپ لوگوں کے اس گمان کے دفعیہ کی غرض
سے مسجد میں خطبہ میں یہ کہا کہ کوئی یہ نہ جانے کہ میں تحکیم سے پشیمان ہوں جس نے یہ خیال
کیا اوس نے غلطی کی اور جو شخص تحکیم کو ضلالت جانتا ہے وہ گمراہ ہے جب خوارج نے آپکی
زبان سے یہ بات سنی تو دوبارہ کہہ کر لا حکم الا للہ لشکر سے نکل کر موضع حروراء میں چلے
گئے اور کہنے لگے ان علیا و معاویۃ قد اشرکا فی حکم اللہ یعنی تحقیق حضرت
علی و معاویہ دین خدا میں مشرک ہو گئے ہیں اور انہوں نے خوارج بصرہ کو بھی لکھا کہ مسلمانوں
نے بخلاف کتاب اللہ کے دو آدمیوں کو ثالث مقرر کیا ہے اور سب کافر ہو گئے ہیں
اونہوں نے جواب بھیجا کہ تمہاری رائے صحیح ہے ہم بھی بہت جلد تم سے آکر ملتے ہیں جب
خوارج حروراء میں جمع ہو گئے تو عبد اللہ بن وہب کے ہاتھ پر کہ انمیں نہایت متقی تھا ان
سب نے بیعت کی اور یہ عہد باندھ لیا کہ جن لوگوں نے حکم الٰہی کے برخلاف ثالث مقرر
کئے ہیں اون سے جنگ کرینگے حروراء میں اول چار ہزار جمع ہوئے تھے پھر ایک جماعت
انمیں اور ملگئی جس سے سارے بارہ ہزار آدمی ہو گئے عبد اللہ بن عباس نے حضرت
کے حکم سے حروراء جا کر اون سے مناظرہ کیا مگر وہ طرح طرف حق کے نہ پھرے اور نہروان
کو چلے گئے جو بغداد اور واسط کے درمیان میں دجلہ کے شرقی جانب واقع ہے انکو رستہ میں
جو مسلمان ملتا اوسے مار ڈالتے اور مال و اسباب لوٹ لیتے پہر ان میں سے حضرت

علی کی طرف سے عبداللہ بن جناب حکمران تھا اوسے بھی قتل کر ڈالا حضرت علی معاویہ سے جنگ کے لئے ملک شام پر چڑھائی کی تیاری کر رہے تھے کہ آپکو یہ خبر پہونچی کہ خوارج ملک میں فساد کرتے ہین اور مسلمانون کو جہان پاتے ہین مار ڈالتے ہین اور انکا ارادہ یہ ہے کہ حضرت علی شام کو چلے جائین گے تو ہم کوفہ کو لوٹ لین گے اور عیالکے کوفہ کو مار ڈالین گے آپ نے شام کا ارادہ ملتوی کر کے خوارج کا تعاقب کیا اور نہروان پہونچکر خوارج کو بہت کچھ سمجھایا تو آٹھ ہزار مان گئے اور توبہ کر کے حضرت علی کی اطاعت قبول کی مگر چار ہزار نے نہ مانا انکے سردار عبداللہ بن وہب اور حرقوص بن زہیر معروف بہ ذو الثدیہ تھے امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ نے اون سے مقابلہ کیا اور دو ہزار چھ سو کو تہ تیغ کر ڈالا وہ دونون سردار بھی کام آئے باقی بچکر نکل گئے اور حضرت علی کی طرف سے کل ستر آدمی مقتول ہوئے اور بعضے[1] کہتے ہین کہ چار ہزار مین سے صرف نو آدمی زندہ بچے کل مارے گئے اون نو مین سے دو خراسان مین جاکر سجستان مین آباد ہوئے اور دو یمن کو چلے گئے اور دو عمان مین جا بسے اور دو دریائے فرات کے کنارے پر مقام شن مین آباد ہوئے اور ایک تل قافان مین آباد ہوا اب سارے خوارج انھین نو آدمیون کی نسل سے ہین[2]۔

خوارج گناہ پر تکفیر کرتے تھے امام پر خروج و قتال روا رکھتے تھے یہ سب کے سب حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی محبت اور حضرت علی بن ابی طالب کے بغض مین غالی ہین یہانتک کہ بعضے خوارج نے ابن ملجم قاتل جناب امیر کی مدح مین قصاید اور ابیات لکھی ہین اور اہل سنت وجماعت نے اونکا دندان شکن جواب دیا ہے یہ سب کلام استیعاب مین موجود ہے دین خالص مین نواب صدیق حسن خان نے لکھا ہی کہ لا حکم الا اللہ سے مراد خوارج کی یہ تھی کہ ہم کوئی چیز قبول

[1] دیکھو تاریخ اعثم کوفی اور مروج الذہب مین مذکور ہے کہ حضرت علی کی لشکر مین سے نو آدمی مارے گئے اور خوارج تمام کام آگئے صرف دس زندہ بچے اور روضۃ الاحباب مین لکھا ہی عبداللہ بن وہب کے ساتھ آٹھ ہزار آدمی تھے اور [illegible] رہ گئے تھے جو سب مارے گئے اور تاریخ طبری مین لکھا ہی کہ جنگ نہروان مین حضرت علی کی طرف سے سات آدمی مقتول ہوئے تھے ۱۲

[2] خوارج کا حال زیادہ جلد سوم کتاب دوم ناسخ التواریخ سے نقل کیا گیا ہی ۱۲

نہین کرتے گو جو قرآن مین ہے اور اس سے غرض اونکی یہ تھی کہ ہم حدیث کا بھی اتباع نہین کرتے
حالانکہ ایمان کامل نہین ہوتا جب تک سنت رسول کی اتباع نکیجائے جسطرح قرآن کی اتباع
کیجاتی ہے کیونکہ جس ذات نے ہمکو قرآن پہونچایا ہے اوسی کا کلام حدیث ہے قرآن تو نہی
رسول ہی سے حاصل ہے پس جب ایک بیان رسول کو نہ مانا تو قرآن سے بھی انکار ٹھہرا ہے خوارج
خوارج اہل تحکیم کو مشرک جو اس آیت کے ساتھ استدلال دیتے تھے **ولا یشرک فی حکمہ احد**
یعنی خدائے پاک اپنے حکم مین کسی کو شریک نہین کرتا۔ اور بعض کی رائے یہ ہے کہ حروریہ اور خوارج
مین قدرے فرق ہے حروریہ کے نزدیک کبیرہ کا مرتکب مشرک ہوتا ہے ورنہ عامہ خوارج
کا یہ مذہب ہے کہ وہ کافر ہے نہ مشرک۔ اور بعض کی رائے یہ ہے کہ وہ منافق ہے دوزخ
کے سب سے نیچے کے طبقہ مین جسکا نام ہاویہ ہے ہوگا اور ایمان جملہ طاعات کا نام ہے فرض ہون
یا نفل حروریہ کے نزدیک یہ بات ہے کہ ایک کبیرہ کرنے سے نام مرتکب کا بدل جاتا ہے نہ مومن
کہلاتا ہے نہ کافر نہ مشرک اور حکم اوسکا یہ ہے کہ وہ **مخلد فی النار** ہوگا انکو اثبات وعید
وخوف مین مسلمین مرتکب کبیرہ پر اور **تخلید فی النار** مین باوجود ایمان کے بڑا غلو ہے
اسی لئے انکو **وعیدیہ** بھی کہتے ہین انکا اتفاق ہے اس بات پر کہ ایمان اجتناب
کرنا ہے ہر معصیت سے تو یہ قوم ضد ہے مرجیہ کی نفی و اثبات وعد و وعید مین اس سے معلوم
ہوا کہ حروریہ ایک قوم ہے خوارج کی جسطرح خوارج کی سات فرقے اور ہین بحر المذاہب[۱] مین لکھا ہے
کہ خوارج کو **محکمہ** بھی کہتے ہین اسوجہ سے کہ اونہون نے دونون حکم (یعنی ابو موسیٰ اشعری و عمرو
بن عاص) سے انکار کیا تھا اور مشہور یہ ہے کہ محکمہ ایک قسم ہے خوارج کے زائد اون سات
فرقون پر اور محکمہ انکو اسلئے کہتے ہین کہ انہون نے جناب امیر سے یہ بات کہی کہ حکم
ثالث (اوسکو مقرر کرنا چاہئے ہے جو حکم کتاب الٰہی کے موافق کرے اور جب بوجہ فریب عمرو بن عاص

[۱] ابو داؤد عمرو بن سلیمان افندی مولف صلح الاخوان نے خوارج کے حالمین کہا ہے ثم اول فرقۃ من ہذہ الطائفۃ خرجوا
علی سیدنا علی ابن ابی طالب [illegible] حکم لما حکم
علی رضی اللہ عنہ ابا موسیٰ الاشعری [illegible]

[illegible] ۱۲ منہ

کے ابوموسیٰ اشعری کے ساتھ جناب مرتضیٰ نے تحکیم ثالثی کو منظور کیا تو اس پر وہ لوگ
خفا ہوگئے اور جناب امیر کو چھوڑ دیا اور انکو نواصب بھی بولتے ہین - مگر فتاوی اثنا عشریہ مین
لکھا ہے کہ نواصب فرقہ جدا ہے اور خوارج جدا نواصب مغرب اور شام مین بہت سے
متوکل عباسی اور اوسکا وزیر [illegible] دونون ناصبی تھے سنہ ۲۳۶ مین متوکل نے امام حسین
کی زیارت گاہ کے گرد اگرد کی تمام عمارات تڑوا ڈالین اور حکم دیا کہ کوئی زیارت کے
واسطے نہ جائے اور ابو یوسف یعقوب ابن اسحاق معروف بہ ابن سکیت کو جسکی تالیف
سے اصلاح المنطق لغت مین مشہور کتاب ہے امام حسن و حسین کی اوس کے بیٹون
کے مقابلہ مین تعریف کرنے پر مروا ڈالا اور اوس کے مصاحبین مین سے ایک مخیرہ
عبادہ نامی تھا وہ مخنث اپنے پہننے کے کپڑون کے نیچے ایک تکیہ باندھکر توندیلا
کرلیتا تھا اور اپنے سر کو کھول دیتا تھا کیونکہ اوس کی تند پر بال تھے اور ناچتا تھا اور
کہتا تھا کہ توندیلا اصلع کے سر پر بال نہین مسلمانون کا خلیفہ علی اور متوکل بیٹھا ہوا شراب
پیتا اور ہنستا کچھہ اوپر دس برس حکومت کرکے سنہ ۲۴۷ مین مارا گیا تعجب یہ ہے کہ شیخ
محی الدین عربی نے فتوحات مین اوسکو اون اقطاب مین شمار کیا ہے جنہین ظاہر مین بھی
حکومت اور سلطنت حاصل ہوئی غرضکہ فرق ان دونون فرقون مین یہ ہے کہ خوارج اون
صحابہ کی جنہون نے باہم لڑائیان کین جیسے طلحہ اور زبیر اور حضرت عثمان و علی اور معاویہ
اور عمرو بن عاص کی تکفیر کرتے ہین اور نواصب صرف حضرت علی اور اونکی اولاد سے
بغض و عداوت رکھتے ہین متاخرین مین سے عبد الحمید مغربی بھی ناصبی ہے جسنے
ایک کتاب تالیف کرکے اوسمین جناب امیر کی نسبت دو قسم کے مطاعن لکھے ہین
ایک وہ کہ فقط نواصب ہی نے اون کو بیان کیا ہے اور شیعہ اور اہل سنت اونکا انکار
کرتے ہین اور اس قسم کا اعتبار نہین اسلیئے کہ محض افترا اور بہتان ہے ایسے مطاعن
سے اون جناب پر ذرا الزام عاید نہین ہوسکتا - اور وہ مطاعن یہ ہین مثلاً شرکت حضرت

عثمان کے قتل مین اور شرکت بی بی عایشہ پر زنا کی تہمت مین وغیرہ وغیرہ اور دوسری قسم کے مطاعن وہ ہین جنکی صلیت کتب شیعہ اور اہل سنت دونون مین موجود ہے اور دونون فرقون سے باسنے اونکی صحت ہوسکتی ہے ان قسم کے مطاعن کا جواب اہل حق نے بعینہ دیا ہے اور اہل حق کو اون مطاعن کا کوئی افسوس نکرنا چاہیے اسلیے کہ کوئی آدمی دنیا مین ایسا نہین ہو جس کے حق مین بدگو اور عیب جویون نے طعن اور قدح کیا ہو خود جناب کبریا ئے الٰہی حرت گیریان کیجاتی ہین ع قیل ان الالہ ذو ولد ؛ حضرت آدم سے لیکر تا حضرت خاتم النبیین فرقہ حشویہ نے بمذہب انکار عصمت انبیا علیہم السلام کیسے کیسے صغائر و کبائر کو منسوب بجناب انبیا کیا ہو اور آیات واحادیث سے بزعم خود ثابت کیا ہیود نے انکار عصمت ملائکہ مین یہی چال چلی ہے شیعہ نے خلفای ثلاثہ اور ام المؤمنین عائشہ پر کتنی طعن کیے ہین لیکن دانشمند جانتے ہین کہ یہ باتین اونکی شان مین کوئی نقصان نہین پیدا کرسکتین ؎ واذا اتتک مذمتی من ناقص فہی الشہادۃ لی بانی کامل ؛ یعنی جب ہو سکے تیرے پاس کوئی برائی میری کسی ناقص کی طرف سے تو یہی گواہی ہے میرے لئے اسبات کی کہ مین کامل ہون اور خوارج کا نام شراۃ بھی ہے خوارج کہتے ہین کہ ہمنے اپنی جانون کو دین کے واسطے خرید لیا ہے اسلیے کہ ہمنے ائمہ ظالم کی رفاقت سے کنارہ کشی کی اسوجہ سے ہم شراۃ ہین کسی نے کہا ہے یہ نام اونکا اسلیے ہوا کہ وہ مسلمانون پر نہایت غضبناک تھے اور خوارج کو مارقہ بھی کہتے ہین اور وجہ تسمیہ احادیث ذیل سے معلوم ہوگی ابو سعید خدری سے بخاری مسلم وغیرہ نے روایت کی ہے کہ رسول علیہ السلام مال غنیمت کہ حنین سے آیا تھا ہر آدمی کو بقدر حاجت بانٹ رہے تھے کہ آپ کے پاس قبیلہ بنی تمیم مین سے ایک آدمی آیا جسے ذو الخویصرہ کہتے ہین آپ سے کہنے لگا کہ تقسیم مین عدل کرو اور سب کو برابر دو آپ نے فرمایا کہ افسوس تیرے حال پر جب مین نے ناانصافی کی تو اور کون انصاف کریگا

حضرت فاروق نے آپ سے ... کی کہ حضور حکم دین تو مین اس کی گردن مار دون حضرت نے فرمایا کہ رہنے دو اس کے اور یار ہونگے جنکی نماز اور روزون کے مقابلہ مین تم لوگ اپنی نماز اور روزے حقیر معلوم ہونگے اور پڑھینگے قرآن مگر تجاوز نکریگا قرآن اونکے حلقون سے نکل جاوینگے دین سے جیسے نکل جاتا ہے تیر شکار مین سے پیکان سے ترکش اور ... پایا جاتا ہے تیر مین کچھ اثر یا لگا تیر نجاست اور خون سے ... اور اون بعض صحابی کی علامت یہ ہے کہ ایک مرد ... سیاہ ... اوسکے ایک بازو پر ابھری ہوئی پستان عورت یا گوشت کے ... کی طرح کہ وہ ہلتی ہوگی بغاوت کرینگے یہ لوگ اون سے جو سب آدمیون سے بہتر ہونگے ابو سعید کہتے ہین کہ جب حضرت علی نے خوارج سے جنگ کی تو مین انکے ہمراہ تھا جب فتیاب ہوے تو حکم دیا کہ اوس شخص کو مقتولین مین سے تلاش کرو جسکی نسبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی تلاش کی تو اوس کی لاش ملی اور دیکھا تو وہی علامت موجود تھی جو آنحضرت نے بیان کی تھی اوس شخص کو ذو الثدیہ بھی کہتے تھے ثلثہ مثلثہ کے ضمہ اور دال مہملہ کے فتحہ اور تشدید یا تحتانی سے یہی اون خارجیون کا سردار تھا اور جنہون نے کہا ہے کہ ذو الخویصرہ سردار خوارج تھا یہ سہو ہے کیونکہ یہ خوارج حضرت علی کے زمانہ مین ہوے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ تھی کہ ذو الخویصرہ کی اصل سے خوارج نکلین گے اور حضرت علی اور اونکے یارون سے جو اپنے زمانہ کے لوگون سے بہترین جنگ کرینگے اور شریک بن شہاب سے نسائی نے روایت کی ہے کہ ابو برزہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذو الخویصرہ کے اون گستاخانہ الفاظ کے بعد فرمایا یخرج فی آخر الزمان قوم کان ھذا منھم یقرؤن القرآن لایجاوز تراقیھم یمرقون من الاسلام کما یمرق السھم من الرمیۃ سیماھم التحلیق لایزالون یخرجون حتی یخرج آخرھم مع المسیح الدجال نکلے گی آخر زمانہ مین ایک قوم گویا کہ یہ شخص اونہین مین سے ہے پڑھینگے قرآن کہ نہین اوترے گا

اونکے گلوں کی ہنسلیوں سے نیچے نہ جاویگا دین سے ایسے نکلجاوینگے جیسے تیر شکار سے نکلجاتا ہے علامت اونکی یہ ہے کہ اونکی سر منڈی ہونگے وہ ہمیشہ خروج کرتے رہینگے یہانتک کہ اونمیں سے پچھلا شخص مسیح دجال کے ساتھ نکلیگا۔ دوسری حدیث متفق علیہ میں حضرت علی سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خوارج کے حق میں بطور پیشین گوئی کے فرمایا تھا یقولون

من خیر قول البریۃ لا یجاوز ایمانھم حناجرھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ فاینما لقیتموھم فاقتلوھم فان فی قتلھم اجرا لمن قتلھم یوم القیمۃ یعنی بہترین قول خلق کہینگے (مطلب یہ ہے کہ قرآن بیان کرینگے) ایمان اونکا اونکے گلوں سے تجاوز نہ کریگا دین سے اسطرح نکل جاوینگے جیسے تیر شکار سے نکلجاتا ہے تم اونکو جہاں پاؤ مارڈالو قیامت کو دن اونکے قاتل کو ثواب ملیگا اور انہیں کے حق میں ابوسعید خدری سے مسلم نے روایت کی ہے یکون امتی فرقتین فیخرج من بینھما مارقۃ یلی قتلھم اولٰھم بالحق میری امت دو فرقے ہوجاویگی اونمیں سے ایک جماعت نکلنے والی خروج کریگی ان مارقہ کو وہ شخص قتل کریگا جسکو حق سے بہت قربت حاصل ہوگی امت کے دو فرق ہوجانے سے مراد یہ ہے کہ ایک جماعت امیر علیہ السلام کی طرفدار ہوگئی اور دوسرے نے معاویہ کی جانبداری کی اور انہیں سے جس تیسری جماعت نے خروج کیا وہ مارقہ یعنی خوارج ہیں حضرت علی مرتضٰے نے جن کو اس وقت حق کے ساتھ بہ نسبت تمام امت کے زیادہ قربت حاصل تھے ان مارقہ کے ساتھ قتال کیا۔

فائدہ۔ خوارج کا مذہب یہ ہے کہ ان چار حالتوں میں اہل قبلہ کا خون مباح وحلال ہے (۱) جب کبیرہ کا ارتکاب کرے (۲) کوئی بدعت اوس سے حادث ہو (۳) سلطان سے بغاوت کرے (۴) فرائض کو ترک کرے اور ترک کو حلال جانے۔ اور یہی مذہب معتزلہ کا بھی ہے۔ مگر اہل سنت کے نزدیک تین حالتوں میں اہل قبلہ کا خون مباح ہے

(۱) اسلام کے بعد کافر ہو جائے (۲) محصن ہونے کے بعد زنا کرے (۳) کسی کو بغیر حق کے مار ڈالے۔ اور باغی کا قتل کرنا اوس وقت تک جایز ہے کہ وہ مقابلہ کرتا ہے اور جب دب جائے لڑائی چھوڑ دے تو اوسکا قتل کرنا درست نہین۔ ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ امت محمدی مین سب سے اول تکفیر کرنا شروع کی وہ معتزلہ اور خوارج ہین[1] اور اکثر خوارج کا یہ قول ہے کہ امام کا مقرر کرنا کسی حال مین امن کا زمانہ ہو یا فتنہ و فساد کا نہ اللہ پر واجب ہے نہ بندون پر نہ شرعی طور پر نہ عقلی طور پر پھر اگر اوسے مقرر کر دین تو جایز ہے اور اگر نہ مقرر کرین تو بھی جایز ہے[2] ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین کہتے ہین کہ خوارج نے نصب امام کو واجب نہین بتایا ہے مگر اون مین سے ایک گروہ کہتا ہے کہ حالت فتنہ مین امام کا مقرر کرنا واجب ہے اور ایک گروہ کہتا ہے کہ امن کی حالت مین واجب ہے انتہی شرح مقاصد اور نہایۃ العقول وغیرہ مین یہ دونون مذہب ہشام بن عمر فوطی اور ابوبکر اصم کی طرف منسوب کیے ہین جو معتزلی ہین بعض کتب مین لکھا ہے کہ خوارج کہتے ہین کہ معاویہ نے حضرت علی سے خلاف کیا تو اسمین معاویہ حق پر تھے اور بعضے فرضیت زکوٰۃ کے منکر ہین اور نماز کو سوا اپنے امام کے دوسرے کے پیچھے روا نہین رکھتے اور ان کے نزدیک نماز کا وقت ستے تاخیر کر کے پڑھنا اور روزہ رمضان کا ماہ رمضان کا چاند دیکھنے سے قبل رکھنا جایز ہے اور نکاح کرنا ولی کی موجودگی کی بغیر صحیح ہے اور ایک درم کا دو درم کو دست بدست بیع کرنا جایز ہے قرار دیتے ہین اور موزہ پہنکر نماز پڑھنا جایز سمجھتے ہین اور انکے نزدیک موزہ مسح کرنا درست ہے اور سلطان کی فرمانبرداری انکے یہان ضروری نہین انکے اعتقاد مین امام کا قرشی ہونا لازم نہین عادل ہونا کافی ہے کہتے ہین کہ اگر امام ظلم و جور کرے تو اوسکا معزول کرنا واجب

---

[1] رسالہ عقائد مولفہ سلیمان بن عبد الوہاب مین ہے وقد سئل شیخ الاسلام ابن تیمیہ عن التکفیر الواقع فی ہذہ الامۃ من اول من احدثہ وابتدعہ فاجاب اول من احدث فی الاسلام المعتزلۃ وعنہم تلقاہ من تلقاہ وکذلک الخوارج ہم اول من اظہرہ ۱۲ [2] دیکھو اربعین فی اصول الدین مولفہ امام فخر الدین رازی اور شرح طوالع الانوار مولفہ عبد اللہ بن محمد فرغانی اور مطالع الانظار مولفہ ابو الثنا شمس الدین ۱۲

سے یا مار ڈالنا چاہیے۔ اور کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کی امامت کے لئے اپنی نص نہیں کی تھی اور انکے نزدیک کسی شے کا وجوب عقل کے ذریعہ سے ثابت نہیں ہوتا پس نہ ایمان باللہ کو عقل واجب کر سکتی ہے اور نہ عقل سے ایمان کا حسن اور کفر کا قبیح دریافت ہو سکتا ہے بلکہ یہ سب باتین شرع سے معلوم ہوتی ہیں یہی رائے معتزلہ کی ہے بڑے خوارج کے مصنفین میں سے عبداللہ بن زید اور محمد بن حرب اور یحییٰ بن کامل اور سعید بن ہارون ہیں۔

خوارج کے فرقون کی تفصیل

ایک بیہسیہ یہ لوگ بیہس بن الہیصم بن جابر کی طرف منسوب ہین جو قبیلہ بنی سعد بن ضبیعہ سے تھا اس نے زمانہ ولید بن ہشام مین نمود حاصل کی تھی حجاج نے اس کے گرفتار کرنے کی بہت کوشش کی مگر ہاتھ نہ لگا اور مدینہ کو بھاگ گیا وہان عثمان بن حیان مزنی نے گرفتار کر لیا ولید کو جب اسکی گرفتاری کی خبر پہونچی تو عثمان کو لکھا کہ اس کے دونون ہاتھ اور دونون پاؤن کٹوا کر قتل کرا دو عثمان نے حکم کی تعمیل کی بیہس نے ابراہیم اور میمون کی تکفیر کی ہے اس لئے کہ بیعت امامت مین انکو اختلاف تھا اسیطرح واقفیہ کی بھی تکفیر کی ہے اسکا اعتقاد ہے کہ ایمان عبارت ہے اقرار اور معرفت خدا اور اوس چیز کے علم سے جسکی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کی ہے اور جو کوئی ایسی چیز کا ارتکاب کرے جسکی حلت و حرمت سے واقف نہو وہ کافر ہے اور بعضے بیہسیہ کی یہ رائے ہے کہ وہ شخص کافر نہین ہوتا جب تک امام مطلع ہو کر اوس پر حد جاری نہ کرے اور جس چیز پر حد جاری نہین ہوتی وہ معاف ہے اور جسوقت امام سے کفر صادر ہوگا تو ساری رعیت بھی کافر ہو جائے گی اور اطفال کا حال کفر و ایمان مین اونکی مان باپ کا سا ہے

---

۱ دیکھو شرح عمدۃ النسفی ۱۲ ۲ شرح مواقف مین اسیطرح ہے اور غنیۃ الطالبین اور ملل و نحل اور شرح شہرستانی مین البیہس لکھا ہے اور صحیح بھی ہے اس لئے کہ تعریفات سید شریف مین لکھا ہے البیہسیۃ اصحاب ابی بیہس بن الہیصم بن جابر اور نفائس الفنون مین بھی ابی بیہس ہے اور شیخ ابو نصر مکی کی تعریفات مین ابو بیہس الہیصم بن جابر مرقوم ہے ۱۲

اگر وہ کافر ہین تو یہ بھی کافر ہونگے اور جو ماں باپ ایماندار ہین تو یہ بھی ایماندار ہونگے
اور یہ فرقہ یہ کہتے ہین کہ شراب کا نشہ حلال ہے اور نشہ کی حالت مین آدمی کے قول پر مواخذہ
نہین اور نیز انکی یہ رائے ہے کہ جب نشہ کی حالت مین ارتکاب گناہ کبیرہ کا ہو تو وہ
شخص مشرک ہو جاتا ہے اور افعال عباد کو عباد کی طرف منسوب کرتے ہین اسی فرقہ کو
[illegible] کہتے ہین۔

دوسرے مرداسیہ ۔ یہ فرقہ ابو بلال مرداس حنظلی کی طرف منسوب ہے اسکی
ماں کا نام ادیہ اور باپ کا نام حدیر تھا اور قبیلہ بنی تمیم سے تھا اور نہایت عابد اور زاہد
اور پرہیزگار تھا ابن زیاد نے تمام خوارج کے ساتھ اسکو بھی قید کر دیا تھا مگر جیلر نے اسکو عابد و زاہد
پاکر اجازت دیدی کہ شب کو اپنے مکان کو چلا جایا کرے ایک روز ابن زیاد نے یہ تجویز کی
کہ کل ان تمام محبوس خوارج کو قتل کر ڈالنا چاہئے ابو بلال کے ایک دوست نے جو ابن زیاد
کا مقرب تھا اوسکو امیر کے اس ارادے کی اطلاع دیدی مگر یہ اپنے معمول کے موافق مکان
سے محبس کو چلا گیا داروغہ نے ابن مرداس سے کہا کہ امیر کا یہ ارادہ ہو گیا تمکو بھی اسکی خبر
ہو چکی ہے ابن مرداس نے کہا ہان مجھکو یہ حال معلوم ہے داروغہ نے کہا کہ پھر تم موت کے
منھہ مین کیون چلے آئے ابو بلال نے جواب دیا کہ آپنے مجھپر احسان کیا تھا پھر مین کیسے بدذات
ہو کر آپ کو کشاکش مین ڈالتا جب خوارج کو ابن زیاد نے قتل کرنا شروع کیا تو جیلر نے
یہ سارا قصہ اوس سے بیان کر کے سفارش کی اور رہائی دلادی سنہ ہجری مین ابو
بلال مرداس نے ابن زیاد سے متوحش ہو کر چالیس آدمیون کے ساتھ اہواز مین خروج
کیا اور ایکبار اپنی دلیری سے زیاد کی دو ہزار فوج کا مقابلہ کیا کہ اونکو شکست فاحش ہوئی
مگر آخر کار سنہ ۶۱ھ مین مارا گیا یہ تمام خوارج جو اوس کے ساتھ شریک تھے مرداسیہ مین خوارج
مین اوسکو ورع کی وجہ سے بہت عظمت تھی یہ شخص جنگ صفین مین سیدنا علی کے ہمراہ تھا
اور بوجہ تحکیم کے اوسنے علیحدہ ہو گیا تھا نہروان مین لڑائی مین خوارج کے ساتھ شریک ہو کر

جناب امیر سے جنگ کی تھی وہ مذہب یہ تھا کہ عورات کا شرج کرنا حرام ہے اور کہتا تھا
جو ہم سے جنگ کرے گا ہم اوس سے جنگ کرینگے اور جو ہماری طرف دار ہے وہ ہم اوس
کے دوست ہین اور کہتا تھا جب لڑائی مین دشمن کی طرف سے ابتدا ہو تب ہم
لڑنا چاہئے ایک دن ہمام نوامیسر نے قبا پہنی دیکھا تو برا مانا اور کہنے لگا یہ فساق کا لباس
ہے جب یہ بات اوسکو پہونچی اوس نے کہا کہ سلطان سے ڈرتا ہے اوسکو چاہیے کہ جو
سلطان سے قوی تر ہے یعنی اللہ اوس سے بھی خوف رکھتا ہے

تیسرے ازارقہ یہ ابی راشد نافع بن ازرق بن قیس بن نہار بن انسا بن ...
... حنظل بن دول بن حنیفہ کی طرف منسوب ہین جب ابو بلال مرداس ...
بن زیاد نے اوس کے اصحاب کو بہت تنگ کیا تو اوس نے خوارج سے کہا کہ اللہ نے ہم پر
جہاد فرض کیا ہے حکام ظالم ہم پر ظلم کرتے ہین اسلیے مناسب ہے کہ مکہ کو چلو اور اگر عبداللہ
بن زبیر تمہارے مذہب کے موافق نکلین تو اون کے ساتھ شریک ہوکر حکام ظالم پر جہاد کرو اور
اگر وہ تمہاری راے سے مخالف ہون تو اون کو حرم سے نکال دینا چاہیے چنانچہ یہ اون کے
پاس گئے اور شریک ہوکر فوج شام سے لڑے فوج شام بوجہ انتقال یزید کے مکہ سے
شام کو لوٹ گئے تو انہون نے عبداللہ بن زبیر کے سامنے حضرت عثمان کی بہت سے
مطاعن بیان کرکے کہا کہ جو لوگ اونکے قتل مین شریک تھے ہم اونکو اچھا جانتے ہین
اور جو لوگ اونکے دوست ہین ہم اون سے بیزار ہین تیری راے اونکے حق مین کیا ہے عبداللہ
نے کہا کہ جو حضرت عثمان کو برا جانتا ہے مین اوس سے بیزار ہون اور اونکے دوست
کا دوست ہون اونکی خوبی مین کوئی کلام نہین تو نافع اور عبداللہ بن صفار سعدی اور عبداللہ
بن اباض اور حنظلہ بن بیہس وغیرہ سرداران خوارج کہ سب بنی تمیم سے تھے اونکو چھوڑکر بصرہ
کو چلے آئے اور ابو طالوت کہ بکر بن وائل کے خاندان سے تھا اور ابو فدیک عبداللہ بن
ثور بن قیس بن ثعلبہ اور عطیہ بن اسود یشکری یمامہ کو چلے گئے جب ابن زیاد پرچار ...

سے رعایا نے بغاوت کر رکھی تھی تو نافع بن ازرق نے تین سو خوارج کی جمعیت کے ساتھ بصرہ میں خروج کیا اور جیلخانہ کو توڑ ڈالا مگر اہل بصرہ آمادگی کے ساتھ ان خوارج کے مقابلہ کو کھڑے ہوگئے اس لئے نافع وہاں نہ ٹھہر سکا اور شوال سنہ ۶۴ھ میں اہواز چلا گیا نجدہ بن عامر بھی اسکے ہمراہ تھا بہت سے خوارج نے اسکا ساتھ دیا اور بعض سے عبداللہ بن صفار سعدی اور عبداللہ بن اباض بیت نا قراد اور اوس کے اصحاب ابو بلال کی رائے پر تھے اور مولانا علی کو بوجہ ثالثی کے کافر کہتے تھے اور حضرت عثمان اور طلحہ اور زبیر اور بی بی عائشہ او عبداللہ بن عباس — اور اون مسلمانون سے جو اونکی ہمراہ تھے بیزار تھے اونکو برا کہتے تھے اور کہتے تھے یہ سارے مخلد فی النار ہونگے اور کہتے تھے ہمارے مخالفین کے شہر دارالکفر ہیں اور جو اونمیں سکونت اختیار کرے وہ بھی کافر ہے اور اطفال ہماری مخالفین کے دوزخ میں جائینگے اور مخالفین کی اولاد عورات کو قتل کرنا حلال جانتے تھے اور کہتے تھے کہ اطفال مشرکین اپنے ماں باپ کے سات دوزخ میں جائینگے اور وہاں ہمیشہ رہیں گے اور تقیہ کو قول وفعل دونون میں حرام بتاتے تھے اور رجم زانی محصن کے منکر تھے اس لئے کہ قرآن میں مذکور نہیں ہے کہتے تھے کہ جو کوئی محصنہ عورت پر زنا کی تہمت کرے اوسکو حد مارنا چاہئے اور جو کوئی محصن مرد پر تہمت کرے وہ محدود نہیں ہوگا اور چور کا ہاتھ قلیل اور کثیر میں کاٹنا چاہئے اور انکے زعم میں مرتکب کبیرہ کافر ہے اور وہ ہمیشہ کفار کی طرح دوزخ میں رہیگا اور استدلال اسپر اس سے کرتے تھے کہ شیطان نے جو گناہ کبیرہ کیا تو وہ کافر

لہ دیکھو تاریخ کامل حالات ازارقہ ۱۲ ۔ لہ رجم کے معنی سنگسار کرنا اور محصن وہ ہے کہ عاقل اور بالغ مسلمان ہو کہ عورت سے نکاح صحیح کے ساتھ صحبت کی ہو ۱۲

ہو گیا کیونکہ اوسکو اللہ نے حکم کیا کہ آدم کو سجدہ کر اوس نے نافرمانی کی اور سجدہ نکرنا
کبیرہ گناہ ہے ورنہ ابلیس اللہ کی وحدانیت کا عارف تھا یہی حال مسلمان کا ہی
اگرچہ وہ اللہ کی وحدانیت کا عارف ہوتا ہے اگر کبیرہ کرے تو کافر ہو جاتا ہی اور
کہتے تھے کہ نبی سے صدور گناہ جایز ہے اور ہر گناہ انکے نزدیک کفر ہے اور ہو سکتا ہی
کہ اللہ تعالی کوئی نبی مبعوث کرے اور اوسکی علم میں یہ بات ہو کہ یہ نبوت کے بعد کافر
ہو جائیگا اور ابن ملجم قتل حضرت علی سے خطاوار نہین ہوا بلکہ حق پر تھا۔ کتاب الاوائل
کے ساتوین باب مین ابو ہلال عسکری نے کہا ہی کہ نافع بن ازرق جسکی طرف ازارقہ
منسوب ہین اس آیت مین رب لا تذر علی الارض من الکافرین
دیارا انک ان تذرھم یضلوا عبادک ولا یلدوا الا فاجرا کفارا
یعنی اے رب زمین پر کافرون کا ایک گھر بسنے والا نچھوڑنا تحقیق اگر تو انکو چھوڑے
گا تو وہ تیرے بندون کو بہکاوینگے اور بدکار کفر کرنے والے جنینگے یون
تاویل کرتا تھا کہ جو لوگ ہم سے مخالف ہین اونکے بچون کو قتل کرنا اور اونکی عورتون
کو ہلاک کرنا حلال ہے جب اوس سے یہ قول ظاہر ہوا تو اوسکے اصحاب مین سے
ایک گروہ اوس سے پھر گیا پھر سنتاباذ مین نافع مارا گیا ازارقہ کے نزدیک مومنین
کے لئیے رویای صالحہ نہین بلکہ انکی خوابین بھی ایک قسم کی وحی ہین جو حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے انتقال کے بعد سے منقطع ہو گئی منتخب تاریخ طبری مین کہا ہی کہ خوارج
کی دو قسمین ہین (۱) خوارج کوفہ (۲) خوارج بصرہ۔ خوارج بصرہ کی تعداد خوارج کوفہ سے

---

[۱] منقول از تاریخ عربی نامعلوم الاسم موجودہ کتب خانہ ریاست رامپور کرم خوردہ اور ناقص ہونیکی وجہسے اس تاریخ کا مفصل حال نہ معلوم ہوا اس کتاب مین تاریخ وار معتبر کتب عربی کا حوالہ ہی واللہ اعلم و ھنا الشہید اسے بھی نقل کیا ہے۔ ۱۲

[۲] ثم تاول نافع بن الازرق وھو الذی نسبت الیہ الازارقہ قول اللہ تعالی رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا الی قولہ ولا یلدوا الا فاجرا کفارا علی ان قتل الاطفال وبقی النساء عن الاجنبیہ حلال فلما اظہر ذلک فارقہ طائفۃ من اصحابہ ثم قتل برسنتاباذ ۱۲۔ کتاب الاوائل

[۳] دیکھو موئد الافاضل۔ ۱۲

زیادہ سب خوارج کوفہ میں ہزار کے قریب تھے خوارج کوفہ کا رئیس نافع بن ازرق تھا اس نے
کمہ وازارقہ کہا کرتے تھے علی العموم خوارج کا یہ مذہب ہے کہ امام عادل ہو نبی علیہ السلام او حضرت
صدیق و حضرت فاروق کے مذہب پر چلے خوارج بصرہ و کوفہ نے فروع میں اختلاف
کیا ہے خوارج بصرہ کہتے ہیں امام قریش میں سے چاہئے او غیر سے کسی حال میں او قبیلہ کا
ہو اور خوارج کوفہ کہتے ہیں کہ ہاشمی ہو خصوصاً حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد او اہل بیت
میں سے او وہ حضرت علی کی اولاد سے نہ عباس اور حمزہ او زبیر رضی اللہ عنہم کی اولاد تھی
ترجمہ کلام تاریخ کامل میں مذکور ہے کہ نافع نے ازارقہ سے کہا الحمد ہمارے ہم مذہب جہاد
میں شریک نہ ہوئے اونکی ساتھ دوستی رکھنا حلال نہیں نہ اونکی ساتھ مناکحت حلال ہے نہ اونکا
ذبیحہ کھانا حلال ہے اور نہ اونکی شہادت قبول کرنا چاہئے نہ ان سے علم دین سیکھنا چاہئے
نہ اونکو وراثت پہنچ سکتی ہے اونکے اطفال کا قتل کرنا درست ہے اون سے نفرت رکھنا
چاہئے اور تمام مسلمان کفار ہیں مثل کفار عرب کے پس اونکے واسطے دو باتیں ہونا چاہئیں
یا قتل کئے جائیں یا اسلام قبول کریں نافع کو کچھ اصحاب نے اوس کی اس رائے سے اتفاق
کیا اور کچھ نے مخالفت کی اون مخالفین میں سے ایک نجدہ بن عامر ہے اور یہ شخص یمامہ کو
چلا گیا نافع نے ابن اباض اور ابن صفار کو یہ سب اپنی رائے لکھ بھیجی ابن صفار نے نافع کا خط
پڑھکر رکھ دیا اور اپنے اصحاب سے اوسکا حال نہ بیان کیا اس خیال سے کہ مبادا اون میں تفرقہ
اور اختلاف پڑ جائے مگر ابن اباض نے وہ خط لیکر پڑھا اور کہا اللہ نافع کو موت دے
یہ رائے اوسکی صحیح نہیں اگر قوم مشرک ہوتی اوسوقت یہ معاملات اوس کے ساتھ کرنی
کے قابل تھے مگر وہ تو شرک سے بری ہیں لیکن وہ کفار نعمت واحکام ہیں ہمکو صرف یہ چاہئے
کہ اونکو قتل کریں جب تک ہماری رائے وہ نہ تسلیم کریں اور سوا قتل کے کوئی اور معاملہ اونکے
ساتھ نہ برتنا چاہئے ابن صفار بولا کہ اللہ تم دونوں سے بیزار ہو اس مسئلے کہ تونے نہایت
قصر کیا اور ابن ازرق نے غلو کیا اور اسیطرح اور خوارج کہنے لگے اور اون میں بڑا اختلاف پڑ گیا

سنہ ۶۵ھ ہجری تک نافع کو بڑی شوکت حاصل رہی اس سنہ کے ابتدا میں تمام ملک میں بازار
فساد کے دلال پھیلے ہوئے تھے اور عبید اللہ بن زیاد سنہ ۶۴ھ نافع کا ابھی تدارک نہ ہوا تھا کہ بصرہ
سے شام کو بھاگ گیا اور عبد اللہ بن حارث عبد اللہ بن زبیر کی طرف سے بصرہ کا حاکم مقرر
ہوا اوس نے پانچ ہزار آدمی مسلم بن عبیس کی ماتحتی میں مقرر کرکے خوارج کے مقابلہ کو روانہ
کئے اہواز کے علاقہ میں ماہ جمادی الاول سنہ ۶۵ھ میں دونوں لشکروں میں لڑائی ہوئی سپہ سالار
لشکر بصرہ اور نافع دونوں مارے گئے ازارقہ نے اپنا سردار عبد اللہ بن ماحوز اور عبید اللہ
بن ماحوز تمیمی کو یکے بعد دیگرے مقرر کیا اور سب کے سب مغلوب نہ ہو سکے آخر عبد اللہ ابن زبیر کے
طرف سے مہلب بن ابی صفرہ ان سے جنگ کے لئے نامزد ہوا اور مہلب عبد اللہ ابن زبیر
اور عبد الملک بن مروان کے عہد حکومت میں برابر ازارقہ کے تعاقب میں قدم بقدم رہا اور اون
سے یہاں تک جنگ کی کہ اونکے تمام سردار کام آگئے اور عوام مہلب کی اطاعت کرکے اپنے
اپنے مکانوں کو چلے گئے۔

چوتھے نجدات - یہ لوگ نجدہ بن عامر بن عبد اللہ بن ساد بن المفرج کے متبعین ہیں
یہ شخص بنی حنیفہ میں سے تھا کہ ملک یمامہ میں ایک قوم ہے قبیلہ تمیم سے نافع بن ازرق کی ہمراہ
رہتا تھا جب اوس نے مذہب میں بعض باتیں اپنی طرف سے پیدا کیں تو یہ اوس سے علیحدہ
ہوگیا اور یمامہ کو چلا گیا اور وہاں ابوطالوت سے بیعت کرلی بحرین یا بصرہ سے ایک قافلہ مال
وغیرہ لئے ہوئے عبد اللہ بن زبیر کے پاس جاتا تھا نجدہ نے اوسکو لوٹ لیا اور ابوطالوت کے
پاس لے گیا اور کہا کہ مال تو تقسیم کرلو اور ان آدمیوں سے زمین میں محنت و مزدوری کی کھیتی باڑی کراؤ
کہ یہ بات بہتر ہے خوارج نے اوس کی قول کے موافق تعمیل کی اور کہا ابوطالوت سے نجدہ ہمکے
لئے بہتر ہے اور ابوطالوت کو چھوڑ کر نجدہ سے بیعت کرلی ابوطالوت بھی اس بیعت میں شریک

۱؎ دیکھو خطط الآثار وغیرہ۔ اور نہایۃ العقول میں کہا ہے نجدات نجدہ بن عمیر کے متبع ہیں اور شرح مقاصد میں نجدہ بن عویمر کے اصحاب
بتایا ہے تاریخ یافعی میں لکھا ہے کہ نجدہ فتح نون اور جیم اور دال مہملہ کے ساتھ ہے۔ ۱۲

ہوگیا یہ واقعہ سنہ ۶۶ کا ہے اور نجدہ کی عمر اسوقت مین ۳۰ سال کی تھی اس کو لوگ امیر المومنین کہتے تھے اس کے اصحاب کو نجدیہ اس لئے نہین کہتے کہ درمیان انکی اور نجد کے رہنے والون کے فرق رہے نجدہ نے تین ہزار آدمیون کی بھیڑ بھاڑ کے ساتھ بحرین کی طرف سنہ ۶۷ مین کوچ کیا اور قوم قطیف کو تباہ کر دیا انکی جسقدر عورت و مرد ہاتھ لگے انکو لونڈی و غلام بنایا نجدہ آپ قطیف مین ٹھہرا اور اپنے بیٹے مطرح کو قوم عبد القیس کے مفرورون سے لڑائی کو ثویر کی طرف روانہ کیا مطرح اور بہت سے آدمی یہان مارے گئے نجدہ کے قدم بحرین مین جمگئے مصعب بن زبیر حاکم بصرہ نے سنہ ۶۹ مین عبد اللہ بن عمیر لیثی کی ماتحتی مین چار ہزار آدمی کے لشکر سے نجدہ پر چڑھائی کی نجدہ نے اس فوج کو شکست دی پھر نجدہ نے عطیہ بن اسود کی ہمراہ ایک جماعت عمان کو بھیجی عطیہ نے اوسطرف کے شہر فتح کرلئے اور اپنی طرف سے اس مقام کا ابو القاسم کو افسر کر کے عطیہ چلا گیا اہل عمان نے ابو القاسم کو مارڈالا اور عمان سے خوارج کو نکال دیا پھر عطیہ عمان کی طرف آیا تو اوسے تسخیر نکرسکا اسلئے کرمان کی طرف چلا گیا اور یہان اپنا مقام کر دیا اور ایک ٹکسال درہمون کی جاری کی اور ان سکون کا نام عطویہ رکھا اور کرمان مین عطیہ اتنا جما کہ جب مہلب نے اسپر لشکر بھیجا تو یہان سے سیستان کو بھاگ گیا اور پھر یہان سے سندھ کی طرف چلا گیا اور پھر ایک مقام پر لشکر مہلب کے ہاتھ سے مارا گیا اور بعضے کہتے ہین کہ خوارج کے ہاتھ سے قتل ہوا جیسا کہ علامہ ابن اثیر نے تاریخ کامل مین تصریح کی ہے۔ اور خطط الآثار مین مذکور ہے کہ نجدہ نے عطیہ بن اسود کو سیستان کی طرف بھیجا تھا اوس نے اپنا مذہب وہان ظاہر کیا پس اوس کے متبع عطویہ مشہور ہوگئے۔ نجدہ نے ابن عمیر کی شکست کے بعد بادیہ نشینون سے صدقہ وصول کرنا شروع کیا اور کاظمہ مین بہت سے بنی تمیم اس کے آدمیون کے ہاتھ سے مارے گئے اور پھر اہل صنعا سے بیعت لی پھر نجدہ نے اہل حضر موت پر ابو فدیک کو فوج دیکر بھیجا اوس نے ان سے صدقہ وصول کیا اور نجدہ نے سنہ ۶۸ یا سنہ ۶۹ مین آٹھ سو یا ایک ہزار اشخاص

آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ مکہ آ گیا اور عبداللہ بن زبیر سے ایک معاہدہ قرار پایا کہ حج کیا پھر نجدہ
مدینہ کی طرف آیا مگر جب یہ سنا کہ عبداللہ ابن عمر یہاں مجھ سے مزاحمت کرنے کو تیار ہیں تو طائف
کی طرف چلا گیا اور نجدہ نے ابن عمر کو ایک خط لکھا اور بعض کئی چیزوں کی بابت مسئلے دریافت
کیے ابن عمر نے جواب دیا کہ ابن عباس سے دریافت کرنا چاہیے چنانچہ اوس نے اون سے
دریافت کیا جب نجدہ طائف کے پاس آیا تو عاصم بن عروہ بن مسعود ثقفی اوس کے پاس آئے
اور اپنی قوم کی طرف سے اوس سے بیعت کی اور اسی طرح اہل طائف اوس کے شر سے محفوظ رہے
یہاں سے نجدہ بحرین کو چلا آیا اور یہ حکم دیا کہ کوئی تاجر جانے اور یمامہ سے غلہ حرمین کی طرف
نہ لیجائے ابن عباس نے نجدہ کو ایک خط لکھا کہ جب ثمامہ بن اثال اسلام لایا تو اوس نے غلہ
کی روانگی اپنے یہاں سے اہل مکہ کی طرف بند کر دی اور اہل مکہ اوس وقت میں مشرک تھے حضرت
سرور عالم نے اوس کو لکھا کہ اہل مکہ اہل اللہ ہیں ان سے غلہ کی رسد نہ بند کرنا چاہیے اوس نے
ارشاد کی تعمیل کی باوجودیکہ ہم مسلمان ہیں تو نے ہم سے غلہ روک دیا نجدہ نے یہ تحریر دیکھکر پھر
اوس امتناعی حکم کو منسوخ کر دیا بعد اس کے نجدہ کے اصحاب اوس کی طرف سے بدظن ہونے
لگے اور اوس کے مخالفت پر آمادہ ہوئے تو اوس کے نائبوں کو جابجا رعایا سے [illegible] یہاں تک
نکالنا شروع کیا اور وجہ اختلاف کی یہ ہوئی کہ ابوسنان بن وائل نے نجدہ سے کہا کہ جو شخص
تم سے بیعت تقیہ کی راہ سے کرے اوسے قتل کر ڈالنا چاہیے نجدہ نے ابوسنان کو بہت
سخت و سست کہا اور کہا کسی کو اللہ نے علم غیب نہیں دیا ہے اس لئے ہم کو چاہیے کہ ظاہر
پر حکم کریں اور عطیہ بن اسود بھی نجدہ کے مخالفت پر آمادہ ہو گیا تھا اور سبب اسکا یہ تھا کہ نجدہ نے
ایک چھوٹا سا لشکر بحری مقامات کو بھیجا اور ایک لشکر بری مقامات کو روانہ کیا اور لشکر بحری کو لشکر
بری سے زیادہ دیا تو اس بات پر عطیہ نے نجدہ سے نزاع کیا اور ناراض ہوا نجدہ نے عطیہ کو ڈانٹا
اور لوگوں کو اشارہ کر دیا کہ اوسے قتل کر ڈالیں اور ایک شخص نجدہ کے لشکریوں میں سے شراب
پیا کرتا تھا نجدہ اوس کی نسبت کہنے لگا کہ اگرچہ وہ شراب پیتا ہے مگر دشمنوں کے حق میں بلائے بیدرمان ہے

اور تحقیق سرور عالم نے مشرکین سے مدد چاہی تھی نجدہ کے اصحاب اوسکی اس بات کو
ناخوش ہوئے اور عبد الملک سے نجدہ کو تحریر کیا کہ جو کچھ تمنے آپکا [illegible]
کئے ہے اور مال جو بھیجے ہیں وہ تکو معاف کئے جاتے ہیں اور تمکو [illegible]
بشرطیکہ ہماری اطاعت کرو [illegible] اسی وجہ سے عطیہ نے کہا کہ یہ تحریر عبد الملک
کیطرف حضور حسیات پر دلالت کرتی ہے کہ اوس سے نجدہ کے دین میں کوئی خرابی [illegible]
پائی ہوگی اور عطیہ سے جھوٹ کر عمان کو چلا گیا اسیطرح کی بہت سی باتیں [illegible]
نے ابو فدیک عبد الله ابن ثور کو اپنا رئیس مقرر کیا جو بنی قیس بن ثعلبہ سے تھا اور
نجدات فدیکیہ کہلانے لگے نجدہ علاقہ بحرین کے ایک گاؤن میں چھپ گیا ابو فدیک
نے اوسکی تلاش کے لئے آدمی متعین کئے فدیکیہ نے اوس سے کہا [illegible]
تلاش کرکے قتل نکرو گے تو ہم سب تکو چھوڑ دینگے فدیکیہ نے [illegible] نجدہ کو تلاش
کرکے قتل کر ڈالا نجدہ نہایت بہادر اور سخی تھا نجدہ کے مارے جانے سے کچھ فدیکیہ لوگ
سے ناراض بھی ہوئے اور ابو فدیک کو چھوڑ دیا بلکہ مسلم ابن جبیر نے ابو فدیک پر [illegible]
حملہ کیا اور بارہ زخم پہونچائے مسلم کو فدیکیہ نے قتل کر ڈالا اور ابو فدیک کو [illegible]
اوٹھا کر لے گئے اور علاج کے بعد اوسے آرام ہوگیا سنہ ٧٣ھ مین ابو فدیک پر عبد الملک
بن مروان کے حملے سے فوج کشی ہوئی اور سخت خونریزی کے بعد وہ مارا گیا اور چھ سو اصحاب
بھی اوسکے کام آئے اور آٹھ سو گرفتار ہوئے میر سید شریف نے شرح مواقف مین
لکھا ہے کہ نجدات مین سے ایک فرقہ کا نام عاذریہ ہے اور انکو عاذریہ کہنے کی وجہ یہ ہے
کہ نجدہ نے ایکبار اپنے بیٹے کو قوم قطیف کی مہم پر بھیجا اوس نے وہان کے لوگون کو قتل
کیا اور اونکی عورتون کو پکڑ لیا اور قبل تقسیم کے اون سے نکاح کر لیا اور تقسیم سے قبل مال غنیمت
مین سے خرچ کر ڈالا جب نجدہ کے پاس واپس آئے اور اوسنے [illegible] اطلاع کی خبر سنی تو اوس
نے کہا تمکو یہ مناسب نتھا اونہون نے جواب دیا کہ ہمکو یہ معلوم نتھا کہ ایسا کرنا ہمکو [illegible]

اقوال میں موافق ازارقہ کے ہیں مگر زانی سے رجم ساقط نہیں مانتے اور نہ اطفال مشرکین کو
کافر و دوزخی جانتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ جو شخص ہماری عقیدے میں سے فوت ہے اور وہ کسی
میں شریک ہو تو کافر ہے اور کہتے ہیں تقیہ قول میں جائز ہے نہ عمل میں اور انکا اعتقاد یہ ہے کہ
کسی گناہ پر حد جاری ہو سکتی ہے مثلاً چوری اور زناکاری اوسکے مرتکب کو کافر
کہنا چاہئے اور جس گناہ میں بوجہ اوسکی عظمت کے حد نہیں ہے جیسے ترک نماز اور روزہ
اوسکا مرتکب کافر ہے اور کہتے ہیں کہ جو عورت ہمارے دین میں موافق ہے اوسکا نکاح کر دینا
اوس شخص سے جو اوسکے دین میں نہیں اوسی جگہہ جائز ہے جہاں تقیہ کے سوا چارہ نہو
اور جہاں علانیہ رہتے ہوں وہاں ناجائز ہے صفریہ کو زیادیہ بھی کہتے ہیں ایک نام اونکا
نکاریہ بھی ہے اس لئے کہ وہ نصف حضرت علی و ثلث حضرت عثمان [illegible] بی بی
عائشہ کو ناقص کرتے ہیں۔ ابویزید پسر کندا ساکن شہر توزر علاقہ قسطیلیہ نے کہ نہایت
بدصورت تھا مذہب نکاریہ اختیار کر کے لوگوں کو اس مذہب کی طرف وعظ و نصیحت کرنا
شروع کی جب اسکی جمعیت بھاری ہو گئی تو سنہ ۳۳۲ میں قسطیلیہ مسخر کیا پھر تبسہ اور سبیبہ اور
غضلیب اور اربس کو فتح کر لیا قائم بامر اللہ علوی اسماعیلی والئے افریقہ جو المہدیہ میں
سے ہے فوج تیار کر کے قیروان اور رقادہ کی حفاظت کو بھیجا ابویزید نے اوسے شکست
دی اور تونس اور قیروان اور رقادہ بھی فتح کر لیا یہانتک کہ قائم بھی شکست پا کر مہدیہ
میں محصور ہو گیا قائم کے انتقال کے بعد اوسکے بیٹے اسماعیل منصور نے ابویزید پر چڑھائی کی
اور سنہ ۳۳۵ میں ابویزید کو پوری شکست دی اور اسکا بربر تک پیچھا کیا اور کئی برس تک یونہی
ابویزید سوڈان کے شہروں کی طرف بھاگا پھر منصور نے بھی پیچھا نہ چھوڑا یہانتک کہ اوسکا
قلع و قمع کر دیا اور سنہ ۳۳۶ میں وہ گرفتار ہوا اور اوسکی کھال نکلوا کر بھس بھروا دیا گیا۔

چھٹے اباضیہ یہ عبد اللہ[1] بن اباض کے اصحاب ہیں اسکا نام حارث بن [illegible]

[1] معارف ابن قتیبہ میں ہے ہو من بنی مرہ بن عبید من بنی تمیم رہط الاحنف بن قیس۔

(۹) **صلتیہ**۔ یہ عثمان بن ابی الصلت کے اتباع ہیں اور بقولے عثمان بن صلت بن
کے اور بقولے صلت بن صامت کے اور بقولے صلت بن ابی صامت کے اصحاب
ہیں یہ گروہ عقائد میں عجاردہ کے موافق ہے اور اس قول میں منفرد ہیں کہ جو اسلام لائیگا
ہم اوس کے دوستدار ہیں لیکن اوسکے اطفال سے ہم بری ہیں اس لئے کہ اطفال کے لئے اسلام
نہیں ہے جب تک کہ بالغ ہوں بلوغ کے بعد اونکو اسلام کی طرف دعوت کرنا چاہئے اور
بعض صلتیہ سے یہ منقول ہے کہ اطفال خواہ مسلمانوں کے ہوں یا مشرکوں کے اونکو ساتھ
ہمارا نہ دوستی ہے نہ دشمنی جب تک کہ بالغ ہوں بلوغ کے بعد اونکو دعوت اسلام کرنا چاہئے

(۱۰) **ثعالبہ یا ثعلبیہ** ثعلبہ بن عامر کی طرف منسوب ہیں یہ عبد الرحمن عجردہ کے موافق
تھے مگر اس بات میں مختلف ہوگئے کہ اطفال کے متولی و دوستدار رہنا چاہئے جب تک
کہ بلوغ کو پہونچیں پس اگر بعد بلوغ کے وہ انکار حق کریں تو اون سے عداوت رکھنا چاہئے
اور اون سے یہ بھی منقول ہے کہ اطفال سے نہ دوستی رکھنے کا حکم ہے نہ دشمنی جب تک کہ بالغ
ہوں اور انکا ایک قول یہ ہے کہ غلام سے مال کی زکوٰۃ لینا چاہئے اور جب [illegible] کے پاس
مال ہو تو اوسکو زکوٰۃ دینا نہیں چاہئے۔ انکا قول ہے کہ کام اللہ کی مشیت سے ہے نہ اوسکے قضا
و قدر سے اور بوجہ اختلاف باہمی کے ثعالبہ کے پانچ فرقے ہوگئے ہیں اور انمیں ہر فرقے
نے دوسرے کی تکفیر کی ہے۔

(۱۱) **اخنسیہ** (ثعالبہ کے فرقہ سے) یہ اخنس بن قیس کے متبع ہیں اور عقائد میں ثعالبہ
کے موافق ہیں مگر انہی ایک بات میں اونسے خلاف کیا ہے چنانچہ کہتے ہیں کہ کوئی اگر ایسے
شہر میں رہے جہاں بوجہ خوف کفار کے اپنے دین اسلام کو ظاہر نہ کرسکے تو وہ مومن
نہیں بلکہ کفر و ایمان میں متوقف سمجھا جائیگا اور انکا قول یہ ہے کہ ہم متوقف ہیں اون سب

---

[۱] دیکھو تعریفات و ارشاد المسلمین و مقالات [illegible] اور شرح مواقف کی عبارت یہ ہے الصلتیہ ہم عثمان بن ابی [illegible]
وقیل الصلت بن الصامت ۱۲ [۲] دیکھو کشاف اصطلاحات الفنون ۱۲ [۳] ملل و نحل شہرستانی میں مرقوم ہے
کہ صلتیہ متبع ہیں عثمان بن صلت یا صلت بن ابی صامت کے ۱۲ منہ

شبیب نے حجاج سے بڑی بڑی لڑائیاں لڑین آخر کار جب ملک کوفہ مین اوسے حجاج
سے پے درپے شکستین ملین اور ظفر یابی سے مایوس ہوگیا تو دجلہ کو قطع کرکے ملک اہواز
کی طرف چلا گیا اور وہان سے فارس گیا اور فارس سے کرمان کی طرف گیا مگر یہان بھی ٹھہرا
ملکہ پھر عراق عرب کو گیا حجاج نے اپنے ایک سپہ سالار سفیان نامی کو اوس کے تعاقب
مین روانہ کیا دریائے اہواز پر دونون کا مقابلہ ہوگیا اور دونون طرفین مین جنگ ہوا کی رات کے
وقت طرفین کے لشکر جنگ کا دستہ اپنی اپنی قرارگاہون کو واپس ہوئے شبیب گھوڑے
پر سوار تھا پل کو عبور کرنے لگا ایک گھوڑی سامنے آگے جا رہی تھی گھوڑا اسکا اوس گھوڑی کی وجہ سے
بگڑا اور اوس کی پشت سے علیحدہ ہوکر دریا مین گر پڑا اوس وقت اس کے منہ سے یہ کلام نکلا
لیقضی اللہ امرا کان مفعولا اور غوطہ کھایا جب پانی کے سطح پر پھر آیا تو کہا ذلک تقدیر
العزیز العلیم اور غرق ہوگیا لاش اوسکی پانی سے نکالکر سفیان کے پاس لے گئے چاک کرا کر
دل نکالا تو مثل سنگ کے سخت نکلا جب اوسکی مان سے بیان کیا گیا کہ شبیب مارا گیا تو
اوس نے یقین نکیا جب کہا کہ وہ ڈوب گیا ہے تو اس بات کا یقین کرلیا کہنے لگی کہ
جب وہ پیدا ہوا تھا تو مینے دیکھا تھا کہ میرے شکم سے آگ کا شعلہ نکل رہا ہے سمجھ گئی
کہ اوسے کوئی چیز نہین بجھا سکتی سوئے پانی کے یہ واقعہ ۷۷ھ کا ہے[1] شبیب کا فرقہ اونہین
فرقہائے خوارج کے ساتھ عقائد مین موافق ہے لیکن اون سے اسبات مین منفرد ہے کہ عورت
کی امامت و خلافت کو جائز بتاتا تھا اسی شبیب نے اپنی مان غزالہ نام کو اپنا خلیفہ کیا تھا اوس
نے کوفہ مین داخل ہوکر خطبہ پڑھا اور نماز صبح مسجد جامع مین جاکر ادا کی پہلی رکعت مین سورۂ بقرہ
دوسری رکعت مین سورۂ آل عمران پڑھی —

نوین کوزیہ — اس فرقے کے خوارج طہارت مین مبالغہ کرتے ہین کہتے ہین کہ بدن کی مالش
غسل کے وقت فرض ہے (دیکھو بحر المذاہب اور تذکرۃ المذاہب اور مونداالافضل وغیرہ)

---

[1] دیکھو تاریخ روضۃ الصفا - ۱۲

دسوین کنزیہ - یہ لوگ مال جمع کرتے ہین زکوٰۃ کی فرضیت سے منکر ہین (دیکھو تذکرۃ المذاہب
اور مویدالافاضل اور بحرالمذاہب وغیرہ)

گیارہوین شمراخیہ - یہ فرقہ عبداللہ ابن شمراخ کی طرف منسوب ہے - اوس کے نزدیک
مان باپ کا مار ڈالنا حلال ہے جب اوس نے یہ حکم دیا دارالتقیہ مین رہتا تھا اوس سے اس حکم
سے خوارج بیزار ہو گئے اور انکے نزدیک وطی بلا نکاح جایز ہے (دیکھو غنیۃ الطالبین اور بحرالمذاہب
اور تذکرۃ المذاہب اور مویدالافاضل) توضیح المذاہب مین لکھا ہے کہ شمراخیہ صوفیان سطل مین سے
بھی ایک گروہ کا نام ہے -

بارہوین بدعیہ - یہ فرقہ تمام مقالات مین ازارقہ کی موافق ہے مگر اس بات مین منفرد
ہے کہ نماز مین صرف دو رکعت فجر کو پڑھنا چاہئے اور دو رکعت رات کو اور اس قول پر استدلال
اس آیت سے کرتے ہین اقم الصلوٰۃ طرفی النہار وزلفا من اللیل ان الحسنات
یذھبن السیات - یعنی دن کے دونون طرف اور رات کی کچھ ساعتون مین نماز
پڑھا کر کیونکہ نیکیان برائیون کو دور کرتی ہین یہ لوگ کہتے ہین کہ کم سے کم نماز کی دو رکعت ہین
اور وقت اوسکا دن کے انہین دونون طرفون مین مذکور ہے جو شب کے نزدیک ہین اور یہ
فرقہ ازارقہ کے ساتھ اس بات مین متفق ہے کہ جب کفار پر فتح حاصل ہو تو انکی عورتون کو قید
کرلینا اور اونکے اطفال کو مار ڈالنا چاہئے اور اپنے اس قول پر استدلال اس آیت سے
کرتے ہین لاتذر علی الارض من الکافرین دیارا - یعنی زمین پر کافرون کا ایک گھر بسنے
والا نہ چھوڑنا -

خطط الآثار مین خوارج کے فرقون کے یہ نام اور لکھے ہین

تیرہوین اصومیہ - یہ یحیی بن اصوم کے متبع ہین -

چودہوین یعقوبیہ - یہ یعقوب بن علی کوفی کے اصحاب ہین -

لہ دیکھو [illegible]

پندرہوین فضلیہ - یہ فضل بن عبداللہ کے پیرو ہین -
سولہوین ضحاکیہ - یہ ضحاک بن قیس خارجی کے متبع ہین اس نے بنوامیہ کے زمانہ
مین کوفہ مین خروج کیا تھا اور اپنا لقب امیر المومنین رکھا تھا اور کوفہ پر قابض ہو گیا تھا -
مجالس المومنین مین مذکور ہے کہ جب اس نے لوگون کو اپنے مذہب کی طرف دعوت کرنا
شروع کیا تو مومن الطاق ایک دن اوس کے پاس گئے اور کہا مین ایک شخص ہون اپنے
دین سے بخوبی واقفیت رکھتا ہون مینے تمہارے عدل وانصاف کی بہت شہرت سنی ہے
اس لئے مین چاہتا ہون کہ تمہاری صحبت مین رہا کرون ضحاک اس بات سے خوش ہوا پھر مومن
الطاق نے اوس سے کہا کہ تمکو حضرت علی سے کیون بغض ہے اوس نے جواب دیا کہ انہون
نے دین مین ثالث کا تقرر قبول کیا اور جو شخص دین الٰہی مین ثالثی جایز رکھے اوس سے
دشمنی رکھنا اور جنگ کرنا حلال ہے مومن الطاق نے کہا کہ تم مجھے اپنے دین کے اصول سے
آگاہ کرو تاکہ مین تمہارے ساتھ مناظرہ کرون اور جب تمہاری حجت مجھپر غالب آجائے تو
مین تمہاری اتباع اختیار کرون اور مناسب یہ ہے کہ صواب وخطا کی امتیاز کے لئے
دونون کی طرف سے ایک آدمی ثالث مقرر ہونا چاہئے جو یہ بات بتائے کہ یہ شخص مصیب
ہے یہ مخطی ہے ضحاک نے اپنے یارون مین سے ایک شخص کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ یہ شخص
علم وفضل مین پایہ رکھتا ہے یہ دونون کے درمیان مین ثالث ہے مومن الطاق نے کہا کہ تم
اس شخص کو اوس دین مین جس مین مین تم سے مناظرہ کرنا چاہتا ہون ثالث مقرر کرتے ہو
ضحاک نے کہا ہان مومن الطاق نے اوس کے متبعون سے کہا کہ تمہارے سردار نے دین
الٰہی مین ثالث مقرر کیا اب تم جانو اصحاب ضحاک نے یہ بات سنتے ہی ضحاک کو اتنا مارا کہ مر گیا
انتہی - یہ بیان قاضی نوراللہ صاحب کا صحیح نہین تحقیق یہ ہے کہ ضحاک خارجی امام ابوحنیفہ کے
پاس آیا اور تلوار دکھا کر کہا کہ توبہ کرو انہون نے پوچھا کس بات سے ضحاک نے کہا کہ تمہارا
عقیدہ ہے کہ حضرت علی نے معاویہ کے جھگڑے مین ثالثی مان لی تھی حالانکہ جب وہ حق پر تھے

ثنائی ماننے گے کیا یعنی امام صاحب نے کہا کہ اگر میرا قتل مقصود ہے تو اور بات ہے
ورنہ اگر تحقیق حق منظور ہے تو مجھکو تقریر کی اجازت دو ضحاک نے کہا کہ میں بھی مناظرہ ہی
چاہتا ہون امام صاحب نے کہا کہ اگر بحث آپس مین نہ طے ہو تو کیا علاج ضحاک نے کہا
کہ ہم دونون ایک شخص کو منصف قرار دیدین چنانچہ ضحاک ہی کے ساتھیوں مین سے ایک شخص
انتخاب کیا گیا کہ دونون فریق کی صحت و غلطی کا تصفیہ کرے امام صاحب نے فرمایا
کہ یہی تو حضرت علی نے بھی کیا تھا پھر اونپر کیا الزام ضحاک دم بخود ہو گیا اور چپکا اوٹھکر چلا آیا۔
تاریخ کامل وغیرہ مین لکھا ہے کہ ۱۲۸ ہجری مین ضحاک بن قیس شیبانی نے کہ بنی بکر بن وائل
کے خاندان مین سے تھا مروان حمار پر خروج کیا اور عراق کی طرف بڑھا سبب اسکا یہ تھا
کہ جب ولید بن یزید بن عبد الملک مارا گیا تو مقام حرورا مین ایک خارجی نے خروج کیا
جسکا نام سعید بن بہدل شیبانی تھا اور اس نے سنا کہ عراق کی رعایا مین بڑا اختلاف اور
شورش ہے تو عراق کی تسخیر کے ارادہ سے اودہر چلا اور راستے مین مرگیا اور اس نے ضحاک
کو اپنا قایمقام کر دیا یہ بھی حرورا کا باشندہ تھا تمام شراۃ نے اوس سے بیعت کرلی اور
ضحاک شہر موصل کو گیا پھر یہان سے شہر زور کو صفریہ بھی ضحاک کے لشکر مین شامل ہوگئے
اور اب اس کی فوج کی مجموعی تعداد چار ہزار کی حد کو پہونچگئی جب ضحاک نے یہ سنا کہ عراق آجکل
فسادات کا مرکز ہو رہا ہے تو اوس نے یہان فتوحات حاصل کرنے کا ارادہ کیا مروان نے
یزید ابن عمر بن ہبیرہ شیبانی کو اوس سے جنگ کے لئے متعین کیا سلیمان بن ہشام نے بھی
ضحاک سے بیعت کرلی اور اسکا شریک حال ہوگیا اور ضحاک کو اکسا کر مروان کے ساتھ جنگ کی
لئے آمادہ ہوگیا ضحاک نے مثنی بن مروان کو تو اپنی طرف سے کوفہ مین چھوڑا اور خود موصل کو گیا
ابن ہبیرہ نے مثنی سے جنگ کرکے اوسے قتل کر ڈالا جب ضحاک موصل مین آیا تو اوسے
فتح کرلیا اور اب ایک لاکھ آدمی اس کے لشکر مین جمع ہوگئے تھے مروان خود ماردین کے مقام
پر ضحاک کے لشکر کے مقابل مین آموجود ہوا جنگ مین ضحاک مارا گیا اور اس کا بہت سا لشکر

کٹ گیا ضحاک کے مارے جانے کے بعد صفریہ نے ابن خیبری سے بیعت کر لی۔

فرقۂ مرجیہ

مرجیہ لفظ ارجاء سے بنا ہے جو مشتق ہے رجا بمعنی امید سے اس لئے کہ مرجیہ کو یہ امید ہے کہ اہل معاصی کو اللہ ثواب دیگا اسی وجہ سے یوں کہتے ہیں کہ ایمان کے ہوتے ہوئے کوئی معصیت ضرر نہیں کرتی ہے جس طرح کہ ہمراہ کفر کے کوئی طاعت نفع نہیں دیتی ہے یا یہ لفظ مشتق ہے ارجاء بمعنی تاخیر سے اس لئے کہ اونھوں نے حکم اصحاب کبائر کو آخرت تک موخر رکھا ہے پس دنیا میں صاحب کبیرہ پر کوئی حکم نہیں ہو سکتا کہ دوزخی ہے یا جنتی ہے اس صورت میں مرجیہ وعیدیہ کی ضد ٹھہرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ارجاء بمعنی تاخیر ہے مرجیہ اس سے بنا ہے کہ وہ حضرت علی کی تاخیر درجہ اول سے درجہ چہارم پر کرتے ہیں اس صورت میں مرجیہ شیعہ کے مقابل ٹھہریں گے اور اہل سنت وجماعت بھی اسمیں داخل ہو جائیں گے پہلی صورت میں مرجیہ یائے تحتانی کے ساتھ ہوگا اور دوسری صورت میں ہمزہ کے ساتھ یعنی مرجئہ اور اوس شخص کو جو اس مذہب پر ہو مرجی بغیر ہمزہ کے اور کبھی مرجئی ہمزہ کے ساتھ بروزن مرجعی کہتے ہیں حقیقت مرجیہ کی یہ ہے کہ انکا اثبات وحدانیت

---

[1] مستفاد از منتہی الارب فی لغات العرب اور لسان العرب کی فصل را حرف ہمزہ میں لکھا ہے کہ ارجاء تاخیر کے معنی میں ہے اور اس کے آخر میں ہمزہ ہے اسی سے مرجیہ فرقہ کا نام بنا ہے جو اس مذہب پر ہو عرب میں وہ شخص رجل مرجئی یعنی مرجع کہلاتا ہے جب یائے نسبت اس کے آخر میں لگاتے ہیں تو کہتے ہیں مرجئی بروزن مرجعی اور یہ اس صورت میں ہے کہ اس کے آخر میں ہمزہ رکھی جائے اور جب ہمزہ نہ قرار دیجائے تو کہتے ہیں رجل مرج بروزن معط اور اس صورت میں مرجیہ یائے تحتانی کی تشدید کے ساتھ ہے جیسا کہ بعض عرب کہتے ہیں اخطیت و خطیت و توضیت پس ہمزہ نہیں دیتے اور ہمزہ نہ دینے کی صورت میں عرب یائے نسبت مرجی کے آخر میں لگا کر مرجی تشدید آخر کے ساتھ کہتے ہیں اور مرجیہ ایک فرقہ ہے مسلمانوں کا انکا قول ہے ایمان قول ہے بلا عمل کے یعنی ایمان صرف کلمۂ شہادت کے اقرار کا نام ہے گویا کہ انہوں نے کلمۂ شہادت کے اقرار کو عمل پر مقدم کیا ہے کیونکہ انکا عقیدہ یہ ہے کہ اگر نہ پڑھے نماز ہیں اور نہ روزہ رکھیں تب بھی ایمان انکو نجات دیگا ابن اثیر نے کہا ہے کہ حدیث میں مرجیہ کا ذکر آیا ہے اور وہ ایک فرقہ ہے جسکا یہ اعتقاد ہے کہ ایمان کی ہوتے ہوئے کوئی معصیت ضرر نہیں پہونچا سکتی ہے جیسا کہ کفر کے ساتھ کوئی طاعت نفع نہیں دے سکتی ہے اور وہ مرجیہ اس لئے کہلاتے ہیں کہ اللہ نے ان سے تعذیب معاصی کو موخر کر دیا ہے۔ انتہی منہ

نفی وعید وخوف مین مومنین سے غلو ہے اور سارے مرجیہ یہ کہتے ہین کہ اگر اللہ کسی
گناہگار کا کوئی گناہ معاف کر دے تو پھر اوس پر یہ لازم ہوگا کہ اوس قسم کے گناہ
سارے گناہگارون کے معاف کرے اور جس قسم کے گناہگار دوزخ سے نکالے تو
پھر اوس پر یہ لازم ہوگا کہ اوس قسم کے سارے گناہگارون کو دوزخ سے نکالے اور مجمع
البحرین مین لکھا ہے کہ بعض ماہرین مذاہب نے کہا ہو کہ مرجیہ فرقہ جبریہ ہے جنکا یہ قول ہو
بندے کو کام کی کوئی قدرت نہین کسی کام کو اوس کی طرف منسوب کرنا اور اوس کی قدرت
سے سمجھنا بطور مجاز کے ہے ۔ حقیقت مین بندہ کا کوئی کام نہین سبکا صانع اللہ ہے ۔
اور یہ جو اختیار مین مذکور ہے کہ مرجیہ کا قول ہے کہ کوئی شخص نہ روزہ رکھے نہ نماز پڑہے
نہ غسل جنابت کرے اور کعبہ کو توڑ ڈالے اور اپنی مان کے ساتھ نکاح کرے پھر بھی وہ
جبرائیل ومیکائیل کے ایمان پر ہے اور کبھی مرجیہ کی تفسیر اشعریہ کے ساتھ کی جاتی ہے
انتہی یہ سراسر تعصب ہے ۔ مرجیہ ایمان اور عمل کو دو مختلف چیزین قرار دیتے ہین
اور کہتے ہین کہ ایمان اور تصدیق کامل ہو تو عمل کا نہونا کچھہ ضرر نہین کرتا ایک شخص دل سے اگر
توحید اور نبوت کا معترف ہے اور فرایض نہین ادا کرتا تو وہ مواخذہ سے بری ہے اور
مرجیہ کی راے یہ بھی ہے کہ دوزخی جب آگ مین ڈالے جائین گے تو وہ وہان بلا عذاب
کے رہا کرین گے جسطرح مچھلیان پانی کے اندر رہتی ہین اسیطرح اہل نار بھی نار مین رہا
کرین گے اور فرق جنتیون اور دوزخیون مین اسطرح سے ہے کہ مومن جنت کے اندر
کھانے پینے کے ساتھ نفع اوٹھایا کرین گے اور کافرون کو دوزخ کے اندر کھانا پینا میسر
نہ آئے گا[1] اور مرجیہ کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی نص اس مضمون

[1] کتاب تمہید مین معین نسفی نے لکھا ہے قالت المرجیۃ لعنہم اللہ اذا دخل اہل النار النار فانہم یکون فی النار بلا عذاب کالحوت فی الماء الا ان الفرق بین الکافر والمومن ان للمومن استمتاعا فی الجنۃ باکل وشرب واہل النار فی النار لیس لہم استمتاع اکل وشرب ۔ ۱۲ منہ

کی ثابت نہین کہ فلان سیرے بعد امام ہوا ابن جوزی کہتے ہین کہ عبد الواحد اسدی معروف
بہ ابن بیربان کا قول ہے کہ اللہ کفار کو کبھی ہمیشہ دوزخ مین نرکھیگا اس لئے کہ ہمیشہ عذاب
دینا مخلوقات کی شان سے ہے اور طلب انتقام اس کی علت ہے جو غضبناک کو عارض
ہوتا ہے اور دل مین غضب کے پیدا ہونے کی علت خون کا جوش مارنا ہے اور یہ باتین
اللہ تعالی کے حق مین محال ہین سب سے پہلے جس نے یہ مذہب نکالا ابو محمد حسن
بن محمد معروف بہ ابن حنفیہ بن حضرت علی بن ابیطالب ہین اونہون نے اس مسئلہ مین
گفتگو کی لیکن یہ عمل کو ایمان سے خارج نہین کرتے ہین جسطرح کہ اور مرجیہ نے کیا ہی
بلکہ یون کہتے تھے کہ صاحب کبیرہ کافر نہین ہوتا اس لئے کہ اوسکے طاعات اور ترک
معاصی اصل ایمان سے نہین ہین انکے زوال سے ایمان زائل نہین ہوتا ہے پھر مرجیہ کئی
طرح پر ہوگئے قسم اول مرجیہ خالص یہ قائل صرف ارجا کے ہین اور یہ یونسیہ و عبیدیہ و
غسانیہ و ثوبنیہ و مریسیہ ہین قسم دوم مرجیہ قدریہ یہ قسم جامع ہے درمیان مذہب
مرجیہ و قدریہ کے ان لوگون کے لشکر گروہ احمد بن شبیب اور صالحی اور خالدی اور ابو شمر
ہین قسم سوم مرجیہ جبریہ یہ قسم جامع ہے درمیان مذہب مرجیہ و جبریہ کے جیسے جہم بن
صفوان قسم چہارم مرجیہ خوارج یہ خوارج بھی ہین اور مرجیہ بھی ہین جیسے ثوبانیہ۔ شہرستانی
نے ملل و نحل مین لکھا ہے کہ مرجیہ نے بعض اون مسائل مین خوارج کے ساتھ اتفاق کرلیا ہی
جو امامت سے تعلق رکھتے ہین اور ابن قتیبہ نے کہا ہے کہ اول موجد ارجا کا بصرہ مین
حسان بن بلال بن حارث مزنی ہے اور بعض نے یون ذکر کیا ہے کہ موجد اول ارجا کا ابو سلت
سمان ہے اوس نے سنہ ١٥٢ ہجری مین وفات پائی ہے

تفصیل مرجیہ خالص کے فرقونکی

پہلا فرقہ یونسیہ ہے یونس بن عمر نمیری کے متبع ہین اسکا یہ اعتقاد ہے کہ ایمان
اللہ کا پہچاننا اور اوس کے سامنے عاجزی اور ترک گردن کشی اور اوس کی دوستی دلمین رکھنا

ہمراز

ایمان قول ہے بلا عمل پس انکا مذہب تو سخت ہے جبریہ و قدریہ وغیرہ نواصب کے موافق [illegible]
ہین کہ یہ قول بھی صحیح نہین کیونکہ سارے اہل سنت حقیقت ایمان مین عمل کو داخل [illegible]
کہ حنابلہ و شافعیہ کل اس بات کے قائل ہین کہ ایمان [illegible] اعمال [illegible]
اور یہی [illegible] بعض حنفیہ کی بھی ہے اور یہی قول مالکیہ[1] کا ہے [illegible]
جیسا کہ رسالہ مین مذکور ہے ہان مشہور یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ کا مذہب [illegible] ہے کہ عمل
ایمان مین داخل نہین مگر ضعیف ہو اور شاہ ولی اللہ صاحب [illegible] نے تفہیمات مین اسکی تاویل
یون کی ہے کہ امام صاحب مجتہد ہین اور مجتہد [illegible] کبھی کرتا ہے اور [illegible] ہوتا ہے
اور خطا پر اس کے لئے ایک اجر ہے جیسا کہ صواب پر دو اجر ملتے ہین محدثین بھی پس
مذہب مین امام صاحب کے مخالف ہین بلکہ ان [illegible] زمانہ مین یہانتک نوبت
کی تھی کہ جو شخص اونکی رائے کے ساتھ متفق ہوتا اوسکا فریا فاسق سمجھتے [illegible]
ابو یوسف ایکبار شریک کی عدالت مین گواہ ہو کر گئے تو اونھون نے [illegible] اور شریک اونکی
شہادت نہین قبول کرتا جسکا یہ قول ہو کہ نماز جزو ایمان نہین اور طرفہ یہ ہے کہ غنیۃ [illegible]
مین بھی جہان تہتر فرقون کا ذکر کیا ہے وہان مرجیہ کے بارہ فرقے شمار کئے ہین اور
حنفیہ کو بھی مرجیہ کہا ہے ان الفاظ کے ساتھ اما المرجیۃ ففرقہا اثنی عشر فرقۃ
الجہمیۃ وفلانۃ وفلانۃ والحنفیۃ واما الحنفیۃ فہم اصحاب ابی حنیفۃ [illegible]
ابن ثابت زعموا ان الایمان ہو المعرفۃ والاقرار باللہ ورسولہ وبما جاء من عندہ
جملۃ الخ مگر اس مین علمائے محققین کو کلام ہے یہانتک کہ شیخ القطب [illegible]
قدس سرہ اس بات کے قائل ہین کہ اس عبارت کو معاندین نے غنیہ مین اپنی طرف
سے داخل کر دیا ہے بلکہ محققین کو تو اسمین بھی کلام ہے کہ غنیۃ الطالبین حضرت شیخ عبد القادر [illegible]

---

[1] کتاب فقہ مالکی مصنفہ ابو محمد عبد اللہ ابن ابی زید قیروانی مین مذکور ہے وان الایمان قول باللسان واخلاص بالقلب وعمل بالجوارح یزید بزیادۃ الاعمال وینقص بنقص الاعمال فیکون فیہا النقص وبہا الزیادۃ ولا یکمل قول الایمان الا بالعمل ۱۲

جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے بہرصورت امام ابوحنیفہ اور اونکے اصحاب کو مرجیہ کا ہم
اعتقاد خیال کرنا درست نہین اس لئے کہ ارجاء تو یہ ہے کہ یہ سمجھین کہ عذاب وعقاب اور
مواخذہ کسی طرح ہوگا اور ایمان کے ہوتے ہوئے کوئی گناہ نقصان نہ پہونچا سکیگا سو یہ
عقیدہ حنفیہ کا کب ہے بلکہ وہ تو یہ کہتے ہین کہ اللہ تعالی کی مشیت و ارادہ مین ہے جسے
چاہے سعادت دے جسے چاہے عذاب دے اور گناہگار کے واسطے عذاب بھی ثابت
کرتے ہین اور اس سے ہمیشہ خائف رہتے ہین ہان لطف پر انکی نظر بھی ہے اس لئے
جانب مغفرت و امیدواری کی رعایت رکھتی ہین اور کہتے ہین کہ اگر اللہ چاہے تو بغیر توبہ کے
تمام گناہ بخشدے اور فاسق کو دوزخ مین نڈالے۔ امام ابوحنیفہ کو اس سے کچھ بحث نتھی کہ
یہ مسئلہ فلان شخص یا فلان فرقہ کا ہے وہ اصل حقیقت کو دیکھتے تھے اور معترضین کو ہیچ سمجھتے تھے جب
یہ بحث اونکے سامنے پیش کی گئی تو اونھون نے علانیہ کہا کہ ایمان اور عمل دو جداگانہ چیزین
ہین اور دونون کا حکم مختلف ہے اسپر بہت لوگون نے اونکو بھی مرجیہ کہا لیکن وہ ایسا مرجیہ
ہونا اپنے لیے پسند کرتے تھے محدثین اور فقہا مین سے جو لوگ امام صاحب کے ہمزبان تھے اونکو بھی
یہی خطاب عنایت ہوا محدث ابن قتیبہ نے اپنی مشہور اور مستند کتاب المعارف مین مرجیہ کے
ذیل مین بہت سے فقہا و محدثین کے نام گنائے ہین جن مین سے چند یہ ہین ابراہیم تیمی
اور عمرو بن مرہ اور طلق بن حبیب اور حماد بن سلیمان اور عبد العزیز بن ابی داود اور خارجہ بن مصعب
اور محمد بن سائب اور ابو الاحمر اور ابو معاویہ ضریر اور یحیی بن زکریا اور مسعر بن کدام حالانکہ انہین سے اکثر
حدیث و روایت کے امام ہین اور صحیح بخاری و مسلم مین ان لوگون کی سیکڑون روایتین موجود ہین
نواب صدیق حسن خان ... جو اس پر محشی ہین کہ امام صاحب کو حضرت پیران پیر نے یا بعض محدثین

* تذکرۃ السلوک مین ہم نے اس بات کو بڑی تفصیل سے لکھا ہے بلکہ تقاضا مین جسقدر معاندانہ باتین حضرت غوث
اعظم کے ذمہ مین لکھی ہین اون سبکا بھی جواب ہم نے تذکرۃ السلوک مین دیدیا ہے ۱۲ منہ سلمہ

ترک کرنے سے کافر نہیں ہوسکتے جو شخص ایمان کے ساتھ تمام فرائض بجا لاتا ہے وہ مومن اور
جنتی ہے جو ایمان اور اعمال دونوں کا تارک ہے وہ کافر اور دوزخی ہے جو شخص ایمان رکھتا ہے
اور فرائض اوس سے ترک ہوجاتے ہیں وہ مسلمان ضرور ہے لیکن گناہگار مسلمان ہے
خدا کو اختیار ہے اوسپر عذاب کرے یا معاف کردے امام صاحب نے بعض خیالی
سے اس دعوے کو ثابت کیا ہے انصاف یہ ہے کہ اس سے تکفیر نہیں ہوسکتا۔
چوتھا فرقہ ثومنیہ ہے یہ لوگ ابو معاذ ثومنی فیلسوف کے متبع ہیں اسکا اعتقاد تھا
کہ ایمان عبارت ہے تصدیق او دوست اور اخلاص اور اوس چیز کے اقرار سے جسکی حکم
تبلیغ کی ہے اور ان سب کے یا بعض کے ترک کرنے سے کافر ہوتا ہے اور کہتا تھا کہ
جس معصیت کے کفر ہونے پر اتفاق نہو تو اوسکے کرنے والے کو فاسق کہنا نہ چاہئے
بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ وہ گناہگار ہوگیا اور فسق کیا اور ترک کرنا نماز کا حلال جانکر کفر ہے
اور قضا کی نیت سے ترک کرنا کفر نہیں فسق ہے اور یہ سارے خصائل جنکو ایمان
کہتے ہیں انمیں سے بعض خصلت نہ ایمان ہے نہ ایمان کا حصہ ہے کہتا تھا کہ کوئی نبی کو
مار ڈالے یا اوس کے تپانچہ مار دے تو وہ کافر ہوتا ہے لیکن نہ اس وجہ سے کہ اوس نے
پیغمبر کو قتل کیا یا تپانچہ مارا بلکہ اس لئے کہ اوس نے پیغمبر کی تکذیب کی اور ہتک کیا اور اسکو
دشمن رکھا ہے۔
پانچواں فرقہ مریسیہ ہے ابن اصول نے کہا ہے کہ مریسیہ مرجیہ کا فرقہ بشر بن غیاث
بن عبدالرحمن مریسی کی طرف منسوب ہے اسکا باپ یہودی تھا اور قوم کا رنگریز تھا جو
کوفہ میں رہتا تھا بشر مریسی . . نے امام اعظم کی صحبت حاصل کی اور اون سے تھوڑا سا
علم بھی حاصل کیا پھر ابو یوسف تلمیذ امام اعظم کی صحبت اختیار کرکے اون سے تفقہ کیا اور
حدیث کو سنا اور نیز حماد بن سلمہ اور سفیان بن عیینہ وغیرہ سے حدیث کو سماعت کیا
یہانتک کہ فائق ہوکر امام ابو یوسف کے بعض اصحاب میں سے ہوا کہتا تھا کہ مشائخ صوفیہ

دوسرے شبیبیہ - یہ محمد بن شبیب مرجی قدری کے متبع ہین یہ شخص ایمان کے مسئلہ مین ثوبانیہ کا ہم اعتقاد تھا یعنی اوس کے نزدیک ایمان نام ہے معرفت و اقرار اللہ اور اوس کے رسولون کا اور اون چیزون کا جنکا کرنا عند العقل ناجایز ہے اور جن چیزون کا کرنا عقل کے نزدیک جایز ہے اون کا اعتقاد ایمان نہین اور کہتا تھا اعمال ایمان مین داخل نہین اور سارے افعال اختیاریہ کا خالق بندے کو جانتا تھا۔

تیسرے ثوبانیہ - یہ ثوبان کے متبع ہین یہ پہلے مرجی تھا پھر خارجی معتزلی ہو گیا اوس کا یہ قول تھا کہ ایمان عبارت ہے اللہ اور اوس کے رسولون کے پہچاننے اور اونکا اقرار کرنے سے اور اون کامون کے اعتقاد سے جنکا کرنا عقل کے نزدیک ناجایز ہے اور جنکا کرنا عقل کے نزدیک جایز ہے اون کا اعتقاد کرنا ایمان نہین گویا اوس نے ایمان کو واجب بالعقل قبل ورود شرع کے ٹھہرایا تھا اس قول مین غسانیہ و یونسیہ سے علیحدہ تھا اور مومنین کے عذاب دوزخ سے نجات پانے پر اس کو یقین تھا اور اعمال کو ایمان مین داخل نہین کرتا تھا۔

چوتھے شمریہ - یہ فرقہ ابو شمر مرجی قدری کی طرف منسوب ہے وہ کہتا تھا کہ ایمان عبارت ہے خدا تعالی کے پہچاننے اور اوس سے محبت رکھنے اور اوس کے سامنے عاجزی کرنے اور اس بات کے اقرار کرنے سے کہ وہ یکتا ہے کوئی اوس کی مثل نہین اور ان چیزونکو ایمان جب کہتے ہین کہ انبیا ان پر حجت اور دلیل لاوین اور جب وہ حجت لاوین تو انبیا کا اقرار اور اونکی تصدیق بھی ایمان اور معرفت سے ہے اور اقرار اون احکام کا جو انبیا اللہ کے پاس سے لائین ایمان مین داخل نہین اور ایمان مین ہر خصلت نہ پورا ایمان ہے نہ ایمان کا حصہ بلکہ جب ساری خصلتین جمع ہوجاتی ہین تو وہ مجموعہ ایمان ہوتا ہے اور خصلتہائے ایمان کے لئے عدل کے شناخت ضروری ہے اور شناخت عدل سے مراد قدر ہے یعنی اس بات کا اقرار کرنا کہ تمام خیر و شر کا بندہ آپ خالق ہے نہ خدائے تعالی اور یہ شخص اعمال کو ایمان

میں داخل نہیں کرتا تھا اور اسی کا قول ہے کہ جو کبیرہ گناہ کرے تو اوس کو علی الاطلاق فاسق نہ کہنا چاہیے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ وہ اس بات میں فاسق ہے - **فائدہ** غنیۃ الطالبین میں [illegible] معتزلہ کو بھی لکھا ہے

معاذیہ - یہ لوگ منسوب ہیں طرف معاذ کے اور اسکا قول ہے جس نے طاعت الٰہی کو ترک کیا اوس کے حق میں کہنا چاہیے کہ اوس نے عصیان کیا اور یہ نہ کہنا چاہیے کہ وہ فاسق ہے کیونکہ اسم فاعل کا صیغہ دوام پر دلالت کرتا ہے اور فاسق اللہ کا دشمن ہے اور مومن ہے اس لئے کہ دوست مومن ہے اور فسق پر ثابت نہیں رہتا اور وہ ان دونوں سے علیحدہ ہے

یونانیہ - یہ فرقہ منسوب ہے یونان کی طرف اسکا اعتقاد یہ ہے کہ ایمان کی حقیقت اس بات کا نام ہے کہ خدا اور اوس کے رسول کو پہچانے اور زبان سے اقرار کرے اور جس کام کا کرنا روا نہیں اوسے ترک کرے -

صالحیہ - اس فرقہ کا نام صالحیہ اس لئے مشہور ہوا کہ انہوں نے ابو الحسین صالحی کے مذہب کو اختیار کیا ہے صالحی کہتا ہے کہ ایمان نام ہے معرفت خدائے تعالیٰ کا مطلق یعنی یہ جانے کہ عالم کا کوئی صانع ہے اور کفر جہل ہے اسی معرفت سے اور تثلیث کا قائل ہونا کفر نہیں مگر یہ اس فرقے سے ظاہر ہوتا ہے سوائے ایمان کے اور کوئی چیز عبادت نہیں اور نسطط الآیات میں مرجیہ کے ضمن میں لکھا ہے کہ صالحیہ صالح بن عمرو بن صالح کی طرف منسوب ہیں اور شہرستانی نے ملل و نحل میں فرقہ مرجیہ کے بیان میں کہا ہے کہ صالحیہ صالح بن عمر صالحی کے متبع ہیں اور جو عقیدہ ان کا ضمنیہ میں ذکر ہوا ہے اوس کے ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ صالحیہ کے نزدیک اللہ کی معرفت عبادت ہے اور اسکی دوستی محض اور اوس کے سامنے خضوع کرنے اور خدا کی معرفت تو ہو اور رسول کا منکر ہو تو یہ بات جائز ہے اور عقل کے نزدیک روا ہے کہ خدا پر ایمان لائیں اور رسول پر ایمان نہ لائیں اس لئے کہ رسول نے اپنی زبان سے یہ بات کہی ہے کہ جو مجھ پر ایمان نہ لایا

مشبہ کہتے ہین کہ اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر بنایا ہے حشویہ
کہتے ہین واجب اور صفت اور فعل کے درمیان کوئی فرق نہین غلط الآثار مین مرجیہ کے آٹھ
فرقون کے صرف نام اور لکھے ہین جحدیہ اصحاب جحد بن ثمی زیادیہ اتباع محمد بن زیاد الکوفی ناقضیہ مشبہیہ

فرقہ نجاریہ

یہ فرقہ حسین بن محمد بن عبد اللہ نجار کی طرف منسوب ہے جو عبد اللہ کا باپ جولاہہ تھا اور [illegible] کہا کرتا اپنا ہاتھ تام
کار ہنے والا تھا اس کے مناظرات نظام کے ساتھ رہتے تھے ایکبار مناظرے مین جب کچھ
حجت نہ لا سکا تو نظام نے اوس کو دہتکار کر کہا اٹھ جا رسوا کرے تجھکو اللہ تجھکو کون عالم اور
ذی فہم جانتا ہے وہان سے تپ مین مبتلا ہو کر اوٹھا بیمار پڑ کر مر گیا یہ اور اس کے
متبع اس اعتقاد مین کہ خالق افعال اللہ ہے اور بندہ کاسب ہے اور استطاعت فعل کی
ہمراہ ہوتی ہے اور مسئلہ قضا و قدر اور وعد و وعید اور امامت حضرت ابوبکر مین موافق اہل
سنت کے ہین اور نفی صفات الٰہی یعنی علم و قدرت و ارادہ و سمع و بصر و حیات و خلق قرآن
یعنی حدوث کلام الٰہی اور انکار رویت حق تعالی مین ساتھ معتزلہ کے موافق معتزلہ کے ہین نجار
کہتا تھا کہ اللہ آخرت مین بندون کی دلون مین ایک قوت پیدا کرے گا جس سے اوسکو
پہچان لین گے پھر وہ قدرت دونون آنکھون کی طرف منتقل ہو جاوے گی جسکی وجہ سے
آنکھون کو بھی شناسائی اللہ کی حاصل ہو جاوے گی اسی شناسائی کا نام رویت ہے
اور اللہ ارادہ کرنے والا خاص اپنے نفس کے ساتھ ہے اور جاننے والا بھی خاص
اپنے نفس کے ساتھ ہے ارادہ و علم صفت علیحدہ اوسکی ذات سے نہین اور اللہ نفع و
ضرر و خیر و شر کا ارادہ کرتا ہے اور اوس کے صاحب ارادہ ہونے کے یہ معنی ہین
کہ وہ کسی کا مغلوب و مطیع نہین ہے اور اسکو مجبور کر کے اپنی خواہش پوری نہین کر سکتے

لہ النجاریہ اصحاب محمد بن الحسین النجار یہ الفاظ شرح مواقف اور مختصر المذاہب اور تعریفات کے ہین اور ملل نحل
شہرستانی مین یون ہے النجاریہ اصحاب حسین بن محمد نجار اور غنیۃ الاکوان مین یون ہے النجاریہ اتباع الحسین بن محمد بن عبد اللہ

اور قدرت حادثہ کے لیئے بھی تاثیر ثابت کرتا ہے اور اوس کا نام سبب رکھا ہے
جیسا کہ اہل سنت کا مذہب ہے اور اوسکا عقیدہ یہ تھا کہ اللہ کی ذات ہر مکان مین موجود
ہے اور اس سے یہ مراد نہین کہ اوسکا علم یا قدرت ہر جگہ مین موجود ہے اور کہتا تھا کہ
اللہ کا پہچاننا عقلاً واجب ہے کچھ شرع پر موقوف نہین اور کہتا تھا کہ مرتکب کبیرہ بقدر
اپنے گناہ کے دوزخ مین عذاب پاکر اوس سے نکلے گا ہمیشہ دوزخ مین کفار کی طرح رہنا
عدل کے خلاف ہے اور سارے نجاریہ اللہ کے لیئے ایک ارادہ ثابت کرتے ہین
جو کچھ پیدا ہوتا ہے اونکے خیر و شر اور ایمان و کفر اور طاعت و عصیان کا اسی کے ذریعہ
سے ارادہ کرتا ہے اور عامہ معتزلہ کی رائے اس کے خلاف ہے اور قبر کے عذاب
و ثواب اور سوال منکر و نکیر کا منکر تھا اور کہتا تھا ایمان زیادہ ہوتا ہے کم نہین ہوتا اور نجاریہ
تین فرقے ہین۔

ایک برغوثیہ یاران محمد بن عیسی الملقب بہ برغوث انکا اعتقاد یہ ہے کہ کلام
الٰہی جسوقت پڑھا جاوے تو عرض ہے اور جسوقت کسی شے کے ساتھ لکھا جائے تو وہ
جوہر ہے۔

دوسرے زعفرانیہ (عین مہملہ و فا کے ساتھ) انکا اعتقاد یہ ہے کہ کلام الٰہی غیر ہی
ذات الٰہی سے ہے اور جو چیز ذات الٰہی سے غیر ہے وہ مخلوق ہے پس کلام الٰہی بھی مخلوق
ہے اور جو یہ کہے کہ مخلوق نہین وہ کافر ہے۔

تیسرے مستدرکہ ان کا قول یہ ہے کہ کلام الٰہی مخلوق ہے مطلقاً مگر ہم
متابعت سنت و اجماع کی وجہ سے کہتے ہین کہ وہ مخلوق نہین ہے یعنی اس وجہ سے کہ سنت
سے ثابت ہوا ہے اور اجماع اسپر ہو چکا ہے کہ کلام الٰہی مخلوق نہین ہے ہمکو بھی اسکا قائل
ہونا پڑا ہے کہ وہ مخلوق نہین ہے مگر رائے انکی یہ ہے کہ کلام الٰہی کے غیر مخلوق ہونے

لہ دیکھو کتاب تیسیر ۱۲

سے مراد یہ ہے کہ اوس کی جو ترتیب اور عبارت ہے حروف اور اصوات مخصوص
کے ساتھ یہ مخلوق نہین ہے بلکہ مخلوق ہے اوس کی ترتیب اور عبارت اسکے خلاف
ہے جس پر یہ ترتیب خاص دلالت کرتی ہے اور اوس محکی عنہ کی یہ حکایت ہے اور اسی طریق
کے ساتھ انہون نے کلام الٰہی کی نسبت مخلوق اور غیر مخلوق ہونے کے تعارض اقوال کو
دفع کیا ہے اور انکا عقیدہ یہ ہے کہ جو کوئی قرات یہان ہے وہ اتفاقات ہے اور اسکی ساری باتین
غلط ہین یہانتک کہ اوسکا لا الٰہ الا اللہ کہنا بھی کذب ہے۔

فرقہ جبریہ

جبریہ بفتح یا قدریہ کی مناسبت سے استعمال کرتے ہین دراصل اوسمین ب ساکن ہے[۵]
ہے کیونکہ جبر کی طرف منسوب ہے اکثر مجبرہ بھی کہتے ہین رسالہ جبر و اختیار مین [illegible]
نے لکھا ہے کہ بندہ سے بعض افعال اختیاریہ کا صادر ہونا اور معنی اس قول کے یہ ہین کہ افعال
اختیاریہ کی اوسکی طرف نسبت کرنا ایسا ہے جیسے مرتعش کی طرف حرکت ارتعاشی کا
کا منسوب کرنا کہ جب مرض رعشہ پایا جاتا ہے جو بندے کے اختیار مین نہین ہے تو بطریق
وجوب کے اوس سے حرکت ارتعاشی صادر ہوتی ہے اسی طرح جب وہ امور پائے
جاتے ہین جو بندے کے اختیار مین نہین ہوتے تو بطریق وجوب کے اوس سے
حرکت اختیاری سرزد ہوتی ہے جیسے کاغذ مین حروف لکھے ہوتے ہین تو اوس کو اون
حرفون کے حاصل کر لینے کا اختیار نہین ہوتا بجز اس کے کہ وہ کاغذ اون حرفون کا محل ہوتا
ہے غرضکہ معنی اس قول کے کہ بندہ کو بعضے فعلون کا اختیار ہی ہے یہ ہے کہ
جب تین یا چار باتین پائی جاتی ہین تو فعل ضروری پایا جاتا ہے (۱) قدرت جسکی وجہ سے فعل
کے اقدام پر جرات ہوتی ہے (۲) اس بات کا تصور یا اعتقاد کہ فعل اچھا ہے ہو
بھی جائے گا کوئی مانع موجود نہین ہے (۳) شوق جو اس تصور یا اعتقاد کے بعد کمال تعلق

---

۵ مجمع البحرین مین ہی الجبریۃ باسکان الباء خلاف القدریۃ و فی عرف اہل الکلام یسمون المجبرۃ ۱۲

پیدا ہوتا ہے (۴) ارادہ بعضے کہتے ہین کہ شوق موکد کا نام ارادہ ہے اور بعضون کے
نزدیک دونون مین فرق ہے پس ایسا اختیار ثابت کرنا ضروری ہے جسکے اثبات کے تعلق
ہین ملکیہ ماتریدیہ جو اختیار ثابت کرتے ہین اسکو اگر اسی معنے پر حمل لیا جائے جیسا کہ
بعض مواضع سے سمجھا جاتا ہے تو اس صورت مین اشاعرہ و ماتریدیہ کے مطلب مین خلاف
نرہیگا مگر جبریہ ایسے اختیار کے بھی منکر ہین انکے غلاۃ کا قول ہے کہ بندے مین استطاعت
قبل اور بعد اور ہمراہ فعل کے نہین ہوتی اور سب اپنے کامون مین کسی طرح کا اختیار حاصل ہے
اور نہ کامون مین اوسکے کسب کو دخل ہے وہ مجبور محض ہے اوس کے کامون کو اوسکی ذات
کی طرف نسبت کرنا ایسا ہے جیسے جمادات کی طرف کسی کام کی نسبت کیجاتی ہے مثلاً
کہتے ہین کہ چکی چلتی ہے پرنالہ بہتا ہے نہر جاری ہے اس بیان سے جبریہ اور اہل سنت
کا فرق ظاہر ہوگیا اہل سنت کا مذہب جبر و تفویض مین متوسط ہے کیونکہ انکے نزدیک بندونکے
افعال اختیاریہ کا خالق اللہ تعالی ہے اور بندے کاسب ہین مگر اونکے کسب
کو فعل کے پیدا کرنے مین کوئی اثر نہین مجمع البحرین مین لکھا ہے کہ ائمہ کے کلام سے یہ
ثابت ہوتا ہے کہ جبریہ سے مراد اشاعرہ ہین اور قدریہ سے مراد معتزلہ ہین اور علی بن
ابراہیم نے کہا ہے کہ مجبرہ وہ ہین جنہون نے کہا ہے کہ ہمارے لئے کچھ کرنے کی
قدرت نہین ہم مجبور ہین جب ہم کوئی کام کرتے ہین تو اللہ اوسوقت اوس کام کو ہمارے لئے
پیدا کر دیتا ہے اور بندون کی طرف کام بطور مجاز کے منسوب کر دیے جاتے ہین حقیقۃ
جیسے کہتے ہین نہر جاری ہے چکی چلتی ہے اور یہی اس طائفے کے قول پر قرآن کے ساتھ
استدلال کرتے ہین حالانکہ اسکے معنے بالکل نہین سمجھے ہین اس کتاب مین یہ بھی لکھا ہے
کہ مرجئہ کو مرجئہ اسلئے کہتے ہین کہ وہ امر الٰہی کو موخر کرتے ہین اور کبائر کا ارتکاب کرتے
ہین جبریہ کی دو قسمین ہین ایک جبریہ خالصہ کہ بندے کے لئے فعل کی قدرت بالکل ثابت
نہین کرتے دوسرے جبریہ متوسطہ کہ بندے کے لئے قدرت غیر موثرہ ثابت کرتے ہین

مگر جو لوگ کہ قدرت حادثہ کے لئے فعل پیدا کرنے مین اثر ثابت کرتے ہین اور اوس
اثر کو کسب و عمل کہتے ہین وہ جبری نہین معتزلہ شیعہ کی یہ زیادتی ہے کہ انہین بھی جبری قرار دیتے
ہین یون تو اون معتزلہ پر بھی جو افعال مولدہ کے قائل ہین جبریہ کا اطلاق صادق آتا ہے
شرح مواقف مین لکھا ہے کہ نجاریہ اور ضراریہ بھی جبریہ متوسطہ مین سے ہین اور شہرستانی
نے انکو جبریہ خالصہ کے ذیل مین لکھا ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ مجبرہ خالص کے کئی گروہ ہین۔
اول جہمیہ۔ یہ لوگ جہم بن صفوان ترمذی کے متبع ہین جو راسب کا آزاد کیا ہوا غلام تھا
ابن ابی حاتم کی کتاب مین مذکور ہے کہ جہم کوفے کا رہنے والا اور فصیح تھا مگر کم علم
تھا اور ابن خزیمہ بھی کہتے ہین کہ جہم کوفی الاصل تھا اور ترمذ مین گھاٹ پر رہتا تھا مرد فصیح
تھا مگر اعلی درجہ کا عالم نہ تھا امام احمد حنبل نے جہمیہ کے رد مین ایک رسالہ لکھا ہے
اوس مین کہتے ہین ہمکو معلوم ہوا ہے کہ جہم کی ابتدا اسطرح ہوئی کہ وہ اکثر اللہ تعالی کی
نسبت بات چیت کرتا تھا ایک جماعت کفار کی اوسکو ملی جو سمنیہ کہلاتے تھے یہ لوگ
سومنا کی طرف منسوب ہین کہ مین ہین ایک بت تھا سمنیہ نے جہم سے کہا کہ ہم تم سے گفتگو
کرتے ہین اگر تمہاری حجت غالب آئے تو ہم تمہارا دین اختیار کرلینگے اور اگر ہماری حجت
تم پر غالب آئے تو تم ہمارے دین مین آجانا پھر اونمین اسطرح گفتگو ہونے لگی۔
سمنیہ۔ تمکو اس بات کا یقین ہے کہ ہمارا اللہ ہے۔
جہم۔ ہان مجھکو اوس کا یقین ہے۔
سمنیہ۔ تمنے اللہ کو کبھی اپنی آنکھ سے دیکھا ہے۔
جہم۔ مینے کبھی نہین دیکھا۔
سمنیہ۔ تمنے کبھی اللہ کی زبان سے کلام سنا ہے۔
جہم۔ مین نے کبھی اللہ کی زبان سے کلام نہین سنا
سمنیہ۔ کبھی تمنے اوس کی بو سونگھی ہے۔

جہم سے یہی حال اللہ تعالی کا ہے کہ نہ وہ ان آنکھون سے دیکھتا ہے نہ اوسکی آواز
سنی جاتی ہے نہ اوسکی بو سونگھی جاتی ہے اور وہ نظرون سے غایب ہے اور نہ وہ
کسی خاص مکان مین رہتا ہے اور جہم نے اپنے اس کلام کی بنا اون آیات پر قایم کی جو متشابہات
ہین جیسے لیس کمثلہ شئی یعنی اللہ کی مثل کوئی چیز نہین اور وھو اللہ فی السموات
والارض یعنی اللہ آسمانون اور زمین مین ہے اور لا تدرکہ الابصار وھو
یدرک الابصار یعنی اوسکو نہین پا سکتین آنکھین اور وہ پا سکتا ہے آنکھون کو اس کلام
کو ابن ابی حاتم نے کتاب الرد علی الجہمیہ مین خلف بن سلیمان البلخی سے اور ابن خزیمہ نے توحید مین قدامہ
سے بھی روایت کیا ہے جہم نے اپنے مذہب کا اظہار ترمذ مین کیا تھا وہ کہتا تھا اللہ کے سوا
کوئی فاعل نہین ہے مجازاً بندہ کو فاعل کہہ دیتے ہین بندہ کو نہ قدرت موثرہ حاصل ہے نہ
کاسبہ بلکہ وہ جمادات کی طرح ہے جو کچھ اوس سے صادر ہوتا ہے وہ اسطرح صادر ہوتا
ہے جیسے جمادات سے اور نہ اس بات کو مانتا تھا کہ ایک شے دو قادرون کی قدرت کا متعلق
واقع ہوتی ہے[1] اوس نے اہل اسلام پر بہت سے شکوک ڈالے جسکا اثر ملت اسلامیہ
مین بہت برا ظاہر ہوا اور بہت سے آدمیون نے اوس کی متابعت کی فلاسفہ کی طرح اوس
کے قول کا انجام بھی تعطیل تھا سارے صفات الٰہی کا منکر تھا معتزلہ بھی اسکے صفات مین
جہم کے موافق ہین اور یہ سب معطلہ کہلاتے ہین اور جہم کہتا تھا اللہ کا اوس چیز کے ساتھ
وصف کرنا جس کے ساتھ مخلوق موصوف ہوتی ہے جایز نہین پس اللہ کے لئے کوئی
صفت مثلاً عالم یا حی یا مرید وغیرہ ہونے کی اوس کے نزدیک ثابت نہ تھی اسماے حسنی
کی حقیقتون کا منکر تھا کہتا تھا کہ اللہ کا نام اون کے ساتھ مجازاً رکھا گیا ہے یا مقصود ان سے
کچھ اور ہے مگر ان کے یا ان کے معنی نہین معلوم ہو سکتے اور استوی علی العرش کا منکر

[1] ایثار الحق علی الخلق کی عبارت جہمیہ کی باب مین یہ ہے فانہم زعموا ان للعبد قدرۃ غیر انہ لا اثر لہا البتۃ
واقعالہ مخلوقۃ للہ وحدہ ولم یثبتوا کتسابا للعبد ولا مقدورا بین قادرین ۱۲

تھا کہتا تھا اللہ ہر مکان مین ہے دیدار الٰہی کا بھی قائل نہ تھا اور قبر کے عذاب و ثواب اور سوال
منکر و نکیر اور پل صراط اور حوض کوثر اور ملک الموت کا انکار کرتا تھا اور یہی شغل شیعہ اور معتزلہ
کی کرامات اولیاء اللہ کو باطل کرتا تھا اور معجزات انبیا کو ثابت و صحیح مانتا تھا کہتا تھا اگر
کرامات کی تصدیق کی جائے گی تو معجزات کا ابطال لازم آئیگا اور انبیا اور اولیا مین
مابہ الامتیاز کچھہ نرہے گا اور قرآن کو مخلوق بتاتا تھا اور کہتا تھا جنت و دوزخ جنتی اور
دوزخیون کے اونمین داخل ہونے کے بعد فنا ہو جاوین گے اور سواے ذات باری
کے کچھ باقی نرہے گا اسکا مذہب ہے کہ ایمان قلب کے ساتھ ہے نہ زبان کے ساتھ
اور جس نے اللہ کو پہچان لیا اور زبان سے ایمان کا اقرار نہ کیا تو وہ کافر نہین ہوتا
اس لئے کہ علم خاموشی سے زوال نہین پاتا ہے اور کہتا تھا کہ جہان ایمان ہوتا ہے
وہان کوئی گناہ نقصان نہین پہونچا سکتا مرد مومن گناہون کی سزا سے امین ہے معتزلہ
نے استطاعت کی نفی کرنے کی وجہ سے اوس کی تکفیر کی ہے اور اہل سنت نے
صفات الٰہی کی نفی کرنے اور قرآن کو مخلوق ماننے اور دیدار الٰہی کا انکار کرنے کی وجہہ سے
اوس کی تکفیر کی ہے جہم اس بات مین متفرد تھا کہ سلطان ظالم پر خروج کرنا جایز ہے
اور اوس کی نزدیک سب علوم خواہ تصوری ہون یا تصدیقی نظری ہین اور اوس کا قول ہے
کہ ایمان نام ہے اللہ تعالیٰ کی معرفت کا اور بعضے جہمیہ کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کی اور جو کچھہ رسول
صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے پاس سے لائے ہین ان دونون باتون کی معرفت کا نام
ایمان ہے جہم کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا علم حادث ہے لیکن نہ ایسی صفت سے جس کے
ساتھ غیر اللہ موصوف ہوتا ہے اسیطرح کہتا تھا کہ کلام الٰہی بھی حادث ہے اور اللہ کو اوسکا
متکلم سمجھنا چاہئے کتاب الاوائل مین ابو ہلال عسکری نے لکھا ہے کہ جس نے اول یہ کہا
کہ اللہ تعالیٰ نے کبھی کلام نہین کیا وہ جہم ہے اور یہ قول اوس کے خصوصیات مین
سے ہے کہ اول تحقیق ہے کہ جس نے دین اسلام مین اول یہ کہا کہ اللہ نے کلام نہین کیا

وہ جعد بن درہم ہے اور اسی نے اول یہ بھی کہا تھا کہ قرآن مخلوق ہے جعد کا قول
تھا کہ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے خود کلام نہین کیا تھا بلکہ کلام اور آواز کو درخت مین
پیدا کر دیا تھا موسیٰ علیہ السلام نے اوسی درخت سے وہ کلام سنا تھا اسی طرح جعد یہ بھی
کہتا تھا کہ جبرئیل نے خدا کے پاس سے قرآن نہین سنا تھا بلکہ جبرئیل نے لوح محفوظ مین
سے پڑھ لیا تھا جب خالد بن عبد اللہ قسری نے اوس کی یہ بات چیت سنی تو پکڑ لیا
اور عید اضحیٰ کے دن خاص اسی بات کی سزا مین ذبح کر ڈالا اور خالد نے منبر پر چڑھ کر اسلام
سے خطبہ مین بیان کیا کہ تم قربانی کرو اللہ اوسے قبول کریگا اور مین آج جعد بن درہم کو
قربانی کرتا ہون اس لیئے کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ نے حضرت ابراہیم کو خلیل نہین
بنایا اور نہ حضرت موسیٰ کے ساتھ کلام کیا اللہ پہ کہکر منبر سے اوترا اور جعد کو ذبح کر ڈالا یہ
واقعہ تابعین کے زمانہ کا ہے ابن تیمیہ نے کتاب العقل والنقل مین لکھا ہے کہ جہمیہ اور
معتزلہ یہ کہتے ہین کہ قرآن اللہ تعالیٰ سے مباین ہے یہی حال اوس کے ساری
کلامون کا ہے اور اللہ تعالیٰ نے درخت مین کلام پیدا کر دیا تھا اوسی کو حضرت موسیٰ نے
سنا تھا اور ہوا مین کلام پیدا کیا تھا تو اوسے جبرئیل نے سنا تھا اور اللہ کا کوئی ایسا
کلام نہین جو اوس کی ذات کے ساتھ قائم ہو۔[۱]

تفسیر جامع البیان مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی کے آخر مین ایک عربی کا رسالہ لگا ہوا ہے اوس
مین بیان کیا ہے کہ جہمیہ اور معتزلہ کے مذاہب مین فرق یہ ہے کہ معتزلہ کہتے ہین
کہ اللہ نے حضرت موسیٰ سے حقیقت مین کلام کیا اور بولا تھا مگر یہ کلام اسطرح کا تھا
کہ اللہ نے کسی غیر چیز مین پیدا کر دیا تھا اوس سے حضرت موسیٰ نے سن لیا اور غیر

---

[۱] کتاب العقل والنقل کی عبارت یہ ہے ان الجہمیۃ کسلفہم من المعتزلۃ قالوا ان القرآن بائن من اللہ وکذلک سائر کلامہ وزعموا ان اللہ خلق کلاماً فی الشجرۃ فسمعہ موسیٰ وخلق کلاماً فی الہوی فسمعہ جبرئیل والا فلیس عندہم ان یوجد من اللہ کلام یقوم بہ نفسہ الحقیقۃ ۔ ۱۲ منہ

چیز یا تو کوئی درخت تھا یا ہوا اور دوسری چیز اللہ کی ذات کے ساتھ کلام قایم نہین ہوسکتا
اسیطرح نہ کوئی دوسری صفت جیسے قدرت مشیت حیات وغیرہ اوس کی ذات کے
ساتھ قایم ہوسکتی ہے اور جو یہ کہی تو یہ کہتے ہین کہ اللہ تعالی نے حضرت موسی سے کسیطرح
کلام نہین کیا اور یہی بات صاف طور پر منہ سے نہین نکالتے کیونکہ اس مین صریح دین
اسلام اور دین نصاری دونون سے خلاف لازم آتا ہے بلکہ ظاہرا اس بات کا اقرار کرتے
ہین کہ اللہ تعالی نے بیشک حضرت موسی سے کلام کیا مگر ساتھ ہی انکی تاویل کرجاتے ہین کہ اللہ
نے اپنے کلام کو غیر چیز مین پیدا کردیا تھا اور دلیل اپنے مطلب پر یہ بیان کرتے ہین کہ
کلام کی حقیقت حروف و آواز ہین اور یہ دونون عرض ہین اور جو حروف و آواز کسی چیز کے ساتھ
قایم ہوتے ہین وہ متحیز ہوا اور اللہ متحیز نہین پس اللہ کے ساتھ کلام قایم نہین ہوسکتا اوسی
رسالہ عربی مین ذکر کیا ہے کہ جو یہ تو اس بات کا جواب دیا ہے اور اسکو تین قسمین ہین یہ
جواب تین گروہون نے دئے ہین (۱) کلابیہ اور اشاعرہ اور ماتریدیہ کہتے ہین کہ اللہ کے
کلام کی حقیقت حروف و آواز نہین بلکہ وہ تو ایک معنے اور مفہوم ہے جو متکلم کی ذات کے ساتھ
قایم ہوتا ہے حروف اور آواز تو اوس معنے کے بیان کرنے کے پیمانے ہین اور وہ معنی
امور کے اعتبار سے امر ہے اور بنسبت نہی عنہ کے نہی ہے اور خبر کے اعتبار سے
خبر ہے جبکہ اس معنے کو عربی الفاظ مین ادا کیا قرآن کہلایا اور عبرانی مین ادا کیا تو توریت نام پایا
اور سریانی مین ادا کیا تو انجیل نام ہوا پس کلام ایک ایسی چیز ہے کہ وہ اپنی دونون قسمون
مین حقیقۃ مشترک ہے یا ایسا ہو کہ کلام خالق پر کلام کا اطلاق مجازی طور پر ہے اور کلام مخلوق پر
اوس کا اطلاق حقیقی ہے یہ رائے متاخرین اصحاب مالک اور شافعی اور احمد اور ابو حنیفہ رحمہم اللہ
کی ہے (۲) اگرچہ کلام کی حقیقت حروف اور آواز ہی ہین لیکن وہ دونون چیزین محدث نہین
یہ مذہب سالمیہ کا ہے جو ابوالحسن بن سالم کے اصحاب ہین انکی رائے یہ ہے کہ قرآن
نام حروف اور آواز کے قدیم ہے اور اللہ اسی کے ساتھ متکلم ہے پہلا گرچہ بعض طبعی کلام

معنی کو قدیم مانتا ہے یہ دوسرا گروہ برخلاف اوس کے کلام لفظی کو قدیم کہتا ہے انکی دلیل
یہ ہے کہ بغیر حروف و آوازے کے کلام کا ہونا عقلاً ممنوع ہے کوئی معنے امر و نہی اور خبر نہیں ہو سکتا
جو ... نے یہ دعوی کیا ہے کہ توریت اور انجیل اور قرآن ایک ہی معنے ہے اختلاف
صرف عبارات میں ہے اور ... دلالت کرتی ہیں یہ اوس کی غلطی ہے اسپر تقریح
پایت کرنا اور تبّت یدا ابی لہب اور توریت اور انجیل ایک ہی چیز قرار پاتی ہیں
... ہیں کلام ... کے قول کو تسلیم نہیں کیا ہے یہ گروہ قرآن لفظی کو قدیم بتلاتا
ہے ... اس صورت میں حروف اور آوازون کی دانون کا قدیم ہونا لازم آتا ہے کہ یہ دونون
... ذات کو لازم ہیں اور یاؤ شین و میم وغیرہ ہمیشہ سے موجود ہیں اور موجود رہیں گے
کہ ... اون سے سابق نہیں ہیں سب اللہ کی ذات کے ساتھ ازل سے قایم ہیں یہ دوسرا
مذہب بعض اصحاب امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد اور امام ابو حنیفہ کا بتایا ہے۔
(۳) تیسرا گروہ کہتا ہے کہ ہم نے مانا کہ کلام کی حقیقت حروف اور آوازین اور یہ حروف
اور آواز محدث بھی ہیں مگر انکے محدث ہونے سے اگر یہ مراد ہے کہ اونکا مخلوق ہونا اور
اللہ سے منفصل ہونا واجب ہے تو یہ بات ممنوع ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ وہ قدیم نہیں
ہیں تو یہ ہم بھی تسلیم کرتے ہیں مگر ہم ایسے کلام کو جو قدیم نہو محدث بھی نہیں قرار دیتے یہ گروہ
اس بات کا قائل ہے کہ اللہ تعالے نے حضرت موسیٰ سے جو کلام کیا وہ قدیم تھا
محدث اس فرقہ کی یہ رائے ہے کہ اللہ کی شان یہ ہے کہ جب چاہتا ہے کلام فرماتا
ہے اور جب چاہتا ہے نہیں کرتا یہ بات بھی اسی قبیل سے ہے جس طرح اوس نے
اپنے کلام میں فرمایا ہے خلق السموات والارض فی ستۃ ایام ثم استوی
علی العرش یعنی اللہ نے بنائے آسمان اور زمین چھ دن میں پھر عرش پر قرار پکڑا اور
ثم استوی علی السماء وھی دخان پھر چڑھا آسمان کی طرف اور وہ دھوان تھا اور
الا ان یاتیہم اللہ فی ظلل من الغمام والملائکۃ یعنی اون کے پاس اللہ اور فرشتے

اس کے سامنا نہیں آ رہیں ایسی باتیں قرآن میں بہت ہیں اور حدیثوں میں اکثر مقامات پر آیا
ہے کہ اللہ جب چاہتا ہے اپنے افعال اور کلام کو جو اوس کی ذات کے ساتھ قایم ہیں
واقع کرتا ہے پس جو اوس کی ذات کے ساتھ قایم ہے وہ اوسی کا کلام ہے نہ کسی
غیر کا اور مخلوق خالق کے ساتھ قایم ہو نہیں سکتا اور نہ مخلوق کا محل ہو سکتا ہے اللہ
کی ذات پاک سے ساتھ وہی کلمات اور افعال قایم ہوتے ہیں جنکو وہ چاہتا ہے اور یہ چیزیں
مخلوق نہیں ہوتیں مخلوق وہ ہے جو مباین ہو اور اللہ کا کلام اوس سے مباین نہیں وہ
اوسی سے موجود ہے اوسی کے ساتھ قایم ہے ۔

یہ مذہب محدثین اور صوفیہ کا ہے حافظ نے فتح میں کہا ہے کہ جہمیہ کی جو مذمت اہل سنت سے منقول ہے
تو وہ صرف مذہب جبریہ کی وجہ سے نہیں بلکہ سلف نے اونکی مذمت پر اس وجہ سے بھی
اتفاق کیا ہے کہ صفات الٰہی کے منکر ہیں یہانتک کہ کہتے ہیں قرآن اللہ کا کلام نہیں اور وہ
مخلوق ہے استاد ابو المنصور ابو القاہر بن طاہر تمیمی نے کتاب الفرق بین الفرق میں کہا ہے
کہ مبتدعہ کے رئیس چار ہیں اونہیں سے ایک جہم ہے جو اللہ کے اوصاف کا منکر تھا اور بندے
کو مجبور محض بتاتا اور کہتا تھا کہ اللہ کا علم حادث ہے اور اللہ کو متکلم نہ کہنا چاہیے وہ اپنے
بندوں سے کلام نہیں کرتا امام ابو حنیفہ سے منقول ہے کہ جہم نے نفی تشبیہ میں یہانتک مبالغہ
کیا کہ کہنے لگا اللہ تعالیٰ کچھ چیز نہیں بخاری نے عبد العزیز بن ابی سلمہ کے طریق سے روایت
کی ہے کہ جہم کا کلام ایک صفت بے معنی ہے اور ایسا مکان ہے جسکی بنیاد نہیں ابن ابی حاتم
نے معتمر بن سلیمان کے ذریعہ سے حلاد طفاوی سے روایت کی ہے کہ سلم بن احوز مازنی
کو جو خراسان میں تھا خبر پہونچی کہ جہم اس بات کا منکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت
موسیٰ سے کلام کیا تو اوسے قتل کر ڈالا اور یہ واقعہ ۱۳۰ھ کا ہے اور ابو القاسم لالکائی کا
قول کتاب السنۃ میں یہ ہے کہ جہم ۱۳۲ ہجری میں مارا گیا اور طبری نے واقعات ۱۲۷
ہجری میں ذکر کیا ہے کہ ہشام بن عبد الملک کی طرف سے نصر بن سیار خراسان کا گورنر

تعاقب بن سریج نے اوسپر خروج کیا اور یہ کہتا تھا کہ قرآن و حدیث پر عمل کرو اور جہم
اوس وقت حرث کا میر منشی تھا دونون فریق مین صلح کے باب مین بہت کچھ خط و کتابت
ہوئی اور یہ قرار پایا کہ جہم اور مقاتل بن حیان جو کچھ فیصلہ کرین وہ منظور ہے انہون نے تجویز
کیا کہ حکومت خراسان کی بابت شوریٰ ہونا چاہیے اور اہل خراسان جس سے راضی
ہون وہ اونکا امیر مقرر ہو کہ او مین حکم عدل کے ساتھ کرے مگر نصر نے اس تجویز کو نامنظور
کیا اور مدت تک باہم لڑائی رہی یہانتک کہ حرث عہد خلافت مروان حمار مین سنہ ۱۲۸ ہجری مین
مارا گیا جہم کی نسبت بعض کی رائے ہے کہ وہ بھی میدان جنگ مین کام آیا اور بعض
یہ کہتے ہین کہ وہ پکڑا گیا اور نصر بن سیار نے سلم بن احوز مازنی کو حکم دیا کہ اس کی گردن مارو
جہم نے معافی چاہی مگر سلم نے قتل کیے بغیر نہ چھوڑا اور وہ مقام مرو مین قتل کیا گیا اور
ابن ابی حاتم نے سعید بن رحمہ کے طریق سے روایت کی ہے کہ جہم سنہ ۱۳۲ مین مارا گیا اور
ممکن ہے کہ حرث سے دو برس کے بعد جہم کا قتل واقع ہوا ہو پس کرمانی نے جو یہ کہا ہے
کہ جہم ہشام بن عبدالملک کے ایام خلافت مین مارا گیا یہ صحیح نہین ہے شاید کرمانی کو دھوکہ ہوگیا ہے
کہ اوس کا ذہن جعد بن درہم سے جہم کی طرف منتقل ہوگیا جو ہشام کے عہد مین خالد قسری
کے حکم سے مارا گیا جو یہ کہتا تھا کہ اللہ نے حضرت ابراہیم کو خلیل نہین بنایا اور
نہ حضرت موسیٰ سے کلام کیا یہ مقالہ خاص جعد ہی نے اول منہ سے نکالا ہے جہم نے اوس
کی تقلید کی ہے اس لئے اسکا نام مقالہ جہمیہ مقرر ہوگیا۔ اور بخاری نے کتاب خلق الافعال
مین لکھا ہے کہ مجھے یہ خبر پہونچی ہے کہ جہم جعد بن درہم کا شاگرد تھا اور جہم کا واقعہ قتل
جعد کے واقعہ سے بہت بعد ظہور مین آیا ہے کہ وہ عہد ہشام بن عبدالملک کا تھا
شاید کرمانی کو یہ دھوکا اس روایت سے ہوا ہے جو ابن ابی حاتم نے صالح بن احمد بن
حنبل کے طریق سے روایت کی ہے اونہون نے کہا ہے مینے ہشام بن عبدالملک کے دفتر
مین نصر بن سیار حاکم خراسان کے نام اس مضمون کا حکم دیکھا ہے کہ ایک آدمی ہے جسکا نام

نام بھی ذکر کئے ہین خلقیہ اور حدوثیہ اور اتحادیہ اور اقترانیہ بعض رسائل مین لکھا ہے کہ بعضے اتحادیہ جنکو اپنے مذہب مین نہایت غلو ہے اس بات کے مدعی ہین کہ جو کچھہ ہمکو الہام حاصل ہوتا ہے وہ اوس چیز سے افضل ہے جو حضرت موسی کو حاصل ہوئی تھی۔ (مراد اس سے اللہ کا اون سے کلام کرنا ہے)

دوم بکریہ۔ یہ بکر بن اخت عبد الواحد کے اصحاب ہین یہ شخص اپنے عقیدے مین تمام کے قائل تھا۔ انسان صرف روح ہے اور یہ بھی زعم کرتا تھا کہ اللہ قیامت کے دن ایک ایسی صورت مین دکھائی دیگا جسکو وہ پیدا کریگا لوگ اوسی صورت سے بات چیت کرینگے صاحب کبیرہ منافق ہے دوزخ میں ہمیشہ رہیگا۔ طبقہ مین ہوگا اوس کا حال کافر کے حال سے بھی بدتر ہے پیاز اور لہسن کے کھانے کو حرام بتاتا تھا وضو کو تراقر شکم سے واجب کہتا تھا اور حضرت ابوبکر کی خلافت پر نص ہونے کا قائل تھا۔

سوم ضراریہ۔ یہ ضرار بن عمرو کے اصحاب ہین یہ متفرد تھا ساتھ کئی مقالات کے کہتا تھا اللہ کی رویت قیامت کے دن ایک اور حاسہ سے ہوگی جو ان حواس خمسہ کے علاوہ ہوگا اور ابن مسعود اور ابی ابن کعب کی قرأت کا منکر تھا اور کہتا تھا انکے قرأت کے مصحف وہ قرآن نہین جس کو اللہ نے نازل کیا ہے اور دین عامہ مسلمین مین شک کرتا تھا اور کہتا تھا شاید یہ لوگ کفار ہین جسم کو اعراض مجتمعہ بتاتا تھا جس طرح کہ نظام نے بھی کہا ہے شہرستانی ملل و نحل مین کہتا ہے کہ حفص فرد بھی مسئلہ تعطیل مین ضرار کے موافق ہے کیونکہ دونون کا قول یہ ہے کہ باری تعالی کو جو عالم اور قادر کہتے ہین اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ وہ جاہل اور عاجز نہین اور اوس کے واسطے ایسی ماہیت ثابت کرتے ہین جسکو سوائے اوس کے کوئی نہین جانتا اور کہتے ہین کہ یہ قول امام ابو حنیفہ اور اون کے اصحاب کی رائے کے مطابق ہے اور ان کی تابعین نے اس قول کی یون تاویل کی ہے کہ مراد ضرار کی اس قول سے کہ اللہ کے لئے ایک ماہیت ہے اوس کی ذات سے علحدہ

یہ ہے کہ اللہ مراد اس آیت سے کا نفس ظاہر ہے وہ اس سے بجز نبی ماننا ہے کسی قسم کی دلیل
اور خبر کی اوس کو ضرورت نہین ہے اور اسکو دلیل اور خبر سے جانتے ہین اور بندہ کے
کام اللہ نے پیدا کئے ہوئے ہین بندہ اونکا کاسب ہے اور جائز ہے کہ ایک فعل دو فاعلوں
مین ثابت ہو اور اہل سنت کا یہ قول ہے کہ ایک چیز دو قدرت موثرہ کا مقدور نہین ہو سکتی
بلکہ دو قوت کاسب کی ایک مقدور سے متعلق نہین ہو سکتین پس زید و خالد کے کام
پر قدرت حاصل ہوگی اور یہ کہتا تھا کہ جائز ہے کہ اللہ اعراض کو اجسام سے بدلکے
اور کہتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف اجماع صحابہ کا حجت ہے پس
احکام دین مین خبر احاد نا مقبول ہے کہتا تھا کہ اللہ کا پہچاننا عقلاً واجب نہین جب تک
رسول نہ آئین اور حلال و حرام کو نہ بتائین اوس سے پہلی معرفت واجب نہین اس کے
نزدیک امامت غیر قرشی کی بھی جائز ہے بلکہ جب قرشی اور کنوار مسلمان جمع ہون تو کنوار اس منصب کے
لئے منتخب کرنا چاہئے کیونکہ اوس کے طرفدار کم ہونگے پس کوئی کام شرع کے خلاف
کریگا تو اوسکا معزول کرنا آسان ہوگا اگرچہ معتزلہ بھی امامت غیر قرشی کی جائز رکھتے ہین
مگر قرشی پر اوسکو تفوق نہین دیتے - انہین جبریہ مین سے ایک فرقہ کا نام **بطیخیہ** ہے
یہ اسمٰعیل بطیخی کے متبع ہین اور دوسرے کا **صباحیہ** کہ ابو صباح بن معمر کی طرف
منسوب ہین مواقف الافاضل اور تذکرۃ المذاہب وغیرہ مین جبریہ کے اتنے نام اور فرقے لکھے ہین
مضطریہ - افعالیہ - معیہ - مفروغیہ - بخاریہ - متمنیہ - کسلیہ - سابقیہ - حبیبیہ - خوفیہ -
فکریہ - حسبیہ - **مضطریہ** اس لئے کہتے ہین کہ خیر و شر اللہ کی طرف سے ہین
بندے کو انکے صدور مین اختیار نہین اور **افعالیہ** اس لئے کہتے ہین کہ انکے نزدیک
بندے سے افعال صادر ہوتے ہین مگر اون پر بندے کو قدرت نہین - اور **معیہ** نام
انکا اس لئے ہوا کہ انکا قول ہے کہ فعل و قدرت دونون بندے کو حاصل ہین اور **مفروغیہ**
اس لئے کہلاتے ہین کہ جو کچھ واقع ہوتا ہے وہ بغیر اختیار کے ہوتا ہے اور **بخاریہ**

مشبہ

یہ لوگ کہتے ہین کہ اللہ تعالے اپنی مخلوق کے ساتھ مشابہ ہے اسی سبب سے تشبیہ باری کی تمثیل مخلوقات کے ساتھ دیتے ہین اللہ کی صفات کے ثابت کرنے مین انکو تردد ہوا پس قرار دیا ہے انکے نزدیک جو اللہ کے لئے صفات ثابت نہین کرتے کیونکہ اثبات صفات مین اللہ تعالے کی تشبیہ لازم آتی ہے اور جس نے اللہ کو اوس کی مخلوق کے ساتھ تشبیہ دی وہ مشرک ہے اسی لئے یہ لوگ اور جو انکی طرح اللہ کے لئے صفات ثابت نہین کرتے وہ معطلہ کہلاتے ہین اور اہل سنت یہ کہتے ہین کہ تعطیل اور تشبیہ دونون کی نفی کیجائے تعطیل اوسے کہتے ہین کہ اوس ذات مقدس کے لئے صفات کمال ثابت نکرین اور تشبیہ یہ ہے کہ اوس کے واسطے صفات کمال اس نہج سے ثابت کرین کہ مخلوق کے ساتھ مشابہت پیدا ہو جائے اور مثال دونون قسمون کی اسطرح ہے کہ اگر یہ کہین کہ خدا عالم نہین ہے یا عالم کا اطلاق خدا پر نکرنا چاہئے یہ تعطیل ہوگی اس لئے کہ صفت علم سے کہ جو صفت کمال ہے اوسکو معطل اور معزل کر دیا اور اگر یون کہین اسطرح ہم عالم ہین خدا بھی عالم ہے یہ تشبیہ ہے اس لئے کہ خدا کو صفت علم مین مخلوق سے مشابہ کر دیا ہے اور اگر کہین کہ خدا کو علم حاصل ہے اسطرح کہ ہمارے علم سے اوس کے علم کو کسی طرح مشابہت نہین یہ صورت علم کی اثبات اور تشبیہ کی نفی کی ہے ایسے ہی اسیطرح سمع اور بصر اور تمام صفات کو خیال کر لینا چاہئے اور توضیح اس کی یہ ہے کہ ہم اشیا کو اپنی آنکھ سے دیکھتے ہین اور اس دیکھنے مین ہمکو کمال حاصل ہوتا ہے مگر یہ کمال نقصان سے خالی نہین اس لئے کہ ہمکو کمال قوت باصرہ اور عضو مخصوص کی استعانت کے بدون حاصل نہین ہوتا یہی بہت بڑا نقصان ہے کہ ہمارے عجز کی وجہ سے پیدا ہوا ہے اور خدا پاک ہے اس سے کہ کوئی عضو یا جز رکھتا ہو یا کسی چیز کے ادراک مین اوسے کسی عضو کی طرف احتیاج پڑے اور ہمارا علم عدم کے بعد حاصل ہوا ہے اور خدا اس سے منزہ ہے کہ اوس کو علم جہل کے بعد حاصل ہوا ہو اور ہمکو

[illegible]

کسی شئے پر علم جب آتا ہے کہ اوس کا مفہوم خاطر نشین ہو جاوے اور یہ بھی ہمارے نقصان
کی وجہ سے ہے اور خدا محل حوادث ہونے سے منزہ ہے اور جب چیز غائب ہو جاتی ہے
تو ہمارا علم بھی زائل ہو جاتا ہے اور خدا میں علم کا زوال محال ہے اور ہمارا علم علت دین کا محتاج
ہے اور خدا کے علم کو علت کی ضرورت نہیں حاصل یہ ہے کہ خدا کے لیے اشیاء کا
علم اس طرح ثابت کرنا چاہئے جس میں کمال پیدا ہو اور نقصان کے وجوہات جو ہمارے علم میں
لازم ہیں اونکی نفی کرنا چاہئے۔ شہرستانی ملل و نحل میں کہتا ہے کہ مالک بن انس اور امام
احمد بن حنبل اور داود بن علی جو اصفہانی کے نام سے معروف ہیں اور ظاہری ہیں باوجودیکہ متشابہات
کو اونکی معانی ظاہری پر حمل کیا اور تاویل کی طرف متوجہ نہ ہوئے لیکن کہا ہمکو یقین ہے
کہ اللہ کسی چیز کے مشابہ نہیں ہے اور نہ کوئی چیز مخلوقات میں سے اوسکے مشابہ ہے یعنی
ہے اور تشبیہ سے احتراز کیا اور داود جوارنی اور نعیم بن حماد مصری وغیرہ اصحاب حدیث
کہتے ہیں کہ اللہ ذی صورت ہے اوسکے اعضا ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ اللہ
جسم ہے اور ابن تیمیہ اور داود ظاہری اور ابن حزم اور شوکانی یہ پانچوں بڑے علماء تجسیم میں
اور اس امت کے خلفا ہیں۔ کتاب تیسیر میں شوکانی کو بھی تجسیم میں شمار کیا ہے اور تجسیم
اہل بدعت قرار پاتی ہے یہ یاد رہے کہ بعض آیات و احادیث میں ایسے الفاظ ہیں جنکے ظاہری
معانی اللہ تعالی کی جسمیت پر دلالت کرتے ہیں مثلاً الرحمن علی العرش استوی
وہ بڑی مہربانی والا اوپر عرش کے قائم ہوا وجاء ربک والملک صفا صفا یعنی جبکہ آویگا
تیرا پروردگار اور آئینگے فرشتے صفوں کی صفیں ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او
ادنی پھر نزدیک ہوا پس اوتر آیا پھر رہ گیا فرق دو کمان کی برابر یا اس سے بھی نزدیک ید اللہ
فوق ایدیہم یعنی اللہ کا ہاتھ اوپر ہے اونکے ہاتھ کے ویبقی وجہ ربک یعنی باقی

---

[1] دیکھو نظم الفرائد حاشیہ شرح العقائد زیر شرح ملا عبدی علیہ زمان ۱۲ [2] کتاب تیسیر میں لکھا ہے
اللہ کی ذات عرش پر ہے اور اوس کا علم ہر مکان میں ہے ۱۲

رہے گا منہہ تیرے رب کا و یوم یکشف عن ساق جس دن کھولی جاوے گی پنڈلی
اور ابوہریرہ سے صحیح بخاری و مسلم میں مروی ہے فاما النار فلا تمتلی حتی یضع الله
رجله یعنی دوزخ نہیں بھریگی یہانتک کہ رکھیگا اللہ تعالیٰ اوس میں اپنا پاؤن اور
ابوہریرہ سے بخاری و مسلم نے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے لما قضی الله
الخلق کتب کتابا فهو عنده فوق عرشه جبکہ مقدر کیا اللہ تعالیٰ نے پیدا کرنا
مخلوق کا لکھی کتاب پس اللہ تعالیٰ کے پاس اوس کے عرش پر ہے اور ابوہریرہ
سے بخاری و مسلم نے روایت کی ہے ینزل ربنا تبارک و تعالیٰ کل لیلة الی السماء الدنیا
نزول فرماتا ہے رب ہمارا ہر رات میں طرف آسمان دنیا کے اور احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ
نے ابوامامہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت فرماتے ہیں وعدنی ربی ان یدخل
الجنة من امتی سبعین الفا بلا حساب علیهم ولا عذاب مع کل الف سبعون
الفا وثلث حثیات من حثیات ربی۔ وعدہ کیا ہے مجھسے پروردگار میرے نے
کہ داخل کریگا بہشت میں میری امت سے ستر ہزار بلا حساب کہ ہر ہزار کے ساتھ ہزار اور تین
لپین میرے رب کے لپون سے ہونگی اور عبداللہ ابن مسعود سے بخاری و مسلم نے
روایت کی ہے ان یمسک السموات یوم القیامة علی اصبع والارض علی اصبع
یعنی اللہ تعالیٰ تھامے گا قیامت کے دن آسمانوں کو ایک انگلی پر اور زمین کو دوسری انگلی پر اور عبداللہ
ابن عمر سے مسلم نے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے ان قلوب بنی آدم
بین اصبعین من اصابع الرحمن تمام بنی آدم کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے
درمیان میں ہیں اور مسلم نے روایت کی ہے یمین الله ملأی یعنی داہنا ہاتھ اللہ کا
بھرا ہوا۔ جواب اسکا یہ ہے کہ یہ کلام ظاہری اور ظنی ہیں اور اللہ تعالیٰ کا جسمیت سے
منزہ ہونا یقینی ہے اور یقینیات کے مقابلہ میں ظنیات کا اعتبار نہیں اور یہ بھی مسلمات
سے ہے کہ جبکہ دو دلیلیں آپس میں مخالف ہوں تو اونمیں اسطرح عمل کرنا چاہیے کہ ظاہری

کی تاویل کرینا [illegible] تاویل کی دو صورتین ہین ایک تاویل اجمالی وہ یہ ہے
کہ اعتقاد کرے کہ کچھ مراد [illegible] سے وہ حق ہے اور اوسکی کیفیت کی دریافت کے درپے
نہو دوسری تفصیل [illegible] کو تعیین کرے پس [illegible] سے حق تعالی عرش پر [illegible]
ید وجہ [illegible] قدم [illegible] وغیرہ کہ قرآن و حدیث [illegible] ناطق ہین خبر متواتر [illegible] اجماع
سلف [illegible] الفاظ [illegible] ظاہری پر محمول ہین مذہب [illegible]
[illegible] رکھنا [illegible] یہی حالت گذر گیا یہانتک کہ اکثر متکلمین
متاخرین [illegible] تاویل [illegible] کی مثلا مراد استوی سے استیلا
اور [illegible] ذات سے ہے اور مراد قدم سے حدیث [illegible] قدم بعض مخلوقات
الہی کا [illegible] مراد یہ ہے کہ حکم اوس کا اور رحمت اوس کی یا ملائکہ
اوس کے [illegible] ہین اور ضحکات یعنی ہنسیو یا ہنسیان کنایہ ہے کثرت اور مبالغہ سے اور
جمع کنایہ ہے تصرف اور غلبہ قدرت اور عظمت الہی سے اور اصلی معنے مراد نہین - ذہبی
نے سیر النبلا مین قتیبہ اور علی بن مدینی اور اسحاق بن راہویہ اور مزنی اور ابو حاتم رازی وغیرہ
سے نقل کیا ہے کہ اس قسم کے الفاظ کی تاویل نہین کرتے تھے ظاہری معنے پر حمل کرتے تھے
اور یہی ذہبی نے کتاب العرش مین اسی قسم کے اقوال کہ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حق
جل شانہ فوق العرش ہے بلا کیف صدہا صحابہ اور تابعین اور فقہا اور محدثین سے نقل
کئے ہین اور احادیث نبویہ جو فوقیت رب پر دال ہین بھی ذکر کئے ہین اور ملا علی قاری کی شرح
قصیدہ بدء الامالی اور ابن ہمام حنفی مولف فتح القدیر کی مسائرہ اور ابن عبد العزیز بخاری حنفی
کی کتاب کشف الاسرار شرح اصول بزدوی اور ابو شکور حنفی کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے
کہ مذہب صحابہ وغیرہ صحابہ و ائمہ وغیر ائمہ حنفیہ وغیر حنفیہ سب کا یہ ہے کہ حق جل شانہ کی فوقیت
عرش پر ید و وجہ وغیرہ صفات بلا کیف ہین اور تاویل کرنا ان سب کی صحیح نہین منشا تاویل
کا صرف اسی قدر ہے کہ جب مجسمہ نے اس قسم کی آیات و احادیث سے خیال تجسم کا کیا

تو علما نے اونکے الزام واسکات کے واسطے تاویل کرنا شروع کیا نہ اس غرض سے کہ
یہ معانی ماول مراد ہین بلکہ اس غرض سے کہ شبہ تجسم دفع ہوجاے ورنہ یہ الفاظ سب معانی
ظاہرہ پر محمول ہین اور کیفیات ان سب کی مجہول ہین اور اس مین تجسیم بھی لازم نہین آتا ہے
کیونکہ جب کیفیت مجہول کی گئی اور خیال لیس کمثلہ شی کا بھی رہا اور تنزیہ تام کی گئی تو تجسم کسی
طرح لازم نہ آوے گا پس مراد الٰہی پر ایمان لانا چاہیئے اور انکی تاویلات سے سکوت
اولے ہے۔ اور یہ جو اس قول کے رد مین کہا ہے کہ اگر اسیطرح ہو تو قرآن معلوم المعنی نرہے
اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کی تنزل کا فائدہ صرف فہم معانی مین منحصر نہین کہین مجرد ایمان
ہی مطلب ہوتا ہے چنانچہ متشابہات مین یہی منظور ہے تاویل الاحادیث مین شاہ ولی اللہ
صاحب نے لکہا ہے کہ صفات تشبیہی باریتعالی امثل ہاتھ پاؤن وغیرہ مین طریق مستقیم یہی ہے
کہ اونکے ظاہر پر چھوڑا جائے اور اونکی کیفیت وجود سے کاوش وتفتیش نکیجائے اور مجملاً
یہ اعتقاد رکھے کہ جو کچھ اللہ تعالے نے ان الفاظ سے ارادہ کیا ہے وہی حق ہے اور
باوجود ظاہر پر چھوڑنے کے یہ نکہے کہ یہ ارادہ کیا ہے اور وہ ارادہ نہین کیا کیونکہ نہ تو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایسے مسائل کی تحقیق کیفیت مین بحث کی اور نہ اونکے اصحاب نے اور نہ
تابعین نے ایسی تدقیقات مین اول معتزلہ مشغول ہوے کہ اونہون نے فلاسفہ سے جو
اسلام کے مخالف تھے ایسی باتین چرائین پھر بعض اہل سنت نے بھی ایسے تدقیقات مین معتزلہ
کی موافقت کی اور مشبہ کے مختلف فرقے ہین بعض تو اتنا ہی کرتے ہین کہ اللہ کو مخلوق کے
ساتھ مشابہ کرتے ہین اور حادثات کے ساتھ اوس کی تمثیل بیان کرتے ہین مثلاً کہتے ہین
کہ اللہ تعالی مانند اجسام کے ہے اور گوشت اور خون کی مثل ہے اور بعضے یہانتک
غلو کرتے ہین کہ اوسکو مخلوق اور حادث بنا دیتے ہین اس لئے کہ کہتے ہین وہ جسم ہے اور
خون ہے اور گوشت ہے ایسے فرقے مجسمہ کہلاتے ہین اور انہین سے سب ایک ہی
طرح کے نہین ہین کوئی شیعہ غلاۃ مین داخل ہے کوئی امامیہ ہے . . . . کوئی کرامیہ

وغیرہ وغیرہ مگر سب خاص اس بدعت مین شریک ہین چنانچہ تصوصاً سبائیان اونکا غلاة شیعہ و
وامامیہ کے فرقہائے ہشامیہ وجوالقیہ وبنانیہ ومغیریہ وافعداریہ اور یونسیہ ہین ہم جکا ور
صرف شبہ ہین اون کا ذکر یہان ہوتا ہے۔

ایک مشبہ مقاتلیہ ہین یہ ابو الحسن مقاتل بن سلیمان بن بشیر ازدی کی طرف منسوب
ہین شہرستانی نے ملل ونحل مین لکھا ہے کہ سرخیل مشبتین صفات الٰہی مین سے مقاتل بن سلیمان
ہین۔ اور شیعہ و کرامیہ نے انہین کی اتباع کی ہے۔ ان لوگون نے یہانتک
مبالغہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کو خلق کے مشابہ کر دیا غنیۃ الطالبین مین لکھا ہے کہ انکا مذہب یہ ہے
کہ اللہ تعالیٰ جسم ہے اور جثہ ہے انسان کی صورت پر وہ گوشت اور خون اور اعضا سر زبان
گردن رکھتا ہے مگر یہ چیزین اوس کی مخلوق مین سے .. کسی کے مشابہ نہین نہ مخلوق مین
سے کوئی اوس کے مشابہ ہے یعنی اگرچہ اللہ اسم اعضا کے اطلاق مین اشیا کے ساتھ
مشابہت رکھتا ہے مگر حقیقت مین دونون باہم مخالف ہین تاج المکلل مین لکھا ہے کہ
کہ مقاتل سنہ ۱۵۰ھ مین بصرہ مین فوت ہوئے تھے اصل انکی بلخ سے ہے علامہ عصر تھے علما انکے
کے باب مین مختلف خیالات رکھتے ہین بعضے اونکی روایات کو قابل وثوق سمجھتے ہین اور
بعضے کہتے ہین کہ کذب ہین ابو حاتم محمد بن حبان بستی نے کہا ہے کہ مقاتل علم قرآن کو یہود
ونصاریٰ سے سیکہا کرتے تھے جو کچھ انکی کتب توریت وانجیل کے مطابق ہوتا اخذ کرتے
اور مشبہ تھے رب العلمین کو مخلوقات کے مشابہ کرتے تھے میزان الاعتدال کی جا ثانی
مین ذہبی لکھتے ہین کہ امام ابو حنیفہ نے فرمایا ہے کہ جہم نے نفی تشبیہ مین یہانتک مبالغہ
کیا ہے کہ کہا اللہ تعالیٰ کوئی چیز نہین اور مقاتل نے اثبات صفات الٰہی مین اتنی افراط
کی کہ اللہ کو مثل مخلوق کے بنا دیا۔ تاریخ ابن خلکان مین مذکور ہے کہ مقاتل نے بغداد مین علم
حدیث حاصل کیا تھا تفسیر قرآن مین یکتائے عصر تھے ایک تفسیر اونکی مشہور ہے شافعی سے
حکایت کی گئی ہے کہ تمام آدمی تین چیزون مین تین شخصون کی عیال ہین مقاتل بن سلیمان کی تفسیر

ہین اور زہیر بن ابی سلمے شعر مین اور امام ابوحنیفہ کے کلام مین ابراہیم حربی نے کہا ہے کہ مقاتل دعوے کرتے تھے کہ مادون العرش جو کچھہ ہے اوس سے حال سے مجھسے سوال کرو ایک آدمی نے پیچھے کہا اون سے دریافت کیا کہ جب آدم علیہ السلام نے حج کیا تھا تو کس نے اون کا سر مونڈا تھا۔ مقاتل نے کہا کہ یہ بات تمہارے علم سے نہین ہے خدا تعالیٰ نے مجھے اپنے اوس دعوے مین مبتلا کیا۔ اور سفیان بن عیینہ کہتے ہین کہ جب اوننے سنا وہ دعوی کیا تو ایک شخص نے اون سے دریافت کیا کہ چیونٹی کی آنتین بائین طرف ہوتی ہین یا داہنی طرف تو اوس کی آنتین حصہ مقدم مین ہوتی ہین یا موخر مین مقاتل اس سوال سے بہوت ہو گئے سفیان کہتے ہین کہ مینے سمجھہ لیا کہ یہ اونکا دعویٰ تعلی کی اللہ نے سزا دی ہے اور مقاتل کا میلان ارجا کی طرف بھی تھا اون کا قول ہے کہ قیامت کے دن اللہ دوزخ کے اوپر ایک راستہ بچھائیگا اور مومن گناہگارون کو اوس پر گذرنے کا حکم ہوگا پس اونکو دوزخ کی آنچ اور حرارت بمقدار گناہ کے پہونچیگی اور اس الم مین اونکا عذاب پورا کر لیا جائیگا پھر بہشت مین داخل کئے جائینگے ۔

دوسرے مشبہ حشویہ ہین یہ اس بات کے قائل ہین کہ اللہ جسم ہے کہ طول و عرض و عمق اور گوشت و خون رکھتا ہے اوس کے اعضا بھی ہین مگر ہیہ چیزین اوسکی مخلوق سے مغائر ہین اور کعبی نے بعض حشویہ سے حکایت کی ہے کہ اونکا زعم یہ ہے کہ اللہ کا دنیا مین ظاہر ہو جانا بھی جائز ہے اور کہتے ہین کہ عرش اوس کے چارون طرف سے چار چار انگل زیادہ اور بڑھا ہوا ہے اس کے نزدیک سوا ہی آپ کے کوئی اور امام نہین اولاد رسول خدا مین سے کسی کو امام نہین مانتے اسمائے الٰہی کے انکے نزدیک تین مراتب ہین ۔ اسما ذات ۔ اسمائے

لہ جلد اول مختصر منہاج السنۃ کی یہ عبارت ہے وقالت الجماعۃ الحشویۃ اللہ تعالیٰ جسم لہ عرض وطول وعمق وحکی الکعبی عن بعضہم انہ یجوز رویتہ فی الدنیا وانہ یفضل عن العرش من کل جانب اربع اصابع ۔ ۱۲ منہ

ٹہ دیکھو حلد پنجم از کتاب دوم ناسخ التواریخ صفحہ ۔ ۲۰۹ ۔ ۱۲ منہ

صفات اسماے افعال شہرستانی نے ملل ونحل میں حشویہ کے ذکر مین بیان کیا ہے کہ اشعری
نے محمد بن عیسیٰ سے حکایت کی ہے کہ وہ کہتا ہے کہ مضر اور کہمش اور احمد ہجیمی کا یہ عقیدہ تھا
کہ اللہ کے دوستون کو اوس کے ساتھ مصافحہ و معانقہ کرنا اور اللہ کو چھونا جائز ہے اور اللہ
کے دوستان صادق دنیا و آخرت مین اوس سے گلے ملتے ہین اور انکو یہ مرتبہ اوسوقت
حاصل ہوتا ہے کہ انسان بہت سے ریاضات کرکے حد خلاص و اتحاد تک پہونچ جاتا ہے
اور داؤد جواربی سے حکایت کی ہے کہ وہ کہا کرتا تھا کہ مجھسے اللہ کی داڑھی اور شرمگاہ کی
سوال سے تو معاف رکھو کیونکہ خبر مین یہ دو چیزین ثابت نہین ہوئین باقی اور سب چیزون سے
سوال کرو اور کہا کہ اللہ تعالیٰ جسم ہے اور گوشت اور خون ہے اوس کے لئے اعضا ہین ہاتھ
پاؤن سر زبان دو آنکھین دو کان رکھتا ہے مگر اوس کی یہ چیزین ایسی نہین ہین جیسے مخلوقات
کی ہوتی ہین اللہ کی اور مخلوق کی یہ چیزین باہم مشابہ نہین اور داؤد کا یہ بھی عقیدہ بیان کرتے ہین
کہ اللہ سر سے سینہ تک کھوکھل ہے باقی ٹھوس ہے اور اوس کے بال سیاہ اور سیدھے ہین اور
اوس کے بال گھونگر والے بھی ہین اور جو کچھ قرآن و احادیث سے ثبوت کو پہونچا ہے مثلاً
ہاتھ منہ پہلو آنا جانا فوقیت وغیرہ یہ سب الفاظ اپنے معانی ظاہری پر جاری ہین یعنی جیسا ان
کو اجسام پر اطلاق کرتے ہین اور جو کچھ ان سے مفہوم ہوتا ہے وہی اللہ تعالیٰ کے حق مین بھی مراد
ہے اور اس قسم کی باتین انہون نے اللہ تعالیٰ کے لئے بہت کچھ ثابت کی تھین اور احادیث
مین بہت سی باتین اپنی طرف سے لگا کر انکو پیغمبر علیہ السلام کی طرف منسوب کیا تھا اور
یہ تمام باتین یہود کے یہان سے لی تھین اس لئے کہ اللہ کے لئے تشبیہ اونکی طبیعت مین ہے
حشویہ کے نزدیک انبیا معصوم نہین ان سے عمداً گناہ کبیرہ کا صدور ممکن ہے اور بہت سے
دلائل اس بات پر ظاہر کرتے ہین چنانچہ بعضے دلائل اونکے یہ ہین حضرت آدم کی نسبت
قرآن مین وارد ہے وعصیٰ آدم ربہ یعنی آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور
فتلقی آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ پھر آدم نے اپنے رب سے کئی باتین

سیکھلین پس اللہ نے اوس کی توبہ قبول کی اور ظاہر ہو کہ توبہ گناہ کی وجہ سے ہوتی ہے (۳) آدم
کی زبانی قرآن مین آیا ہے ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین یعنی اے
پروردگار ہمنے اپنی نفسون پر ظلم کیا ہے اگر ہماری گناہ بخشیگا اور ہمپر رحم نکریگا تو ہم زیانکار ہوجاوینگے ظلم سے مراد
گناہ ہے اور یہ جو آدم نے کہا کہ اگر تو نہ بخشیگا تو ہم زیانکار ہونگے ہونگے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ گناہ کبیرہ تھا (۴) قرآن مین ہے فازلھما
الشیطان عنھا فاخرجھما مما کانا فیہ یعنی اونکو شیطان نے لغزش دی اور اونکو وہان کے آرام مین سے نکال
دیا لغزش وغیرہ سے جنت سے نکالا جانا صاف دلالت کرتا ہے کہ آدم علیہ السلام سے
گناہ کبیرہ صادر ہوا (۵) آدم وحوا کے حق مین اللہ تعالی فرماتا ہے فلما اتھما صالحا جعلا لہ
شرکاء فیما اتھما یعنی جب اونکو صحیح وسالم لڑکا دیا تو اللہ کے لئے شریک اوس چیز مین
مقرر کرنے لگے کہ اونکو دیا تھا اور شرک اکبر الکبائر ہے دوم حضرت ابراہیم کے حق مین قرآن مین
آیا ہے فلما جن علیہ اللیل رأ کوکبا قال ھذا ربی جب ڈھک لیا اوسکو رات نے
دیکھا ایک تارے کو کہا یہ میرا پروردگار ہے پس اگر حضرت ابراہیم نے اپنے سچے اعتقاد سے
تارے کو پروردگار کہا تھا تو شرک کیا اور اگر سچے اعتقاد سے نہین کہا تو جھوٹ بولے (۲)
قرآن مین ہے اذ قال ابراھیم رب ارنی کیف تحیی الموتی یعنی جسوقت حضرت
ابراہیم نے کہا اے رب میرے تو مجھکو دکھا کیونکہ زندہ کرتا ہے تو مردون کو تو معلوم ہوا کہ
حضرت ابراہیم کو شک تھا کہ اللہ تعالی کو مردے کے زندہ کرنے کی قدرت ہے یا نہین
اور یہ شک ہی کفر ہے۔ سوم حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک بنی اسرائیل کی حمایت مین ایک
قبطی کے مکا مارا جس کے صدمہ سے وہ مرگیا اور قبطی کا مار ڈالنا محض ناحق تھا اور اس کو
امر اتفاقی بھی نہین کہہ سکتے اس لئے کہ حضرت موسیٰ نے اوس کی مرجانے کے بعد خود کہا
ھذا من عمل الشیطان انہ عدو مضل مبین یہ حرکت شیطان کی ہوئی تحقیق
وہ دشمن گمراہ کرنے والا ہے پس قتل عمد تھا کہ محض خصومت کی راہ سے وقوع مین آیا
چنانچہ اسیواسطے حضرت موسیٰ نے پروردگار کے آگے استغفار کیا۔ چہارم حضرت داود

اپنی کوٹھی پر پھرتے تھے کہ ایک عورت پر نظر جا پڑی کہ نہا رہی تھی وہ نہایت خوبصورت تھی پسند
آگئی حضرت داؤد نے اوس کا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ عورت اوریا کی منکوحہ یا منگیتر ہی
اور اوریا اون دنوں حضرت داؤد کے بھانجے یوآب نامی کی ہمراہ بلقا کی طرف قلعہ کے محاصرہ
مین مشغول تھا حضرت داؤد نے اپنے بھانجے کو کہلا بھیجا کہ اوریا کو تابوت سکینہ دیکر اعدائے
دین سے لڑنے کو بھیجے اور اوس زمانہ مین حال یہ تھا کہ جو کوئی تابوت سکینہ لیکر لڑائی
مین جاتا تھا اتنا لڑتا تھا کہ فتحیاب ہوتا تھا یا مارا جاتا تھا چنانچہ اوریا بھی ایک لڑائی مین مارا گیا
حضرت داؤد نے اوس عورت سے نکاح کر لیا اور حضرت داؤد کے نکاح مین ۹۹ عورتین
پہلے سے تھین اللہ تعالی نے دو فرشتے اونکے پاس بھیجے اونمین سے ایک نے دوسرے
کی طرف اشارہ کر کے کہا ان ھذا اخی لہ تسع وتسعون نعجۃ ولی نعجۃ واحدۃ
فقال اکفلنیہا وعزنی فی الخطاب یعنی یہ شخص میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے
دنبیاں موجود ہین اور میرے پاس ایک دنبی ہے مجھ سے کہتا ہے کہ وہ ایک دنبی بھی مجھکو دیدے
تاکہ سو پوری ہو جاوین اور مجھسے سختی کے ساتھ کلام کرتا ہے سو یہ فتویٰ اس رمز کا تھا کہ
جب انبیا سے ایسا فعل وقوع مین آوے کہ کسی عورت شوہردار کے خاوند کو قتل کرا کر اوس
کی بی بی کو نکاح مین لا دے تو اوروں سے کیا بعید ہوگا پھر ــــ اللہ تعالی فرماتا ہی
ولقد فتنا سلیمان والقینا علی کرسیہ جسدا ثم اناب قال رب اغفر لی
یعنی ہمنے حضرت سلیمان کو جانچا اور ہمنے اوس کے تخت پر ایک تن ڈالدیا پھر اوس نے
رجوع کیا حق کی طرف بولا اے میرے رب معاف کر مجھکو کیفیت اس واقعہ کی یہ ہے
کہ حضرت سلیمان نے ایک بت پرست کافر کی بیٹی سے نکاح کیا تھا اوس کا باپ
انکے لشکر کے ہاتھ سے مارا گیا تھا وہ لڑکی رات دن اپنے باپ کے غم مین روتی رہتی تھی
حضرت سلیمان نے اوس کے کہنے سے ایک سنگی تصویر اوس کے باپ کی طیار کرا دی
تاکہ وہ اوس کو دیکھکر اپنے دل کو تسلی کرتی رہی لڑکی اپنی موروثی عادت کے موافق اوس

کی پرستش کرنے لگے چالیس دن کے بعد حضرت سلیمان کو صورت واقعہ کی اطلاع ہوئی
تو اوس بت کو توڑا اور اوس لڑکی پر خفا ہوئے اور خلوتخانہ مین بیٹھکر استغفار مین مشغول
ہوئے جب استنجے کو جاتے تو انگشتری ایک خادمہ کو سپرد کر جاتے اوسمین لکھا اسم اعظم ایک
جن اونکی خادمہ کو بہکا کر انگشتری لے گیا اپنی صورت حضرت سلیمان کی سی بنائی اور تخت
پر بیٹھ کر حکومت کرنے لگا حضرت سلیمان کو یہ حال معلوم ہوا تو اوس سلطنت سے نکلگئے
جب اونکا قصور خدا نے معاف کیا تو چالیس دن کے بعد شراب کے نشہ مین وہ انگشتری اوس
جن کے ہاتھ مین سے دریا مین گر پڑی مچھلی نگل گئی وہ شکار ہوئی اور اوس کے پیٹ مین سے
وہ انگشتری نکلی اور حضرت سلیمان کو ملی وہ لیکر اپنے تخت سلطنت پر آئے جسد ملقی سے یہ بات
اوس جن سے ہے ششم حضرت یونس نے بادشاہ ملک نینوا و موصل کو نصیحت کی
جب اوس نے نہ مانا تو اوس سے کہا کہ اگر میری بات پر ایمان نہ لاوے گا تو تجھپر چالیس دن
مین عذاب الٰہی نازل ہوگا اور جناب الٰہی مین عرض کی کہ میرے اس وعدہ کو پورا کر ورنہ مین خفیف
ہونگا حق تعالے نے فرمایا کہ تمنے عذاب کا وعدہ دینے مین جلدی کیون کی اب صبر کرنا
چاہئے ایمان انکا مقدر ہے راست پر آجاوینگے حضرت یونس اس بات سے بہت
غمگین ہوئے اور ایک مہینے کے بعد مع قبائل اوس شہر سے نکلے راستے مین دریا مین
گر پڑے مچھلی اونکو نگل گئی وہان استغفار کیا سو باہر آئے اسیطرف اشارہ ہے اس
آیت مین وذا النون اذ ذهب مغاضبا فظن ان لن نقدر علیه الخ یعنی یونس
جب خفا ہوکر چلے گئے اور سمجھا ہم اوسکو نہ پکڑ سکینگے حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت یونس ع
نے ایک تو بے حکم الٰہی اون لوگون سے عذاب آنیکا دن مقرر کر دیا دوسری غضب کی
حالت مین وہان سے کہین چلدئے اور غضب گناہ ہے تیسرے گمان کیا کہ اللہ قادر
نہین ہے اور قدرت الٰہی مین شک کرنا کفر ہے۔
ہفتم یوسف علیہ السلام کو جب زلیخا نے خلوتخانے مین لیجا کر اصرار کیا کہ مجھسے صحبت کرو

تو انہوں نے بھی زلیخا پر قصد بد کر لیا تھا کہ اوس سے انکی عصمت نہیں کما قال اللہ تعالیٰ
لقد همت به وهم بها لولا ان رای برهان ربه یعنی زلیخا نے حضرت
یوسف کا قصد کیا اور حضرت یوسف نے زلیخا کا قصد کیا اگر وہ اپنے رب کی قدرت
نہ دیکھتے ہوتے (۳) محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں جب دیکھا کہ میری قوم دین
اسلام کی طرف متوجہ نہیں ہوتی تو اللہ سے یہ خواہش کی کہ کوئی ایسی چیز نازل کرے
جس سے اونکا دل میری بات کے سننے کی طرف مائل ہو تو اللہ تعالیٰ نے سورہ والنجم
نازل کی پس جب مسجد الحرام میں حضرت اوس کو پڑھنے لگے اور اس مقام پر آئے افرأیتم
اللات والعزى ومناة الثالثة الاخرى یعنی بھلا تم دیکھو تو لات اور عزے کو اور
منات تیسرے پچھلا ان الفاظ کے بعد شیطان نے کہا تلک الغرانیق العلى وان شفاعتهن
لترتجى یعنی یہ بت معزز ہیں اور انکی شفاعت کی امید کیجا سکتی ہے جب مشرکوں نے
یہ الفاظ سنے تو بہت مسرور ہوئے جبریل حضرت کے پاس آئے کہ آپ نے کیا کیا یہ
جو چیز میں نے آپکو نہ بتائی تھی وہ آپنے لوگوں سے بیان کی حضرت نہایت غمگین ہوئے
اور اللہ کے خوف سے ڈرے تو اللہ نے آپکی تسلی کی (۲) قرآن میں ہے واستغفر لذنبك
معافی مانگ اپنی گناہ کی اس سے بالبداہتہ ظاہر ہے کہ حضرت سے گناہ سرزد ہوئی
تھے جنکی معافی چاہنے کے لئے اللہ نے ارشاد کیا اور یہ عصمت کے خلاف ہے
(۳) محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے مرضی الٰہی کے خلاف اسیران بدر کو فدیہ لیکر رہا کر دیا
اسپر خدا تعالے نے آیات عتاب نازل کیں (۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایکبار
زید کے مکان میں آئے وہ تو نہ تھے مگر زینب سامنے بیٹھی تھیں انہیں دیکھا تو دل پر چوٹ لگی
اور کہنے لگے سبحان اللہ مقلب القلوب زینب نے اپنے خاوند سے آپکا کلام بیان کیا
زید اپنے دل میں سمجھ گئے کہ زینب رسول اللہ کو اچھی معلوم ہوئیں اور اون سے مواصلت
چاہتے ہیں زید آپ کے پاس آئے اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنی زوجہ کو طلاق دیدوں

...ت کے دل مین اگرچہ زینب کا عشق تھا مگر کچھہ سوچکر منع کردیا مگر زید نے طلاق دیہی دی
تو اونکے دل مین اللہ نے زینب کی طرف سے نفرت پیدا کردی تھی جب عدت اسکے
پوری ہو گئی ہوچلے تو حضرت نے اون سے نکاح کرلیا پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی
عصمت کیسے رہی کہ پرائی عورت کو دیکھکر عاشق ہو گئے عشق عصمت کے خلاف ہے
اور زید کو زینب کی طلاق دینے سے منع کرنا حضرت کو دلی منشا کے خلاف تھا اس لیے
اللہ تعالی نے بطور عتاب کے فرمایا تخفی فی نفسک واللہ مبدیہ وتخشی الناس
واللہ احق ان تخشاہ - اس سے معلوم ہوا کہ جو بات چھپاتے تھے یعنی تعلق قلب وہ
در اصل بری بات تھی کیونکہ وہی بات چھپائی جاتی ہے جو عقل وعادت دونون کے نزدیک
قبیح ہوتی ہے اور جائز بات کے چھپانے مین نبی علیہ السلام نے کبھی کسی سے حیا نہین کی
(۵) خدا تعالی فرماتا ہے۔ لئن اشرکت لیحبطن عملک ولتکونن من الخاسرین
اگر تم شرک کروگے تو تمہارے عمل اکارت جاوینگے اور تم خاسر ہوجاوگے اس سے
معلوم ہوا کہ حضرت سے شرک بھی ظہور مین آتا تھا اس سے بچنے کے لئے جناب باری
نے اونکو تنبیہ کی (۶) حق تعالے حضرت سے فرماتا ہے ووجدک ضالا فہدی
یعنی تجھکو راہ بھولا ہوا پایا پھر راہ سوجہائی یہ آیت صاف دلالت کرتی ہے اسبات
پر کہ حضرت ایک حال مین گمراہی مین مبتلا تھے جسکو حق تعالے نے اپنی ہدایت سے
دور کیا (۷) یاایہا النبی اتق اللہ ولا تطع الکافرین والمنافقین اے نبی پرہیز کر
اور ڈر خدا سے اور اطاعت نہ فرما کفار و منافقین کی مت کر اس آیت سے عدم
تقوی اور اطاعت کفار کا فرمانا آنحضرت مین آپکی نسبت ظاہر ہے شیعہ وشوبہ کے ان
دلائل کا جواب اہل سنت نے نہایت کافی طور پر دیا ہے اور یہ تمام جواب مع شرح اردو عقاید
نسفی مین جسکا نام نجم الفوائد ہے بالتفصیل ذکر کیے ہین چونکہ ہمنے اس رسالہ مین صرف
ہر فرقے کے عقاید کو ذکر کیا ہے اون کے جوابات کی بیان کرنے کا التزام نہین کیا ہے

اس لئے وہ جواب یہان نہین لکھے

تیسرے مشبہ کرامیہ

یہ منسوب ہین طرف ابو عبد اللہ محمد بن کرام بن عراق بن خزابہ سجستانی کے یہ شخص سنہ دو سو ہجری سنہ کے گذرا ہے کم علم تھا ہر ایک مذہب سے اوس نے تھوڑے تھوڑے بہت مسائل رطب یابس سے لئے تھے اور انکو اپنی کتاب مین لکھکر رواج اوسکا ممالک اغنام وغرجہ و غور و علاقہ خراسان مین دیا تھا اسی لئے اوسکا نام ہوگیا اور ایک مذہب ٹھہر گیا سلطان محمود سبکتگین اوس کے مذہب کے امر و مددگار تھے انکی طرف سے اہل حدیث و شیعہ پر آفت رہی محمد بن کرام نے اثبات صفات مین یہانتک غلو کیا کہ نوبت تجسیم و تشبیہ کی پہونچی جہ سے پھر کر شام مین آیا زغرہ مین بماہ صفر سنہ ۲۵۵ ہجری مر کر بیت المقدس مین مدفون ہوا وہان اوس کے متبع بیس ہزار سے زیادہ تھے اور شہرون مین انکے سوا اور بہت لوگ تھے جنکا شمار نہین ہوسکتا ہے اور کرامیہ کئی گروہ ہین (۱) عابدیہ (۲) اسحاقیہ (۳) نونیہ (۴) زرینیہ (۵) واحدیہ (۶) ہیصمیہ وغیرہ لیکن یہ سب ایک ہی فرقہ گنا جاتا ہے اس لئے کہ بعض انکا تکفیر بعض کی نہین کرتے یہ سب کے سب مجسمہ ہین اتنی بات ہے کہ انمین بعض کا قول یہ ہے کہ اللہ قایم بنفسہ ہے اور بعض اوس کو اجزاے مؤتلفہ کہتے ہین اور اوس کے لئے جہات و نہایات بتاتے ہین انکے اعتقاد مین اللہ جسم ہے اور اوسکی حد و نہایت ہے اسفل کی طرف اور اوس کا ملاقات کرنا اجسام ماتحت سے جایز ہے اور وہ عرش پر ہے اور عرش جانب بالا سے اوسکا مماس ہے اور جایز ہے یہ بات کہ اللہ تعالی حرکت اور نزول کرے اور انمین باہم اس امر مین اختلاف ہے کہ اللہ تعالی تمام عرش پر ہے یا عرش کے بعض حصے پر اور بعضے کرامیہ یہ بھی کہتے ہین کہ اللہ تعالی عرش پر نہین بلکہ عرش کے محاذی ہے اور بعض کی راے یہ ہے کہ اسم جسم کا اطلاق اوس پر ہوسکتا ہے اور بعضے کرامیہ کا زعم یہ ہے کہ اللہ تعالی تمام جہات و اطراف سے متناہی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ تحت کی

جانب سے متناہی ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا اور بعض کہتے ہیں کہ کسی طرف سے متناہی
نہیں اور کرامیہ کا اعتقاد یہ ہے کہ اللہ محل حوادث ہے یعنی قول و ارادہ و ادراکات و مرئیات
مسموعات سے اور جو حوادث اوس کی ذات میں حلول کئے ہوئے ہوتے ہیں انہیں
پر قدرت رکھتا ہے اور جو اوس میں حلول کئے ہوئے نہیں بلکہ اوس کے ذات سے
الگ ہیں اوپر اونکو قدرت نہیں اور کرامیہ کہتے ہیں کہ اللہ کی ذات کے ساتھ حادث
اوس وقت قائم ہوتا ہے جبکہ خدا انکو مخلوقات کے پیدا کرنے میں اوس کی احتیاج پڑے پھر
کرامیہ کے فرقوں میں باہم اختلاف ہے بعض کی یہ رائے ہے کہ جس حادث کی اللہ تعالیٰ
کو احتیاج ہوتی ہے وہ ارادہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ قول کن ہے۔ کرامیہ
بعضے کہا کہ پس جب ضرورت ہوتی ہے تو قدرت الٰہی اس قول کو یا ارادہ کو ذات الٰہی میں
پیدا کر دیتی ہے اور وہ قدرت قدیم ہے پھر باقی مخلوقات اس ارادہ یا قول کن کے ذریعہ
سے ظہور میں آتی ہے کرامیہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جو حادث خدا کی ذات سے قائم ہوتا ہے
اوسکا نام حادث ہے اور جو اوس کی ذات سے قائم نہیں ہو سکتا اوسے محدث کہا کرتے
ہیں حادث نہیں کہتے کرامیہ کا مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے صفات و افعال توقیفی ہیں
یہی مذہب معتزلہ کا ہے۔ اور انکا اعتقاد یہ ہے اگر اللہ کسی کو اپنے بندوں میں سے
ایسا جانتا کہ وہ ایمان نہ لاوے گا تو اوسکا پیدا کرنا ہی عبث ہوتا۔ اور نبوت اور رسالت دو
صفتیں ہیں جو نبی کی ذات کے ساتھ قائم ہوتی ہیں اور اوس کی ذات سے مخصوص ہوتی ہیں
مگر وحی اور کار تبلیغ اور معجزہ اور عصمت اوسکی ذات کے ساتھ مختص نہیں۔ اور لوگ بھی ان سے
متصف ہو سکتے ہیں اور جس کسی میں یہ اوصاف موجود ہوں وہ رسول ہے خواہ اوس کو

عملاً اسی مذہب پر تھے امام فخر الدین شافعی تھے اور کرامیہ کے مذہب پر مناقضہ بھی کرتے تھے بہت سے علمائے کرامیہ حنفیہ و شافعیہ نے
جمع ہو کر سلطان سے عرض کیا کہ امام سے ہمارا مناظرہ کرا دینا چاہیے سلطان کے حکم سے مجلس مناظرہ منعقد ہوئی سلطان
اوس مجلس میں تشریف لایا قاضی عبد المجید بن عمر المعروف بابن القدوہ جو کرامیہ ہیصمیہ کے طریقہ پر تھا اوس نے امام سے بحث کی
سلطان اٹھ گیا تو امام نے قاضی کو بہت کچھ برا بھلا کہا کرامیہ کو قاضی نے اشتعال طبع دلا کے عذر کی صورت پیدا کر دی سلطان

رسول بناکر بھیجا ہو یا بھیجا ہو اور اللہ تعالے پر ایسے ہی آدمی کا رسول بنانا واجب ہے اور
جس مین یہ صفات نہون اوسکا رسول بنانا جائز نہین خلاصہ یہ ہے کہ کرامیہ کے
نزدیک بہت سے آدمی رسول ہین اسوجہ سے کہ انمین رسالت کے صفات موجود ہین
مگر انکو خدا تعالے نے مخلوق کی طرف واسطے ہدایت اور دعوت کے بھیجا نہین ہے اسلئے
وہ نبی نہین ہین نبی وہ رسول ہین مخصوص اس نام کے واسطے جو بھیجا گیا ہے
جس رسول کو اللہ نے بناکر بھیجا ہے اور یہ انکی اصطلاح ہے مرسل کہتے ہین اور جو بھیجا
نہین جاتا وہ رسول ہے مگر مرسل نہین اور انکے نزدیک کسی رسول کو کسی وقت مین
معزول کرنا جائز ہے مگر رسول معزول نہین ہو سکتا اور انکے نزدیک انبیا سے ہر ایسے
گناہ کا سرزد ہونا جائز ہے جو موجب سقوط عدالت نہو اور اللہ پر واجب ہے کہ اگر
رسول بھیجا ہے اور نبی جبتک معجزہ نہ دکھلائے حجت نہین ہو سکتا اور انبیا سے
کفر کا صادر ہونا جائز ہے اور دو امام کا ایک وقت مین ہونا جائز ہے حضرت علی و معاویہ دونون
ایک وقت واحد مین امام تھے مگر اتنی بات کہتے ہین کہ جناب امیر متبع سنت تھے اور
معاویہ مخالف سنت پر مگر فرمانبرداری انکی بھی رعیت پر واجب تھی بعض کرامیہ کا یہ مذہب تھا
کہ اللہ کے دو علم ہین ایک علم سے وہ ساری معلومات کو جانتا ہے اور دوسرے علم سے
علم کو جانتا ہے اور کرامیہ کے نزدیک ایمان وہ اقرار ہے جو اللہ تعالے نے
ازل مین اپنی مخلوق سے لیا تھا جبکہ فرمایا تھا الست بربکم کیا مین تمہارا رب نہین ہون
تو سب نے کہا بلی یعنی ہان تو ہمارا رب ہے سو یہ قول اقرار سبکا کہنا ایمان ہے
اور یہ ایمان یعنی اللہ تعالی کی ربوبیت کا اقرار سب آدمیون مین ہمیشہ باقی موجود ہے
مگر مرتدین مین نہین انکے نزدیک منافق کا ایمان باوجود اسکے کہ اوس کے ساتھ
کفر بھی موجود ہے نبی کے ایمان کی برابر ہے اسوجہ سے کہ اس ایمان یعنی اقرار ازلی
مین سب برابر ہین اور کلمہ شہادت انکے نزدیک ہر وقت کے واسطے ایمان

ہے اور ون کے واسطے ایمان نہین غیر مرتد کے واسطے وہ اقرار اولی ایمان ہے حاصل کلام یہ ہے کہ انکے نزدیک ایمان کی حقیقت صرف اقرار زبانی ہے اور اقرار کی دو صورتین ہین غیر مرتدین کا خواہ وہ مومن ہون یا کافر وہی اقرار اولی ایمان ہے اور مرتدین کا ایمان قول منہ سے ہے یعنی کلمہ شہادت کا زبان سے کہنا۔ یہ کرام فقہ مین کئی مسائل کے ساتھ منفرد ہے کہتا تھا اگر بعض نماز خوف کے وقت تکبیر ہی کافی ہے اور ایسے کپڑے مین جو نجس ہو درست ہے اور نماز پڑھنا جائز ہے اور وہ یہ بھی اعتقاد رکھتا تھا کہ نماز روزہ زکوۃ حج اور ساری عبادات بغیر نیت کے صحیح ہوتی ہین فقط نیت اسلام کی کفایت کرتی ہے لیکن نیت نوافل مین واجب ہوتی ہے اور نماز سے باہر آنا لٹنے یا پیٹنے یا ہلنے کے ساتھ عمداً جائز ہے پھر اوسی پر باقی نماز کو بنا کر سکتا ہے۔

چوتھا فرقہ مشبہ منہالیہ

یہ منہال بن میمون کے تبع ہین۔

تنبیہ اگر کسی مقام پر کسی تاریخ یا مہینے یا سال مین اختلاف اس رسالہ کا اور کتب کے ساتھ پایا جائے تو اوسپر گرفت نکرنا چاہیئے معذوری کے قابل ہے اس لئے کہ اس فن کی کتب مین بہت اختلاف سالہائے ولادت و وفات و مدت عمر وغیرہ کی بابت لکھا ہے اور بعضون نے ایک واقعہ مین بعض سنون کے اور بعض نے اوسی واقعہ مین دوسرے سنون کی تصحیح کی ہے کہ دل کو اطمینان کسی پر بخوبی نہین ہو سکتا اور بعضون نے سنون کو عبارت عربی مین اور بعضون نے فارسی مین لکھا ہے اور بعضون نے ہندسون مین درج کیا ہے اور ایسے مقامات تصحیف کا موجب ہین اسیطرح اور اہل علم و کمال کی وفاتون کی سنون مین بھی اکثر ایسا ہی حال واقع ہوا ہے اس لئے بہت سے لوگون نے اونکی تحریر مین مسامحت کی ہے اور جیسا اتفاق واقع ہوا ایک دو روایتون کی نقل پر اختلاف کے ساتھ یا بدون اختلاف کے قناعت کرلی ہے اس لئے کہ مقصود اہل علم و مذاہب اور ائمہ وغیرہ کی ترجمون سے یہ ہے کہ اونکا حال معلوم ہوجائے اور یہ کھلجائے کہ فلان شخص کونسی صدی کے قرن مین تھا اور یہ غرض نہین کہ مہینے

اور دن اور سال بھی معلوم ہوں اسی واسطے اکثر مقاموں پر لکھ دیتے ہیں کہ فلان شخص فلان سال کے
حدود میں تھا اگر کسی کو طبقات وغیرہ کے عہد سے تتبع جمع کرنے سے اور ایک کی تطبیق
دوسرے کے ساتھ دینے سے کسی سال کا رجحان معلوم ہو جائے تو یہ نہایت خوبی کی
بات ہے۔

دوسرا حصہ متفرق فرقوں کے بیان میں

جتنے فرقے بیان کئے سو ہو چکے اور بہت سے فرقے ہیں جو دین اسلام میں پیدا ہوئے
اونکا ذکر متفرق کتابوں میں پایا جاتا ہے میں بھی اونکا یہان ذکر کرتا ہوں۔

فرقہ اول سالمیہ ابن سالم کی طرف منسوب ہیں غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ اسکا
قول ہے کہ اللہ تعالے قیامت میں امت محمد علیہ السلام کو ایک آدمی کی صورت میں نظر
آئیگا اور وہ قیامت میں جن اور انس اور ملائکہ اور حیوانات سب خلق پر ظاہر ہوگا اور اللہ تعالے
کا ایک بھید ہے کہ اگر اوسے ظاہر کر دے تو تدبیر عالم میں خلل آجائے اور انبیاء کے لئے
[illegible]
ایک بھید ہے کہ وہ اگر اوسے ظاہر کر دین تو اونکا علم جاتا ہے اور اللہ کو قیامت میں کفار
دیکھیں گے اور وہ اون سے حساب لیگا اور ابلیس نے حضرت آدم کو دوسرے مرتبہ سجدہ
کر لیا تھا اور شیطان جنت میں کبھی داخل ہونے نہیں پایا اور جبریل حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آتے تھے حالانکہ اپنی جگہ سے دور نہیں ہوتی تھی اور جب اللہ تعالے نے
حضرت موسیٰ ع سے کلام کیا تو اونکی نفس کو اس سے عجب پیدا ہوا اللہ تعالے نے وحی
کی کہ اے موسیٰ تیرے نفس نے تجھکو عجب میں ڈالا نظر اوٹھا کر آگے کو دیکھ موسیٰ م
نے دیکھا تو اونکو ستر کوہ طور نظر آئے کہ ہر ایک پر ایک موسیٰ تھا اور اللہ تعالے نے بندوں سے طاعات چاہا
چاہتا ہے گناہ نہیں چاہتا اور اللہ نے اونکے گناہوں کو اونکے ساتھ چاہا ہے اور
نہیں چاہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبل حصول نبوت و نزول جبریل علیہ السلام سے قرآن

خدا نے پیدا کیے تھے اور جب کوئی قاری قرآن کو پڑھتا ہے تو اللہ قرآن کو اوس کی
زبان سے ادا کرتا ہے جو لوگ قرآن کسی کی زبان سے سنتے ہین تو وہ درحقیقت اللہ سے
سنتے ہین اور اللہ یہان ہے جیسے عرش اور ماسوے عرش مین کوئی امتیاز نہین۔

فرقہ دوم واحدیہ

اکو محمودیان بھی کہتے ہین اس فرقہ کا پیشوا محمود ہے محمود اپنی ذات کو شخص واحد کہتا تھا اور
مہدی موعود جانتا تھا اور اوس کا یہ دعوے تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین منسوخ
ہوگیا اب یہ محمود کا دین ہے سـ۵ بسید نوبت زمان عاقبت محمود گذشت آنکہ عرب
طعنہ بر عجم میزد گیلان کے علاقہ مین ایک گاؤن ہے سیخوران محمود وہان کا رہنے والا
تھا سنہ ۶۰۰ ہجری مین اوس نے ظہور کیا کہتا تھا کہ جب جسد محمد صلعم کامل ہوا تھا تو مین
پیدا ہو قرآن مین جو ہے عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا یعنی جلدی بھیجے گا تجھکو
پروردگار تیرا مقام محمود مین اس سے یہی مراد ہے توضیح اس بیان کی یہ ہے کہ عناصر مین
قوت پیدا ہوتی ہے تو اوس کو صورت معدنی حاصل ہوتی ہے پھر استعداد اسکی اور ترقی کرتی
ہے تو صورت نباتی اوسپر فائض ہوتی ہے پھر قوت مین اور ترقی آتی ہے تو صورت حیوانی
اوس کو ملتی ہے پھر ان عناصر کی قوت اس سے بھی زیادہ ترقی کرتی ہے تو صورت انسانی
پاتی ہے ان عناصر نے جبکو صورت انسانی حاصل ہوچکی تھی ایسی ترقی کی کہ اوس سے انسان
کامل ظہور مین آیا اسیطرح جسد انسانی کے اجزا حضرت آدم کے وقت سے ترقی مین
تھے یہان تک کہ ترتیب محمدی اوسکو عطا ہوا اور جب یہ اجزا بالکل کمال کو پہنچ گئے تو محمود ظہور
مین آیا اور یہ کہ حضرت سرور عالم نے حضرت علی سے فرمایا تھا انا وعلی من نور واحد یعنی
علی اور مین دونون ایک نور سے ہین ولحمک لحمی وجسمک جسمی یعنی علی کا گوشت میرا گوشت
اور علی کا جسم میرا جسم ہے یہ اشارہ ہے اسبات کی طرف کہ تمام انبیاء اولیا کے اجزا
اجساد کی صفوت و قوت ملگئی تو اوس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور علی کرم اللہ وجہہ

کا جسم تیار ہوا پھر ان دونوں بزرگوں کے جسد کے اجزا جمع ہوئے تو اون سے جسد محمود
بنا محمود خاک کو نقطہ کہتا تھا اور تمام عناصر اس کے نزدیک خاک سے پیدا ہوئے ہیں اور
نقطۂ خاک ہی واجب اور مبدء اول ہے محمود کہتا ہے سورج آگ سے اور چاند پانی سے
اور آسمان ہوا سے اور تناسخ کا قائل ہے اس طور پر کہ جب ذی روح مرتا ہے اور مٹی میں
ملجاتا ہے تو اس کے بدن کے اجزا نباتات یا جمادات کی صورت میں ظہور کرتے ہیں
اور وہ نباتات انسان یا جانور کی غذا ہوکر پھر وہی حیوان یا انسان پیدا ہوتا ہے اور نفس
ناطقہ مجرد کے وجود کا قائل نہیں اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کی جگہ اس نے استعین
بنفسک الذی لا الہ الا ہو مقرر کیا تھا محمود کے بہت سے تصنیفین ہیں اسکا اعتقاد تھا کہ
آدم اور عالم کا دورہ ۶۴ ہزار سال میں تمام ہوگئے اور اپنے معتقدوں پر اس بات کی تاکید
رکھتا تھا کہ ہمیشہ پارسائی اور درویشی کے ساتھ رہنا چاہئے یہ کہتا تھا کہ جب کوئی شخص
بالکل تعلقات کو چھوڑ دے اور کسی چیز کی طرف رغبت نہ رکھے صرف اوسقدر غذا کی ضرورت
رکھی جو انفاس کے باقی رکھنے کے لئے کافی ہو تو ایسا شخص ہمیشہ ترقی کرتا رہتا ہے اور
یہ واحد ہوجاتا ہے اور اللہ کے مرتبہ کو پہونچ جاتا ہے اگر کسی امین کو عورت کی خواہش ہو تو
چاہئے کہ عمر میں ایکبار اوس سے صحبت کرے اور اگر زیادہ خواہش ہو تو سال میں
دوبار ایسا کرے اور اگر اتنا صبر نہ کرسکے تو چالیس دن کے بعد صحبت کیا کرے اور
اگر اتنی بھی تاب نہ لاسکے تو مہینے میں ایکبار اوس سے صحبت کیا کرے اور انتہا یہ ہی
کہ ہفتے میں ایکبار ایسا کر لیا کرے اور کہتا تھا کہ جب کوئی جسم انسانی سے حیوانی میں
اور جسم حیوانی سے نباتی میں اور نباتی سے جمادی میں یا برعکس اس کے تناسخ کرتا ہے
تو اوس کے اگلے جنم کی باتیں دوسرے جنم میں پہچان لی جاتی ہیں اور قاعدہ اس شناخت
کا یہ ہے کہ اس پچھلے جسم میں جو اس کے عادات ہوتے ہیں اون سے اگلے جسم کے
عادات معلوم ہوجاتے ہیں اور واحدیہ کی اصطلاح میں ایسی شناخت رکھنے والے آدمی کو

معنی سمجھتے ہین اور اسی بنیاد پر اونہون نے یہ قاعدہ مقرر کیا ہے کہ جب کوئی آدمی کسی مجلس تنہا
اوے اور اس شخص کے منہ سے اول جس چیز کا مو الید ثلثہ مین سے نام نکلے تو سمجھ لینا چاہیے
کہ اس پیدایش سے پہلے وہ وہی چیز تھا جسکا نام اوس کے منہ سے نکلا واعظ یہ کہتے
ہین کہ جو فریب پیشہ حاجی عباس کرتا ہی کہ ایک قسم کا دباری دار کیڑا ہے بیٹھے پھرتے ہین اور
فریب سے کام لیتے ہین جب یہ مرین گے تو اگلے جنم مین اگر جسم حیوانی مین انتقال
کیا تو گدھے بنائے جائین گے اور اگر جسم نباتی مین انتقال کیا تو جھاڑیون دار سرو ہوئیگے
اور اگر جسم جمادی مین انتقال کیا تو سنگ سیمانی بنائے جائین گے معنی ان باتون سے
خوب واقفیت رکھتا ہے اور کرم شب تاب یعنی جگنو مشعلچی ہے کہ بتدریج نزول کر کے
اس جسم مین آیا ہے اور کتا اگلی پیدایش مین ترک قزلباش تھا اور اوس کی تیز چھری
تلوار ہے جسکی یہ صورت ہوگئی ہے اور لوہے کا کمال کو پہونچ جانا یہ ہے کہ اوس سے
کوئی نبی یا ولی مارا جائے اور انکا قول یہ ہے کہ پیدایش اول مین امام حسین حضرت موسیٰ تھے
اور یزید فرعون تھا اوس پیدایش مین حضرت موسیٰ نے فرعون کو دریائے نیل مین
ڈبو دیا اس پیدایش مین حضرت موسیٰ امام حسین ہوئے اور فرعون یزید بنا اور یزید نے
امام حسین کو فرات کا پانی ندیا اور اونہین ہلاک کیا اور کہتے ہین جو کوئی حیوانات و نباتات
وجمادات مین سے جو اب سیاہ ہین وہ پہلے سیاہ رو آدمی تھے اور جو اب سفید ہین وہ گورے
آدمی تھے اور یہ تمام فرقہ آفتاب کی تعظیم کرتا تھا اور اوسے قبلہ جانتا تھا اور انکے
یہان ایک دعا رائج تھی کہ آفتاب کی طرف منہ کر کے پڑھتے تھے اس فرقہ کے خواص
اور ممتاز آدمی امین کے لقب سے پکارے جاتے ہین درویش صفا اور درویش بقائے
واحد اور درویش اسمعیل اور میرزا تقی اور شیخ لطف اللہ اور شیخ شہاب اور تراب اور کمال
اس فرقہ کے امین تھے بلکہ جتنے علما اور اولیا محمود کے عہد مین تھے یا جنہون نے
اوس کے بعد ظہور کیا ہے سبکو واحدیہ محمود کا تبع قرار دیتے ہین ایک واحدی

کا قول ہے کہ خواجہ حافظ کا بھی یہ مذہب تھا اور چونکہ محمود زیادہ تر ساحل رود ارس پر رہتا تھا اسلئے خواجہ نے اپنے اس شعر میں تلمیح کیا ہے ؎ ای صبا گر بگذری بر ساحل رود ارس ؛ بوسہ زن بر خاک آن وادی و مشکین کن نفس ؛ واحدیہ فرقے کے آدمی تمام ایران میں پھیلے تھے مگر اپنے مذہب کو کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیتے تھے اسلئے کہ شاہ عباس ابن شاہ خدا بندہ صفوی نے انمیں سے ہزار ہا آدمیوں کو مروا ڈالا تھا واحدیہ کہتے ہیں کہ شاہ عباس نے بھی تراب اوکمال سے یہ مذہب حاصل کر لیا تھا مگر پھر دنیاداری اور شہرت کی غرض سے اونکو مروا ڈالا اور بعضے واحدیہ یہ کہتے ہیں کہ شاہ عباس امین کامل تھا پس جبکو اس مذہب میں کامل نہ پایا اوسے مروا ڈالتا اور انکی اصطلاح میں وسیہ اون لوگوں کو کہتے ہیں جنہوں نے اپنی دناءت طبع کی وجہ سے دین محمود میں ترقی نہیں کی ہے واحدیہ کہتے ہیں کہ یہ بھی دین سے عداوت کی وجہ سے مشہور کر دیا ہے کہ محمود نے اپنے آپ کو تیزاب میں ڈالدیا تھا یہ بات بالکل غلط ہے محمود نے تمام قرآن کی اپنی رائے کے موافق تاویل کر کے اپنے مذہب پر آیات سے استدلال کیا ہے ۔

فرقہ سوم روشنیان

یہ فرقہ بایزید ابن عبد اللہ کی طرف منسوب ہے یہ شخص غالباً سنہ ۹۳۱ھ میں ابراہیم خان افغان کے عہد میں شہر جلندھر صوبہ پنجاب میں پیدا ہوا تھا بایزید سراج الدین انصاری کی ساتویں پشت میں ہے اور حیات افغانی میں لکھا ہے کہ اور مڑ ایک قوم ہے پٹھانوں کی بایزید اوسی میں سے تھا اس کی ماں کا نام بنین بنت محمد امین تھا بایزید کو طفلی سے تحقیق کا شوق تھا اور ہمدردی اوس کے خمیر میں پڑی ہوئی تھی اگر اپنی زراعت کو دیکھانے جاتا تو دوسرے کاشتکاروں کی زراعت کو بھی دیکھاتا اور اکثر دریافت کیا کرتا کہ زمین و آسمان تو موجود ہیں مگر خدا کہاں ہے طبع کو پہونچنے پر اپنا مرزبوم چھوڑ کر اپنی ماں کے ساتھ اپنے باپ عبد اللہ کے پاس کانی گرم واقع کوہستان روہ کو چلا گیا حیات افغانی میں اخوند درویزہ

کی کتاب سے نقل کیا ہے کہ جب بایزید کو کچھ زر نقد ہاتھ لگا تو گھوڑون کی تجارت کے لیے
سمرقند کو گیا اور وہان سے دو گھوڑے خرید کرکے ہندوستان مین آیا اور کالنجر مین ہونچکر
ملا سلیمان کالنجری کی صحبت مین رہا ملا سے مذکور سے مسئلہ تناسخ سنا تو بایزید کا عقیدہ تناسخی
ہوگیا اور سایہ کالنجر سے پلٹ کر کانی گرم مین آیا تو اسنے عقیدہ تناسخی سے مذہبی فساد شروع
کیا عبد اللہ کو بیٹے کی یہ بات ناگوار گذری یہانتک کہ فرزند کو چھری سے مجروح کیا
بعد اوس کے بایزید کانی گرم سے ننگرھار کو چلا گیا اور وہان مہمندون کے ملک سلطان احمد
کے گھر رہنے لگا تگر یا کی علما نے سب کو اوسکی بات کے قبول کرنے سے روکدیا اس
لئے کسی نے اوس کی متابعت نہ کی اسوجہ سے بایزید یہان بھی نہ ٹھہرا پشاور پہونچکر غوریا
خیلون مین مقیم ہوا ان لوگون مین علم کم تھا اکثر اوس کی پیروی کرنے لگے بایزید نے اپنی شہرت
پیری و پیشوائی کے طریق زین کرکے عوام الناس سے کہدیا کہ درگاہ خدا کی الف بغیر پیر کامل
کے رسائی نہین ہے تمکو رہنمائی اور ہدایت کرونگا اسطرح اوس نے بہت سے لوگ
اپنے گرد جمع کرلئے اور شہوت پرستون کے مطیع و منقاد اور خوش کرنے کے لیے عورت
و مرد غیر محرم کو یکجائی رہنے اور ملنے جلنے کی اجازت دیدی بایزید جو کچھ کہتا مرید وہی
کرتے قوم خلیل کا بہت سا حصہ اوس کا مرید ہوگیا پھر محمدزئی ہشت نگر مین گیا اور وہان بھی
اسیطرح کہا افغانون مین جو زیادہ جاہل تھے وہ اوس کی زیادہ معتقد تھے ہشت نگر مین
اوس کی پیری کو بہت رونق ہوگئی عالمون سے مباحثہ کرنے کا قصد کیا۔ اخوند درویزہ
نے اوس سے مباحثہ کیا اور اس مین بایزید مغلوب ہوگیا مگر اوس کی مرید ایسے طاقتور
تھے کہ اخوند درویزہ کی کوئی نصیحت اوسپر نہ چلسکی بایزید نے اپنا لقب پیر روشن رکھدیا
اوس نے مریدون پر ظاہر کیا کہ غیب سے مجھکو ندا ہوئی ہے کہ تمکو سب آدمی میان روشن
کہا کرین اور تمکو حیات جاودانی عطا کی گئی مگر یہ لقب اوس کے مریدون ہی مین رہا دوسرے
لوگون نے پیر تاریک مشہور کردیا محسن خان صوبہدار کابل جو اکبر بادشاہ کی طرف سے حکمران

تھا۔ وہ اسکا حال سنکر ہشت نگر آیا اور گرفتار کرکے کابل کو لے گیا مدت تک وہان
قید رہا پھر رہا ہوکر ہشت نگر واپس آیا اور اپنے تمام اصحاب کو جمع کرکے کوہستان میں
گھس گیا پھر وہان سے تیراہ کو آیا آفریدی اور ورکزی نے قوم بھی اسکا مرید ہوگیا اس طاقت ہی
کے بعد اوس نے برملا اکبر بادشاہ سے بغاوت کرنے لوگون کو عام بلوہ کی اسطرح ترغیب
دی کہ وعظ میں یہ بیان کرنا شروع کیا کہ مغل ظالم شیعہ ہین اونھون نے افغانون پر
حد سے زیادہ ظلم ڈھائے ہین انکی اطاعت ترک کرنا چاہئے اس شہرت سے اکثر سرحدی
قومین بادشاہ سے باغی ہوگئین اور اوس کے وعظ سے بڑا فساد پھیل گیا بادشاہی فوج جو
اوس کی سرکوبی کو آئے تھے خود ہی مغلوب ہوکر پیچھے کو ہٹ گئے اس آسان فتح سے
اوس کے ہمراہیون کو زیادہ تقویت ہوگئی تیراہ کے لوگون کا یہ حال تھا کہ ظاہر مین بایزید کے
مطیع تھے مگر باطن مین سلطنت مغلیہ کے خیرخواہ تھے بایزید بھی یہ بات خوب جانتے
ہوئے تھا اس لئے اوس نے ایسے لوگون سے اس ملک کو اسطرح پاک کیا کہ بعضون
کو قتل کرایا اور بعضون کو ملک کے خارج کیا اور اوس کے اصحاب و مریدین نے تیراہ پر بخوبی
قبضہ کرلیا اور ورکزیون کی مضبوط جماعت کے ساتھ ننگرہار پر بھی قبضہ کرلیا اور بہت
سے گاؤن بھی لوٹ لاٹ کر برباد کر دئے محسن خان صوبہ دار کابل جلال آباد سے تیاری
کرکے بایزید پر چڑھ گیا اور شبخون مارا بھاری لڑائی کے بعد بایزید کے ساتھیون نے پوری
شکست پائی بعضے مارے گئے بعضے دشوار گذار پہاڑون پر چڑھ گئے اور بایزید
ہشت نگر کو چلا گیا۔ یہ تو بایزید کے دنیوی کارنامے تھے اب اوس کے عقاید اور
اعمال کی باتین سنو کہ بایزید ابتدا سے ریاضت شاقہ کرنے لگا تھا اہل علم و ادب
کی بہت خاطر کرتا تھا۔ ایک عامی آدمی تھا مگر قرآن کا مطلب خوب بیان کرتا تھا
اور حقایق و معارف ذکر کرتا مرزا محمد حکیم خلف ہمایون بادشاہ صوبہ دار کابل کے دربار مین
خروج سے قبل اسکا مناظرہ علما کے ساتھ کرایا گیا اس کی تقریر علما کے بیانات

پر غالب تھے پھر اس نے نبوت کا دعوے کیا اور کہتا تھا کہ مجھکو الہام ہوتا ہے جبریل
میرے پاس رب العلمین کی طرف سے پیغام لاتے ہین بلکہ اوسکا یہ دعوے تھا کہ مین
علانیہ خدا کو دیکھتا ہون اور بغیر توسط جبریل کے بالمشافہ اوس سے بات چیت کرتا ہون
اور کہتا تھا کہ مجھسے اللہ تعالی نے فرمایا تو انبیا کی نماز پڑھا کر یہ نماز چھوڑ دے اور
انبیا کی نماز عشق کی صفت ہے اور زیادہ تر ذکر خفی کیا کرتا تھا بایزید کہتا تھا کہ مسلمانون
کا اشہد ان لا الہ الا اللہ کہنا صحیح نہین اس لئے کہ خدا سے واقف نہین اور جس نے
اللہ کو نہین دیکھا وہ اوسے کیا جانے پس ایسے آدمی کی گواہی کذب ہے مولانا ذکریا
نے ایکبار اوس سے یہ کہا کہ تمہارا یہ دعوے ہے کہ مین دلون کی خبر رکھتا ہون
بھلا بتاؤ تو میرے دلمین کیا ہے اگر تم یہ بتادوگے تو مین تمہارا معتقد ہوجاؤنگا میان
روشن بایزید نے کہا کہ تم مین دل کب ہے اگر تم مین دل ہوتا تو بے شک مین اوس کی
خبر دیتا مولانا ذکریا نے کہا کہ اول مجھکو قتل کرنا چاہئے اگر میرے بدن مین سے دل
نکلا تو بایزید کو مار ڈالنا چاہئے اور اگر دل نہ نکلے تو بایزید سے کوئی تعرض نہ کرنا بایزید
نے کہا کہ یہ دل جسکو تم دل سمجہے ہوے ہو گوشت کی بکری گائے مین بھی ہوتا ہے اس گوشت
کے ٹکڑے سے دل مراد نہین دل اور ہی چیز ہے اوسمین عرش اور کرسی و دلون کی سمائی
ہے پھر مولانا ذکریا کہنے لگے کہ تم دعوے کرتے ہو کہ مجھے قبرون کی حالات معلوم ہین
مردے مجھسے کلام کرتے ہین ہم تمہارے ساتھ قبرستان کو چلتے ہین دیکھین تو مردے
تم سے کسطرح باتین کرتے ہین بایزید نے کہا اگر تم مین اونکی آواز سننے کی قابلیت ہوتی تو
مین تمکو لیکر کیون کہتا بایزید سے جو عقیدت رکھتا اوسے کافر و گمراہ جانتا اور جو اوس کو
نہ پہچانتا اور وحدت وجود کے طریقے پر ہوتا اوس کے ہاتھ کا ذبیحہ نکھاتا بایزید بہت
قول مغربی زبان مین بیان کرتا اور اونہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتا بایزید
کا قول ہے کہ زبان سے کلمہ شہادت کہنا اور اوس کی تصدیق کرنا شریعت کا فعل ہے

اور تسبیح وتہلیل اور مدام زبان کے ساتھ ذکر کرنا اور دلکو وسوسے سے بری رکھنا طریقت
کا فعل ہے اور رمضان کے روزے رکھنا اور کھانا پینا چھوڑنا عورات کے ساتھ مجامعت
کو ترک کرنا شریعت کا فعل ہے اور روزہ نفل رکھنا اور زرق کم کھانا اور بدی سے باطن
کو پاک رکھنا طریقت کا فعل ہے مال کی زکواۃ اور عشر دینا شریعت کا فعل ہے اور
فقیر ومحتاج اور روزہ دار کو کھانا دینا عاجز کی دستگیری کرنا طریقت کا فعل ہے کعبہ کا طواف
کرنا لڑائی اور گناہ سے محرم مین بچنا شریعت کا فعل ہے اور دل کا طواف کرنا اور نفس
کے ساتھ لڑائی کرنا اور فرشتون کی طاعت کرنا طریقت کا فعل ہے ہمیشہ حق تعالیٰ کی
یاد مین رہنا اور ماسوی اللہ کا پردہ دل سے ہٹانا اور دوست کے جمال کا نظارہ کرنا
حقیقت کا فعل ہے۔ ذات حق کو چشم دل کے ساتھ دیکھنا اور نور عقل کے ذریعہ سے
اوسکو یہ حکمیہ معلوم کرنا اور کسی مخلوق کو ایذا نہ پہونچانا معرفت کا فعل ہے اور حق کو پہچاننا
اور تسبیح کی آواز کو سننا اور اوسکو سمجھنا قربت کا فعل ہے اور اپنے وجود کو ترک کرنا اور تمام
کام اللہ کے وجود سے سمجھنا اور فضولیات سے بچنا اور وصال کو سمجھنا وصلت کا فعل
ہے اور اپنی ذات کو حق مطلق مین فانی کرنا اور باقی مطلق ہوجانا اور احد کے ساتھ موحد ہونا
اور شرک سے پرہیز کرنا توحید کا فعل ہے اور سکن اور ساکن ہونا اور حق مطلق کی صفت
اختیار کرنا اور اپنے وصف کو چھوڑ دینا سکونت کا فعل ہے اور سکونت سے بالاتر
کوئی مقام نہین قربت اور وصلت اور وحدت اور سکونت یہ اصطلاحین خاص اوسکی تراشی
ہوئی ہین وہ ان مراتب کو شریعت اور طریقت اور معرفت سے اعلیٰ جانتا تھا اور آدمیون پر ریاضت
کرنے کی تاکید کرتا تھا نماز بھی پڑھتا تھا مگر قبلہ کی تعین کا مقید نہ تھا جدہر چاہتا پڑھ لیتا
اور اسبات پر اس آیت کے ساتھ استدلال کرتا۔ ایْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ یعنی جدہر
کو تم منہ کرو وہان ہی اللہ متوجہ ہے کہتا تھا کہ پانی کے ساتھ غسل کرنیکی ضرورت نہین ہے ہوا
لگنے سے بدن پاک ہوجاتا ہے کیونکہ چارون عنصر پاک کرنے والے ہین اسکا قول تھا کہ

جو کوئی خدا کو اور اپنی ذات کو نہ پہچانتا ہو تو وہ آدمی نہین پس اگر ایسا آدمی شریر ہے تو وہ بھیڑیے
اور شیر اور سانپ بچھو کے حکم مین ہے اوسکا مار ڈالنا واجب ہے اور اگر نیک اور نماز گذار ہے
تو وہ گائے بکری کے حکم مین ہے اسکا مارنا جائز ہے اسی لئے اس نے اپنے متبعون کو
حکم دیا تھا کہ ایسے آدمیون پر جہان تک قابو پاؤ مار ڈالو اور دلیل اوس پر یہ آیت لاتا تھا اولئک
کالانعام بل ھم اضل یعنی وہ چوپایون کی طرح ہین بلکہ اون سے زیادہ گمراہ ہین -

اور کہتا تھا کہ جو کوئی خود شناس نہین زندگی جاوید سے بے خبر ہے وہ مردہ ہے اور ایسے شخص
کے مال کے وارث بھی ایسے شخص نہین ہو سکتے جو خود بھی مردہ ہین بلکہ اوس کی میراث
زندہ کو پہونچتی ہے اس لئے نادان کے مار ڈالنے کا بھی حکم دیدیا تھا اگر ہندو کو خود شناس
پاتا تو مسلمان خود ناشناس پر اوس کو ترجیح دیتا برسون تک اوس نے اور اوس کے متبعون نے
راستون مین لوگون کو لوٹا ڈاکہ زنی کی اور مسلمانون وغیرہ سے مال چھینا لیے مال مین سے
خمس نکال کر بیت المال مین جمع کرا جب حاجت ہوتی تو اہل استحقاق کو اوسمین سے دیتا
وہ اور اوسکی تمام بیٹے زنا اور فسق و فجور سے محترز رہتے تھے سوداون او خود شناسون کے
مال سے بچتے اور اونپر ظلم نہ کرتے تھے بایزید کہتا تھا کہ خدا ناشناسون کے قتل کے لئے
مین منجانب اللہ مامور ہون تین بار حقتعالے نے مجھ سے یہ فرمایا کہ ان لوگون کو قتل کر مگر مین نے
ہتیار نہ اوٹھائے جب مکرر یہی حکم ہوا تو مجبور ہو کر جہاد کو مستعد ہوا اسکی تصنیف سے بہت سی
کتابین ہین عربی اور فارسی اور ہندی اور پشتو مین مقصود المومنین ایک کتاب اس کی عربی
مین ہے اور اس کی ایک کتاب کا نام خیر البیان ہے جسکو چار زبانون مین لکھا ہے عربی فارسی
ہندی پشتو اسکا دعوے یہ ہے کہ خیر البیان کی ساری باتین وہ ہین جو اللہ تعالے
نے مجھے مخاطب کر کے کہے ہین اسیوجہ سے روشنیان اس کو صحیفہ الہی اعتقاد کرتے
ہین اور حالنامہ اوس کے ایک کتاب ہے جسمین اوس نے اپنے لائف لکھے ہین افغانستان
کے پہاڑون مین ایک مقام ہے بھتہ پور وہان پہاڑی پر بایزید کی قبر ہے اس کے پانچ

مانا گیا اُس کے معتقد کہتے تھے کہ قل ھو اللہ احد اسی احد کی شان مین ہے ہزار ہا
افغان اُس کے مرید تھے اور اسکو احد کہتے تھے پھر اسکا بیٹا عبد القادر اسکا قائم مقام ہوا اور
اور یہ شاہجہان کے دربار مین حاضر ہو کر امرائے شاہجہانی مین داخل ہو گیا اور ۱۰۳۲ مین
پشاور مین مر گیا جلالا کا ایک بیٹا الہداد نامی رشید خانی خطاب اور منصب چار ہزاری تک سرفراز
ہو کر ۱۰۵۸ مین دکن مین فوت ہوا اور وہین مدفون ہوا یہ قصبہ اسی کا بسایا ہوا شمس آباد کے قریب ہے

چہارم دین الٰہی

موجد اسکا جلال الدین اکبر شہنشاہ ہندوستان ہے منتخب التواریخ مین مولوی عبد القادر
بدایونی نے لکھا ہے کہ ماہ رجب ۹۸۷ ہجری مین ایک محضر علما سے بادشاہ مذکور نے
تیار کرایا جسکا مضمون یہ تھا کہ امام عادل مطلقاً مجتہد پر فضیلت رکھتا ہے اور وہ مجاز ہے اس
بات کا کہ کسی مسئلہ مختلف فیہ مین روایت مرجوح کو ترجیح دیدے معاملات شرعی مین کسی کو اُسکی
رائے سے انکار کرنے کی مجال نہین کیونکہ امام عادل معاملات کو مجتہدین سے زیادہ
سمجھتا ہے پس جو اوس سے مخالفت کرے وہ دنیا مین اور عقبی مین مستوجب عذاب ہے
بلکہ امام عادل کو اختیار ہے کہ کوئی حکم ایسا بھی اپنی طرف سے جاری کر دے جو نص کے
مخالف ہو مگر اوس مین خلایق کی رفاہیت مد نظر ہو اور امام عادل کے ایسے مسائل کی تعمیل سب
پر واجب ہے اور مراد اس امام عادل سے اکبر کی ذات تھی اس محضر پر مخدوم الملک اور
شیخ عبد النبی صدر الصدور اور قاضی القضاۃ قاضی جلال الدین ملتانی اور صدر جہان مفتی کل ممالک
ہندوستان اور شیخ مبارک ناگوری اور غازی خان بدخشی کی مہرین اور دستخط تھے انمین سے
بعض نے طیب خاطر سے اور بعض نے طوعاً و کرہاً دستخط اور مہر کی تھی اس فتوے کے
حاصل ہونے کے بعد اکبر نے اپنی اجتہادات جاری کئے اور تمام تحریم و تحلیل کی
نوبت پہونچی اور اپنی عقل سے دین مین باتین پیدا کرنے لگا اسلام کا نام تقلید رکھا
قرآن مخلوق ہونے وحی محال ہے اور امامات و نبوات مین تشکیک کرنے لگا

اور تمام مغیبات اور معجزات و کرامات سے انکار صریح کر دیا اور قرآن کے تواتر اور اوسکے
کلام الٰہی ہونے کے ثبوت کو محال قرار دیا کہتا تھا کہ بدن کے فنا ہو جانے کے بعد روح
کا باقی رہنا اور ثواب وعذاب کا بغیر تناسخ کے ہونا محال ہے اور پھر علانیہ حکم دیدیا کہ کلمہ
لا الہ الا اللہ کے ساتھ اکبر خلیفۃ اللہ بھی کہا کریں مگر جب دیکھا کہ عوام کے مزاجون مین اس سے
ایک قسم کی برہمی آگئی ہے تو اس حکم کی تعمیل صرف اون لوگون کے ساتھ مخصوص کر دی گئی
جو اوس کے درباری تھے اور علمائے دنیا طلب نے اوس کے راضی کرنے کے واسطے
یہانتک کیا کہ کتابون کے جیسا پہلے لکھتے تھے تو اونمین حمد کے بعد نعت پیغمبر کے جگہہ اکبر کا
ذکر کرنے لگے اگرچہ ان باتون سے اوسکی دور دور بدنامی ہوگئی مگر ہزارون آدمی اوس کی تقلید
بھی کرنے لگے اور یہ لوگ اپنی چالون کو بادشاہ کا مرید کہتے تھے اور بیربر وغیرہ سے
آفتاب کے فضائل سنکر اوس کی تعظیم وتکریم کرنے لگا اور نوروز جلالی مقرر کرکے اوسدن
بڑا جشن کیا جاتا اور دعا تسخیر آفتاب کی آدہی رات کو اور طلوع کے وقت پڑہا کرتا یہ دعا ہندون
اوسکو پہونچی تہی گائے کشی اور اوس کا گوشت کھانا حرام کر دیا آتش پرستون سے آتش کے
فضائل معلوم کرکے آگ کی تعظیم کرنے لگا اور حکم دیا کہ بطور آتشکدون کے محل مین آگ کی حفاظت
کی جائے اور وہ ہمیشہ روشن رہے کیونکہ آگ اللہ کی ایک آیت اور اوس کا نور ہے
اور جلوس کے پچیسوین سال مین نوروز کے دن اوس نے آگ اور سورج کو سجدہ کیا اور
یہ مقرر کر دیا تھا کہ جب شام کو شمعین اور چراغ روشن ہون تو ہمارے مرید وقت تعظیم
کو کھڑے ہو جایا کرین اور ایک زنار مرصع بجواہر تیار کرا کے تبرکاً ہندون کے ہاتھ سے
پہنی اور داڑھی منڈوانی قشقہ ماتھے پر کھچوایا پھر علمائے بد نے بادشاہ سے عرض کیا کہ صاحب
الزمان جو خلاف واختلاف ہندو مسلمانون سے دور کرنے والے ہین وہ حضور ہی ہین
اور اونھون نے بیان کیا کہ محمود بسنجوانی نے اپنی رسائل مین صاف تصریح کر دی ہے
کہ سنہ ۹۹۰ھ مین باطل کا مٹانے والا شخص ظاہر ہوگا اور اوس نے ہر جگہہ صاحب دین

کو شخص کے ساتھ تعبیر کیا ہے جسکے جمل کے حساب سے نو سو نوے عدد ہوتے ہین اور خواجہ
مولانا شیرازی مکہ معظمہ سے بعض شرفا کا رسالہ لایا جس مین مرقوم تھا کہ موجب احادیث
صحیح کے سات ہزار سال کہ مدت دنیا کی ہے پوری ہو چکی اب وقت مہدی موعود
کے ظہور کا ہو چلا ہے اور اس مضمون کی باتین شیعہ نے بھی امیر المومنین علی علیہ السلام
سے بادشاہ کے سامنے نقل کین اور یہ سب باتین جمع ہو کر اکبر کو نبوت کا دعوے ہوا
مگر صاف صاف نام نبوت کا نہ لیا بلکہ دوسرے پہلوؤن سے اس کو ظاہر کیا اور سب
مریدون نے یہ تصور کر لیا کہ بادشاہ کی محبت کے سامنے ہی رحجان ان کا اسی دین
پر ہے جب ہزار سال ہجری پوری ہو گئی تو اسنے خیال کیا کہ ہزار سال محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کی بعثت سے گذر گئے جو بمقصد اس دین کے باقی رہنے کی مدت تھی اب
اس دین کے احکام و ارکان کا باقی رکھنا ہی ضرور نہین اس لئے اپنے طرف سے نئے
قواعد و ضوابط ایجاد کئے سکہ پر لکھوا دیا کہ سنہ تاریخ الفی رحلت سے لکھی جائے علی الخصوص
بادشاہ کے لئے رسم سجدہ جاری کی اور اوس کا نام زمین بوس رکھا اور یہ حکم دیا کہ جو کوئی
شراب بنا ہے ت اور معالجہ کی غرض سے پیئے تو یہ مباح ہے اور بادشاہ نے داڑہی
منڈوانے کے لئے لوگون کو حکم دیا اور بہت سے اہل دربار نے داڑہیان منڈوائین
مصاحبون نے اکبر سے داڑہی منڈانے کے باب مین دلائل بھی بیان کئے کہ اگلے
مرتاضون نے جو داڑہیان رکھین تو یہ ایک قسم کی ریاضت تھی اور وہ اس کام مین ملامتی
تھے اور اب ملامت اور ریاضت داڑہی کے صفا رکھنے مین ہے اس لئے کہ اب
داڑہی کے منڈانے کو جہلا نادان عیب قرار دیتے ہین اور بعض مفتیون نے
ایک مجہول روایت بھی نکال دی اور وہ یہ ہے کما یفعله بعض القضات اور لفظ قضات
کو تحریف بتاتے تھے اور کہتے تھے کہ قاضیان عراق کا عمل داڑہی کے منڈانے پر
تھا حاجی ابراہیم سرہندی نے ایک پرانی کرم خوردہ کتاب مین ایک عبارت لکھکر پیش کی

چودہ سال کی عمر کو اور فرزند سولہ سال کی عمر کو نہ پہونچے اونکا شادی بیاہ نکیا جاے
کہ اولاد کمزور ہوتی ہے اور بی بی عایشہ صدیقہ کے زفاف کی حضرت سرورکائنات کے
ہمراہ بی بی صاحبہ کی ۹ سال کی عمر مین واقع ہوا اعتراض کرتے تھے اور سونا اور ریشم پہننا مرد کے
لئے جایز قرار دیا نماز اور حج اور زکوٰۃ کو ساقط کر دیا اور تاریخ عربی کو تغیر دیکر ابتدا اوسکی سال
جلوس سے مقرر کی اور عربی سب مہینے اور اکثر ملوک عجم کے طور سے مہینے مقرر کئے اور زردشتیون
کے آئین کے موافق سال مین چودہ عیدین مقرر کین اسلام کی عیدون کو بیرونق کر دیا
اور اپنی جدید سنہ کا سال وماہ الٰہی نام رکھا اور سکون اور مہرون پر تاریخ الفی قایم کی تاکہ
اس سے ظاہر ہو کہ دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ختم ہو چکا آگے کو نہ چلیگا اور حکم دیا
کہ چونکہ ہزار سال ہجری ختم ہو چکے لہذا ایک تاریخ ایسی لکھنی چاہئے جسمین بجاے ہجرت
کے رحلت کا لفظ سنوات مین لکھا جاے اور اوس کا نام تاریخ الفی رکھا عربی کا
پڑھنا لکھنا اور اوسکی اصطلاحون کا استعمال کرنا عیب مین داخل ہو گیا حکم دیدیا کہ فقہ و
حدیث و تفسیر کا پڑھنا موقوف کرکے نجوم حکمت طب حساب شعر تاریخ کے فن پڑھائے
جائین اور حروف مخصوص عربی یعنی ثا۔ حا۔ صاد۔ ضاد۔ طا۔ ظا۔ عین۔ قاف کا
تلفظ مین گرانا شروع کیا جو کوئی اکبر کے سامنے عبد اللہ کو ابد اللہ اور احدی کو اہدی
کہتا تو بہت مسرور ہوتا نبوت اور کلام الٰہی اور رویت الٰہی اور تکلیف اور تکوین اور حشر
و نشر مین طرح طرح کے شبہات پیدا کئے اور تشیع کا برملا اظہار کرتا اور خلفاے
ثلثہ کی حق مین جسقدر مطاعن ہوتی اوس کی دربار مین بیان کئے جاتے جنگ صفین اور
قضیہ فدک وغیرہ معاملات مین صحابہ کا ذکر نہایت برائی کے ساتھ کیا جاتا بلکہ تمام
انبیا کی زلات کو اونکی نبوت سے انکار کا ذریعہ قرار دیا خصوصًا حضرت داؤد اور زوجہ
اوریا کے قصہ کو نہایت برائی کے ساتھ بیان کرتے اور حضرت داؤد کو اس وجہ سے
اچھا نہ جانتے اکبر کے نام کی رعایت کی وجہ سے تقریرون کے عنوان پر اللہ اکبر

کہا جانے لگا ملکہ عوام کی زبان تو سپر سوا اس کلمہ کے کوئی چیز باقی نرہی ملا شیرازی سے نے اس
طوفان بے تمیزی مین دس شعر کا ایک قطعہ کہا تھا جس کے یہ اشعار ہین

تا بر آید ہمہ زمان کشود برندار افتے	فتنہ در کوئے حوادث کہ خدا خواہد شدن
با عقاب فرض خواہیم او ارباب عشق	بار سرا ز دمنہ گردن او خواہد شدن
فیلسوف کذب را خواہد گریبان چاک شد	خرقہ پوشی زہد را تقوی او خواہد شدن
شورش عزراست اگر در خاطر آرد جا ہلی	گر خدا این ہمہ مغیر چہ خواہد شدن
خندہ می آید مرا زین بیت پس کرد ظریفی	تعل نرم منعم و در دل خواہد شدن
پادشاہ امسال دعوائے نبوت کردہ است	گر خدا خواہد پس از سالے خدا خواہد شدن

تو روز کے جلسون مین اکثر علما اور صلحا کو شراب کے جام پلوا دیے لوروزے کے پہلے دن
کی بڑی تعظیم کرتا محمد اور مصطفی اور احمد الفاظ اوسکو ایسے گران معلوم ہوتے کہ جن
مقربین کے نامون مین یہ الفاظ موجود تھے اونکے نام بدل دیے محمد یار و محمد خان
کی جگہہ رحمت سے لکھتے اور بولتے ایک دن راجہ بیر بر اور فتح اللہ شیرازی کو غیرہ اہل
دربار کے سامنے کہنے لگا کہ عقل یہ بات کسیطرح گوارا نہین کرتی کہ ایک شخص خوابگاہ
سے آسمان پر چلا جائے اور خدا سے باتین کرکے اپنے مکان پر لوٹے تو اوس کا
بستر بدستور گرم ہو اور لوگ اس کے اس دعوے کی تصدیق کرین اور ایک پاؤن
کو اوٹھا کے کہنے لگا کہ ممکن نہین جب تک دوسرا پاؤن زمین پر نرہے ہم کھڑے ہو سکین
اور معجزہ شق قمر کا بھی منکر تھا قمر کے شق ہونے کو محال جانتا تھا اور حکم دیدیا کہ
یکشنبہ کو کوئی جانور حلال نہ کیا جائے کیونکہ یہ دن آفتاب سے منسوب ہے آفتاب
کی عبادت چار وقت کرتا صبح شام دوپہر آدہی رات کو ہنڈتون سے ایک ہزار ایک نام
آفتاب کے سنسکرت مین اوسکو سکھا دیے تھے اونہین روزانہ بطور ورد کے پڑھتا
ہندوؤن کے طور پر ریاضت کرتا جوگیون سے خلوت مین صحبت رکھتا اون سے اعتقاد

اور مذہب اور خلع بدعات وغیرہ کے طریق سیکھتا سر چندیا کے بال منڈاتا اور باقی آس
پاس رکھتا اس اعتقاد سے کہ کامل مکمل کی روح اس راہ سے کہ قوت رحم کا منفذ ہے
خروج کرتی ہے اور اوس وقت رعد و صاعقہ کی سی آواز کرتی ہے اور یہ دلیل ہے [illegible]
ریاضت پرست گناہوں سے پاک وصاف ہے جیسے صاحب بخلان [illegible]
اور ان باتوں کی بھی علامت ہے کہ روح نے کسی پادشاہ ذی شان [illegible] میں نزول کیا ہے
اور اپنے طریق کا توحید الٰہی نام رکھا تھا اور سکا یہ اعتقاد ہوتا ہے [illegible] واجب
منتقل جانتا اور اپنی جماعت خاص مریدوں کے نام جوگیوں کے [illegible]
اکبر ہمیشہ صبح کے وقت سورج کے نام پڑھتا اور اوس کی پرستش [illegible] اگر کوئی
اس مرتبہ پر پہنچنے کی [illegible] نہوتی وہ پاس [illegible] اور [illegible] پادشاہ آکر
اوس وظیفے سے فارغ ہوکر برآمد ہوتا تو یہ لوگ سجدہ میں گر پڑتے بعض آدمی ایسے تھے
کہ جب تک صبح کے وقت وہ پادشاہ کی زیارت نکرتے کھانا پینا [illegible]
پیر پرستی [illegible] تھے ہندوؤں سے ایک [illegible] کیا تھا کہ آپ میں [illegible]
کی روح نے حلول کیا ہے اور اوسکو رام اور کرشن کی مثل سمجھتے [illegible]
کا [illegible] یہ باتیں لکھکر اوس کے سامنے پیش کرتے کہ ایک پادشاہ عالمگیر ہند میں پیدا
ہوگا جو برہمنوں کی عزت اور گائے کی محافظت کریگا دنیا میں عدل و انصاف جاری کریگا
سلطان خواجہ مرا تو اکبر نے اوس کی قبر میں روزن رکھوائے جن کے ذریعے سے
سورج کی شعاعیں اوسکی جسد پر پڑتی تھیں کہا سورج کی روشنی گناہوں کو پاک کرتی ہے اور
حکم دیا کہ کوئی مرد اپنے نکاح میں دو عورتیں جمع نکرے مگر جبکہ عورت اوسکی بانجھ ہو اور حیض
اوس سے منقطع ہوجائے اولاد کے جننے کی عمر نرہے اور حکم دیا کہ جب مرید باہم ملیں
تو ایک اللہ اکبر کہے اور دوسرا جل جلالہ یہ سلام اور جواب سلام کی جگہ تجویز کیا تھا غرض
انہیں بدعات میں اکبر مبتلا رہا اور اپنے متبوعات کو مبتلا رکھا ۱۳ جمادی الثانی سنہ ہجری

مین ۱۵ برس حکومت وسلطنت کرکے اس دنیا سے انتقال کیا

تذکرہ - اکبر کے عہد مین کچھ لوگ پکڑے گئے تھے وہ الٰہی مشرب رکھتے تھے تم دعوی
رسالت مین اور خدائی سے اختیار اپنے ثابت کرتے تھے جب اون سے کہا گیا
کہ اس خرافات سے توبہ کرو تو جواب دیا کہ توبہ داہ است اسیطرح شریعت اور دین
اسلام اور نماز روزہ وغیرہ کے جدا جدا نام اونھون نے اپنی طرف سے اختراع کئے
تھے -

فرقہ پنجم فرہود

عالمگیر بادشاہ ہندوستان کے آخر عہد مین میر محمد حسین نام ساکن مشہد مقدس رضوی
جو علم عربیت ومنطق مین دستگاہ رکھتا تھا عمدۃ الملک امیر خان صوبہ دار کابل کے زمانہ
مین کابل مین آیا اور امیر خان کے منشی کا بیٹا اوسکا شاگرد ہو گیا اسی ذریعے سے امیر خان
کے حضور تک محمد حسین کی رسائی ہوئی امیر خان نے اوسے لایق فایق شریف پاکر
اپنی دختر بتنی کے ساتھ شادی کر دی پھر کچھ عرصے کے بعد شاہی خوشبو خانہ کا داروغہ کرا دیا
یہ شخص نہایت عیار جاہ طلب تھا عمدۃ الملک کے بیٹون کو کئی طرح کے شعبدے دکھلا کر اپنا
معتقد کر لیا تھا اوسکا ہادی علیخان پسر عمدۃ الملک اوس سے بہت عقیدت رکھنے لگا
جب عمدۃ الملک اور عالمگیر کا انتقال ہو گیا تو تمام عطر اور گلاب جو بادشاہ کے لئے
خریدا تھا ساٹھ ہزار روپیہ کو لاہور مین فروخت کرکے اور روپے اپنے قبضے مین لاکر
فقیری لے لی چونکہ طامع اور جاہ طلب تھا پرانی تقلید پسند نہ آئی اس لئے ایک نئی
راہ نکالنے کی طرف متوجہ ہوا اور اپنے شاگرد قدیم یعنی اوسی منشی زادے کو موافق کرکے
صلاح کی کہ ہم تم ایک نیا مذہب نئے قواعد اور نئی زبان مین [illegible] کریں اوسکا نام اللہ دل [illegible]

ساتھ بنا کر آقوزہ مقدس اوسکا نام رکھا تیز تو تھا ہی اکثر الفاظ غیر مانوس اور پراکی
فارسی کے بھی کسیقدر بطور عربی کے ترخیم کر کے جو صاف طور پر صرف ونحو عربی کے
قواعد کے مناسب نہ تھے بیچ کے ئے اور بیگلوگیت کا دعوے کیا اور کہا کہ رتبہ
ما بین امامت اور نبوت کے ہے کہا کہ ہر پیغمبر اولوالعزم کے نو بیگلوک ہوئے ہین
اسیطرح حضرت خاتم الانبیا کے نو بیگلوک تھے اول بیگلوک حضرت علی کرم اللہ
وجہہ تھے دوسرے امام حسن تیسرے امام حسین چوتھے زین العابدین پانچوین محمد باقر
چھٹے جعفر صادق ساتوین موسیٰ کاظم آٹھوین علی رضا اور امام علی رضا تک امامت
اور بیگلوگیت دونون رتبے جمع تھے پھر محمد تقی بن علی رضا سے یہ دونون منصب جدا
جدا ہو گئے امام علی رضا کے بعد بیگلوگیت مجھے ملی اور امامت امام محمد تقی کو اور مین خاتم
بیگلوگیت ہون اور تعداد بیگلوگیت کی اس خاص ترتیب کے ساتھ امامیہ مذہب والون
کے سامنے بیان کرتا تھا اور جس وقت اہل سنت سے ملتا تو خلفائے اربعہ اور چار خلفا
بنی امیہ و خاندان بنی عباس کو جنکی نیکی مشہور ہے بیگلوگ گنکر نوان بیگلوک اپنی ذات
کو بتاتا اور کہتا کہ مجھے کسی کی مذہب سے غرض نہین مین یہ مذہب کا چھپانا منع
کرنے والا ہون اور وحی کے نزول کا بھی مدعی تھا اور کچھ قاعدے مقرر کر کے بعضی
دنون کو جیسے عید ہائے اسلام محترم سمجھتا تھا اور اپنے مریدون کو جنکا لقب قربود رکھا
تھا یہ ہدایت کی تھی کہ ان دنون کی حرمت کیا کرین اور کہتا تھا مجھپر وحی دو طور سے نازل ہوتی
ہے ایک اسطرح کہ ایک قرص نورانی مثل آفتاب کے سامنے آتی ہے اور
اوس پر کلمات منقش ہوتے ہین مین اونہین سمجھ لیتا ہون اور وہی قرص نورانی مجھ
مجھپر محیط ہو کر بیہوش کر دیتی ہے دوسرے اسطرح کہ ایک آواز آتی ہے اور کلمات جنہین
مریدون سے بیان کرتا ہون اوس آواز سے سنتا ہون اور السلام علیک کے آخر
مین اپنی راے سے کلمہ خفشان نمود بود اول بڑھا دیا تھا اور جس روز کہ اول امام کو

اعتقاد کے موجب وحی اوس پر نازل ہوئی تھی اوس کا نام روز جشن رکھا تھا اور
روز جشن کو بھاری جشن ہوا کرتا تھا اوس کے مرید عبیر وغیرہ خوشبویات آپس میں اوڑاتے
اور خوشیاں مناتے اور دو علم ہمراہ لیکر اور ایک اونچی سی ٹوپی اوڑھکر اپنے مریدوں
کے ساتھ اون کوہستان کی جانب جہاں دیول رانی کی عمارت دھوبی جھٹیار وہ کے نام
سے مشہور ہیں جاتا اور یہ ظاہر کرتا کہ اول بار وحی خاص اسی مقام پر مجھپر نازل ہوئی تھی
اور روز جشن سے چھ یوم پیشتر سے روزہ رکھتا ساتویں ذیحجہ کو روز جشن مقرر رکھا
اور یکم ذیحجہ سے روزہ رکھا کرتا تھا اور روزوں کے دنوں میں کسی سے کلام نہ کرتا اور ہر
روز سوائے نماز پنجگانہ کے مریدوں پر یہ بھی مقرر کیا تھا کہ تین بار میری زیارت کیا کریں
پہلا وقت زیارت کا طلوع آفتاب بعد نماز صبح مقرر کیا تھا اور دوسرا دن کے دوپہر
کا وقت اور تیسرا غروب آفتاب کا وقت کہ ہنوز شفق کی سرخی مغرب میں ہو اور آداب
زیارت کے یہ تھے کہ خود مع خلفا . . . . کے درمیان میں کھڑا ہوتا اور مریدوں کو حکم
تھا کہ اوس کے گرد بطور چار دیوار مربع کے صفیں باندھکر کھڑے ہوں پھر سر
اوس کی طرف منہ کر کے چند کلمے جو اوس کے اختراعی تھے پڑھتے اور اس کے
بعد سر جھکا کر اوسکی بائیں جانب پھر جاتی تا کہ صف شمال رویہ مغرب رویہ
ہو جائے اور مغربی جنوبی اور جنوبی مشرقی اور مشرقی شمالی ہو جائے جب مقابلہ چاروں
سمت کا چاروں صفوں کے آدمی تمام کر چکتے تو زمین کی طرف اور پہلے پھر آسمان کو پھر
شش جہت کو اس کے بعد زیارت تمام ہوتی اور سب آدمی چلے جاتے ایک دعوی
اوسکا یہ بھی تھا کہ میں وہی محسن ہوں جو بچہ حضرت فاطمہ زہرا کے شکم سے ساقط ہوا تھا اور
اپنے چار خلفا بنائے تھے ایک وہی شاگرد پسر منشی خلیفہ تھا اور اس کا نام اپنی مخترع زبان
میں دوجی بار رکھا تھا اور دوسرا خلیفہ اوسکا سالا میر باقر تھا اور دو خلیفہ اور تھے اونکا
نام محمود اللہ اور محمود اور المحمود رکھا تھا اور اسی مذہب کے نام اپنے مریدوں کے

اپنی طرف سے مقرر کرتا اور اوسے نشان کہتا اوس کے تین بیٹے تھے اول نمانمود
دوم فغار سوم وید اور دو دختر تھین نمامہ کلان اور نمامہ خرد اور اقربائے زوجہ
کے نام نمایار اور منود یار اور نماد وغیرہ تجویز کیئے تھے اور فغار کے بیٹے کا نام نمود دید
تھا چونکہ الدار تھا اس لیئے اپنی بے پروائی لوگون پر ظاہر کرتا یہ حالت دیکھکر لوگ
اور زیادہ گرویدہ ہوتے تھے پہر لاہور سے بہادر شاہ کے عہد مین دلّی آیا ہادی علی خان کہ بادشاہ
کا مقرب تھا اوس کا بہت معتقد تھا اس لیئے اوس کے کام نے توت پکڑی اور
اسیطرح اور بھی کئی امیر اوس کے مرید ہوگئے یہانتک کہ ایک رات فرخ سیر بادشاہ اوس
کی ملاقات کو گیا اس نے بڑی دانائی یہ کی کہ بادشاہ سے بے اعتنائی کیساتھ پیش
آیا اور اوس کا پیشکش بھی قبول نہ کیا اور ایک قرآن اپنے ہاتھہ کا لکھا ہوا بادشاہ کو
دیکر کتابت کی اجرت کے ستر روپے لیئے فرخ سیر کے بعد محمد شاہ کے عہد مین محمد امین خان
وزیر نے اوسکی تادیب کی طرف توجہ کی اور اوس کی گرفتاری کا حکم دیا تو وزیر مرض قولنج
مین مبتلا ہو گیا لوگ اس واقعہ کو نمود کی بددعا کا اثر سمجھے اور نمود او سو قت مسجد مین
جا کر بیٹھہ گیا تھا محمد امین خان کے بیٹے قمر الدین خان کو بھی تشویش پیدا ہوئی اور اوسنے
باپ کی حالت ردی دیکھکر پانچہزار روپے لیئے اپنے دیوان کے ہاتھہ اوس کے پاس بھیجکر
معذرت کی اور تعویذ طلب کیا نمود نے جانکنی کی خبر سن لی تھی اس لیئے اپنے معتقدین
سے کہتا تھا کہ مین نے ایک تیر اس کے جگر مین مارا ہے ہرگز جانبر نہوگا اور مین بھی شہادت
کے انتظار مین بیٹھا ہون میرا دادا بھی مسجد ہی مین شہید ہوا تھا مگر مین اسوجہ سے کہ ایک
مرتبہ شہید ہو چکا ہون اب شہید نہین ہونے کا اور مراد اوس کی اپنی اس شہادت سے
وہی اسقاط حمل حضرت محسن ہے۔ قمر الدین خان کا بھی آدمی جا پہونچا اور نہایت سماجت
کی کہ آپ محمد امین خان کا قصور معاف کرین اور ایک تعویذ لکھدین نمود نے بڑے تکلف
کے ساتھہ اپنے ایک مرید سے یہ آیت لکھوا دی وننزل من القرآن ماھو

شفاء و رحمة للعالمین و لا یزید الظالمین الا خسارا یعنی ہم اوتارتے
ہین قران مین سے وہ چیز جس سے مرض دفع ہون اور مہر سے ایمان والون کے
لیئے اور نہین زیادہ کرتا ظالمون کو مگر نقصان اور دیوان کو دیدیا اور یہ کہا کہ مجھے یقین
ہے کہ تیرے پہونچنے تک وہ زندہ نرہیگا اور خود اون روپیون کے لینے سے
انکار کیا اور ایسا ہی ہوا کہ دیوان کے پہونچنے سے پیشتر وزیر مر گیا جب یہ خبر مشہور
ہوئی تو منود کی کرامت کا زیادہ چرچا ہوگیا دو تین سال کے بعد منود مر گیا اوس
کا بڑا بیٹا نما منود سجادہ نشین ہوا یہ زیادہ لالچی اور کوتہ اندیش تھا چنانچہ جو جائداد منود نے
خلفا کو دی تھی اوسکو لینا چاہا دوجی بار نے بہت سمجھایا کہ مجھسے تنازع اچھا نہین نما منود
نے نہ مانا دوجی بار نے لاچار ہوکر ایک دن سب مریدون کو جمع کرکے اون سے
کہا کہ آپ لوگ منود کا اور میرا خط پہچانتے ہو جو پہچانتے تھے اونہون نے اقرار
کیا دوجی بار نے وہ مسودات جو منود نے اور اس نے باہم صلاح سے مرتب کرے
تھے اور دونون نے مشورے سے کمی بیشی اپنے اپنے قلم سے کی تھی نکالکر دکھائی اور کہا
کہ اس مذہب کی بنیاد منود اور بندہ کی اعانت سے ہوئی ہے اگر خدا کی طرف سے
ہوتا تو کمی بیشی کی ضرورت نہوتی لوگون نے یہ دیکھکر سمجھ لیا کہ یہ سب باطل ہے اور منحرف
ہوگئے اور تمام کام بگڑگیا نما منود کے بعد فغار سجادہ نشین ہوا اور اوس کے انتقال
اور دلی کی خرابی کے بعد نما منود یار اپنے چند اقربا کو جو باقی رہگئے تھے ہمراہ لیکر
بنگالے مین میرن ولد جعفر علی خان کے پاس پہونچا اوس نے اخراجات کے واسطے
پانچ روپیہ یومیہ مقرر کردیا

فرقہ ششم وہابیہ

لفظ وہابی کے لفظی معنے وہاب والا یا بندہ خدا ہین مگر وہ معنی اوس کے [illegible]
جنمین وہ اب عموماً استعمال کیا جاتا ہے انمین سے ایک معنی کو تو مذہبی محاورہ مین برا

سمجھا جاتا ہے دوسرے معنے کو پولٹیکل اصطلاح مین برا سمجھتے ہین مذہبی محاورہ مین اسکے معنی
محمد بن عبد الوہاب نجدی کے پیرو کی سمجھی جاتے ہین جس کو اکثر مسلمانان ہند عرب
روم مصر دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہین اور اس کے عقاید و اعمال یہ بیان کرتے
ہین کہ وہ معجزات انبیا و کرامات اولیا کا منکر تھا اور تمام مسلمانون کا دجو اس کے اعتقاد
سے مخالف ہے شہ قائل و مکفر پولیٹیکل محاورہ مین اس کے معنے باغی و بدخواہ سلطنت
کے لئے جاتے ہین جسکی مناسبت پہلے معنی مذہبی سے یہ بیان کیجاتی ہے کہ محمد بن
عبد الوہاب ایسا ہی تھا سلطنت روم کا وہ باغی رہا مدبار رہا اوس سے لڑا اور مکہ مکرمہ پر
متغلب ہو گیا جس کو آخر محمد علی پاشای مصر نے مغلوب کیا یہ محمد بن عبد الوہاب
قوم بنی تمیم سے ہے سنہ ۱۱۱۵ھ مین مقام عینیہ مین جو ایک مقام ہے ملک نجد مین پیدا
ہوا اس لئے اس کے مقلد نجدیہ بھی کہلائے اس کے باپ نے بڑی کوشش سے
شریعت اسلام کی تعلیم دی بعدہ اس نے مکہ معظمہ اور بصرہ مین علوم دین تحصیل کیا اور کتب
احادیث صحاح ستہ کا عالم ہوا پھر اپنے والد کے ساتھ مکہ معظمہ کا حج کیا اور مدینہ طیبہ مین
زیارت کر کے شیخ عبد اللہ ابن ابراہیم کا مرید ہوا برسون اس نے نفر مین تعلیم حاصل
کی بعدہ پھر اپنے وطن کو گیا اس نے ظاہر شریعت اسلام کی پابندی اور اوس کے
اصول مین فرق نہ کیا یعنی جو لوگ فال دیکھتے یا شگون مانتے یا مزارات کی تعظیم کرتے یا
مزارات کو آراستہ کرتے یا مسکرات کو استعمال کرتے یا حریر پہنتے اونکو برا کہتا
کہ یہ باتین شریعت رسول کے خلاف ہین قرآن شریف اور احادیث کو پڑھکر اس نے
خیال کیا کہ اصول شریعت اسلام مین حال کی آمیزشات کی وجہ سے بڑا تفاوت پیدا
ہو گیا ہے تب یہ آمادہ ہوا کہ لوگون کو خاص احکام اور شریعت اسلام اوس قاعدے سے
سکھاوے اور رواج دیوے جیسا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور عمل
کیا ہے اور خیال کیا کہ دنیا کے مسلمان بھٹک گئے ہین جو پیر اور اولیا کے قول

کی پیروی کرتے ہین اور یہ رواج اونہون نے اپنے فائدے کی غرض سے دئے
ہین اس سے صرف قرآن مجید اور احادیث نبوی کو اپنا ہادی اور رہنما قرار دیا اور
بہت سے رسالے اپنے عقائد مین تالیف کئے اس کے کئی قلمی رسالے بحث
توحید اور ترک بدعت و شرک مین میری نظر سے گذرے ہین غرضکہ لوگون نے اسکا کہنا مانا
اور اس کے طریقے کو تسلیم کیا جلد دوم فتوحات اسلامیہ مین شیخ احمد دحلان نے لکھا ہی
کہ اس کے معتقد دن کو یہانتک خیال تھا کہ جو کچھ محمد ابن عبد الوہاب کہتا ہے جو شخص اوسی
نہ مانے وہ کافر مشرک حلال الدم والمال ہے جو آیات قرآنی مشرکین کے حق مین اتری
ہین اونہین مسلمانون کے حق مین حمل کیا جیسے ومن اضل ممن یدعوا من دون
اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیامۃ وھم عن دعائھم غافلون اوس
شخص سے زیادہ گمراہ کون ہی جو اللہ کے سوا اس شخص کو پکارتا ہو کہ جواب دیگا قیامت کے دن تک اور وہ پکارنے والے کی سے
غافل ہین ایضاً ولا تدع من دون اللہ ما لا ینفعک ولا یضرک یعنی اللہ کے سوا
اوس چیز کو مت پکار جو نہ تجھکو نفع دے اور نہ تجھکو ضرر پہونچا سکے محمد بن عبد الوہاب نے
کہا کہ جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی اور نبی یا ولی یا صالح کو پکارے یا اوس سے سوال
شفاعت کرے سو وہ اونہین مشرکین کی طرح ہے اور ان آیات کے عموم مین داخل
ہے اور آنحضرت اور انبیا و اولیا و صلحا کی زیارات کو جانا شرک قرار دیا اور کہا کہ کسی
نبی یا ولی کو وسیلہ سمجھکر پکارنا بھی شرک ہے اور جو کسی کام کو سوا اللہ کے کسی دوسرے کی
طرف منسوب کرے گو بطور مجاز عقلی کے ہو یہ بھی کفر ہے جیسے مجھے اس دوا نے نفع
پہونچایا یا اس ولی کی وجہ سے میرا یہ کام ہوگیا اور اللہ نے جو مشرکین کی زبانی فرمایا ہے
ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی یعنی ہم اونکی عبادت اس لئے کرتے ہین کہ
وہ ہم کو اللہ کے پاس پہونچا دین سو جو کوئی وسیلہ کسی بزرگ سے ڈھونڈھتا ہے وہ مثل
اونہین مشرکین کے ہے جو یہ کہتے تھے کہ ہم بتون کی پرستش صرف تقرب الی اللہ کے لئے

کرتے ہین کیونکہ مشرکین بھی خالق اون بتون کو نہین جانتے تھے جیسا کہ مسلمان ان اہل قبور کو خالق نہین جانتے ہین بلکہ کہتے ہین خالق وہی اللہ ہے چنانچہ اللہ خود فرماتا ہے ولئن سألتهم من خلق السموات والارض ليقولن الله یعنی جو تو اون سے پوچھے کس نے پیدا کیا ہے آسمانون اور زمین کو تو کہین اللہ نے پس اللہ نے جو اونکو کافر و مشرک کہا وہ صرف اسوجہ سے کہ وہ کہتے تھے کہ ہم اصنام کی عبادت تقرب الی اللہ کے لئے کرتے ہین علی ہذا یہ مسلمان بھی اونہین مشرکین کی طرح ہین اہل سنت نے بھی اوس کے رد مین بہت سے رسالے لکھے اور اوس کے شکوک کا جواب جوابدیا یہانتک کہ اوس کے بھائی شیخ سلیمان نے بھی اوس کے اقوال کا رد کیا اس شخص کا بھی ایک رسالہ کتب خانہ ریاست مین میری نظر سے گذرا ہے احادیث اور آیات سے اسی بات پر زور دیا ہے کہ مسلمان ایسی باتون سے مشرک نہین ہوسکتے اور جن باتون کو محمد ابن عبدالوہاب نے ناجایز اور ممنوع قرار دیا ہے اونکے جواز پر شیخ سلیمان نے دلائل لکھے ہین سرجان مالکم نے اپنی تاریخ کے باب ۲۲ مین وہابیون کے عقائد بیان کئے ہین کہ وہ لوگ وحدانیت واجب الوجود اور رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقر ہین لیکن کہتے ہین کہ خالق اور مخلوق کے درمیان کسی طرح نسبت نہین انکا اعتقاد یہ ہے کہ کسی پیغمبر یا امام یا ولی کو کسی قسم کا تصرف بندون کے معاملات مین حاصل نہین اور نہ بعد وفات کے آخرت مین اونکو کوئی مدد دہی یا فائدہ رسانی کا منصب حاصل ہوسکتا ہے اور جو مسلمان قرآن کی تاویل کرتے ہین اونہین یہ کافر جانتے ہین اور ایسے مسلمانون کے ساتھ غزا اور جنگ کرنا لازم جانتے ہین اور جو القاب عزت و احترام پر دلالت کرتے ہین وہ انکے نزدیک سوا اللہ کے اوروں پر اطلاق کرنے کے گروہ ہی اکیلا تقدیس اور تمجید کے لایق ہے اور بعض قرآن سے ثابت کرتے ہین کہ ان فرقہاے اسلام کے ساتھ جو ہمارے طریق پر نہین محاربہ کرنا لازم ہے اور ان سے یہانتک [illegible]

کہ یا اس طریق کو اختیار کرلین یا مثل کفار کے جزیہ دیا کرین اور جب یہ لوگ ہمارے طریق
کو اختیار نکرین بلکہ جزیہ اپنے جانون پر لازم کرلین تو لباس موٹا پہنین گھوڑے پر سوار نہوا
کرین رہنے کے لیئے مکانات عالی شان نہ بنائین اور انکا یہ بھی عقیدہ ہے کہ جو خراج
اوس طرح نہین لیا جاتا ہے جیسے پیغمبر علیہ السلام لیا کرتے تھے مثلاً خمس اور زکوٰۃ
وغیرہ وہ غیر مشروع ہے اور محمد اور علی وغیرہ کی قسم کھانا حرام ہے اس لئے کہ
قسم عبارت اس سے ہے کہ جو کچھ دل مین مخفی ہے اوسپر شہادت طلب کرے اور
امورات مخفی کا جاننے والا سوائے ذات پاک رب العالمین کے کوئی اور نہین ہے
اور قبرون پر گنبد وغیرہ عمارات بنانا ایک قسم کی بت پرستی جانتے ہین اسیطرح مزارات
اولیا اور انبیا وغیرہ کو عین بت پرستی سمجھتے اسی لئے کہتے کہ مزارات اولیا کو توڑ ڈالنا چاہئے
اور اون کے اسباب وسامان آرایش کا دنیا کی شروع کامونمین صرف کرنا اللہ پاک کی خوشنودی
کا باعث جانتے اور مردون کی تعزیت کو حرام جانتے اس لئے کہ مسلمان پاک کی روح
جنت مین جاتی ہے اور یہ مسرت کا موجب ہے نہ سوگ کا اخبار کو قابل عمل نہین سمجھتے کتاب اللہ
کو کافی جانتے اور انکا یہ اعتقاد ہے کہ قرآن خدا کی کتاب ہے جو اپنے رسول محمد صلی اللہ
علیہ وسلم پر نازل کی ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک نیک آدمی جانتے ہین جنہین اللہ
تعالے دوست رکھتا ہے جن استعمالات اور رسوم کا مثل ختنہ وغیرہ کے قرآن مین ذکر
نہین مگر اسلام مین وہ جاری ہین اونہین قابل عمل درآمد قرار دیتے ہین مگر کہتے ہین کہ انکو
رسوم وعادات سمجھکر انکی متابعت کرنا چاہئے عبادات مذہب مین انکا شمار نہین ہوسکتا ہے
اصول انکا یہ ہے کہ جو لوگ انکے طریقے پر نہین اونکو قتل کرنا اونکے مالون کو لوٹنا درست
ہے اور اس معاملے مین مسلمانون کو یہود و نصاری سے بدتر خیال کرتے ہین ہم آگے
چلکر وہابیون کے ایک رسالے سے مضامین کا اقتباس کرینگے اون سے اندازہ ہوجائیگا
کہ یہ باتین جو انکی نسبت بیان کی گئی ہین کہانتک صحیح ہین اور کہانتک غلط ہین کہتی ہین

اصل مذہب اون نجدیون کا حنبلی تہا اس مذہب کے لوگ حجاز ویمن وغیرہ مین بہت ہین اور نیا مذہب نکالنے کی نسبت اونکی طرف بظاہر غلط ہے اب ہم یہان یہ بیان کرتے ہین کہ جب محمد ابن عبد الوہاب کے بیان اور جماعت کا مجمع ہوا تو شہر کے حاکم سے مخالفت ہوئی بہانہ اس کیفیت کے محمد ابن سعود زبردست رئیس درعیہ کے پاس پہونچکر جو بنی عنیزہ سے تہا پناہ چاہی اوس نے حمایت کی بوجہ حمایت رئیس درعیہ کے وہابی سلسلہ قائم ہوا اور رئیس درعیہ نے اس جدید مذہب والے سے خاندانی رشتہ وقرابت قائم کرکے اسکو تقویت دی محمد ابن عبد الوہاب کے کامون کے ظہور کی ابتدا سنہ ۱۱۴۳ ہجری سے ہوئی تھی اور انتشار کی ابتدا سنہ ۱۱۵۰ سے ہے اس رئیس درعیہ کا فرزند عبد العزیز مشہور وہابی ہوا جب سنہ ۱۲۰۶ مین ابن عبد الوہاب اور محمد بن سعود رئیس درعیہ کا بھی انتقال ہوا تو عبد العزیز اوسکا قائم مقام ہوا اس نے فوج وہابی کو آگے بڑہایا اور دور دور گوشہائے ملک کو فتح کیا اسی سبب کربلائے معلی پر چڑہائی کی یہ فوج سعود بن عبد العزیز کی ماتحتی مین تھے ۱۸ ذیحجہ سنہ ۱۲۱۶ ہجری کو صبح کے وقت جب فوج وہابی وہان پہنچی تو حکم دیا کہ کافرون مشرکون کو مارو اور قتل کرو چہ گہڑی تک قتل عام کیا سات ہزار آدمی کربلا کے مارے گئے جن مقتولین سے مولانا فخر الدین عبد الصمد ہمدانی مولف بحر المعارف بھی ہے روضۂ اقدس امام ہمام سید الشہدا علیہ السلام کا کچھ ادب نکیا جو کچھ نقد وجنس خزانۂ درگاہ مین جمع تہا وہ سب وہابیون نے لیلیا اور درعیہ کو لیگئے عبد العزیز نے ایک جماعت علما کی مکہ معظمہ کو بھی بھیجی تھی کہ وہان کے لوگون کو طریقہ محمد ابن عبد الوہاب پر لائین مگر علمائے حرمین نے اونکی رد پر کمر باندہی اور اونکی بات نہ چلنے دی یہ واقعات شریف مسعود بن سعید بن سعد بن زید کے وقت مین جس نے سنہ ۱۲۱۵ ہجری مین انتقال کیا واقع ہوئی اور شریف نے اون علمائے وہابیہ کو قید کردیا بعض درعیہ کو لوٹ گئے پہر عبد العزیز نے ۱۲۰۰۰ فوج اپنے فرزند کلان سعود کو دیکر حرمین پر چڑہائی کرائی سعود نے

خوب معرکہ آرائیان کین اور فتح حاصل ہوئی اسنے تمام ترکی سلطنت فتح کر لینے کا ارادہ
کیا تھا یہہ ہین یہ نہایت خوش رو اور عقل ہوشیار اور تدبیر جنگ مین یگانہ تھا چونکہ اس کی
مونچھین اور داڑھی گھنی تھی اسلیئے درعیہ کے لوگ ابو الشارب کہتے تھے تمام
مقامات سے عرب جوق جوق آکر اس کے گرد جمع ہو گئے سعود نے سنہ ۱۸۰۲ مین طایف
کو فتح کیا اور وہان قبضہ کر کے ہزارہا آدمیون کو تیغ کیا اہل مکہ نے یہ کیفیت
دیکھکر سنہ ۱۸۰۳ مین اطاعت کر لی ۱۴ روز تک لشکر وہابیہ نے وہان مقیم رہکر مسلمانون کو
اپنے طریقہ کے موجب ہدایت کی اور اس طریقہ کا برتاو ہوا کہ حقے اور تسبیح اور تعویذ اور پارچہ
سب سے زبردستی چھین لئے اور اونکو سب کے روبرو آگ مین جلا دیا جب نماز کا وقت آتا تو شرعی
لوگ چھڑی لیکر نکلتے تھے اور نمازیونکی کثرت سے مسجدین بھر جاتی تھین اور تمام آدمی پنجگانہ
نماز مسجدین ادا کرتے تھے سعود اور اوس کے ساتھی اپنی جانون کو نمازی اور موحد
قرار دیتے ہین چنانچہ فتح مکہ معظمہ کے حالات مین انکا ایک رسالہ ہے جسکو حمد و نعت
کے بعد ان الفاظ کے ساتھ آغاز کیا ہے **وبعد فانا معاشر غزو الموحدین** اس رسالہ
مین لکھتے ہین کہ اللہ تعالی نے ہمپر یہ احسان کیا کہ ہم مکہ مین ہفتہ کو دوپہر کے وقت ماہ محرم
سنہ ۱۲۱۸ ہجری مین داخل ہوئے اہل مکہ نے اگرچہ ہم سے مخاصمت کی مگر اللہ نے اونکے دلون
مین ہمارا وہ رعب پیدا کر دیا کہ آخر کار دب گئے اور اونہون نے امیر سعود سے امان چاہی
ہمنے مکہ مین داخل ہو کر اوس شخص کو امن دی جو حرم مین تھا اور ہم حرم مین لبیک کہتے ہوئے
داخل ہوئے تھے اور ہم مین سے بعضون کے سر منڈے ہوئے تھے اور بعضون کے
بال کترے ہوئے تھے ہمارے لشکر نے حرم شریف کا بڑا پاس و لحاظ رکھا نہ کوئی درخت کاٹا
نہ کوئی جانور شکار کیا نہ کسی ذی روح کو مارا سوائے ہدی کے یا اون جانورون کے جو اللہ نے
ہمارے لئے حلال کئے ہین جب ہم عمرہ تمام کر چکے تو امیر سعود کے حکم سے میدان احد
مین باشندگان مکہ جمع کئے گئے اور اوس وقت علمائے مکہ سے وہ باتین بیان کی گئین

جن کی وجہ سے ہم اون سے کشت وخون کرتے ہین اور اونکو جتایا کہ تمہارے اور ہمارے
درمیان صرف باتون کی وجہ سے خلاف ہے (۱) اخلاص توحید اور اقسام عبادات کی
شناخت اور یہ کہ کسی سے دعا کرنا اوسے پکارنا یہ بھی اقسام عبادت مین سے ہے
اور معنی شرک کی تحقیق جسپر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین پر جہاد کیا تھا اور شرک کا
ترک کرنا باقی چارون ارکان اسلام پر مقدم رکھا گیا تھا (۲) امر معروف ونہی عن المنکر
جبکہ اب تم لوگون مین نام کے سوا اثر باقی نہین رہا ہے تب ان باتون کو تسلیم کیا اور امیر سعود
کے ساتھ کتاب وسنت پر بیعت کی امیر نے اون سب کے قصور معاف کردئے اور کچھ
بھی مشقت اونپر باقی نرہی اور اونکے ساتھ نرمی کا برتاؤ ہونے لگا اور اون سب کو جتا دیا
گیا کہ ہم وہی بات دین مین قبول کرتے ہین جو کتاب وسنت سے ثابت ہے یا
سلف صالح کے آثار سے ظاہر ہوئی ہے جیسے خلفا اور ائمہ اربعہ مجتہدین اور یا وہ
لوگ جنہون نے ائمہ اربعہ سے حاصل کیا ہے غرض کہ قرن ثالث تک کے آثار سے جو بات
ہمپر ظاہر ہوئی ہے ہم اوسی کو قبول کرتے ہین کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے خیرکم قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم یعنی تمام امت سے بہتر
میرا قرن ہے پھر وہ لوگ بہتر ہین جو اونکے متصل ہین پھر وہ لوگ کہ اونکے متصل ہین اور ہم ہر وقت
حق بات کے ساتھی ہین اور جو بات روشن ہے اوسی کی متابعت کرتے ہین اور
اس باب مین ہمکو اون لوگون سے مخالفت واقع ہونے سے کوئی پرواہ نہین جو آگے
گذر چکے ہین اور ہم نے سب کو یہ سمجھا دیا کہ اموات سے طلب حاجات کرنا شرک ہے
اور ہمارے اس قول پر جس نے کوئی شبہ وارد کیا ہے اوسکو دلائل قاطعہ قرآن وحدیث
سے بخوبی رفع کردیا یہانتک کہ سب کو ہمارے اقوال پر پورا یقین حاصل ہوگیا اور اونکی
خاطر نشین یہ امر ہوگیا کہ جو شخص سوائے اللہ کے کسی اور سے اوسکی مخلوق مین سے
دعا کرتا ہے اور اوسے پکارتا ہے یہ کہکر یارسول یا ابن عباس یا عبد القادر اور

یہ سمجھتا ہے کہ اسکے پکارنے سے مجھے نفع پہونچے گا جیسے شر دفع ہوگا مریض کو آرام
ہو جاوے گا دشمن پر فتح حاصل ہوگی وغیرہ وغیرہ یہ شرک اکبر ہے ایسا شخص مشرک
ہے اوسکا قتل حلال ہے اور ہم نے سب کو یہ بتا دیا کہ قبروں پر جو گنبد بنائے
جاتے ہیں یہ اس زمانہ میں منزلے بت پرستی کے ہو گیا ہے اس سے غرض یہ
ہوتی ہے کہ صاحب مقبرہ سے حاجت طلب کرینگے اسکے سامنے گریہ
زاری کرینگے اور وہ ہماری مشکلات کے آڑے آئیگا جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں دستور
تھا ان سب لوگوں میں مفتی حنفیہ شیخ عبدالملک قلعی اور حسین مغربی مفتی مالکیہ اور عقیل بن
عمر علوی اور محمد الشنی بھی حاضر تھے بعد اس کے سننے تمام مقبرے اور گنبد توڑ ڈالے
جن میں لوگ جمع ہو کر دعائیں کیا کرتے تھے اون منہدمہ عمارات میں مکان بی بی خدیجہ اور
قبۃ المولد بھی شامل ہیں تاکہ مسلمانوں کو معلوم ہو جاوے کہ کسی شخص کی شان کی تعظیم
ضرور نہیں یہاں تک کہ اس بقعہ پاک میں ان طاغوت کا نام باقی نہ رہا اور تمام رسوم جاہلیت
تنباکو پینے کے تمام آلات تلف کرا دئے اور منادی کرادی گئی .. کہ حرام ہے
اور بھنگ نوشوں کے مساکن اور اون لوگوں کے مکانات جو فسق و فجور میں نامزد تھے جلوا دئے اور
حکم عام سنا دیا گیا کہ تمام مسلمان ایک جگہ جمع ہو کر جماعت کے ساتھ نماز ادا کیا کریں اور
ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھا کریں وہ امام ائمہ اربعہ کے مذہب میں سے کسی مذہب کا
مقلد ہو پس اس کارروائی سے ایک عمدہ حالت توحید کی پیدا ہو گئی اور سب رعایا مکہ متفق ہو کر
رہنے لگی - اور اونپر شریف عبدالمعین کو حاکم کر دیا اور رعایائے مکہ معظمہ کو رسائل
شیخ محمد دئے گئے جن میں ان مطالب کو عمدہ تقریروں کے ساتھ قرآن و احادیث
سے ثابت کیا ہے اور ایک رسالہ اون سب رسائل سے منتخب کر کے عوام کے لئے
تیار کر دیا گیا کہ اونکی مجلسوں اور محفلوں میں پڑھا جایا کرے اور علما اون لوگوں کو معانی سمجھا دیا
کریں مطالب اوس رسالہ منتخب کے یہ ہیں عبادت کا نام اوس وقت تک عبادت

نہین ہو سکتا جب تک توحید کے ساتھ نہو جیسے کہ نماز جب تک طہارت کے ساتھ نہو
نماز نہین کہلاتی پس جب یہ شرک عبادت مین داخل ہوا تو عبادت فاسد ہوگئی جیسے کہ حدث
سے طہارت فاسد ہو جاتی ہے پس جو شخص یا رسول اللہ یا ابن عباس یا عبدالقادر
کہے وہ مشرک ہے جب تک توبہ نکرے اوسکا قتل حلال ہے اسیطرح جو اللہ کے
سوا دوسرے کے نام پر ذبح کرے یا اللہ کے سوا دوسرے کی نذر مانے ایسے لوگون
کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کیا ہے پھر جب قاصد نے لکھکر رسالہ
کو ختم کرکے کہا کہ حسین بن محمد بن حسن ابریقی حضرمی ثم الیمانی نے امیر سعود اور اوس کے
دوستون سے بہت سے مسئلے دریافت کئے جس کے جواب مین انہون نے اس سے
بیان کیا کہ ہمارا مذہب اصول دین مین وہی ہے جو اہل سنت وجماعت کا ہے اور
ہم طریقہ سلف پر چلتے ہین اور وہ یہ ہے کہ ہم اس بات کے مقر ہین کہ آیات و
احادیث مین جو صفات الہی وارد ہوئے ہین وہ اپنے ظاہر ہی پر محمول ہین اور معانی انکو
اللہ جانتا ہے اور خیر اور شر جملہ اللہ کی مشیت سے ہے جو وہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے
بندے کو افعال کے پیدا کرنے پر قدرت نہین بندہ کا کسب ہے جسکی وجہ سے اللہ
اوس کو ثواب از راہ فضل دیتا ہے اور عذاب اوسپر بوجہ عدل کے کرتا ہے اللہ پر کوئی
شئے واجب نہین اور اللہ کا دیدار قیامت مین بلا کیفیت اور بے احاطہ کے ہوگا اور
ہم فروع مین امام احمد بن حنبل کے متبع ہین اور ائمہ اربعہ کے مقلدون کو ہم برا
نہین جانتے ہان جو انکے سوا اسلام مین مذاہب ہین اونکے ہم منکر ہین جیسے زیدیہ
اور امامیہ وغیرہ کیونکہ اونکا مذہب منضبط نہین سو ہم ایسے لوگون کو ائمہ اربعہ کی تقلید
پر مجبور کرتے ہین اور نہ ہم اجتہاد مطلق کو برا جانتے ہین ہان ہم بعض اون مسائل اجتہادیہ
کے مخالف ہین جنکے خلاف ایسی نص جلی قرآن وحدیث سے معلوم ہوتی ہے جو نہ
منسوخ ہے نہ مخصص نہ اوس کے معارض کوئی قوی نص موجود ہے پس ایسی صورت مین

ہم مذہب کی تقلید نہین کرتے تھے جیسے ارث جد کا اور اخوت پس ہم ارث جد کو مقدم رکھتے
ہین یعنی میراث جد کو دلواتے ہین بھائی کو نہین دلواتے اگرچہ یہ بات مذہب حنابلہ
کے خلاف ہے ہم اون باتون کے کرنے کے لئے حکم دیتے ہین جو ظاہر شرع
سے مفہوم ہوتی ہین اون بارکیون پر عمل نہین کرتے جو علما اسنے پیدا کی ہین اور ہم قرآن
کے سمجھنے کے لئے تفاسیر متداولہ معتبرہ سے مدد لیتے ہین اور ایسی تفاسیر ہمارے
نزدیک یہ ہین تفسیر ابن جریر اور اسکا مختصر جو ابن کثیر شافعی نے کیا ہے۔ بغوی۔
بیضاوی۔ تفسیر خازن۔ تفسیر جلالین وغیرہ اور احادیث کے سمجھنے کے لئے
اونکی شروح ذیل ہمارے نزدیک معتبر ہین عسقلانی وقسطلانی شرح بخاری اور نووی شرح
مسلم اور مناوی شرح جامع صغیر اور ہم کتب احادیث رسول خصوصاً صحاح ستہ اور اونکی
شروح سے زیادہ رغبت رکھتے ہین اور مذاہب مین جسقدر علوم وفنون کی کتب موجود
ہین مثلاً اصول وفروع اور قواعد وسیر ونحو وصرف وغیرہ ہم اونہین اچھا جانتے ہین
انمین سے کسی کے تلف ہونے پر ہماری مرضی نہین ہان جس سے شرک پیدا ہونیکا
اندیشہ ہے وہ کتاب ہمارے نزدیک بری ہے جیسے روض الریاحین یا جس سے
عقاید مین خلل آتا ہے جیسے علم منطق اسکو ہم حرام جانتے ہین اور جو بعض بدوئن
نے رعایا نے طایف کی بعض کتابین تلف کردین تھین یہ اونکی حماقت وجہل کی وجہ سے
واقع ہوا نہ ہمارے حکم سے اور ہم نے اونکو اس فعل پر سزا بھی دی اور ہم جنگ مین
عورتون اور بچون کا قتل کرنا جایز نہین رکھتے اور ہم پر لوگ یہ بہتان کرتے ہین کہ ہم حق بات کو
مٹاتے ہین اور لوگون کو دلاون دیتے ہین اسطرح کہ اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کرتے
ہین اور جسقدر ہمارے فہم کے موافق ہوتا ہے اوسیقدر حصہ حدیث کا لیتے ہین اور اونکی
شرحون کی طرف رجوع نہین کرتے اور ہم آنحضرت کے رتبہ کو گھٹاتے ہین اسطرح کہ اونکو
سمجھتے ہین کہ وہ قبر مین گل گئے ہین اور اونکو رتبہ شفاعت حاصل نہین اور اونکی قبر کی

زیارت کو مستحب نہین اور وہ معنے لا الہ الا اللہ کے نہین جانتے تھے یہانتک
کہ اونپر آیت اوتری فاعلم انہ لا الہ الا ہو یعنی تو جان لے نہین کوئی معبود سوا اوس کے اور ہم
علما کے اقوال پر التفات نہین کرتے اور مولفات اہل مذاہب کو تلف کرتے ہین
اور ہم سمجھتے ہین اور ہم اپنے زمانہ کے لوگون کو اور چھٹی صدی کے بعد کی لوگون کو
عصیانکار جانتے ہین سوا اوس شخص کے جو ہمارے عقاید پر ہو اور جن سے ہم بیعت
لیتے ہین تو پہلے اوسکو یہ سنا دیتے ہین کہ تو مشرک ہے اور اوسکے مان باپ بھی
مشرک مرگئے ہین تو مشرک مرے ہین اور ہم نبی علیہ السلام پر درود بھیجنے کی ممانعت
کرتے ہین اور قبور مشروعہ کی زیارات مطلق حرام جانتے ہین اور یہ خیال کرتے
ہین کہ جو ہماری چال ڈھال پر ہے اوس سے ساری تکالیف حتے کہ قرض بھی
ساقط ہوجاتا ہے اور ہم اہل بیت نبوی کا حق نہین سمجھتے اور ہم اون پر جبر کرتے
ہین نسبت کے لیے کہ اپنے غیر کفو سے بھی نکاح کرین اور ہم بعض بوڑھے مردون پر
جبر کرتے ہین کہ اپنی جوان عورتون کو طلاق دیدین تا کہ وہ نوجوانون سے نکاح کرلین۔
یہ سب باتین دروغ ہین جو ایسے باتین ہماری طرف منسوب کرتا ہے وہ مفتری ہی ہے
جو ہمسے ملے اور ہماری مجلس مین آئے تو اوسے قطعاً یقین ہوجائے کہ ایسے باتون
کی کوئی اصل نہین دشمنان دین نے ہمپر انکو باندھ لیا ہے تاکہ لوگ ہم سے نفرت
کرنے لگین۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ مرتکب کبیرہ دائرہ اسلام سے خارج نہین ہوسکتا
اور نہ مخلد فی النار ہوگا جبکہ وہ اللہ تعالی کی وحدانیت مین شرک نکرتا ہو اور ہمارے
پیغمبر علیہ السلام کا رتبہ تمام مخلوق الٰہی سے افضل و اعلی ہے اور وہ اپنی قبر مین حیات
ہین اور انکی حیات شہدا کی حیات سے ابلغ ہے اس لیے کہ وہ سب سے افضل
ہین اور وہ سنتے ہین سلام اوسکا جو اونپر سلام بھیجے اور اونکی زیارت مسنون ہے
مگر خاص اوسی کے مقصد سے سفر کرنا نچاہیے بلکہ مسجد نبوی کی زیارت اور اوس مین نماز

پرستش کا قصد کرنا چاہئے اور سبب مسجد کے قرب کے ساتھ اونکی زیارت کا بھی قصد کیا
جائے تو مضائقہ نہیں اور جو کوئی اونپر درود بھیجنے مین مشغول ہوتا ہے یہ اوس کے
لئے عین سعادت ہے اور ہم کرامات اولیا کے منکر نہیں ہمارے نزدیک وہ حق ہے
اور اولیا یرات کی جایت دہ مہربانی ہوتی ہے جبکہ وہ طریقہ شرعیہ کی بھی پابندی رکھتے
ہین مگر اونکی حیات اور ممات مین اونکی عبادت کرنا جایز نہین اور اونکی زندگی مین انسے
دعا لینا چاہئے اور ہم ثابت کو ثابت رکھتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اور تمام اولیا اور انبیا اور اطفال قیامت مین شفاعت کرینگے اور مخلوق
مین سے کسی کی عظمت مثل اللہ تعالی کے سمجھکر اوس کے نام کے ساتھ قسم کھانا اور
اوس قسم کو تمام اللہ کا سمجھنا شرک اکبر ہے اور جو کوئی قسم کسی کی تعظیم کی راہ
سے نکھاتا ہے بلکہ یون ہی اوس کی زبان سے سرزد ہوا ہے تو یہ شرک اکبر نہین مگر گناہ
ہے اسکا مرتکب اُسکو روکنا چاہئے اور درگاہ الٰہی مین کسی کو اپنا وسیلہ بنانا اسطرح کہنا
اللھم انی اتوسل الیک بجاہ نبیاک محمد یا بحق نبیاک یا بحق عبادک الصالحین
یا بحق عبدک فلان یہ بدعت مذموم ہے اور یہ ایسے نزدیک اہل بیت کے ساتھ
محبت رکھنا ضرور ہے کیونکہ یہ حکم قرآن وحدیث مین آیا ہے ہان اسلام نے سب
انسانون مین مساوات قایم کردی ہے اور اوس نے نہ یہ بتایا ہے کہ جو زیادہ متقی ہی
وہی زیادہ محترم ہے جب اہل بیت مین یہ وصف موجود ہو تو وہ بدرجہ اولی تعظیم و
تکریم کے مستحق ہین اسیطرح اور علما بھی اس کے مستحق ہین اور کسی کے ہاتھ پر بوسہ دینا
اگر اس لحاظ سے ہے کہ یہ شخص سفر سے آیا ہے یا اوستاد ہے یا مدت کے بعد ملا
ہے تو مضایقہ نہیں اور تعظیم کی راہ سے جیساکہ جاہلیت مین دستور تھا ممنوع ہے
اور اعتقاد کی راہ سے ایسا کرنا شرک مین داخل ہے اور نکاح فاطمیہ عورت کا غیر فاطمی مرد
کے ساتھ اجماعا جایز ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ

اپنی بیٹی کا نکاح کیا تھا اور سکینہ بنت امام حسین کی شادی چار شخصوں سے ہوئی تھی کہ
اونمین سے بعض ہاشمی بھی نہ تھے بلکہ نکاح غیر کفو کے ساتھ بھی جائز ہے دیکھو زید
کے ساتھ کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے زینب ام المومنین کا نکاح ہوا تھا
جو قریشی عورت تھین حالانکہ اہل مذاہب جانتے ہین کہ غلام حرہ کا کفو نہین اور معاویہ
اور اونکے ہمراہی جناب امیر کے ساتھ لڑائی جھگڑا کرنے سے خطا وار ہوئے اس
پر اجماع ہے اور ہمیشہ اسی خطا پر رہے اور اسی پر مرے مگر سلف نے کسی کو کافر
نہین جانا اور نہ اونکو فاسق کہا بلکہ اجتہاد کا اجر اونکے لئے ثابت کیا ہے یہی حال
ہے اون لوگون کا جنکی دیانت صحیح ہے اور اونکی نیکی و پرہیزگاری مشہور ہے اور عادت
اچھی ہے اور مسلمانون کو نصیحت کرتے ہین اور علوم نافع سکھاتے ہین اور ایسے علوم
مین کتابین بناتے ہین اور پھر کسی مسئلہ مین خطا کرتے ہین اور ہمارے نزدیک جو کچھ
قرون ثلثہ کے بعد نئی بات نکلی ہو وہ ہی مطلقا مذموم ہے بدعت حسنہ و قبیحہ کی تقسیم درست

---

[1] اون صاحبزادی کا نام ام کلثوم تھا اور خاص حضرت فاطمہ کے بطن سے تھین شیعہ نے اس معاملہ مین بہت سی
توجیہات کی مین کسی نے اس نکاح کے ہونے سے انکار کیا ہے کوئی ام کلثوم کے بنت مرتضی ہونے کا منکر ہوا ہے
کوئی کہتا ہے کہ منیف بلکہ حضرت ام کلثوم کی حضرت عمر کے پاس آئی تھی اور وہ محجوب ہوتی تھی کسی نے اسکو جناب امیر کے اعلی درجہ کی
صبر کا نتیجہ کہا ہے کسی نے اسکو تقیہ پر ٹالا ہے بہر صورت کتاب شافی و تنزیہ الانبیا والائمہ مولفہ سید مرتضی علم الہدی اور
ازالۃ العین اور مجالس المومنین مولفہ نور اللہ شوستری اور مسالک شرح شرائع مولفہ شارح ابو القاسم قمی اور تہذیب
اور مصائب النواصب مولفہ نور اللہ اور استغاثہ اور کافی وغیرہ سے بخوبی ثابت ہے اور ام کلثوم تا فوت دس
برس تک حضرت عمر کے جیتے جی اونکے گھر مین رہین اور ایک بیٹا زید بن خطاب نام اور ایک بیٹی بھی اون سے پیدا
ہوئی اور بعد اونکے وفات کے عون بن جعفر طیار کے ساتھ اونکا نکاح ہوا اور بعد اونکے محمد بن جعفر نے نکاح کیا اونکے
بعد عبد اللہ بن جعفر نکاح مین لائے اور زید بن خطاب بالغ ہو کر مر گئے - ۱۲ منہ

نہیں ہان اگر اون جمع کرنا ممکن ہو کہ حسن سے مراد وہ ہے جس پر سلف صالح تھے
اور وہ شامل ہے واجب اور مندوب اور مباح کو اور اوس کو بدعت مجاز اً کہتے
ہین اور قبیح سے مراد وہ ہے جو سنت کے خلاف ہے اور شامل ہے محرمات اور
مکروہات کو تو اسمین جمع کرنے مین مضایقہ نہیں ہم جن کامون کو بدعت مذموم جانتے
ہین اور اون سے منع کرتے ہین یہ ہین کہ مقامات اذان مین اذان کے بعد زور سے
اور کوئی چیز پڑہنا خواہ وہ قرآن کی آیات ہون یا نبی علیہ السلام پر درود
وغیرہ وغیرہ اسیطرح جمعہ کی رات کو یا رمضان مین یا عیدین مین کیونکہ یہ سب بدعات
مذموم ہین ہے ایسی باتین سارے ملکون سے متاوی ہین اور علماء نے مذاہب نے
بھی انکی بدعت ہونے کا اعتراف کر لیا ہے اور وقت محفل میلاد کے لئے مقرر کرنا
یا یہ اعتقاد کرنا کہ ذکر مولد رسول عبادت ہے یہ بھی بدعت مذموم ہے ہان اگر سیرت
رسول پر اطلاع حاصل ہونے کی نیت سے ذکر مولد رسول کیا جائے تو مضایقہ نہیں اور
تسبیح رکھنا بھی بدعت ہے اور مشایخ و اولیاء کے عرس کرنا اور زور سے وہان
کچھ پڑہنا یا فاتحہ خوانی آواز بلند کے ساتھ کرنا ایسی باتین شرک اکبر ہین ایسے لوگون کے
ساتھ ہم قتال کرتے ہین اور جسقدر علماء نے درود و وظایف مین رسائل قرآن و احادیث سے
استنباط کر کے لکھے ہین انکا پڑہنا مضایقہ نہین کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا ذکر و شغل اور پیغمبر
علیہ السلام پر درود بھیجنا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت مین اشعار پڑہنا
بھی ہم جایز نہین رکھتے اور نماز تراویح سنت ہے اور اوسکو جماعت سے ادا کرنے مین
مضایقہ نہین اور ماہ رمضان مین آخر جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد پانچون وقت کی نماز
بہ نیت قضا ئے عمری پڑہنا ممنوع ہے اور جنازے کے ساتھ زور سے ذکر کرنا بھی ممنوع
ہے اور طبل جنگ کے سوا سارے باجے لہو و لعب مین داخل ہین اور بیاہ مین دف بجانا مضایقہ
نہین اور پنجگانہ نماز کے بعد مشایخ کے لئے فاتحہ پڑہنا بدعت ہے اور ہمارے نزدیک اون

قیم اور اونکے اوستاد ابن تیمیہ اہل سنت کے امام ہین مگر ہم ہر مسئلہ مین اونکے مقلد نہین
کئی مسائل مین ہم اونکے مخالف ہین جیسے ہمارا یہ مذہب ہے کہ تین طلاق ایک لفظ سے ایک
ہی مجلس مین واقع ہوجاتی ہین اور وقف صحیح ہے اور نذر ماننا جائز ہے اور جو نذر گناہ نہو
اوس کا پورا کرنا واجب ہے اور اون دونون کا یہ مذہب نہین یہانتک اوس رسالہ کا بیان تھا
اب سننا چاہیے کہ جب سعود مکہ مین اپنی کارروائی کامل کرچکا اور پورا پورا مستولی ہوگیا
تو اوس نے سلطان روم کو اپنی کامیابی کا خط اس عبارت سے لکھا از جانب سعود بنام سلطان
قسطنطنیہ کو ظاہر ہو کہ مین تاریخ ۴ محرم ۱۲۱۸ ہجری مین مکہ معظمہ مین داخل ہوا باشندونکو مین نے
امن رکھی ہے تمام وہ چیزین اس مقام متبرک سے دور کین جنکی پرستش بتون کی مانند
یہان کے لوگ کرتے تھے مین نے تمام محصولات جو خلاف شرع تھے دور کیے ہین نیز
اوس قاعدے کو سب احکام نبوی کل مقرر کیا جسکو تمنے مقرر کیا تھا مین چاہتا ہون کہ
تم حاکم دمشق و قاہرہ کو حکم دو کہ شہر مین وہان کے لوگ ڈھول و قرنا بجاتے تھے نہ آوین
کہ ان چیزون سے مذہب کو کچھہ فائدہ نہین ہے خدا تمپر ہمیشہ اپنا فضل و کرم رکھے بعد
اس کے سعود نے جدہ کا محاصرہ کیا شریف غالب بن مساعد بن سعید بن سعد بن زید
کہ وہان موجود تھا جواب دیتا رہا ۱۲۱۸ ہجری مین عبد العزیز حالت نماز مین ایک جیلان کے
باشندے کے ہاتھہ سے جسکا نام عبد القادر اور مذہب شیعہ تھا مقتول ہوا سعود جدہ کا محاصرہ
اوٹھاکر درعیہ کو چلا گیا اور باپ کا قایمقام ہوا شریف غالب نے میدان خالی پاکر معہ فوج
سلطانی جو شریف پاشا کے ماتحت تھی مکہ کو کوچ کیا اور وہان برابر سر لو قبضہ کرکے جو وہابی
موجود تھے اونکو نکال دیا مگر وہابیون کے قبضہ مین طایف بدستور رہا جہان پر عثمان مضایفی
اونکی طرف سے منتظم تھا سعود درعیہ سے اپنی فوج لیکر حرمین کی طرف روانہ اور تبوک تمام حکو

۱ ترجمۃ الناظرین سے فی مسجد الاولین والاخرین تالیف جعفر بن اسماعیل حسنی مدنی مین ہے کہ وہابی حجاز پر ۱۲۲۳ھ
مین مسلط ہوگئے تھے ۱۲ منہ

شریف پر قبضہ کرنے سے ۱۲۱۸ہجری مین پھر مکہ کا رخ کیا اور اوسکا ایسا سخت محاصرہ کیا کہ باشندگان
مکہ بھوک سے مرنے لگے کتے حلال کرکے کھانے لگے آخرکار شریف غالب نے مجبور ہوکر
۱۲۲۰ہجری مین سعود کی اطاعت کرلی پھر وہابیون نے فتوحات مدینہ منورہ مین حاصل
کین ان مین کامل کارروائی کی کہ کسی بدعت کو اپنا تسلط کیے باقی نہ چھوڑا اور اولیا کی قبرون کے
گنبد [illegible] ڈھا دیے اور حجرہ مبارک کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا سعود نے چاہا کہ روضہ
منورہ [illegible] سے [illegible] اوٹھالی مگر خواب مین بشارت ہوئی وہ حضور رحمت گنجور سے فرمایا
خبردار اس حرکت سے [illegible] باز رہا اور اپنی طرف سے مدینہ منورہ کی باشندون
مین سے ایک شخص جسکا نام مبارک بن ضیان ہے مدینہ منورہ پر افسر کر دیا ان مقامات
مین نو برس کامل اس سعود وہابی کی حکومت رہی عثمانیہ سلطنت سے انکا انتظام اسلیے
نہ ہوسکا کہ وہ نصاری کی جنگ مین مصروف تھی اور نہایت کمزور ہورہی تھی فوج وہابی
اس قدر لیہ و زبردست ہوگئی کہ سلطان ترکی کو اپنی سلطنت جاتی رہنے کا خوف پیدا ہوا تب
محمد علی پاشا والی مصر کو سلطان نے حکم دیا کہ وہابی نغویات کو مقامات متبرکہ سے دور کرنے
کے واسطے زبردست فوج سے چڑھائی کیجائے بموجب حکم سلطانی پاشا نے مذکور نے
فوج جمع کی اور اوسے اپنے بیٹے طوسون پاشا کی ماتحتی مین بھیجا مگر صفرا اور حدیدہ کے مقام
پر اس لشکر نے عربون سے جو وہابیون کی مدد کو جمع ہوئے تھے ذیحجہ ۱۲۲۶ مین ایسی
شکست فاش پائی کہ بہت کم لوگ بچکر آ سکے تب مصر کو واپس ہوسکے اور تمام مال و
اسباب وہابیون کے ہاتھ لگا پھر محمد علی پاشا نے دوسرا لشکر تیار کرکے بذات خود ۱۲۲۷
مین وہابیون پر چڑھائی کی اور یہ فوج تمام مقبوضات وہابیہ کو فتح کرتی ہوئی صفرا
اور حدیدہ تک پہنچ گئی اور اوسے بھی ماہ رمضان مین نہایت حسن تدبیر کے ساتھ عربون کو
[illegible] بلا مقابلہ فتح کر لیا سپہ سالار لشکر وہابیہ کو ایک لاکھ ریال رشوت مین دیے اور دوسرے
سردارون کو اٹھارہ اٹھارہ ہزار ریال دیے اور اونکے واسطے وظیفے مقرر کیے یہ سارا کام

شریف غالب کی پیروی اور کوشش سے ہوا شریف مذکور بظاہر وہابیوں کے ہمراہ تھا مگر در
پردہ کارروائیان کر کے انکی بیخ کنی کرتا تھا جب عسکر سلطانی ماہ ذیقعدہ مین مدینہ مین داخل ہوا
اور اوائل محرم ۱۲۲۸ھ مین دریا کے رستے سے جدہ پہونچکر اوس پر قبضہ کر لیا یہ سارے
کام خفیہ طور پر شریف غالب کی رائے سے ہوئی پھر وہ چھپکر فوج وہابیہ سے نکلکر سلطانی
لشکر مین چلا گیا اور مکہ اور جدہ مین سلطانی فوج کے داخل ہوتے ہی عثمان مضائقی
طائف سے فرار ہو گیا مگر آخرکار گرفتار ہو کر قسطنطنیہ بھیجا گیا اور وہان قتل ہوا جب محمد علی
پاشا نے تمام وہابیوں کو حجاز مین سے چن چن کر قتل کرایا جمادی الاول ۱۲۲۹ہجری
مین ۶۸ برس کی عمر مین سعود بن عبد العزیز بن محمد بن سعود مر اور درعیہ مین اوسکا بیٹا عبد اللہ
جانشین ہوا یہ اگرچہ جری تھا مگر جنگی داؤن گھات سے محض بے خبر تھا محمد علی پاشا نے اپنے
بیٹے ابراہیم کو اوس کے تباہ کرنے کے لئے فوج دیکر روانہ کیا اس نے ۱۲۳۲ھ مین
درعیہ پہونچکر متواتر لڑائیوں کے بعد ذیقعدہ ۱۲۳۳ھ مین عبد اللہ ابن سعود کو مع اہل قید کر لیا قسطنطنیہ
مین بحکم سلطانی قتل ہوا اس کے بیٹے ترکی عبد اللہ کو خیال حکومت ہوا مگر وہ بھی بیاء
سلطان محمد خان والی قسطنطنیہ سے ریاض کو بھاگا اور مارا گیا بعدہ اس کے بیٹے فیصل نے
ریاض مین اپنی حکومت قایم کی ۱۸۶۲ء مین پالگریو سیاح اور ۱۸۶۵ء مین سر لوئس پیلی اوس سے
ملاقی ہوے ۱۸۶۶ء مین فیصل نے انتقال کیا تو اسکا بیٹا عبد اللہ قایم مقام ہوا ہر چند کہ وہابیوں کی
فوجی قوت نابود ہو گئی تھی تاہم محمد ابن عبد الوہاب نے جو اصول قایم کئے تھے بعض
مذہبی رہنما اوس کی تقلید کرتے تھے اگر کوئی شخص ملک ہندوستان سے حج بیت اللہ
کو جاتا اوس کو وہابی حالات کے مولوی ملتے تھے چنانچہ سید احمد صاحب ساکن رائے
بریلی ۱۸۲۲ء مین بعد الفراغ حج ہندوستان کو آئے تو ارادہ کیا کہ شمالی ہندوستان کا اسلام
درست کرین لوگون نے سادات جانکر تعظیم کی اور اپنا مقتدا تسلیم کیا یہ تمام شمالی ہند
مین اپنے معتقدین بنانے کے لئے پھرتے تھے پٹنہ مین اپنا نائب مقرر کیا اور وہ دہلی پہونچے

مولوی محمد اسمٰعیل اسکے بہت بڑے معتقد ہوئے سید احمد صاحب واعظ نہ تھے واعظ مولوی
محمد اسمٰعیل صاحب تھے جنکی نصیحتوں سے مسلمانوں کے دلوں میں ایک ایسا ولولہ اثر خیز پیدا
ہو جاتا تھا جیسا کہ کسی بزرگ کی کرامت کا اثر ہو جاتا ہے ۔ ایک مرتبہ وہ کلکتہ میں سکھوں پر جہاد
کا وعظ فرما رہے تھے اثنائے وعظ میں کسی شخص نے ان سے دریافت کیا کہ تم انگریزوں پر
جہاد کرنے کا وعظ کیوں نہیں کہتے وہ بھی تو کافر ہیں اس کے جواب میں مولوی اسمٰعیل
صاحب نے فرمایا انگریزوں کے عہد میں مسلمانوں کو کچھ اذیت نہیں ہوتی اور چونکہ ہم انگریزوں
کی رعایا ہیں اپنے مذہب کی رو سے یہ بات فرض ہے کہ انگریزوں پر جہاد کرنے میں ہم
کبھی شریک نہوں سید احمد صاحب نے ۱۸۲۴ء اور ۱۸۳۰ء کے درمیان سکھوں پر جہاد
اس خیال سے کیا کہ وہ مسلمانوں کو حد سے زیادہ حیران اور دق کرتے تھے ۱۸۲۴ء میں
وہ پشاور کی سرحد پر یوسف زئی فرقوں میں گئے اور اونھوں نے سکھوں پر جہاد کا اشتہار
دیا کوہستانی قومیں سب حنفی مذہب رکھتی تھیں اور ہندوستان کے سارے
مسلمانوں سے اونکو اپنے مذہب کا عقیدہ زیادہ تر مستحکم اور استوار ہے اور وہ اون مسلمانوں
سے کہ اونکا سا عقیدہ نہیں رکھتے ہیں دوستانہ نہیں پیش آتے [illegible] ان قوموں کو مذہب ان
وہابیوں کا پسند نہ تھا اونکے مسائل کو برا جانتے تھے مگر اس سبب سے کہ وہ سکھوں کے
جور و ستم سے نہایت تنگ و حیران تھے وہابیوں کے اس منصوبے میں شریک ہو گئے
کہ سکھوں پر حملہ کیا جائے اور اونھوں نے ان قوموں کی مدد سے پشاور کو فتح کر لیا اور بعد فتح کے
دوست محمد خان والی کابل کے بھائی سلطان محمد خان کے حوالہ کر دیا مگر سلطان محمد خان نے تھوڑے
سے تھوڑے عرصہ کے بعد پشاور کو گورنمنٹ سکھ کو دیدیا غرض [illegible] ۱۸۲۹ء میں سکھوں کے
ہاتھ پھر پشاور لگ گیا اور پٹھانوں میں آپس میں فساد عظیم برپا ہوا اور ان وہابیوں کے بہت سے
کو اونھوں نے قتل کر ڈالا تو وہ مجبور ہو کر ہزارہ کو چلے آئے اس وقت سید احمد صاحب اور مولوی
اسمٰعیل صاحب دونوں کے دل چھوٹ گئے اور اوسکے پیرووں کی ہمتیں ٹوٹ گئیں

معلوم ہو گیا کہ سرحد کے پٹھان ہمارے مذہب کے باعث ہم سے دلی عداوت رکھتے ہین
اب ہمکو اون سے کسی قسم کی امداد کی توقع نہین رکھنی چاہئے اور ہماری یہ قلیل جماعت کہ صرف
سکھون پر کامیاب نہین ہو سکتی اور اون سے مقابلہ نہین کر سکتی اسوجہ سے اونہون نے
کہا کہ اب ہمارے مذہب کے موافق جہاد جایز نہین رہا ہے ہندوستانیون نے خود انتخاب آرا کیا
کہ آیا سید صاحب ہمارے امام ہونے کی قابلیت رکھتے ہین یا نہین چنانچہ انمین سے اکثر
کی تو یہ راے تھی کہ وہ اس کام کے لایق نہین ہین اور بعض نے اس کے خلاف بیان کیا
تا مولوی اسمٰعیل صاحب نے اس حالت مین بھی ان جھگڑون کے دفعیہ کے واسطے
حتی الامکان کوشش کی اور ایک کتاب موسومہ منصب امامت لکھی جو سنہ ۱۲۶۵ ہجری مطابق
سنہ ۱۸۴۹ء مین کلکتہ مین طبع ہوئی تھی لیکن انکی یہ تمام کوششین بے فائدہ ہوئین سید احمد صاحب
کے پیرو بہت ہی کم ہو گئے اور آخر کار سنہ ۱۲۴۶ ہجری مطابق سنہ ۱۸۳۱ء مین شادی خان کی دغا بازی
سے سکھون کے مقابلہ مین جسکا سپہ سالار شیر سنگہ تھا ذکر سید احمد صاحب میدان جنگ مین مارے گئے
سید احمد صاحب نے شاہ عبد القادر صاحب سے علم حاصل کیا تھا مگر علم صرف و نحو اور قرات پڑھکر تصوف کی طرف متوجہ ہوئے
علم ظاہر مین سید صاحب کو پوری قدرت حاصل نہی گو بعض کتب اور جیسے حصن حصین وغیرہ پڑھی تھین مگر علم باطن مین محنت کی تھی مولوی
اسمٰعیل صاحب بھی انکے ہمراہ شہید ہوئے تھے اور مولوی عبد الحی اس واقعہ سے قبل کابل کے راستے مین عارضہ تپ لرزہ سے فوت ہو گئے تھے سید احمد
صاحب کی شہادت کے بعد اور بہت لوگون نے جہادیون کا ساتھ چھوڑ دیا اور لوگون نے انکا دل تھامنے کی نیت سے مصلحتاً یہ خبر مشہور کر دی
سید احمد ابتک زندہ ہین صرف بطور کرامت غائب ہو کر کسی پہاڑ کی کہوہ مین پوشیدہ ہو گئے ہین مگر آخر کار جب اس ہو کا حال کھلگیا تو سید احمد
کے پیرو اپنے گھرون کو ہندوستان واپس چلے آئے اور کچھ تھوڑے سے مسلمان
پہاڑ مین جا کر ستانا مین آباد ہوئے یہ گاون سید اکبر شاہ کا تھا جو سید احمد صاحب کا مشیر
اور خزانچی تھا اور اخوند سوات نے وادی پشاور کا حاکم بھی مقرر کیا تھا انمین سے اکثر مسلمان پٹنہ
اور دیگر اضلاع بنگالہ کے رہنے والے تھے مولوی عنایت علی اور مولوی ولایت علی انکے
سرگروہ تھے یہ دونون پٹنہ کے رہنے والے تھے سنہ ۱۸۵۷ء مین باغیون کی وجہ سے

انکی تعداد بڑھ گئی انگریزی سرکار سے جنگ امبیلہ مین انکو شکست دی آخر سنہ ۱۲ ہجری تک
بمقام ملوی قریب ۴۰۰ کے آباد تھے اور وہی شیخ عبد اللہ انکا حاکم تھا اس حاکم کی مخبری شاہی
امام محمد ربا از پشاور سے ہوئی تھی تاکہ وہابی لوگ سرحد اور ہندوستان مین بڑھین۔

سعود نجدی اور سید احمد صاحب نے جو کام تلوار سے نہین کیا تھا وہ بوجہ ارزانی چھاپہ کے لوگون
نے قلم سے کیا مولوی محمد اسماعیل صاحب نے جو صراط مستقیم اور تقویۃ الایمان مین لکھا ہے
اوسکا اثر لوگون پر پڑتا ہے سالہا سال سے آمین بالجہر کے باب مین ان دونون فریق کے
جھگڑے چلے آتے ہین جو مختلف شہروان ہندوستان و پنجاب (لاہور۔ امرتسر۔ لودہیانہ
میرٹھ۔ تا بیر ضلع دربھنگہ وغیرہ وغیرہ) مین مختلف صورتون اور عدالتون (دیوانی۔ فوجداری)
مین پیش ہو چکے ہین کسی عدالت سے ان مقدمات کی نسبت کبھی کوئی ایسا فیصلہ نہین ہوا
جو قطعی اور مسلم اخیر سمجھا جاتا اور وہ ان مقدمات کا دروازہ بند کر دیتا دلی کے اندر دونون
فریق کے طرفدارون نے مسائل فروعیہ اختلافیہ مثلاً نجاست آب اور نماز مین آمین بالجہر
ورفع یدین اور رفع سبابہ وغیرہ مین تنازعات برپا کیے بعض نے انکو حرام سمجھا اور بعض نے
مثل ہوا کہ دونون کے جادۂ اعتدال سے گذر کے ہر فریق اپنے مخالف فریق کو گمراہ اور خارج از اہل
سنت وجماعت تقریر و تحریر مین کہنے لگا اور طرح طرح کے اشتہار اور رسائل مشتہر کیے
یہان کے فساد سے اور شہرون اور قصبون کے مسلمانون مین بھی تنازع و تکرار واقع ہوئی اور نوبت
بہ فوجداری پہونچی اس لیے صاحب کمشنر دہلی نے ایک معاہدہ علماے اہل حدیث (غیر مقلدین)
اور علماے فقہ حنفیہ سے لکھوا کر کمشنری قسمت دہلی مین داخل کرایا جس کی نقلین تمام ہندوستان
مین مشتہر ہوئین اس پر دہلی لکھنو عظیم آباد وغیرہ کے ۳۸ علما کی مہرین اور دستخط ہین جنمین
مولوی سید نذیر حسین صاحب دہلوی اور مولوی عبد الحلیم صاحب لکھنوی بھی ہین یہ معاہدہ ۲۶ ذیقعدہ روز
جمعہ سنہ ۱۲۹۸ ہجری کا لکھا ہوا ہے خلاصہ مضمون اس کا یہ ہے کہ ایک فریق دوسرے
فریق کے افعال نماز مین طعن و توہین سے پیش نہ آوے اور نماز ایک فریق کی دوسرے

سکے پیچھے بشرط رعایت عدم مفسدات جایز ہے پس جو شخص کرے اوسکو منع نہ کیا جاوے
اور اوس کے پیچھے بلاشبہ نماز پڑھنی چاہیے اور جو نکرے اوس پر اعتراض نہو اور
عامل افعال مذکورہ اوس کے پیچھے نماز پڑھے کوئی کسی کو برا اور بدمذہب بجانے
مساجد مین کسی فریق کا کوئی فریق فریقین مین سے مانع اور مزاحم نہو عامل بالحدیث اپنے
طور پر عمل کرے اور عامل بالفقہ اپنے طور پر ہر ایک مسجد مین ہر ایک اپنے عمل بجالانے
کا مجاز و مختار ہے پس ہم سب کو ایسا کا اشتہار دیتے ہین کہ ہر واعظ اپنے وعظ مین
دلائل تکراری و مسائل اجتہادی وغیرہ بیان نکرے البتہ وقت تدریس حدیث شریف
کے اوس کے دلائل اور کتب فقہ کی تدریس کے وقت اوس کے دلائل بیان کئے
جاوین اور طعن و تشنیع نکیا جاوے علی ہذا القیاس ہر موقع تحریر پر سوائے دلائل کتب
کوئی بات خلاف تہذیب نہ لکھی جاوے اور اب جو شخص کوئی اشتہار یا کتاب ایسے
مضمون کی شایع کرے جسمین مذاہب ائمہ اربعہ یا محدثین علیہم الرضوان کی توہین شرعی ہو
اوس کی تدارک کی حکام سے استدعا کیجاے الی آخرہ اس گروہ کے سرگروہ مولوی سید
محمد نذیر حسین صاحب دہلوی سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین جب بعزم حج حرمین کو گئے تو وہان انکو
بعض ہندوستانیون نے عقیدۂ وہابیہ کی وجہ سے گرفتار کرادیا انہون نے سید عثمان
پاشا گورنر حجاز و کمانڈر انچیف عربستان کے اجلاس مین عین مکہ مکرمہ مین وہابیت
سے جسکو اعتزال سے تعبیر کیا گیا ہے — انکار کیا گورنر حجاز نے ترکی زبان
مین انکے انکار کی تصدیق مین ایک روبکار محافظین مدینہ منورہ کے نام جاری کیا جسکا
ترجمہ یہ ہے بجناب محافظین مدینہ منورہ سعادت مآب حضرت صاحب من ہندوستانی
مولویون مین سے نذیر حسین اور ایک شخص انکے شاگردون سے ان دونون پر انکے ہم وطنون
کی طرف سے جو معتزلہ (وہابی) ہونے کی تہمت لگائی گئی تھی اس سے لئے دان دونون
پر مواخذہ کرکے ضروری تحقیقات کی گئی مگر اس تہمت سے ان دونون کا بری ذمہ ہونا

ثابت ہو اور وہان بھی اگر انکے حق مین اس قسم کا کوئی الزام لگایا جاوے تو اس سے انکی براءت
ذمہ معلوم ہونے کے لئے یہ تحریر کی جاتی ہے ازانکہ تاریخ ۱۶ ذی الحجہ سنہ ۱۲ ہجری نواب
مولوی سید محمد صدیق حسن خان بن سید اولاد حسن بریلوی مولد قنوجی موطن بھی اسی طریقے
کے بہت معاون سمجھے گئے ہین یکشنبہ ۱۹ جمادی الاولی سنہ ۱۲۴۸ ہجری مین پیدا
ہوئے اور چہارشنبہ ۲۸ جمادی الاخری سنہ ۱۳۰۷ ہجری مین بعارضہ استسقا مقام بھوپال
مین انتقال کیا اور سنہ ۱۲۸۸ ہجری مین نواب شاہجہان بیگم صاحبہ رئیس بھوپال کے
ساتھ عقد نکاح ہو جانے سے مرتبۂ نوابی و امارت کو پہونچے۔ جب یہ بیگم صاحبہ کو اپنے
ہمراہ خانہ کعبہ کو لے گئے تو باوجود دولت و ثروت اور کافی جمعیت کے مدینہ منورہ
کو نہ گئے اور جب مسلمانان ہندوستان مین اس بات کے چرچے ہونے لگے تو
۲تاج الاقبال وغیرہ تواریخ بھوپال مین بیگم صاحبہ کی طرف سے یہ الفاظ معذرت کے لئے
لکھوا دئے ازبلکہ شورش بدویان راہ مدینہ منورہ پرخطر بود ارادہ آنجا بمجبوری موقوف داشتہ
سنہ ۱۳۰۲ھ مین بیگم صاحبہ کی استدعا کی موجب مولوی صدیق حسن خان کا خطاب نواب دولہ مرحوم
برٹش گورمنٹ نے منظور کرکے حکم دیدیا کہ تمام تحریرات قلمرو بھوپال اور برٹش گورمنٹ
کے مراسلات مین یہی خطاب لکھا جایا کرے۔ انہون نے علم حدیث و تفسیر و عربیت
وغیرہ مین بزبان عربی و فارسی و اردو بہت سی تالیفات کین اور لاکھون روپیہ کے صرف
سے چھپوا کر انکو شایع کیا اور علمانے اونپر تقریظین لکھین ہندوستان بلکہ عرب
و روم و مصر مین کوئی ایسی جگہہ نہوگی یا کم ہوگی جہان کوئی اہل علم یا علم کا ذکر واثر ہو اور انکی
کوئی تالیف وہان نہو اسی وجہ سے انکو بعض علمانے جو اس طریقہ کے پابند مین
اس صدی کا مجدد قرار دیا ہے مگر باوجود اس کمال کے نواب صاحب کی تصانیف
مین بڑی خرابی یہ ہے کہ انکو اپنی تصانیف مین تحقیق و تدقیق کا التزام نہین صرف جمع و

لہ نواب صاحب کو پایۂ تحقیق نہ حاصل ہونے کی بڑی دلیل یہ بات رہی کہ کتاب البلغہ فی اصول اللغۃ مین جو قسطنطنیہ

تالیف اونکو پیش نظر رہتی تھی لہذا وہ ہر قسم کے مسائل کو محقق ہون خواہ غیر محقق مناسب
وضروری ہون خواہ غیر مناسب وغیر ضروری اپنی تصانیف مین درج کردیتے تھے یہی
وجہ ہے کہ اسکے ہم عصرون اور ہم چشمون (مولوی عبدالحی صاحب لکہنوی وغیرہ علما)
نے انکی تصانیف پر نکتہ چینی کی ہے اور انکے بعض مسائل مین غلطی تحقیق سے مخالفت
ایسی ثابت کر دکھائی ہے کہ اسکو نوابصاحب نے بھی مان لیا ہے اور صاف لکھدیا ہے
کہ ہم صرف ناقل ہین ہمکو اس سے بحث نہین کہ فلان امر مین حق وصحیح کون قول ہے نواب
صاحب کی غرض مضامین کو اپنی کتاب مین درج کرنے سے غالبًا اپنی جمعیت اور ہمہ دانی
اور ہر مسئلہ مین حاضر جوابی کا اظہار تھا جس زمانہ سے نوابصاحب نے بیگم صاحبہ کے
کاروبار مین شرکت یا مددگاری کی تھی گورنمنٹ کے افسر برابر خوش انتظامی کے مداح رہے
اور گورنمنٹ نے بیگم صاحبہ کی تحریک سے اونکے لئے خطاب نواب والاجاہ امیرالملک
اور اتواپ سلامی وغیرہ اعزاز مقرر کئے ۱۸۸۵ء مین سرلیپل گریفن ایجنٹ گورنرجنرل سنٹرل
انڈیا نے لارڈ ڈفرن وسیرائے ہند کے سامنے نواب صاحب کو گورنمنٹ کا مخالف
اور مخالفین گورنمنٹ کا خیرخواہ ثابت کرکے نوابصاحب کا خطاب نوابی اور سارے
اعزاز جو گورنمنٹ نے اونکو دئے تھے سلب کرائے مگر بیگم صاحبہ والیہ بھوپال نے جنکو اپنی
طرف سے عطائے خطاب نوابی کا اختیار حاصل ہے انہنے یہ خطاب واپس
نہین لیا اور اس سلب اعزاز اور واپسی خطاب کا سبب یہ الزامات ہین جو نوابصاحب پر
لگائے گئے تھے (۱) اول خرابی انتظام ریاست (۲) عام رعایا پر ظلم (۳) ملازمت مین
مذہبی حمایت (۴) مذہب رعایا (ہنود و شیعہ وحنفیہ) سے بیجا تعرض (۵) بندوبست
مین بیجا تشدد (جسکے سبب سے سات ہزار آدمی جلاوطن ہوگئے) (۶) وہابی مذہب کی تائید

امیر عالی مقام سردار والا احتشام سخن سنج معنے شناس کرم گستر فیض اساس نواب عالی جناب احمد یار خان
بہادر خلعت نواب ذوالفقار الدولہ ذوالفقار خان بہادر دلاور جنگ کے طبع کیا گیا - ۱۲ منہ

(۷) مسمی دین محمد کی معرفت مہدی سوڈانی کو روپیہ بھیجنا (۸) مجموعہ خطب - ہدایۃ السائل - ترجمان (؟)
اقتراب الساعۃ وغیرہ کتابوں مین گورمنٹ کی مخالفت مین مضمون لکہنا اور رعایائی گورمنٹ سی
جہاد و بغاوت کی ترغیب دینا وغیرہ وغیرہ - گورمنٹ کی اس کارروائی سے خوف زدہ
ہوکر اگرہ بھوپال لاہور کے ہم مشربان نوابصاحب نے نواب صاحب کو خصوصا اور تمام وہابیونکو
عموما گورمنٹ کے تدارک اپنی سلطنت کا خیرخواہ ثابت کرنے سے کو گورنمنٹ انگلشیہ سی
جہاد کی ممانعت مین رسائل و تحریرات سے شایع کرنا شروع کین مگر اسکے مخالفین سے فوراً
تاڑ لیا کہ یہ سب صرف آجکل کسی مصلحت یا حکمت عملی کی نظر سے کیا جاتا ہی اور نوابصاحب کے
مخالفین سے یہ بات اخبارات مین شایع کرادی کہ جب ۱۸۸۵ء مین جنرل ڈیلی وغیرہ کی معرفت
گورمنٹ پر کھلا گیا کہ نوابصاحب کی ایسی کتابین جنمین انگریزون سے جہاد کی ترغیب سے
شایع ہوئی ہین اور اوس وجہ سے گورمنٹ کا نواب صاحب پر عتاب ہوا تب سے
نوابصاحب نے اپنی سابق تصنیفات سے برخلاف گورمنٹ سے جہاد کی ممانعت مین کتابین
تصنیف کین نوابصاحب کا تحریرات مانع جہاد کا شایع کرانا اس موجودہ سزا کے خوف
سے تھا جس کے سامنے ہونے کا دس برس پیشتر اونکو یقین ہو گیا تھا مگر نوابصاحب
کے دوستون نے نوابصاحب کے ایما سے ان الزامات کے جوابات اکثر دیسی اور بعض
انگریزی اخبارات مین درج کرا سے ہمین نواب کے معتبر مصاحبون سے یہ خبر پہونچی ہے
کہ جب گورمنٹ سے نوابصاحب پر یہ عتاب کیا تو انہون سے اپنی بہت سی الہکی کتابین جو طبع
ہو چکی تھین اور گورمنٹ کے کان تک اونکے الفاظ مخالفانہ نہ پہونچنے تھے جلوا دین -
الغرض وہابی اپنے آپ کو اہل حدیث اور اہل سنت اور محدث اور عامل بالحدیث اور موحد
سمجھتے ہین کیونکہ انکو یہ زعم ہے کہ ہمارا طریقہ سراسر علم قرآن و حدیث ہے رای و قیاس
سے بالکل دور ہے اور ادلہ کتاب و سنت سے بہت نزدیک ہے اور اپنے مخالفون
و مقابلون کو بدعتی کہتے ہین وہابی کبھی دفع الوقتی کے لئے بطور تقیہ کے عبدالوہاب نجدی سی

بیزاری ظاہر کرتے ہین نواب صاحب نے بھی عبدالوہاب نجدی کو برا کہا ہے اور اپنے
رسالہ حطہ فی احوال الصحاح الستہ مین جو ۱۳۰۲ ہجری مین طبع ہو کر شایع ہو چکا ہے محمد ابن
عبدالوہاب نجدی کا حال بیان کرکے لکھا ہے اسکے بہت مشہور خصلتین جنکو برا سمجھا
جاتا ہے دو خصلتین ہین اول لوگون کو بلا دلیل کافر کہنا دوسرے بے گناہ خون
بہانا نواب صاحب ترجمان وہابیہ مین جسکو اونہون نے ۱۸۸۴ء مین چھپوایا ہے
صفحہ ۷۲ پر کہتے ہین یہ لوگ اس لقب سے کمال نفرت رکھتے ہین اور انکار کرتے
ہین اور انکو وہابی کہنا ایسا برا لگتا ہے جیسے گالی دینا جب ہم اپنے تئین کسی اگلے بڑے
امامون کی طرف منسوب نہین کرتے اور نہ اپنے تئین حنفی اور شافعی کہتے ہین اور حنبلی
اور مالکی کہنے سے راضی ہوتے ہین تو پھر محمد ابن عبدالوہاب کے پیچھے چلنے اور اونکے
طریقے مین اپنے تئین داخل کرنے پر کب راضی ہونگے اور سر سید احمد خان رسالہ جواب ڈاکٹر
ہنٹر مین کہتے ہین کہ یہ لوگ لفظ غیر مقلد کو بھی ویسا ہی برا سمجھتے ہین جیسا کہ لفظ وہابی کو
اس گروہ کا قدیمی خطاب اہل حدیث ہے جس سے وہ زمانہ تقرر مذاہب اربعہ مین مشہور
تھے غرض انکی اس سے یہ ہے کہ لفظ وہابی اور غیر مقلد کا اطلاق اس گروہ سے
اوٹھ جاوے اور یہ ثابت ہو جاوے کہ جو لوگ آجکل وہابی سمجھے جاتے ہین یہ اونہین اہل حدیث
کی چال ڈھال پر ہین جنکا کتب اہل سنت مین مذہب حنفیہ و شافعیہ کے مقابلہ مین ذکر کیا
جاتا ہے وہ لوگ یہ ائمہ ہین یزید بن ہارون یحیی بن سعید احمد بن حنبل۔ اسحاق بن راہویہ
عبدالرحمن بن مہدی۔ عبدالرزاق۔ ابوبکر بن ابی شیبہ۔ مسدد۔ ہناد۔
فضل بن دکین علی بن مدینی وغیرہ اور اسکے بعد کے طبقے کے جیسے امام بخاری۔
مسلم۔ ابوداود۔ عبد بن حمید۔ دارمی۔ ابن ماجہ۔ ابویعلی۔ ترمذی۔ نسائی۔ دارقطنی۔
حاکم۔ بیہقی۔ خطیب بغدادی۔ دیلمی۔ ابن عبدالبر وغیرہ۔ ۱۹ جنوری ۱۸۸۸ء کو گورنمنٹ
ہند اور گورنمنٹ پنجاب سے حکم نافذ ہوا کہ سرکاری کاغذات مین لفظ وہابی کے استعمال

کو مسدود کیا جائے مگر اس حکم کے ساتھ یہ بھی احتمال تھا کہ اس فرقہ کو بجائے لفظ وہابی لفظ
غیر مقلد سے مخاطب کیا جائے مگر اس گروہ کے مختلف صوبجات ہندوستان پنجاب
ممالک غرب و شمال اودھ بمبئی مدراس بنگال ممالک متوسط کی تین ہزار ایک سو چھتیس اعیان
اشخاص کر یہ ظاہر کرنے پر کہ ہم لفظ غیر مقلد کو بھی ویسا ہی برا جانتے ہین جیسا کہ لفظ وہابی
کو گورنمنٹ ہمکو اس لفظ کے ساتھ مخاطب کرنے سے بھی معاف رکھے اور ہمکو بجز اہل
حدیث کے کسی لفظ سے مخاطب نکرے جسکا اثر و نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ گورنمنٹ کے نزدیک
لفظ غیر مقلد بھی ویسا ہی دل آزار سمجھا گیا جیسا کہ لفظ وہابی سمجھا گیا اور اس گروہ کو اس کے
استعمال سے معاف رکھا گیا ڈاکٹر ہنٹر صاحب ممبر کونسل واضع قانون نے ایک رسالہ
لکھکر اوسمین ان لوگون کو گورنمنٹ کا بدخواہ قرار دیا تھا اس رسالہ سے بہت سے افسران
گورنمنٹ نے دھوکا کھایا اور یہ سمجھہ لیا کہ وہابی گورنمنٹ کے باغی کا نام ہے یا گورنمنٹ
سے بغاوت وہابیون کا کام ہے جسکو سید احمد خان نے عمدہ تفصیل سے اوٹھایا اور
خوب ثابت کر دکھایا ہے کہ یہ فرقہ جسکو وہابی کہا جاتا ہے گورنمنٹ کا مخالف ہنین ڈاکٹر
ہنٹر صاحب نے ناواقفی کے سبب دھوکا کھایا ہے۔

یہ بھی یاد رکھو کہ آجتک کوئی پہاڑی پٹھان ایسا نہین گذرا جو سوائے حنفی مذہب کے اور
کسی مذہب کا پیرو ہو یا وہابیت کی جانب ذرا بھی میلان خاطر رکھتا ہو البتہ حیات افغانی
مین یہ فقرہ لکھا دیکھا ہے کہ چند عرصہ سے ملا سید میر کوٹہ کے پیرو وہابی سمجھے جاتے ہین
اور اخوند سوات کے سپکے پیرو جو حنفی المذہب ہین ملا سید کے معتقدین کو گمراہ سمجھتی ہین
اور اکثر عثمان زئی اور ناصر اللہ کی اولاد جو گڑھی اسماعیل کا باشندہ تھا ملا سید میر کے طرفدار
ہین۔ **تذکرہ**۔ تعریبات الشافیہ مین لکھا ہے **وفی ذلک القرن الاخیر ظھر بالیمن
شیخ کبیر یقال لہ الشیخ المکرمی فصنع مذھبا الیہ ینتھی وکان ظھورہ
مقارنا لظھور مذھب الوھابیۃ ببلاد النجد والدرعیۃ**۔ یعنی جس

زمانہ مین وہابیون کا نجد مین ظہور ہوا تہا تو قریب قریب اوسکے ملک مین یمن مین ایک بڑی
شیخ سنی جسے شیخ مکرمی کہتے تھے ایک نیا مذہب اپنی طرف سے پیدا کیا تھا۔

فرقہ ہفتم بابی

یہ فرقہ باب کی طرف منسوب ہے جسکا اصلی نام علی محمد ہے اور مہدویت کا دعوے کیا
تہا اسکا باپ جسکا نام مرزا رضا ہے شیراز کا تاجر تھا دستور کے موافق باب نے بہی پہلے
فارسی پڑہی اور اسکے بعد عربی کی چند ابتدائی کتابین دیکہین بعد کہ پہر فوراً سخت ریاضتین
کرکے زہد مین شہرت حاصل کرلی پہر کربلا مین سید کاظم مجتہد کے حلقۂ درس مین جا شامل
ہوا اوسکے انتقال کے بعد اور بہت سے شاگرد ساتھ لیکر کوفہ کی مسجد مین جا پہنچا
اور بہت ریاضتین کرکے لوگون کو اپنی طرف مائل کرلیا پہر ۱۲۶۰ہجری مین اپنے عقیدت
کیشون سے اس امر کا اظہار کیا کہ جس مہدی صاحب الامر کا انتظار کیا جا رہا تھا
وہ مین ہی ہون اور اسکے ثبوت مین بعض احادیث جنمین مہدی موعود کے آثار بتلائے
گئے تھے پیش کین اور کہا جو آثار اس مہدی مین بتلائے گئے ہین وہ مجہمین پورے
طور سے موجود ہین جب اسکے ثبوت مین معجزہ طلب کیا گیا تو باب نے جواب دیا کہ میری
تحریر و تقریر ہی معجزہ ہے اس سے بڑہکر کیا معجزہ ہوسکتا ہے کہ ایک ہی دن مین ہزار شعر
مناجات مین تصنیف کرتا ہون اور پہر اپنے قلم سے لکہتا بہی ہون اور چند مناجاتین پیش
کین جنمین اعراب تک درست نہ تھا جب اسپر اعتراض ہوا تو آپ کیا جواب دیتے ہین کہ علم نحو
ایک گناہ کا مرتکب ہونے کی وجہ سے ابتک غضب الہی مین گرفتار تہا اب مین نے
خدا کے حضور مین اسکی شفاعت کی جس سے اس کی خطا معاف ہوئی اور حکم ہوگیا کہ نحوی
غلطیون کا کوئی مضایقہ نہین اور آیندہ سے اگر کوئی غلطی کرے تو کچہہ حرج نہین عوام کو مطیع
کرنے کے لئے ایک اچہی تدبیر سوچہی اور حکم دیا کہ چونکہ میرے وجود سے غرض تمام ادیان
کا متحد ہوجانا ہے جسکی وجہ سے مین آیندہ سال مکہ معظمہ سے شمشیر بکف خروج کرونگا اور

جملہ روئے زمین پر قبضہ کرونگا لہذا جب تک تمام ادیان منسوخ ہو جائیں اور تمام دنیا میری
مطیع ہو جائے تمام تکالیف شرعیہ ملتوی ہیں اب اگر میرے مریدوں میں سے
کوئی شخص منہیات شرعی کا مرتکب ہو یا احکامات شرعی ادا کرے تو اوسپر کوئی مواخذہ
نہیں اسوجہ سے بہت سے عوام اوسکے مطیع ہو گئے اس کے مذہب میں حقیقی بہن بھی
بھی مثلاً ہونا زنا میں شمار نہیں کیا جاتا تھا اور ایک عورت کا نو آدمیوں کو نکاح میں لانا جائز تھا
کسی مذہب کا وہ پابند نہ تھا اگرچہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا تھا اس کے متبعین میں بھلا
فسق و فجور کا بازار گرم ہو گیا عورتیں بے پردہ مجلسوں میں شریک ہوتیں اور شرابیں پلاتیں
اور باب نے سمجھدار لوگوں کو آیندہ کی بہبودی و ترقی کی امید دلائی اور وعدہ کیا کہ
جب سارے روئے زمین پر میرا قبضہ ہو جائے گا تو تمہارے حقوق سب سے مقدم سمجھے
جائیں گے غرضکہ ایک اچھی خاصی جماعت باب کی مطیع ہو گئی باب نے اپنے مریدوں
کو چند احکامات بھی دیئے تھے جو بطور اشعار ادا کئے جاتے تھے اور وہ یہ تھے (۱)
چونکہ تمام دنیا کا میرے زیر نگین ہونا اس غرض سے کہ تمام دنیا ایک مذہب ہو جائے
ضروری ہے لہذا میں آیندہ سال مکہ معظمہ سے شمشیر بکف سارے جہان پر حملہ آور ہونگا
کہ دنیا میرے تحت تصرف میں آجائے اور وہ تمام اغراض جو میرے وجود سے مقصود ہیں
پورے ہو جائیں اور اس سے ضرور ہے اعدائے خدا کی جانیں جسم سے جدا ہونگی اور
ہزاروں خون کی ندیاں جاری ہونگی پس جملہ مریدین باصفا کو حکم دیا جاتا ہے کہ بطور ایک
علامت و شگون کے اپنے خطوط کو سرخ کیا کریں (۲) السلام علیک کی عوض مرحبا ایک
سلام کے لئے مقرر کیا جاتا ہے (۳) اذان میں میرا نام بھی داخل ہو۔ اور اسکا یہ قول بھی
تھا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی نے مجھ سے بیعت کی اور یہ کہ ابتک آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی الگ الگ اور جدا جدا تھے میں ان دونوں کا جامع ہوا
اور اسیوجہ سے میرا نام بھی علی محمد ہے اس کے اقوال میں سے ایک یہ بھی تھا کہ جب

طرح کوئی آدمی بغیر باب یعنی دروازے کے گھر کے اندر نہین جا سکتا ہے اسیطرح بغیر
اس کے کہ مجھسے وہ کہین اور مجھسے اجازت حاصل کرین خدا اور دین خدا تک نہین پہونچ
سکتے ہین جب اس قول کو سنا تو اوسکا لقب ہی باب کر دیا اور باب نے تھوڑے
دنون بعد بعض مریدون کو بطور منادی کے شیراز بھیجے تاکہ وہ لوگون کو باب کے مہدی موعود
ہونے کا یقین دلائین اور جو لوگ اس کے مہدی موعود ہونے کی تصدیق کرین ان سے
بیعت لین اپنا تصنیف کیا ہوا کلام بھی بھیجا ہے کسی کا نام قرآن کسی کا نام مناجات رکھا گیا
تھا انکو دیا گیا تاکہ وہ اوسکو لوگون کے روبرو پیش کرین اور وہ بجائے قرآن مجید اور صحیفہ
سجادیہ کے کہ امام سجاد کی تصنیف کردہ مناجاتین ہین پڑھا کرین بعض مورخین کا قول ہے کہ
باب کا خلیفہ ملا حسین شیرازی ہوا اور قرۃ العین نام ایک خوبصورت عورت نامی بنت جو
عربیت مین دستگاہ رکھتی تھی کچھ عبارتین لکھ کر کہا یہ جواب کلام اللہ ہے اور دعوت طریقہ باب
کی جانب کہ تصوف مین چھپ رہا تھا شریعت کی جوق جوق مخلوق شیعہ وغیرہ مین سے
اوس عورت کے حسن و جمال اور کلام کی فریفتہ ہو کر گمراہ ہو گئی بلکہ جلاء العینین مین لکھا
ہے کہتے ہین کہ بعض یہود و نصاریٰ نے بھی مذہب باب کی اتباع کی اسوقت فارس کا
گورنر نظام الدولہ تھا جب اسکو یہ خبر معلوم ہوئی تو فوراً باب کی گرفتاری کا حکم دیا کسیقدر
پولیس بھی خفیہ طور سے بھیجی پولیس نے باب کو گرفتار کر لیا اور پا بجولان اوس کے وطن اصلی
شیراز مین لا کر اس کے اصلی مکان مین محبوس کر دیا پھر مجمع عام مین لاجواب کروا کے قتل کرنے کی
غرض سے باب کے حاضر ہونے کا حکم دیا باب حاضر ہوا تو نظام الدولہ نے اوس کی بڑی تعظیم
و تکریم کی اور یون اوس کے گرفتار کئے جانے پر افسوس کیا پھر یہ ظاہر کیا کہ میری رائے کا دفعتہ
یون بدلجانا ایک خواب کی دیکھنے کی وجہ سے ہے اور اخیر مین یہ بھی کہدیا کہ اب میری آرزو بھی ہے
کہ میرا جان و مال آپ پر فدا ہو اور یہ تمام فوج و توپخانہ وغیرہ جو میرے ماتحت ہے آپ کی تائید مین
کام آئے یہ تمام تقریر کچھہ ایسی بیباکی سے کی گئی تھی کہ باب نے بھی اس کو صحیح خیال کیا

ہو جاے باب نے وہین بیٹھکر چند سطرین عربی مین لکھین اور انہین پیش کیا لوگون نے جب انکو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ان مین اعراب تک درست نہین اسوقت نظام الدولہ نے کہا کہ جب تو دو سطرین صحیح نہین لکھ سکا تو پھر یہ کیا ہرزہ سرائی کر رہا ہے کیا انہین دو سطرون سے تیرا کلام خدا کے کلام سے بھی بڑھگیا اب مین ایسی حالت مین بجز اس کے کہ تیرے قتل کا حکم دون اور کیا کر سکتا ہون مگر قبل اس کے کہ ایسا حکم دیا جاے مناسب ہے کہ تیری خوب تادیب کیجاے حکم کی دیر تھی کہ باب پر مار پڑنے لگی اور ایسی سخت مار پڑی کہ اوسان خطا ہو گئے باب چالاکی سے پکارنے لگا توبہ کردم توبہ کردم مگر نظام الدولہ نے اوس کا منہ کالا کر دیا اور تمام شہر مین گشت کروانے کے بعد شیخ ابو تراب کی مسجد مین لیجا کر توبہ کروائی اور بعد اس کے احتیاطا باب کو قید بھی کر دیا اصفہان کا گورنر معتمد الدولہ صوفیون فقیرون وغیرہ کی صحبت کا زیادہ مائل رہا کرتا تھا اس نے باب کو درویش کامل سمجھکر رہائی دلوا کر اپنے پاس بلا لیا معتمد الدولہ نے بھی ایک مجلس مناظرہ قائم کی مگر نہ اس مقصد کے لیے جو نظام الدولہ کی تھی کہ باب کو لاجواب کرے بلکہ اس کے برعکس اس لیے کہ باب دوسرون کو لاجواب کرے مجلس مناظرہ مرتب ہوئی اور اس مین اہل شیعہ کی طرف سے مرزا سید محمد اور آغا محمد مہدی اور میرزا محمد حسن مباحثہ کے لیے مقرر ہوے مجلس جمع ہوئی چونکہ پہلے تجربہ ہو چکا تھا لہذا باب نے یہان پہلے تقریر کرنا مناسب خیال نکیا اور اجازت دی کہ فریق مخالف تقریر کرے تو سب سے پہلے آغا محمد مہدی نے باب سے سوال کیا۔

آغا مہدی جتنے لوگ یہان اسوقت موجود ہین یا تو مجتہد ہین جو خود ہی مسائل کو احادیث سے استخراج و استنباط کرتے ہین یا وہ لوگ ہین جنہین اتنی لیاقت نہین ہے جس سے وہ احکام و مسائل کا استخراج کر سکین یہ لوگ کسی مجتہد کی تقلید کرتے ہین آپ ان دونون مین سے کس مین شامل ہین۔

باب مین کسی کی تقلید نہین کرتا اور نہ قیاس سے کام لیتا ہون جیسے کہ مجتہد کرتے ہین بلکہ

ایسا کرنا میرے نزدیک حرام و ناجائز ہے۔

آغا مہدی آپ کہتے ہیں کہ میں کسی کی تقلید نہیں کرتا جس سے معلوم ہوا کہ آپ مجتہد ہیں لیکن
آپ کو مجتہد ہونے سے انکار ہے تو اسکا یہ مطلب ہوا کہ جن مسائل پر آپ کا عمل ہے اور جنکا
آپ حکم دیتے ہیں وہ قیاسی نہیں بلکہ یقینی ہیں لیکن چونکہ ہمارے نزدیک باب علم مسدود ہے
اور مجتہد کی صحبت ناجائز ہے لہذا جب تک امام آخر الزمان کا ظہور نہو جاوے اور ان سے ملاقات
نکرے اور خود اونکی زبان سے مسائل فقہ کو نہ سنے کوئی شخص اس امر کا دعویٰ نہیں
کر سکتا کہ اس کے مستخرجہ مسائل یقینی ہیں پس آپکو اس کے یقینی ہونیکا ثبوت دینا ضروری ہے

باب تو بیچارہ ہوا ہی متعلم ہے مجھ سے شخص کی ساتھ جسکا مقام قلبی ہے کس طور سے مباحثہ
کر سکتا ہے یہ ایسی باتیں ہیں جنمیں تیری عقل کچھ بھی کارگر نہیں ہو سکتی پس بجائے اس کے
کہ فضول بکواس کرے بہتر ہے اپنی جائے پر خاموش بیٹھا رہ۔

مرزا محمد حسن شاید آپکو بھی اس امر سے انکار نہوگا کہ جو شخص مقام پر پہونچ جاتا ہے تمام
چیزیں اس کے روبرو ہو جاتی ہیں اور کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں رہتی جو بات
پوچھئے اسکا جواب ملتا ہے جب آپ بھی اس مقام کو پہونچ گئے ہیں تو ضرور ہے جو بات
پوچھی جاوے گی اوسکا جواب ملجاوے گا۔

باب نہایت ہی جرأت کے ساتھ بیشک آپکی رائے ٹھیک ہے جو آپ چاہتے
ہوں پوچھئے میں اسکا جواب دونگا۔

محمد حسن حضرت جواد علیہ السلام کی نسبت یہ منقول ہے کہ وہ ایک ہی قدم میں مدینہ سے طوس
پہونچ گئے تھے عقلاً یہ محال و ناممکن معلوم ہوتا ہے آپ کے نزدیک یہ واقعہ کسطور پر ہوا اور یہ بیان
کیجئے کہ حضرت علی کی نسبت جو یہ کہا گیا ہے کہ وہ ایک ہی رات ایک ہی وقت میں چالیس
آدمیوں کے مہمان ہوئے تھے صحیح ہے تو اسکو دلائل عقلی سے ثابت کیجئے ایسے ہی چند امور
کی نسبت جو عقلاً محال ہیں سوال ہوا اور کہا گیا کہ اونکو عقلی طور سے ثابت کیجئے۔

باب یہ باتین نہایت دقیق ہین آپ اگر مناسب سمجھین تو مین اونکو مفصلاً لکھے دیتا ہون

محمد حسن آپکی مرضی لکھہ دیجیے۔

اتنے مین کھانا تیار ہوا اور سب لوگ کھانا کھانے لگے اس عرصہ مین باب نے چند سطرین
لکھین اور جسوقت کھانا کھا کر لوگ جانے لگے تو اوسوقت مرزا محمد حسن کو باب نے اپنی
تحریر دی مرزا محمد حسن نے دیکھکر کہا کہ یہ تو ایک خطبہ ہے جسمین کسیقدر حمد ہے اور نعت
اور باقی مناجات ہے لیکن تم سے جو سوال کیا تھا وہ نہین ہے اگرچہ اسوقت
بھی نہین بہت سے لوگ تو پہلے جا چکے تھے اور جو رہ گئے تھے وہ بھی چلتے پھرتے
نظر آئے اور مباحثہ یونہی ناتمام رہگیا اور مباحثہ سے باب کی وقعت جو معتمد الدولہ کے
دل مین تھی ذرا بھی کم نہوئی بلکہ اور زیادہ ہوگئی مشکل یہ آپڑی کہ باب کی علانیہ تائید کرنے
مین مجتہدین کو جنہین ایران مین بہت بڑی قوت حاصل ہے بدگمانی پیدا ہوتی ہے معتمد الدولہ
کو خود اپنی جان بچانی مشکل ہوجاتی آخر کار مناسب سمجھا گیا کہ باب مخفی رکھا جاے اور
لوگون سے اس امر کا اظہار کر دیا کہ وہ خارج البلد کر دیا گیا چند مہینے تک اسی طور سے باب
اصفہان مین رہا اور اپنے مریدون کو اطراف و جوانب مین دعوت کے لیے بھیجا کیا
اور یون پوشیدہ ہی پوشیدہ ملک مین باب کا اثر پھیل رہا تھا اتفاق سے چندہی روز کے
بعد معتمد الدولہ مر گیا اور اس سے باب کا ایک بڑا حامی دنیا سے جاتا رہا معتمد الدولہ کے
مرنے کے بعد جب لوگون کو معلوم ہوگیا کہ باب خارج البلد نہین کیا گیا ہے بلکہ یہان موجود
ہے تو اسوقت لوگون نے دربار ایران مین عرضی بھیجی کہ باب یہان موجود ہے اب اسکی
نسبت جو حکم ہو اوس کی تعمیل کیجاے اسپر حاجی مرزا آقاسی نے جو اوس وقت وزیر اعظم تھا
یہ حکم بھیجا کہ اصفہان سے لیجا کر آذربائجان کے قلعہ چہریق مین محبوس کر دیا جاے ادہر
تو باب قلعہ چہریق کی ہوا کہا رہے تھے اور ادہر اون کے مریدون نے فساد مچایا اور
اونکا اثر کا سیلاب [illegible] کیین اور ایک بہت بڑا گروہ اوس کے مریدون کا پیدا ہوگیا جنکی

آخر سنہ ۱۲۶۳ ہجری مین یعنی باب کے ادعاے مہدیت کی تین سال بعد محمد شاہ والی ایران نے اپنے ولیعہد ناصر الدین شاہ کو جو اوس وقت آذربائجان کے ولیعہد تھے اس امر کا حکم بھیجا کہ باب قلعہ چہریق سے بلوایا جائے اور اوس سے پوچھا جائے۔ حاجی مرزا آقاسی نے بھی ایک چٹھی ناصر الدین شاہ کو لکھی جس مین شاہ ایران کے حکم کی تعمیل کرنے پر زور دیا گیا تھا جب انکو فرمان پہونچا اور اوس کے ساتھ وزیر اعظم کی چٹھی بھی تو انہون نے فوراً باب کو تبریز مین حاضر ہونے کا حکم دیا جب باب تبریز مین آیا تو اوس سے اتنی رعایت کی گئی کہ بجائے جیل خانہ کے کاظم خان داروغہ فرش کے مکان مین اوتارا گیا دوسرے روز ملا محمود جو تبریز کا مجتہد اعظم تھا اور جس کا خطاب نظام العلما تھا اور ملا محمد ممقانی اور نیز بہت سے مجتہد جمع ہوے اور باب بھی بلایا گیا اور مباحثہ شروع ہوا یہ باب کا اخیر مناظرہ تھا

نظام العلما (باب سے مخاطب ہوکر) قرآن شریف اور صحیفہ سجادیہ کے نام سے جو کتابین آپکی طرف سے شایع کی گئی ہین کیا وہ فی الواقع آپ کی لکھی ہوئی ہین۔

باب یہ کلمات خاص خدا کے ہین۔

نظام العلما اس مجلس مین ایون سے کی علوم پر گفتگو کرنی ذرا بھی مفید نہین جو کچھ کہو صاف صاف کہئے۔

باب (نظام العلما کی گفتگو سے غصہ مین آکر) ہان ہان یہ میری لکھی ہوئی کتابین ہین

نظام العلما آپ نے اپنا نام اس مین شجرہ کے طور پر لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ آپ کی زبان سے نکلتا ہے وہ خدا کا قول ہوتا ہے۔

باب الحمد للہ بے شک آپکی راے درست ہے۔

نظام العلما آپ کے مریدون نے جو آپکو باب کا لقب دیا ہے کیا آپ نے اسپر اپنی رضامندی ظاہر کی ہے۔

باب مجھے میرے مریدون نے یہ لقب نہین دیا بلکہ خاص خدا نے یہ لقب مجھکو عطا

رہا ہے کیونکہ میں آج کے دن باب علم ہون۔

نظام العلما حضرت امیر جو باب علم تھے اونہون نے اجازت دیدی تھی کہ جس کسی کو جو کوئی بات کسی علم مین پوچھنی ہو وہ مجھسے پوچھے مین دریغ نکرونگا۔ چونکہ آپ بھی باب علم ہونے کے مدعی ہین لہذا مین اپنے شکوک و شبہات آپ پر پیش کرتا ہون تاکہ آپ اسکو حل کرین سب سے پہلے علم طب کے متعلق سوال کرتا ہون۔

باب مین نے طب نہین پڑہی ہے۔

نظام العلما۔ اچھا خیر۔ علم دین ہی ہی لیکن چونکہ علم دین بغیر قرآن و حدیث سمجھنے کے نہین آتا اور قرآن و حدیث کا سمجھنا۔ صرف۔ نحو۔ منطق۔ وغیرہ پر موقوف ہے لہذا مین سب سے پہلے علم صرف کے متعلق سوال کرتا ہون۔

باب مین نے علم صرف بچپن مین سیکہا تھا جو اسوقت میرے پاس حاضر نہین ہے۔

نظام العلما خیر ذرا اس آیت کی تفسیر کر دیجئے۔ **هُوَ الَّذِي يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا** اور نیز اس کی ترکیب نحوی بیان کیجئے دوسرے سورۂ کوثر کا شان نزول بیان کیجئے اور یہ بھی کہئے کہ اس سورت سے پیغمبر کی کیا تسلی ہوئی جسکا سورت مین ذکر ہے۔

باب (متفکر ہوکر) ذرا مہلت دیجئے۔

نظام العلما یہ تو قرآن کے متعلق ہوا اب حدیث کو لیجئے اس حدیث کے معنی بیان کیجئے جو مامون اور حضرت امام ثامن رضا علیہ السلام کے درمیان گذری تھی۔ **قال مامون ما الدليل على خلافة جدك علي ابن ابي طالب قال اية انفسنا قال لولا نساءنا قال لولا ابناءنا فسكت مامون۔**

باب یہ حدیث نہین ہے۔

نظام العلما **ولو فرضنا** اگر حدیث نہین تو آخر ایک عرب کا مقولہ تو ہے پس اسکا مطلب فارسی مین بیان کیجئے۔

باب ۔ اس کے لئے بھی مہلت مانگی۔

نظام العلما اب فقد کو لیجئے علامہ حلی کے اس قول کا مطلب کیا ہے اذا دخل الرجل فی الخنثی والخنثی علی الانثی وجب الغسل علی الخنثی دون الرجل والانثی۔

نظام العلما اب بلاغت کے متعلق صرف اسقدر کہہ دیجئے کہ فصاحت وبلاغت کی کیا تعریفین ہین اور ان مین نسبت اربعہ مین سے باہمی کیا نسبت ہے منطق سے متعلق بھی کہہ دیا شکل اول کو ان بدیہی الانتاج ہے آپ کی فضیلت کے لئے کافی ہوگا۔

باب ۔ کسی ایک کا بھی جواب نہ دیا اور سب کے واسطے مہلت مانگی۔

نظام العلما اب ایک اور بات باقی ہے وہ یہ کہ جو شخص باب علم ہونے کا مدعی ہو اوسکے پاس ضرور ہے کہ کوئی کرامت بھی ہو کیا آپ کے پاس بھی کوئی کرامت ہے

باب (بڑے دلیرانہ انداز سے) کہئے کون کرامت آپ دیکھنا چاہتے ہین۔

نظام العلما علی حضرت محمد شاہ کے سر مین درد ہے اوسکو دور کر دیجئے۔

باب یہ تو نہین ہوسکتا۔

ناصر الدین شاہ نظام العلما پیدا ہو گیا ہے جسکی وجہ سے وہ ہر وقت ہمارے پاس حاضر نہین ہوسکتا۔ اس کے بڑھاپے کو زائل کر دیجئے۔

نظام العلما (شاہ مرحوم سے) یہ شخص علم سلوم سے عاری ہے کسی چیز سے اسکو مطلق مس نہین۔

باب (غصہ مین آکر) مین وہ ہون جسکا ہزار سال سے انتظار کیا جا رہا تھا۔

نظام العلما آہا آپ صاحب الامر ہین۔

باب بے شک۔

نظام العلما ۔ صاحب الامر شخصی یا نوعی۔

باب صاحب الامر شخصی۔

نظام العلما تیرا اور تیرے باپ کا نام کیا ہے اور تیرا مولد کون شہر ہے اور تیری عمر کیا ہے

باب میرا نام علی محمد ہے اور میرے باپ کا نام میرزا رضا ہے اور میری جائے پیدائش شیراز ہے اور میری عمر ۲۵ سال کی ہے۔

نظام العلما صاحب الامر کا نام محمد اور اونکے والد کا حسن اور اونکا مسقط الراس سرمن رائے اور اونکی عمر ہزار سال ہے تو صاحب الامر نہین ہو سکتا۔

باب مین اپنی ایک کرامت تم سے کہتا ہون کیا تم لوگ میری بات کا یقین کروگے۔

سب لوگ کہنے لگے کہیئے

باب میری کرامت یہ ہے کہ مین ایک ہی دن مین ایک ہزار بیت لکھتا ہون۔

سب لوگ اگر یہ بات سچ بھی ہو تو بھی یہ تیری کرامت نہین ہو سکتی کیونکہ زود نویس کاتب اس سے بھی زیادہ لکھتا ہے۔

ملا محمد ممقانی تو نے اپنی قرآن مین لکھا ہے۔ اول من آمن بی نور محمد و علی سے کیا تیرا یہ مطلب ہے کہ مین ان دونون سے بہتر ہون۔

باب سوچنے لگا اور کچھ جواب ندیا۔

ایک مجتہد خدا نے آیۂ خمس مین قرآن مین فرمایا ہے فان للہ خمسہ تم نے اپنے قرآن مین بجائے خمس کے ثلث لکھا اس سے معلوم ہوا کہ آیت بالا منسوخ ہو گئی اگر یہی بات سچ ہے تو اوسکی منسوخی کا ثبوت آپکے ذمہ ہے۔

باب ثلث اسوجہ سے کہ وہ خمس کا نصف ہے (سب لوگ ہنسنے لگے)

ملا محمد ممقانی فرض کیا کہ ثلث خمس کا نصف ہے لیکن اس سوال کا جواب نہین نکلتا وجہ بتلائیے کہ کیون ثلث دینا چاہیئے جبکہ خدا نے خمس فرمایا۔

(وہی خاموشی جواب ندارد)

باب (تھوڑی دیر کے بعد) میری دوسری کرامت یہ ہے کہ مین فی البدیہ خطبہ پڑھتا ہون اور پڑھنے لگا الحمد للہ الذی دفع السموات والارض

(ت کو فتحہ اور ض کو کسرہ) (سب لوگ ہنسنے لگے)

ناصرالدین شاہ نے فرمایا کہ باین حالت دعوے صاحب الامری چونکہ تو ایک دیوانہ سا معلوم ہوتا ہے لہذا مین تیرے قتل کا حکم نہین دیسکتا ہان صرف تنبیہہ و تادیب کا حکم دیتا ہون تاکہ لوگون کو ثابت ہوجائے تو صاحب الامر نہین ہے حکم کی دیر تھی کہ مار پڑنے لگی جیسے نظام الدولہ کے پاس یہ شخص مار پڑنے کے وقت توبہ کردم پکارنے لگا تھا ایسا ہی یہان بھی توبہ کردم کے نعرے مارنے لگا غرض اس دفعہ کچھ مفید نہین ہوا جب اچھی طرح مار پڑچکی تو چہریق قلعہ چہریق مین قید کردیا۔

قرۃ العین اور حاجی محمد علی زنجانی اور ملا حسین شیرویہ معروف بہ سید علی اعظم اور سید یحیٰی بن سید جعفر دارابی ملقب بہ کشاف وغیرہ اوس کے بڑے بڑے داعی تھے جنہون نے سلطنت ایران مین ہل چل ڈالدی کیونکہ یہ لوگ علاوہ تعلیم یافتہ ہونے کے امور حرب سے بھی واقفیت رکھتے تھے اسوجہ سے اعیان وارکان سلطنت کی یہ راے قرار پائی کہ باب کو قتل کرادینا چاہئے جب تک یہ زندہ ہے آئے دن فتنہ وفساد پیدا ہوتے رہین گے اور علما نے بھی اوسکے واجب القتل ہونے کا فتوی دیدیا اس لئے باب پھر قیدخانہ سے تبریز مین لایا گیا ایک شب حشمۃ الدولہ نے اوس سے کہا کہ تمہارا یہ دعوے ہے کہ مجھپر وحی اترتی ہے اور میرا قرآن اس قرآن سے فصیح ہے اگر اس دعوے مین سچے ہو تو اس چراغدان بلوری کے حق مین ثنا کرو تاکہ کوئی آیت نازل ہو باب نے فوراً آیت نور کا کچھ ٹکڑا کچھ آیت ملک سے ملا کر مہمل کیا اور پڑھ دیا حشمۃ الدولہ نے وہ کلمات لکھا لئے پھر باب سے کہا یہ آیت وحی آسمانی ہے اوس نے کہا جی ہان حشمۃ الدولہ نے کہا کہ وحی کبھی دل سے فراموش نہین ہوتی اگر واقع مین یہ وحی ہے تو دوبارہ تو پڑھو جب باب نے دوبارہ پڑہا تو دوسرے طور پر پڑھا

آخر کار اوس کے قتل کا حکم صادر ہوا مگر مجمع عوام سے پوشیدہ اسواسطے قتل کرانا مناسب سمجھا گیا کہ عوام دھوکے مین پڑجاینگے اور یہ سمجھینگے کہ اوس نے غیبت اختیار کی ہے پس تبریز مین پیر کے دن ۲۷ شعبان سنہ ۱۲۶۵ ہجری کو ملا محمد علی زنجانی کے ساتھ حکام کے حکم سے نشانہ ستہ باندھا گیا اور اون فوجی آدمیون کو جو عیسوی مذہب سے تھے دیا ہا کیونکہ یہ لوگ اوس کے مریدون کے وقعون اور فسادون سے خوب واقف تھے توپیان بادھا کی چلانے لگے مگر ملا محمد علی کے زخم کاری آیا اور اوس نے مرتے وقت باب سے کہا کہ آپ اب بھی راضی ہوئے اور جان دیدی باب سپاہیون سے پکار کر کہنے لگا کہ تم میری کرامات دیکھتے ہو کہ گولیون کی آتی بوچھار ہے مگر مجھ پر کوئی گولی نہین لگتی اور خطا جاتی ہین بلکہ ایک گولی باب کی رسی مین لگی تو وہ کٹ گئی اور وہ کھل کر دیا کا اوسکے سپاہی کی کوٹھری مین جا چھپا اور کہنے لگا اے لوگو یہ میری کتنی بڑی کرامات ہے کہ ایک گولی نہین لگی بلکہ مین رہا ہوگیا بعد تو یہ حال ہوا کہ کوئی اوس کی طرف گولی نہین چلاتا تھا بلکہ صد ہا عورت مرد اوس کے گرد اوس میدان مین جمع ہو کر چلاتے اور غل مچاتے تھے مگر حکام کی تاکید سے سپاہیون نے پھر اوسے پکڑ لیا اور کئی گھونسے مارے اور گولی ماری گئی اور لاش اوس کی گلی کوچون مین پھیرا کر شہر کے باہر ڈلوادی باب کے قتل کے بعد شیخ علی نامی ایک بابی نے امیر سلیمان کو اپنا ہم مذہب بنا کر اس بات پر آمادہ کیا کہ ناصر الدین شاہ والی ایران کو قتل کر دینا چاہیے اوس نے دس بارہ آدمی اپنے ہم مشرب ساتھ لیکر ہنگام سواری مین شاہ پر حملہ کیا اگرچہ زخم پورا لگا مگر جان سے بچگئے تحقیقات کے بعد سلیمان اور شیخ علی اور وہ ہمراہی مروا ڈالے گئے اور جسقدر بابی ہاتھ لگے وہ ایران سے نکلوا دیئے گئے مرزا یحییٰ خلیفہ باب اللہ جسکا لقب باب نے صبح ازل مقرر کیا تھا اور مرزا حسین جس کا خطاب بہاء الحق ہے بھاگ کر قسطنطنیہ پہونچے اور وہان بہت سے آدمی اپنے طریقہ مین ملا لئے وکیل ایران نے سلطان عبد العزیز خان سے یہ سارا ماجرا بیان کیا سلطان نے صبح ازل کو

آدمی جزیرہ قبرس مین اور بہاء اللہ کو شہر عکہ مین بھیجدیا اور حکم دیا کہ وہان سے کہین ٹلنے نہ پائین نواب صدیق حسن خان مرحوم حظیرۃ القدس مین لکھتے ہین کہ سنہ ۱۲۹۳ ہجری مین بہاء اللہ کا ایک مرید ہندوستان کو آیا اور علاؤالدین احمد خان رئیس لوہارو کو اپنا معتقد کر لیا اور طریقہ بابیہ کے بیان مین ایک رسالہ لکھکر ذکر الاسرار فی معارج الاسفار لمن یریدان یتعارج الی اللہ المقتدر الجبار نام رکھا اور اپنا نام اوس رسالہ مین جمال الدین مہدی الاصل قسطنطینی المسکن ظاہر کیا اور رسالہ بہائیہ کے ساتھ اوس رسالہ کو ملقب کیا کیونکہ وہ مرید تھا بہاء اللہ کا مضامین اوس رسالہ کے وحدۃ الوجود وغیرہ کے قبیل سے ہین اس شخص کو ہمنے بھی دیکھا ہے رامپور مین آیا تھا اور یہان کی آزاد منش جنٹل مین ایک دو پرانے فیشن کے امیر بھی اس کے معتقد ہو گئے تھے امیرانہ ٹھاٹ کے ساتھ رہتا تھا بعضون کا خیال یہ تھا کہ یہ شخص انگریزون کا مخبر ہے تاریخ گلزار شاہی اور سکول محمد علی شیرازی مین فرقہ بابیہ کا حال مجمل اور ناسخ التواریخ مین مفصل مرقوم ہے اور سید علامہ خیر الدین نعمان آلوسی زادہ مفتی حنفیہ بغداد نے کتاب جلاء العینین فی محاکمۃ الاحمدین مین جو بیان کیا ہے ولذا الفرقۃ المعروفۃ بالبابیۃ وھم اتباع محمد حسین واخیہ اللذین ادعیا انھما الباب یعنی فرقہ بابیہ محمد حسین اور اوس کے بھائی کے متبع ہین جنھون نے دعوی کیا ہے کہ ہم باب ہین یہ صحیح نہین اس لیے کہ یہ فرقہ ان دونون کی طرف منسوب نہین ہے یہ تو باب کے داعی ہین اور باب اصل مین خطاب علی محمد کا ہے جس کے سارے بابی متبع ہین۔

یکم مئی سنہ ۱۸۹۶ء کو ناصر الدین شاہ قاجار والی ایران محمد رضا بابی کے ہاتھ سے مارے گئے اور اونکے فرزند صلبی شاہ مظفر الدین تخت نشین ایران ہوئے۔

فرقہ ہشتم نیچری

یہ فرقہ ہندوستان مین سید احمد خان سے خاص اسی نام کے ساتھ پھیلا ہے اور وہی اس فرقہ کے سرغنہ سمجھے جاتے ہین۔ سید احمد خان ۱۷ اکتوبر سنہ ۱۸۱۷ء مین دہلی مین پیدا ہوئے

انکے دادا سید ہادی ہرات سے ہندوستان مین آئے تھے انکے جد عالمگیر ثانی کے عہد مین
پانسو سوار اور ایکہزار پیدل پر افسر تھے اور سید احمد خان کے پرنانا دبیر الدولہ امین الملک
خواجہ فرید الدین خان مصلح جنگ دہلی مین عہدۂ وزارت پر ممتاز تھے سید احمد خان کے باپ
محمد تقی خان بہادر شاہ کے وقت مین دہلی کے وزیر ہوے مگر اسوقت دہلی کا آفتاب اقبال
غروب ہونے کو تھا سید احمد خان ابتدا مین مولوی مخصوص اللہ صاحب نبیرۂ حضرت شاہ ولی
صاحب محدث دہلوی کی خدمت مین حاضر ہوکر کسیقدر صرف ونحو سے آشنا ہوے اور تھوڑی
گنند سے بھی سیکھی لیکن جب یہ نسخہ نہ چلا تو گورمنٹ برٹش کی طرف رجوع کیا بیس سال کی عمر مین
انگریزی ملازمت حاصل کی پہلی مرتبہ عدالت صدر امین کے سررشتہ دار ہوے تین سال کے
اندر نائب سررشتہ دار کمشنری مقرر ہوکر کے آگرے بھیجے گئے اور سال بھر سے کچھ ہی زیادہ
زمانہ گذرا تھا کہ فتحپور سیکری کے صدر الصدور ہوے پانچ برس کے بعد اسی عہدے سے دہلی
بھیجدے گئے اور اس عرصہ مین سید صاحب پکے وہابی متبع مولوی اسمٰعیل صاحب مرحوم
ہوگئے ۱۸۴۷ء مین ایک کتاب جسکا نام آثار الصنادید ہے لکھکر شہر دہلی سے اہل علم وفضل مین
شہرت اور عزت حاصل کی بلکہ یہ کتاب عام طور پر ایسی مقبول ہوئی کہ فرنچ زبان مین بھی ترجمہ
ہوگیا اور اسی کتاب کے صلے مین رائل ایشیاٹک سوسائٹی انگلستان کے فیلو مانے گئے
۱۸۵۵ء مین رہتک بھیجے گئے اور پانچ برس کے بعد بجنور آئے ۱۸۵۷ء مین غدر ہوگیا اور سید صاحب
اپنی خیر خواہی اور حکام رسی کے ذریعہ سے بڑی ترقی کر گئے اور اس خیر خواہی مین دو سو روپیہ ماہوار
کی خاص پنشن انکی اور انکے فرزند کلان کے لیے تاعین حیات منظور ہوئی ۱۸۵۸ء مین سید
صاحب نے حالات غدر کا ایک رسالہ شایع کیا بعد اوس کے ۱۸۵۹ء مین ایک کتاب
لکھی جسکا نام ہندوستان کے وفادار مسلمان رکھا مقصود سید صاحب کا انکی تحریر سے مسلمانوں کی
طرف سے انگریزون کے خیالات کی کدورت کا نکالنا تھا اب سید صاحب کا کام زیادہ ترقی
کرنے لگا اور خوش بیانی اور عالی دماغی کی وجہ سے انگریزون مین بڑے فاضل فلاسفر

یار فارمر بانے گئے اور اونھون نے مسلمانون کی طرف سے گورمنٹ کو اطمینان دلانے اور اپنی ترقی اور خیرخواہی کے لیئے ایک کتاب تبئین الکلام بائبل کی تفسیر مین لکھکر عیسائیون اور مسلمانون کو باہم ملانا اور ایک بنانا چاہا لیکن اس امر محال کے وقوع مین سید صاحب ناکام رہے سنہ ۱۸۶۹ع مین سید صاحب مع سید محمود و سید حامد ولایت انگلستان گئے اور جب تک ولایت مین رہے علاوہ فرلو کے ۲۵۵ پونڈ سالانہ ملتا رہا ۱۸۷۵ آخر مین ہندوستان واپس آئے سنہ ۱۸۷۸ع مین کونسل واضعان قانون کے ممبر مقرر ہوئے اور سنہ ۱۸۸۰ع مین دوبارہ لارڈ رپن نے وہی خدمت انکے سپرد کی سنہ ۱۸۸۲ع مین ایجوکیشنل کمیشن کے ممبر مقرر ہوئے اور چند سال کے بعد کے سی ایس آئی کا خطاب گورمنٹ نے اور ایڈنبرا یونیورسٹی نے ایل ایل ڈی کی ڈگری عطا کی ۔ سید صاحب نے جو کلکتہ مین برہمو سماج[1]

---

[1] راجہ رام موہن نامی ایک بنگالی ہندو نے اہل اسلام اور پادریون کی کتابون سے واقف ہوکر ایک نیا مذہب اسلام سے اخذ کیا اور یورپ کے ملحدون کے خیالات اور کچھ عیسائیون کی عبادات کو ملاکر ایک نیا مذہب بنایا اور اپنے نام اوس کو قدیم مذہب ہنود کا عطر کہکے براہم دہرم نام رکھا اس مذہب کے اصول مین آسمانی کتاب قرآن یا وید یا توریت کوئی نہین بلکہ آسمانی دو کتابین ہین اول طبعی خیالات دوم وہ اصلی صداقتین جو اخلاق خدا اور بقا کی بابت مین انبیا علیہم السلام سے نہ معجزہ ممکن ہے نہ کبھی سرزد ہوا ہی اور نہ اون سے خدا نے بطریق وحی یا الہام کلام کیا ہے نہ اس قسم کے ثبوت کی کچھ ضرورت ہے بلکہ عقل کافی ہے انبیا اپنی اپنی وقت مین بزرگ اور ناصح اور اسورات دینی مین فائدہ بخش تھے مگر وہ معصوم نہ تھے نہ اون پر دینی ترقی کا خاتمہ ہوگیا بلکہ ہر زمانہ مین ایسی لوگ پیدا ہونگے اس مین حضرت موسی و عیسی و محمد و نانک و کبیر سب شریک ہین یعنی نبوت کے جو معنی اہل اسلام اور اہل کتاب کے ذہن مین ہین یہ اوس کے منکر ہین اس مذہب مین ہندو مسلمان عیسائی مجوسی جو ان باتون کے معتقد ہین سب شریک ہین مرنے کے بعد صرف عمدہ کمالات کی خوشی کا نام جنت ہے اور برے ملکات سے تاسف کرنے کا نام جہنم ہے وسیلہ نجات عبادت ہی ۔ اور عبادت کے چار رکن ہین ۔ حمد الہی ۔ روح الہی کا اپنی روح مین مراقبہ کرنا ۔ خالق کا ہردم شکرگزار رہنا اور اوس سے دعا مانگنا ۔ ۱۲ منقول از تفسیر حقانی ۔

مذہب کو ہونہار دیکھا اور اوس کے اصول کو یورپ کے فلاسفرون اور ایشیا کے عقلا
کے مطابق خیال پاکر اوس کو ازحد پسند کیا اور جو دل مین مراد تھی اوسکو بلا محنت و مشقت
پایا لیکن یہ بات نہ تنہا اونکے مقصد بلکہ اونکی شان کے بھی خلاف تھی کہ وہ کھلم کھلا اسلام
کو ترک کر کے ایک بنگالی بابو کے مرید اور است کہلاتے پس انہون نے یہ سوچا کہ برائے
نام تو اسلام ہو مگر اوسکو برہمو سماج مذہب کے مطابق سمجھے لفظ نبی اور ملائکہ اور جبرئیل و جنت
و دوزخ و وحی و الہام و شیطان بلکہ خدا جن کو تو بحال خود رہنے دیجیئے اور ہر مسلمان سے
کہیے کہ مین ان چیزون پر ایمان رکھتا ہون تا کہ مسلمانون کو مجال تکفیر نہ ہو اور ان الفاظ کے
معانی بالکل پلٹ دیجیئے نبی صرف ریفارمر ہے کہ جسمین طبعی لیہار کی کام کے مانند اس صفت
کو بھی کا ملکہ ہو اور نبوت ہر زمانے مین پائی جاتی ہے بلکہ ہر قوم اور پیشے مین دیکھو نظامی اور
جامی کو پیغمبران سخن کہتے ہین اس زمانہ مین دیانند سرستی اور بابو کیشب چندر بنگالی بھی
نبی ہین اور انگلینڈ مین بھی فلان فلان شخص نبی ہین نبی کے لئے معجزہ یا کرامت جسکو خرق عادت
کہتے ہین شرط نہین یہ صرف پرانے خیالات ہین بلکہ خرق عادات ممکن ہی نہین الہام
یا وحی خیالات فطری کا جوش ہے اور جبرئیل جو اوس کو لاتا ہے کوئی شخص خاص نہین وہ
اوس نبی کی قوت ہے جو فطرت کے موافق فوارے کی طرح اچھلکر اوسی پر گرتی ہے اور
یہی معنے نزول کے ہین ملائکہ اشخاص متمیزہ بالذات نہین قرآن مین جو لفظ ملک یا ملائکہ یا
جبرئیل آیا ہے اوس سے انسان کی قوت ملکیہ مراد ہے جسطرح شیطان سے قوت بہیمیہ
حضرت آدم کے قصہ مین سجود ملائکہ سے قوائے ملکیہ کا انسان کے تابع ہو جانا مراد ہے
اور شیطان سے قوت حیوانیہ یعنی قوائے بہیمی و سبعی مراد ہے جو مبدء شہوات اور غضب کا
ہے کا منشا یعنی محل تولد نار یعنی حرارت ہے ابلیس کے نار سے پیدا ہونے کے یہی
معنی ہین اور جن سے ایک جنگلی قوم کہ جو لوگون سے پوشیدہ رہتی تھی مراد ہے اور جنت و عذاب
صرف خوشی و غمی کا نام ہے باقی حورین اور نہرین اور میوہ جات جو قرآن اور نبی اسلام نے بیان

بیان فرماتے ہین وہ محض رغبت اور خوف دلانے کو اس خوشی وغم کی ان چیزون کے
ساتھ تفسیر یا تشریح کردی ہے ورنہ کچھ نہین آسمان سے مراد بلندی وجو اور چونکہ یہ بعد
غیر متناہی او متصل ہے کے بعد دیگرے اس لئے اسکو سبع سموٰت کے ساتھ تعبیر کیا ہے
اور قرآن کے من اللہ ہونے کی یہ دلیل نہین ہو سکتی کہ ویسا فصیح کلام کوئی البشر نہین کہہ سکتا
اور نہین کہہ سکا بہت کلام انسانون کی دنیا مین ایسے موجود ہین کہ اونکی مثل فصاحت وبلاغت
مین آج تک دوسرا کلام نہین ہوا مگر وہ من اللہ تسلیم نہین ہوتے اور جو اس قسم کی آیتین
ہین مثلاً فاتوا بسورۃ من مثلہ یعنی قرآن کے کسی ٹکڑے کے مانند تم بھی بنا لاؤ اونمین
کوئی ایسا اشارہ نہین جس سے ثابت ہو کہ فصاحت وبلاغت مین معارضہ چاہا گیا بلکہ صاف
پایا جاتا ہے کہ جو ہدایت قرآن سے ہوتی ہے اوس مین معارضہ چاہا گیا ہے اور رویت
الٰہی ناممکن ہے اور کہتے ہین حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو رویت الٰہی کا سوال کیا تو
اوس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ اپنے شوق کے سبب سے جیسے انسان کو ذہول ہو جاتا ہے
بھول گئے کہ خدا ان آنکھون سے دکھائی نہین دیسکتا اور جب بنی اسرائیل نے اپنی حماقت
سے چاہا کہ ہم علانیہ خدا کو دیکھ لین تو حضرت موسیٰ اونکو بجز اوسکی قدرت کاملہ کے ایک عظیم
الشان کرشمے کے اور کچھ نہین دکھا سکتے تھے پس وہ اونکو کوہ طور کے قریب لے گئے جو
اوس زمانہ مین آتش فشان تھا پس اوس کی آتش فشانی اور گڑگڑاہٹ اور زور و شور کی آواز
اور پتھرون کے اوڑنے کے خوف سے وہ بیہوش ہو گئے ایمردے کے مانند ہو گئے
خدائے تعالیٰ اون تمام کامون کو جو اوس کے قانون قدرت سے ہوتے ہین خود اپنی طرف
منسوب کرتا ہے اسیطرح ان واقعات عجیبہ کو بھی اوس نے اپنی طرف منسوب کیا ہے اور علم آدم
الاسماء کلہا یعنی سکھائی آدم کو تمام اسماء اسمین آدم کے لفظ سے وہ ذات خاص مراد نہین جسکو
عوام الناس ابو البشر سمجھکے بابا آدم کہتے ہین بلکہ اوس سے نوع انسانی مراد ہے اور قرآن
مین جو ہے کہ جناب حضرت سلیمان کے حکم کے موجب قلعے اور بت دیو تیار کرتے تھے سید

صاحب کہتے ہین کہ صرف چند لہار یا کاریگر یہ کام بناسکتے تھے اور کہتے ہین کہ حضرت سلیمان
غبارہ پر سوار ہوتے تھے جو دخان یا ہوا کے زور سے چلتا تھا اور کوئی معجزہ کی بات نہ تھی
اور حضرت موسیٰ جو بنی اسرائیل کو لیکر شہر مصر سے نکلے اور فرعون نے مع اپنے
لشکر کے تعاقب کیا تو راتون رات حضرت موسیٰ بنی اسرائیل سمیت دریا سے پار اوتر گئے
معلوم ہوتا ہے کہ اوسوقت بسبب جو بھاٹے کے جو سمندر مین آتا [illegible] ہتا ہے اوس علاقہ
کی کھیری خشک [illegible] مین نکل آئی تھی اور کہین پایاب رہگئی تھی بنی اسرائیل [illegible] اوس پایاب راستہ
سے راتون رات مین اوتر گئے اور یہ کوئی معجزہ کی بات نہ تھی فرعون نے [illegible] تعاقب
کیا او وہ وقت پانی کے بڑہنے کا تھا دریا مین پانی بڑھگیا جیسے ابھی [illegible]
بڑھتا ہے اور ڈباؤ ہوگیا جس مین فرعون اور اوسکا لشکر ڈوب گیا غرض کہ سید صاحب نے
جدید اسلام کی بنیاد ڈالی چنانچہ پرچہ تہذیب الاخلاق مطبوعہ ۱۲۹۶ ہجری صفحہ [illegible]
مین یون فرماتے ہین الاسلام ہو الفطرۃ والفطرۃ ہو الاسلام یعنی اسلام ہو [illegible] وہ فطرت
اور فطرت جو ہے وہ اسلام ہے اور فطرت اسلام کا دوسرا نام ہے لامذہبی بھی درحقیقت اسلام
کیونکہ لامذہب بھی درحقیقت کوئی مذہب رکھتا ہے اور وہی اسلام ہے الخ اور [illegible] نیچریت
و نیچری ہے جو آدمی نہ کسی مذہب کو مانتا ہو اور نہ کسی اوتار کو اور نہ کسی کتاب الہامی کو اور نہ کسی حکم کو جو
مذاہب مین فرض اور واجب سے تعبیر کئے گئے ہین بلکہ صرف خدائے واحد پر یقین رکھتا ہو
وہ آدمی کسی مذہب مین نہین ہے اور جو لوگ خدا کے بھی قائل نہین ہین وہ بھی مسلمان ہین کیونکہ
اسکے اہل جنت ہونے مین کیا شک باقی رہا انتہی اسکی تائید مین سید صاحب ابوذر کی حدیث
کو پیش کرتے ہین کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم مین اون سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا نہین ہے کوئی بندہ جس نے لا الہ الا اللہ کہا پھر اوسی پر مرا لیکن داخل ہوگا جنت مین
ابوذر کہتے ہین مین نے عرض کیا گو اوس نے زنا کیا چوری کی ہو فرمایا گو اسنے زنا کیا ہو چوری کی پھر مین نے یہی کہا اور آپ
نے وہی جواب دیا تیسری بار مین فرمایا وان زنیٰ وان سرق علی رغم انف ابی ذر یعنی اگرچہ زنا کیا ہو

چوری کرے اور پاک آلودہ ہونے تاکہ ابوذر سمجھے یعنی اس بات کو اگرچہ وہ اچھا نہ جانے

سید صاحب نے اکثر مضامین خلاف عقائد اہلسنت کے اپنی تفسیر مین درج کئے ہین انکی تفسیر لکھنا اونکے ایک [illegible] ضروری تھی اونکو قرآن احادیث کے ساتھ کوئی ممارست اور مزاولت نہ تھی [illegible] ہے کہ قرآن کے الفاظ مین تصحیف و تحریف بھی کہین کہین کر گئے ہین [illegible] مقام او ذو واسطے اپنی تفسیر مین بیضاوی کی عبارت نقل کی ہے اوسمین بجائے ذوقوا ما کنتم تعملون کے ذوقوا ما کنتم تعملون نقل کیا اور اوس کا ترجمہ بھی یہی کیا کہ چکھو جو تم جانتے تھے حالانکہ صحیح ذوقوا ما کنتم تعملون تھا اور اوس کا ترجمہ یہ تھا کہ چکھو جو تم عمل کرتے تھے پس نہایت افسوس ہے کہ جس شخص کو قرآن سے اتنی مناسبت بھی نہو کہ غلط آیت لکھ دے اور غلط اوسکا ترجمہ کر دے وہ قرآن کی تفسیر کا ارادہ کرے اور تحریف عمل مین لاوے شاید سید احمد خان کی پارٹی کا کچھ اثر ایسا ہی ہے مولوی شبلی صاحب جو مولوی ارشاد حسین صاحب مرحوم رامپوری کی بھی شاگردی کر چکے ہین سیرۃ النعمان کے صفحہ ۲۹۵ مین لکھتے ہین امام ابوحنیفہ کا استدلال یہ ہے کہ خدا نے طلاق کا جو طریقہ بتلایا ہے وہ اس آیت پر محدود ہے اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاَمَّا اِمْسَاکٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْلِتَسْرِیْحٌ بِاِحْسَانٍ یعنی طلاق دو بار کر کے ہی پھر یا تو بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یعنی رجعت کر لینا ہے یا احسان کے ساتھ چھوڑ دینا ہے مولوی صاحب نے آیت مین ایک عاطفہ یعنی اما اور تسریح پر لام زیادہ کر دیا ہے خیر لام کی نسبت تو کہہ سکتے ہین کہ کاتب کی غلطی ہے مگر اونہون نے اما کا ترجمہ بھی کر لیا ہے ورنہ صحیح فَاِمْسَاکٌ بِمَعْرُوْفٍ ہے جسکا ترجمہ یہ ہے طلاق دو بار تک ہے پھر دستور کے مطابق رکھ لینا ہے یا حسن سلوک کے ساتھ رخصت کر دینا۔ خطیرۃ القدس مین لکھا ہے کہ فرقہ نیچریہ

لہ اگر مولوی شبلی صاحب نے فقط ترجمہ مین حرف تردید بڑھا دیا ہوتا تو وضاحت اور تفسیر معنے کی خیال سے غیر ضروری نہ تھا مگر آیت مین کسی لفظ کا زیادہ کرنا اور اوس کے ساتھ علامت تفسیر نہونا مناسب نہین جن مفسرین نے زبان عربی مین تفسیرین لکھی ہین اونہون نے لفظ اما امساک کے ساتھ نہین بڑھایا کشاف بیضاوی جلالین روح البیان تفسیر ابو السعود وغیرہ مین اسکا پتا ہی نہین اگر بڑھاتے تو وہ بڑھاتے کہ تفسیرین عربی مین لکھی ہین اس کے زیادہ

ابھی تک اسی پر قانع ہے کہ بانی دعوت کرتا ہے اور بیان کے ذریعہ سے لوگون کو پھانستا ہے
ابھی اونکو یہ قدرت اور موقع نہین ملا اور انکی جمعیت اتنی فراہم نہین ہوئی کہ ہتیار اوٹھا کر اہل اسلام
کے ساتھ کشت وخون کرین کتاب الملل والنحل مولفہ محمد بن عبد الکریم شہرستانی مطبوعہ
مصر کی جلد اول کے صفحہ ۲۰۴ مین بعض اہل اہوا کا یہ عقیدہ لکھا ہے کہ انکے نزدیک سوائے عالم محسوس
کے اور کوئی عالم نہین انکا یہ بات مین اپنے ذہن رسائی اور فطرت سلیمہ پر سب کو بالکل منحصر
کہتے ہین اعتماد کلی ہے اور اس گروہ کا نام طبعیہ دہریہ ہے اور انہین جو لوگ کسیقدر ترقی
یافتہ ہین وہ یہ کہتے ہین کہ شریعت اور اوس کے احکام حرام وحلال مصلحت عباد اور
رفاہ بلاد کے لئے ریفارمر لوگون نے اپنی طبیعت صافیہ سے مقرر کر دئے ہین اور وہ جو
روحانی چیزون کی خبر دیتے ہین جیسا کہ لوح وقلم عرش وکرسی ملائکہ وغیرہ سو وہ درحقیقت اونکے
خیالات ہین کہ جنکو وہ جسمانی صورتون کے ساتھ تعبیر کرتے ہین اور اسیطرح آخرت
کے احوال جنت اور حور وقصور اور نہر ومیوہ جات جو وہ بیان کرتے ہین بعض عوام کی طبیعتون
کو رجوع کرنے کی باتین ہین اور اسیطرح دوزخ اور اوس کے عذاب طوق وغیرہ لوگون کے
ڈرانے کے لئے بیان کرتے ہین کہ اون سے ڈر کر اون امور مصلحت پر کہ جنکو اونہون نے
واجب وفرض بتایا ہے چلین اور جن نامناسب چیزون سے کہ مصلحت وقت جانکر
منع کیا اور حرام اور مکروہ کہا بچین ورنہ عالم آخرت مین جو کہ عالم علوی ہے صور جسمانی
اور اشکال جسمانی کہان انتہی اس بیان سے سید احمد خان اور اونکے ہم خیالون کی

کرنے کی ضرورت کیا ہے جبکہ حرف فا موجود ہے جلد دوم تفسیر لباب مین ابو حفص عمر ابن عادل حنبلی نے
لکھا ہے کہ حرف فا اس جگہہ تعقیب کے لئے ہے یا شرط کا جواب ہے اور ان دونون وجہون کی تفسیر
معنے کے ساتھ صاحب لباب نے لفظ اما کو نہین زیادہ کیا ہے ۱۲ منہ

نیچری کہدینے کی وجہ معلوم ہوگئی موجودہ زمانہ مین چونکہ سید صاحب نام برآوردہ تھے اسلئے
ایسے خیالات والے انہین کے متبع کہلاتے ہین اور مذہب نیچریہ کے بانی بھی بھی
سمجھے جاتے ہین اور حق بھی یہ ہے کہ ہندوستان کے اندر انہین کے قلم و قدم کی بدولت
یہ عقائد پھیلے ہین سید صاحب نے علیگڈھ مین ۲۷ مارچ ۱۸۹۸ء یکشنبہ کی رات کو انتقال
انتقال کیا سید مرحوم کی نسبت علما نے حرمین شریفین سے تکفیر کا فتوی دیا تھا جسکو
مولوی علی بخش خان مرحوم جو اوس زمانہ مین حج کو گئے تھے اپنے ہمراہ لائے تھے
اسکی نسبت سر سید ایک موقع پر تہذیب الاخلاق مین لکھتے ہین جو صاحب ہماری تکفیر کے
فتوے لینے کو مکہ معظمہ تشریف لیگئے تھے اور ہمارے کفر کی بدولت اونکو حج اکبر
نصیب ہوا اونکی لائے ہوئے فتوے کے دیکھنے کے ہم بھی مشتاق ہین یہ بین کرامت
بتخانہ مرا اے شیخ کہ چون خراب شود خانۂ خدا گردد سبحان اللہ ہمارا کفر بھی کیا کفر ہے
کہ کسی کو حاجی اور کسی کو ہاجی اور کسیکو کافر اور کسی کو مسلمان بنا تا ہے سہ باران کہ در لطافت
طبعش خلاف نیست در باغ لالہ روید و در شوربوم خس سر سید کی اون تصانیف
مین جو اونھون نے اپنی ابتدائی عمر مین کین اور انکی آخری عمر کی زمانہ کی تصانیف مین زمین
و آسمان کا فرق ہے آخری زمانہ کی تصانیف مین پرانی تعلیم کے اثرات صاف
صاف ملتے ہین اور نیز اونکی آخری عمر مین نشست و برخاست اور بسر زندگی کے طریقون مین
بہت سے وہ پرانے رسمین ملتی تھین جنپر تہذیب الاخلاق کے زمانہ مین غل کے اوڑائے
گئے تھے وجہ اس کی صرف یہی ہے کہ کمزور ہوجانے کے بعد انسان اپنی سوسائٹی سے
مقابلہ کرنیکی ہمت جب نہین پاتا ہے تو اونکو راضی کرنے کے واسطے وہی افعال کرنے
لگتا ہے جسکا رواج ہوتا ہے۔

خاتمہ مہدیون کے بیان مین

اعلیٰ طبقہ کی کتب حدیث (صحیح بخاری و صحیح مسلم) مہدی موعود کی ذکر سے ساکت مین دوسری

بات پر استدلال اوس حدیث سے کرتے ہین جسمین ذکر ہے کہ مہدی اولاد عباس عم
رسول علیہ السلام سے ہونگے اس محمد مہدی کو اس لئیے مہدی خیال کرتے ہین کہ وہ
تمام خلفائے عباسی مین بہتر تھا جسطرح تمام بنی امیہ مین سے عمر بن عبدالعزیز بہتر تھے
اور اسی کتاب مین ذکر کیا ہے کہ ایک فرقہ نے عمر بن عبدالعزیز کو مہدی بتایا ہے
ملک ایران مین علی محمد باب نے مہدویت کا دعوے کیا تھا اوس کا بیان فرقہ بابی مین ہوچکا
اور محمود بھی اپنی ذات کو مہدی موعود جانتا تھا جسکا ذکر فرقہ واحدیہ مین گذرچکا۔

(۱) ہندوستان مین سید محمد جونپوری نے علانیہ مہدی موعود ہونے کا دعوے کیا یہ حنفی
المذہب تھے ہدیہ مہدویہ مین کتاب مطلع الولایت اور شواہد الولایت اور پنج فضائل اور تذکرۃ
الصالحین وغیرہ کتب تواریخ و روایات ثقات معتبرین سے یون لکھا ہے کہ محمد جونپوری
کی جنکو مہدوی لوگ میران سید محمد مہدی موعود پکارتے ہین ابتدا یون ہے کہ شہر جونپور مین
انکے والد جنکا نام سید خان تھا رہتے تھے اون سے دو فرزند پیدا ہوئے پہلے فرزند
کا نام احمد رکھا اور دوسرے فرزند کا نام محمد کہ وہی شیخ موصوف ہین ولادت انکی شہر جونپور
مین سنہ ۸۴۷ ہجری مین واقع ہوئی انکی والدہ کا نام بی بی اغا ملک ہمشیرہ ملک قوام الملک تھے
لیکن متاخرین مہدویہ نے جبکہ زمانہ گذرگیا اور محمد جونپوری کے باپ دادے کے جاننے
والے مرگئے تو مصلحت دعوے مہدویت کے محمد کے باپ کا نام بدلکر میان عبداللہ مقرر
کردیا بلکہ صاحب شواہد الولایت[1] نے مان کا نام بھی آمنہ ٹھہرادیا حالانکہ مطلع الولایت[2] والا کہ
کہ اوس سے مقدم ہے اونکی مان کا نام بی بی اغا ملک لکھتا ہے اور کہتے ہین سید محمد اولاً

---

[1] کتاب شواہد الولایت تصنیف برہان الدین بن اللہ بخش بن محی الدین بن سید شہاب الدین بن سید خوندمیر داماد سید محمد جونپوری کی سنہ ۱۰۵۲ ہجری مین تالیف ہوئی ہے ۱۲

[2] کتاب مطلع الولایت تصنیف سید قاسم بن سید یوسف بن سید یعقوب بن سید محمود بن سید محمد جونپوری کی ہے سنہ ۱۰۱۶ھ مین تصنیف ہوئی ہے ۱۲ ۱۲ منہ۔

سے امام موسیٰ کاظم کی ہین اور درمیان مہدی مذکور او حضرت امام موسیٰ کاظم کی بارہ پشت
ہین کہ اوسکی تفصیل یہ ہے سید محمد مہدی بن سید عبید اللہ بن سید عثمان بن سید خضر بن
سید موسیٰ بن سید قاسم بن سید نجم الدین بن سید عبد اللہ بن سید یوسف بن سید یحییٰ بن
سید جلال الدین بن سید اسماعیل بن سید نعمت اللہ بن امام موسیٰ کاظم حالانکہ سید نعمت اللہ
امام موسیٰ کاظم کے کسی بیٹے کا نام نتہا اور نکسی کا نعمت اللہ لقب معروف ہے اور انکے
مہدی ہونے کبھی یہ دعوے کیا کہ میرے باپ سید عبد اللہ تھے کتاب انصاف نامہ کے
باب اول مین لکھا ہے کہ محمد جونپوری سے جب لوگون نے یہ سوال کیا کہ حدیث مین آیا کہ
لُوَاطِئُ اِسْمُہٗ اِسْمِیْ وَاِسْمُ اَبِیْہِ اِسْمَ اَبِیْ (یعنی آنحضرت نے فرمایا کہ موافق ہوگا نام
مہدی کا میرے نام کے اور نام اوسکے باپ کا میرے باپ کے نام کی) اور تمہاری
باپ کا نام سید خان ہے تب ان بزرگ نے جوابدیا کہ کیا خدا تعالیٰ اسبات پر قادر نہین ہے
کہ سید خان کی بیٹے کو مہدی کرے اور بعضون کو یون جوابدیا کہ خدا سے کہو کہ سید خان کے
بیٹے کو کیون مہدی کیا اور بعضون کو یون جوابدیا کہ خدا کے ساتھ جنگ کرو کہ سید خان کے
بیٹے کو کیون مہدی بنایا القصہ جب عمر انکی چار سال و چار ماہ و چار روز کی ہوئی سید خان نے
اشراف و اعیان جونپور کی ضیافت بتکلف تمام کرکے زبان شیخ دانیال جونپوری سے کہ
مشائخ وقت سے تھے بسم اللہ پڑھوا کر واسطے تعلیم کے انکو اونہین کے حوالے کیا چنانچہ ہمراہ
اپنے برادر کلان میان احمد کی اونکے پاس جایا کرتے تھے اور اکتساب علوم مین مشغول رہتی
تھے چونکہ طبیعت اور ذہن دل پسند رکھتے تھے اول سات برس کی عمر مین حفظ قرآن سے فارغ
ہوکر بقیہ کتب علوم درسیہ سے سن دوازدہ سالگی مین فارغ التحصیل ہوگئے اور چونکہ مونگا فی
مین دلیر اور بحث مین شیر تھے شیخ دانیال جونپوری اور علماے وانا پور نے انکا لقب اسد العلما
مقرر کیا ابا و اجداد اونکے طریقہ چشتیہ رکھتے تھے لیکن انکی مریدی کا مہدویہ انکار رکھتے
ہین بلکہ کہتے ہین کہ اس دوازدہ سالگی مین حضرت خضر علیہ السلام نے اونکو ذکر خفی وغیرہ

جانب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے لاکر پہونچایا اور پھر خود ان سے سیکھا اور شیخ دانیال
بھی خضر علیہ السلام کے ارشاد سے اسی تلقین پاکر مصدق مہدویت کے ہو گئے تھے
کی تھی یہ بحث آگے لکھی ہے لکھا ہے کہ یہ خود شیخ دانیال کے مرید تھے جو چار واسطے سے
حضرت نظام الدین اولیا کے خلیفہ ہیں القصہ محمد جونپوری نے عنفوان شباب سے ہی قدم
درویشی میں رکھا تھا لوگ اون کے نہایت معتقد ہوئے یہانتک کہ سلاطین بھی عالم و اولیا
سنتے ہی آخر راجہ دلپت راو راے ملک گور کا تھا اُسکے ساتھ ایک اخلاص پیدا کیا
کہ ہمیشہ اونکو ہمراہ رکھتا تھا آخر کار شیخ موصوف نے اوسکو راجہ گور کی اطاعت
ترک کرنے پر آمادہ کیا اور مستعد جنگ کیا کہ تین ہزار سپاہ لیکر محمد کے ہمراہ روانہ ہوا اور پانسو
سپاہی قوم سے اوکی سید محمد کی رکاب میں رکھی جب یہ خبر دلپت راو کو پہونچی تیس ہزار سپاہ ہمراہ
لیکر اوسکے مقابلے کو نکل آئے اور مقابل ہوا سلطان نے قلت سپاہ کی وجہ سے ہزیمت
پائی لیکن شیخ نے مقابلہ جاری رکھا اور ان پندرہ سو آدمیوں کے ساتھ ایسا [illegible]
اور دلپت راو دو چار ہو گئے اور وہ شیخ کی تلوار سے مارا گیا اور آپ [illegible] زخمی ہوکر
زمین پر گر پڑے تو کھاتا دل جسم سے باہر نکل آیا اور سید محمد کے [illegible] نے [illegible]
بھاگتے ہیں اور اسی جنگ میں دستگیر ہوکر [illegible] خدمت میں آئے [illegible]
دل پر اوس بت کا نقش حسن ہمیشہ عبادت کیا کرتا تھا [illegible] سید محمد نے خدیجہ
موجب ہوا کہ جب باطل کو اسقدر اثر ہے حق کو کیا کچھ اثر ہوگا غرضکہ سات برس تک بیہوش
و حواس نہ تھے مگر فرض نماز ادا کرتے تھے کتب مہدویہ مثل مطلع الولایت وغیرہ میں خلاف
عقل و عادت بشری یہ بات بھی لکھی ہے کہ اس سات برس میں ایک ذرہ طعام اور ایک
قطرہ پانی کا کبھی نہ چکھا ایک روز انکی بی بی الہیتی نے کہا کہ کیا سبب ہے کہ بیہوش رہتے
ہو اور تحمل نہیں کر سکتے ہو بولے کہ اسقدر تجلی الوہیت کی ہوتی ہے کہ اگر اوسکا ذرہ
ایک قطرہ [illegible] کو دیا جاوے تو تمام عمر کبھی ہوش میں نہ آوے

تک رفیق رہا اور بی بی الہدیتی زوجۂ کلان سید محمد کی یہین فوت ہو گئی اور اس کے انتقال کے بعد سے طریقہ تقسیم بالسویہ کا فتوحات مین شروع ہوا پھر بعد اقامت ڈیڑھ برس کے وہان سے برہان پور کی راہ سے دولت آباد مین وارد ہوئے وہان سے مزارات اولیاء اللہ کی زیارت کر کے شہر احمد نگر کو پہونچے اوسوقت وہان احمد نظام الملک نے قلعہ اور باغ نظام کی بنیاد ڈالی تھی چونکہ آرزومند فرزند کا تھا اسی خیال سے انکی خدمت مین بھی آیا اور معتقد ہوا اتفاقاً عنقریب برہان نظام الملک پیدا ہوا کہ بعد اوس کے جانشین وہی ہوا اور معتقد اس فرقہ کا تھا اسیواسطے سید محمد کے بعد انکے خلفا و مریدین کو مانند شاہ نظام و دلاور و نعمت وغیرہ کی گجرات سے طلب کیا تھا اور اپنی بیٹی سید محمد کے پوتے میران جی بن سید محمد کو عقد نکاح مین دی تھی یہی سبب ہے انکی اولاد و خلفا کے دکن مین بکثرت ہونیکا القصہ شہر احمد نگر سے کوچ کر کے شہر بیدر پہونچے عہد ملک برید مین وہان شیخ مومن معتقد ہوا اور ملا ضیا اور قاضی علاء الدین ترک دنیا کر کے ہمراہ ہوئے پھر وہان سے سید محمد گلبرگہ کو آئے اور مزار سید محمد گیسو دراز پر گئے پھر وہان سے روانہ ہو کر قصبہ راسئے پاک ہوتے ہوئے بندر دابھول کو پہونچے اور وہان سے جہاز پر سوار ہو کر روانہ کعبۃ اللہ ہوئے اور بعد طے منازل کے حرم محترم مین پہونچے اور چونکہ سنا تھا کہ مہدی سے تا پیر خلق رکن و مقام کے درمیان بیعت کرے گی اسواسطے سید محمد نے بھی اوس مقام مین دعوے مَنِ اتَّبَعَنِی فَهُوَ مُؤْمِنٌ کا کیا اور میان نظام اور قاضی علاء الدین نے اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا بول کر جھٹ بیعت کر لی تا کہ یہ ٹوٹکہ بھی ادا ہو جائے اور لوگ کہ دعوا اس مین اور سنہ ۹۰۱ہجری یہ دعوی ہوا تاریخ فرشتہ مین مقالہ سوم کے روضہ سوم مین اسمٰعیل بن برہان نظام شاہ ثانی کے حالات مین غلطی سے یہ لکھدیا ہے کہ سنہ ۹۶۰ ہجری کے اواخر مین سید محمد جونپوری نے مہدویت کا دعوی کیا تھا - الغرض یہان سے سید محمد حضرت آدم کی زیارت کو گئے اور کہا کہ میرے باوا آدم سے معانقہ کیا اونھون نے مجھہ سے کہا کہ خوش آمدی صفا

اور وہی پھر بغیر زیارت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فقط مکہ سے بعجلت تمام
مراجعت کر کے جدی کو آکر جہاز پر سوار ہو کر بندر دیو گھاٹ پر اوترکر وہان سے ملک
گجرات مین شہر احمد آباد مین آکر مسجد تاج خان سالار مین قریب دروازہ جمال پور
کے مقیم ہوئے یہان بھی اٹھارہ مہینے رہنے کا اتفاق ہوا اور طریقہ وعظ و دعوت
کو شروع کیا اور ملک برہان الدین وہین مرید و تارک بنکر رفیق ہوئے اونکو مہدویہ خلیفہ
ثالث جانتے ہین اور ملک گوہر کہ خلیفہ چہارمین ہین اوسی مقام سے رفیق سفر
ہوئے اور اسی مسجد مین اکثر مجمع عام مین سید مذکور نے ۹۰۳ھ مین دعوے مہدویت کا
کیا یہ دعوے دوم ہے بعد اس کے علما و مشایخ گجرات نے سلطان محمود سے شکایت
کی کہ شخص تازہ وارد اپنے وعظ مین حقایق خلاف شریعت بیان کرتا ہے سلطان نے
حکم اخراج کا دیا اس سبب سے وہان سے اٹھکر ایک گاؤن سولہ سانج نام مین آئے میان
نعمت کہ خلیفہ کلان مین شہرہ راہ زن اور خونی تھے خون جیتی کے جرم سے بھاگ کر
وہان پہونچے اور مرید ہو کر ساتھ ہوئے پھر وہان سے روانہ ہو کر شہر نہروالہ پیران پٹن مین
کہ علاقہ گجرات مین سے ہے آکر خان سرور کے لب حوض اترے یہان بھی اٹھارہ مہینے
اتفاق اقامت کا ہوا اور میان خوندمیر وہین آکر تربیت پدر مرید ہوئے اور ملک بخن
برخوردار اور ملک الہداد اور ملک حماد کہ انکے اقربا سے ہین وہ بھی مرید ہو کر ہمراہ ہوئے
اور خوندمیر کو اجازت گھر مین رہنے کی ہوئی کہ وہ فی الحال یہین رہو اور انکے اقربا کو مبارز الملک
وغیرہ امرا نے گجرات سے بھی نہ چھوڑا بلکہ نظر بند کر کے رکھا اور جب مبارز الملک نے دیکھا
کہ اپنے اکثر اقارب وغیرہ اہل گجرات اسقدر سید محمد کے دام تسخیر مین گرفتار ہوتی جاتی ہین
کہ کسی ملک مین نہو دی ایک فرمان شاہی سلطان محمود کا صادر کرا کر پیران پٹن سے بھی اخراج
کروایا اور سید محمد کی عادت تھی کہ جب حکم اخراج کسی حاکم کا آتا بولتے تھے کہ مجھکو خدا کا حکم
بھی یہان سے نکلنے کا ہوا ہے مین خود بخود جاتا ہون چنانچہ پیران پٹن سے نکلکر تین کوس

سے کے فاصلہ پر قصبۂ بدلی مین آئے اور وہان بھی اٹھارہ مہینے اتفاق اقامت کا ہوا
اور میان خوندمیر کہ ملا لاغا نے مین محبوس تھے بعد چھ مہینے کے خفیہ نکلکر سید محمد کے پاس
آئے یہان سب خاص عام مریدین کا مجمع ہوا چونکہ مدت سے یہ مریدین انکے درپے تھے
کہ دعوے مہدویت کا کرو اور وہ بار بار اس سے کترا جاتے تھے اور سید محمد ہمیشہ ٹلتے
چلے جاتے تھے یہ لوگ تقاضا زیادہ کرتے تھے چنانچہ اونکے پاس خاطر سے
دوبار اس سے پہلے دعوی کیا تھا لیکن بعد اوسکے سکوت اختیار کیا تھا اسپر چندان
اصرار نہ تھا اب کے سب نے مل کر اصرار کیا شیخ بھی تیار ہوگئے اور فرمایا کہ مجھکو اٹھارہ برس ہوئے
بار بار حکم خدا کا بلا واسطہ ہوتا ہے کہ دعوے سے کرین ٹالتا چلا جاتا ہون اب مجھکو حکم ہوا کہ
کہ اے سید محمد دعوے مہدویت کہنا ہوئے تو کہتا نہین تو ظالمان مین ہوگا لہذا اعلان
مین بصحت عقل و حواس و ثبات ہوش کہتا ہون کہ اَنَا مَهدِیٌ مُبِینٌ مُرَادُ اللّٰہ اور فرمایا
چہار دہ لوگون انگلیون سے گنکر بتایا کہ جو کوئی مہدویت اس ذات سے منکر ہووے
کافر ہے اور مین خدا سے یہ احکام وغیرہ لیا کرتا ہون اور فرمایا حق تعالی کا ہوا
کہ علم اولین و آخرین کا تجھکو دیا اور بیان معنے قرآن اور کنجی خزانہ ایمان کی تجھکو دی گئی
سے تجھے جو قبول کرے وہ مومن ہے اور تیرا جو منکر ہووے وہ کافر ہے غرض بہت سی باتین
خدائے پاک کی طرف نسبت کین خوندمیر اور تمام اصحاب کہ تین سو ساٹھ تھے اپنا
مقصود جان کر پکاری آمنا وصدقنا یہ دعوے تیسرا ہے کہ سنہ ۹۰۵ مین ہوا اور مرتے دم
تک اس پر اڑے رہے اسلئے اسکو دعوے موکد بولتے ہین غرض کہ یہ خبر جب
مشہور ہوئی شہر نہروالہ مین کہ وہان سے تین کوس تھا شور و غوغا ہوا کہ اس سید کو یہان سے
شہر بدر کیا تھا اوس نے قصبۂ بدلی مین جاکر دعوے مہدویت کا کیا ہے پس چند علما
قصبۂ مذکور مین آئے اور سید موصوف کے ساتھ مباحثہ و سوال و جواب باب مہدویت
وغیرہ دعاوی مین دیر تک کرتے رہے القصہ جبکہ سید محمد اپنے دعوے سے باز نہ آئے

وہان بھی انکی اسقدر قیل وقال کا چرچا ہوا حاکم قندہار مرزا شاہ بیگ نے حکم کیا کہ سید محمد
کو جمعہ کے روز مسجد جامع مین علماے اسلام کے سامنے حاضر کرو چنانچہ حسب الحکم
ملازمین اوس کے دوڑے اور جبرا قہرا آکر سید کا پکڑ کر اس عجلت سے لیچلے
کہ جوتا بھی پہننے ندیا اور مریدون نے جب ارادہ ہمراہی کا کیا منع کیا بلکہ زد و کوب کی بھی نوبت
پہونچی جب سید محمد داخل مسجد ہوئے علما وغیرہ نے ہجوم کر کے سخت سست کہنا شروع
کیا سید محمد نے تحمل کر کے وعظ کہنا شروع کر دیا شاہ بیگ کہ جوان بہت سادہ تھا
اسکے بیان پر فریفتہ ہو گیا اسی سبب سے وہ گرمی سرد ہو گئی اور سید محمد نے اوسکے
ہاتھ سے نجات پاکر بعد چند روز کے راہ شہر فراہ کی لی جب فراہ مین پہونچے وہان بھی یہی
بازپرس پیش آئی کہ اول ایک عہدہ دار نے آکر سید محمد اور تمام ہمراہیان کے ہتھیار
چھین لئے اور کوشش کی کہ ان سب کے سر پر کھڑا کر ایک ایک کو شمار کر کے کہا کہ [illegible]
قید کرینگے بعد اس کے امیر ذوالنون حاکم شہر واسطے دریافت کیفیت کے
بذات خود آیا لیکن بعد ملاقات کے معتقد شیخ کا ہوا اور علما کو اجازت دی کہ امتحان
مہدویت کرین چنانچہ علماے فراہ نے سوال و جواب شروع کئے اور امیر ذوالنون
نے یہ تمام کیفیت میرزا حسین بادشاہ خراسان کے حضور مین لکھکر روانہ کی بادشاہ
نے چار عالم واسطے دریافت حقیقت حال کے روانہ کئے چنانچہ علماے مذکورین
نے آکر مباحثہ کیا جب فراہ مین تین مہینے گذر چکے خوندمیر اور میان نعمت کہ نصیرپور
سے اپنے وطن کو واپس گئے تھے اور میان محمود فرزند سید محمد کہ شہر نہروالہ مین
اپنے والد سے جدا ہو کر تلاش نوکری کے ارادہ سے شہر چاپانیر کو جاکر سلطان محمود کی
سرکار مین مردم سپاہ پیشہ مین نوکر ہوئے تھے یہ تینون شخص فراہ کو آئے اور ہدایا و نذر
کہ مردم گجرات نے سید محمد کے واسطے میان نعمت کی ہمراہ روانہ کئے تھے راہ مین
میان محمود فرزند سید محمد نے چاہا کہ اپنے تصرف مین لائین میان نعمت نے کہا کہ مین

پیدائی امانت مین خیانت کرے ندونگا میان محمود نے خفا ہو کر نماز کے واسطے نکلنا
چھوڑ دیا ناچار خوندمیر نے اپنا خرچ راہ مع اون امانت کے جو اونکے ہمراہ تھین جب
سامنے رکھدیا تب جماعت نماز کے واسطے برآمد ہوے جب کہ فراہ پہونچے
اسی امانت مین سید محمد نے طرفداری فرزندی کی اور کہا کہ کیا شل گجرات کی یاد بھی
ایک ڈھکٹ کیا تیرے باپ کا مال ہے بعد اس کے سید محمد نے وہ امانتین میان
نعمت سے طلب کین اوس نے جواب دیا کہ طالبان خدا کہ اثناے راہ سے آپکی طرف
روانہ ہوے تھے ان پر خرچ کیا گیا سید محمد نے کہا کہ ان لوگون کو کس نے طالب خدا
بنایا یہ کلام سنتے ہی طالبین مذکور بے ساختہ بھاگے اور میان نعمت کہ جنکا لقب
مقدم بعت تھا جوش مین آکر سید محمد کی صحبت سے بیزار ہو کر مع اہل و عیال
روانہ ہوے سید محمد نے ایک گوجری مثل پڑھکے اونکی فہمایش کی کہ تو مجبہ لوڑنہ لوڑ
سہاگن ہون تجھہ لوڑ نہار یعنی مجھکو چاہ نچاہ مین تیرا چاہنے والا ہون اور بہت دلاسا
کر کے واپس لائے چنانچہ تفصیل اوسکی تذکرۃ الصالحین مین موجود ہے اور فرزند
مذکور کے حق مین کہا کہ جسکا پوت پوت ہو کر آوے اوسی کا ہے خوشی ہوئی غرضکہ ان
لوگون کے آنے کے بعد سید محمد چہہ مہینے اور زندہ رہے پس کل قیام فراہ کا نو مہینے
ہے اور اکثر بشارات و اشارات اپنے اور اپنے مریدون کے فضائل مین اسی عرصہ
مین بیان کئے ہین القصہ بعد نو مہینے کے ترسٹھ برس کی عمر مین مقام فراہ مین پنجشنبہ
کو سنہ ۹۱۰ ہجری مین انتقال کیا کہتے ہین انتقال سے پہلے جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ نماز
وتر ادا کی تھی اور یہی علامت انتقال تھی کیونکہ حضرت رسالت پناہ نے بھی قبل رحلت
بعد نماز جمعہ کے وتر ادا کئے تھے شواہد الولایت کے باب ۲۵ مین لکھا ہے کہ سید
محمد بروز انتقال اپنی زوجہ بی بی بون کے گھر مین تھے اور عادت یہ تھی کہ زمین مین بطور تعین واسطے
شناخت وقت نوبت ازواج کی گاڑی تھین جب اون میخون پر سایہ پہونچتا تھا ایک

بی بی کے گھر سے دوسری بی بی کے گھر جانے کی نوبت آئی تھی اوس روز جب سایہ منع پر پہونچا فرمایا کہ مجھکو بی بی ملکان کے گھر مین لے چلو بی بی ملکان وہان حاضر تھی اوس نے عرض کیا کہ آپ پر سختی ہے اور مین خود یہان حاضر ہون اور مین نے اپنی نوبت تمکو بخشدی آپ یہین رہو اور یارون نے بھی یہی مضمون بکمال اصرار عرض کیا میران نے جواب دیا کہ خوب تم نے اپنا حق بخشا لیکن حد شرع محمدی کی کہ خدا تعالے نے حکم کیا ہے کون شخص بخش سکتا ہے بعد اوس کے پھر دو تین بار بی بی ملکان وغیرہ نے یہی مضمون عرض کیا لیکن میران نے قبول نہ کیا اور کہا کہ یہ اور لوگ ہماری رعایت کرتے ہین اور شرع محمدی کی رعایت نہین کرتے - الغرض نانا اور بی بی ملکان کے گھر مین بہر طور اپنے تئین پہونچایا انتہی الغرض انتقال کے بعد سید محمد کے جنازہ کی نماز پڑھی عیدگاہ فراہ مین پڑھکر ایک جگہہ مین کہ فراہ اور موضع ... کے درمیان ہے دفن کیا اور میان اللہدین حمید نے سب کے سامنے چند مرثیئے قبر پر پڑھے کہ اونمین یہ شعر بھی تھا ؎ نضلش کہ جمیع ہمہ شد از خدا ٭ باد ابروز حشر شفاعت گر از خدا ٭ اور سنہ ۹۸۰ مین شاہ قاسم عراقی حاکم فراہ نے قبر پر گنبد بنوایا لیکن ریگان سلطان حاکم فراہ نے اوس کی تکمیل کی غرضکہ بعد وفات کے میان خوندمیر اپنے وطن گجرات کو چلا گیا اور نہر والہ مین متوطن ہوا اور بعد چند روز کے اہل اسلام نے وہان سے شہر بدر کیا تو قصبہ سلطان پور مین آکر رہا اوس نے اپنی اس تعجیل معاودت کا یہ عذر بیان کیا تھا کہ میران کی روح نے مجھکو کہا ہے کہ تم گجرات کو جاؤ اور سید محمود فرزند میران نے ایکسال فراہ مین صبر کرکے کہا کہ مجھکو بھی میران کی روح نے جانے کا حکم دیا اسواسطے وہ بھی گجرات مین آکر مقام بھلوٹ مین متوطن ہوا اور خوندمیر بھی اوس کے قرب وجوار کے واسطے موضع بھادی پور مین ایک منزل کے فاصلہ پر بھلوٹ سے متوطن ہوا پھر وہان سے موضع جھجھی واڑہ مین رہا اور سید محمود مذکور کی طرف سب خلفا و مریدین سید

محمد جونپوری کی رجوع ہوئی اس سبب سے اسکا شہرہ زیادہ ہوا اور روز بروز خلق اسکی تسخیر
مین زیادہ ہونے لگی جب یہ بات سلطان محمود بیگڑہ کو معلوم ہوئی بھاری زنجیر پاؤن
مین ڈالکر قید کیا اکتالیس روز کے بعد رہا ہوا بسبب مرد کی خواہش [illegible]
بادشاہ کی سفارش سے کہ میران کی معتقد تھی رہائی پائی لیکن زخم زنجیر سے پاؤن
سڑ گیا اور اشیائی پہنچنے کے بعد اسیوجہ سے پچاس سال کی عمر مین سنہ ۹[illegible]ھ مین اپنے
والد کی وفات سے نو برس کے بعد مقام [illegible] بعد انتقال محمود کے
میان خوند میر فرقہ مہدویہ کا رئیس ہوا اس نے دعوت اس مذہب کی شروع کی
عوام الناس اس کے مسخر ہونے لگے ستائیس بار مقامات سے اسکو بدر کیا گیا
سلطان مظفر گجراتی نے انکی زیادتی کا حال سنکر بہ فوج اس فرقہ کی تباہی کے لئے عین الملک
کی ماتحتی مین شیخ کھانبیل کو بھیجی لشکر بادشاہی نے اس قوم کے تمام مکانات جلا دیے
ساٹھ سوار اور چالیس پیادون کی جمعیت مہدویہ نے مقابلہ کیا اکتالیس آدمی انکے کام
آئے اور انکو بھی زخم تیر سے نابینا ہو گیا شرف الدین مہدوی بھی اسی سوارون کے ساتھ
انکی مدد کو آگیا تھا تمام مہدویہ مع اہل و کمک کے کھانبیل سے موضع سدراسن کی
طرف چلے گئے فوج بادشاہی نے پیچھا چھوڑا اور سدراسن مین دو پہر جنگ ہوئی دوم
مین میان خوند میر اور انکے فرزند جلال الدین اور داماد وغیرہ اقربا و مریدین جملہ
آدمیون کو قتل کیا یہ واقعہ سنہ ۹۳۰ھ مین واقع ہوا اس جنگ کو مہدوی لوگ اپنے منہ
سے جنگ بدر ثانی بولتے ہین اور کہتے ہین کہ آیت اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ
عَلَى السَّمٰوٰتِ الآیۃ مین امانت سے مراد یہی جنگ ہے اور انسان سے مراد
میان خوند میر ہین گو کہ اخراج و قتل وغیرہ اہل احتساب اسلام کی طرف سے تھا
لیکن مہدویہ اپنے ان کلمات و دعاوی مخالف ملت اسلام سے باز نہ آئے
چنانچہ سنہ ۹۵۲ھ مین شیخ علی متقی نے چار فتوے شیخ ابن حجر مکی وغیرہ ائمہ حجاز مذہب

گئے مکہ معظمہ سے بادشاہ گجرات کے پاس بھیجوائی کہ یہ مہدویہ کافر ہوگئے ہین اگر یہ لوگ
اس مذہب باطل سے توبہ نکرین تو انکو قتل کرنا بادشاہ اسلام پر واجب ہے شاہ مظفر بادشاہ
گجرات نے فتودن پر عمل کرکے گیارہ آدمیون کو پکڑ کر پھر قتل کیا اور شاہ نعمت
خلیفہ مہدی سے گرفتاری کے عوض بن سید علی فرزند مہدی نے اپنے آپ کو گرفتار
کرادیا اور مقتول ہوا اور شاہ نعمت موضع لوہ گرمین مع سولہ آدمی ہمراہی کے مارا گیا
ملک الہداد اور خوندمیر کے شکست پانے کے بعد سید راسم ہ سے نکلکر رفتہ رفتہ ملک
مارواڑمین پہونچکر موضع پاڑ گرمین دائرہ باندھکر رہنے لگا وہان اسقدر مہدویہ پر سختی پیش
آئی کہ انکے رفقا فاقون کے مارے مرنے لگے لیکن آپس مین ہر شخص اپنے اپنے
احوال و مقامات باطنیہ کا بیان و دعوے کرتا رہتا تھا یہ لوگ اسیطرح ملک بملک
متفرق و منتشر ہوتے رہے اور دام زہد و ترک کا کہ مقبول خاص و عام ہے بچھا کر خلق
کو اپنی تسخیر مین لاتے رہے اور رفتہ رفتہ یہ فساد سلاطین دہلی و اکبرآباد کے حضور مین بھی
پہونچا چنانچہ منتخب التواریخ اور تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے کہ سلیم شاہ بن شیر شاہ کے
عہد مین شیخ علائی بن حسن مرید شیخ سلیم چشتی نے شیخ عبد اللہ افغان نیازی کی ہدایت سے
طریقہ مہدویہ اختیار کرلیا اور سید محمد جونپوری کی مہدویت کا قائل ہوگیا یہ شخص بیانہ
مین رہا کرتا تھا اور اس کی بدولت صدہا آدمی اس طریق پر آگئے شیخ علائی نماز کے
وقت قرآن کی تفسیر کیا کرتا اور ایسے پر اثر معانی بیان کرتا کہ اوس کی مجلس مین جوق
جوق مسلمان حاضر ہونے لگے اور جو اسکے پاس حاضر ہوتا وہ یا تو بالکل اہل عیال
سے قطع تعلق کرکے پیشہ اور مال و اسباب چھوڑکر مہدوی ہوجاتا یا گناہون سے
توبہ کرکے سید محمد جونپوری کی مہدویت کا معتقد ہوتا اور جو کچھہ دھندا کرتا اوس مین
دسوان حصہ اللہ کی راہ مین نکالتا اسطرح کہ بہت سی آدمی جمع ہوگئے کہ باپ بیٹے
سے بیٹا باپ سے جورو خاوند سے بھائی بھائی سے چھوٹ گئے اور فقر و فنا کا

کا طریق اختیار کر لیا شیخ علائی کو جو کچھ نذر و فتوح مین حاصل ہوتا سب کو اوس مین علی السویہ
شریک کرتا اور اگر کچھ نہ ملتا تو یہ لوگ دو دو تین تین روز تک فاقہ سے بیٹھے رہتے مگر
کسی سے سوال نکرتے اور شیخ علائی ہتیارون سے ہر وقت مسلح رہتا گلی کوچہ مین پھرتا
کسی مسلمان کو خلاف شرع کام کرتے دیکھتا تو اول ملائمت سے سمجھاتا جب نہ مانتا تو سختی
سے پیش آتا جو حکام وقت اوس کو اپنا مقتدا سمجھتے تھے اوس کی مدد کرتے جب یہ
سختی بہت بڑھ گئی اور فساد پیدا ہونے کا احتمال ہوا تو شیخ عبد اللہ نے شیخ علائی کو سفر حجاز
کے لئے آمادہ کیا اور تین سو خانوادہ اون بے سر و سامانی کی حالت مین ہمراہ ہوئے
خواص پور واقع سرحد جونپور مین یہ قافلہ پہنچا تو خواص خان نے استقبال کیا اور معتقد ہو گیا
لیکن تھوڑے سے عرصہ مین مذہب مہدویہ کی برائی اوس پر روشن ہو گئی شیخ علائی نے یہ
بات سمجھا خواص خان نے تعلق توڑ دیا اور یہ بہانہ کر کے کہ امر معروف اور نہی منکر مین
میری اطاعت نہین کرتا اوس سے رنجش ظاہر کر کے خواص پور سے اپنا قافلہ اوٹھا دیا
اور حج کا عزم فسخ کر کے بیانہ کو واپس چلا گیا سلیم شاہ اون دنون آگرہ مین مقیم تھا شیخ علائی
کا حال سنکر اپنے دربار مین بلایا جب شیخ دربار شاہی مین داخل ہوا تو آداب شاہی بالکل
ترک کر دئے صرف سلام علیک مشروع طور کی سلیم شاہ نے بکراہیت جواب دیا علیک السلام
مقربین کو یہ بات سخت ناگوار گذری ملا عبد اللہ سلطان پوری الملقب بہ مخدوم الملک شیخ علائی
کا مخالف ہو گیا اور اوس کے قتل کا فتوے بھی دیدیا اور بادشاہ سے عرض کیا کہ یہ شخص
خود بھی مہدویت کا مدعی ہے سلیم شاہ نے مرزا رفیع الدین انجو اور ملا جلال الحکیم و دانشمند اور
ملا ابو الفتح تھانیسری وغیرہ علما کو جمع کر کے اس قضیہ کی تشخیص اونکے حوالہ کی سلیم شاہ کے
حضور مین مجلس مباحثہ مقرر ہوئی شیخ علائی علما سے مغلوب ہو گیا جواب نہ دے سکا مگر اسطرح
قرآن کی آیات کے معانی بیان کرنے لگا کہ اوس کی تقریر نے بادشاہ کے دلمین
اثر کر لیا اور بادشاہ نے شیخ سے کہا کہ اگر تم اس دعوے باطل مہدویہ کو ترک کر دو تو مین تم

دینی تمام قلمرو کا محتسب بنا دیا اور تم اب تک میرے حکم[illegible] محتسب ہوجانے کے بعد میرے حکم سے یہ کام کروگے مگر شیخ نے سلطان کی [illegible] کو منظور نہ کیا سلطان نے اوسے قتل کرنا اپا مگر چہ دکن پر ایک شہر ہے ہنڈیہ وہان بھجوا دیا وہان کا حاکم بہادر خان سلیم شاہ کے امرا مین سے تھا تمام لشکر سمیت شیخ علائی کا معتقد ہوگیا مخدوم الملک نے اسباب کو ایک برے پیرایہ مین بادشاہ سے عرض کرکے شیخ علائی کو وہان سے واپس طلب کرایا اس مرتبہ بھی سلیم شاہ نے [illegible] اکبر [illegible] اور اس قضیہ کی تشخیص مین بہت کچھ توجہ کی مخدوم الملک نے بادشاہ سے کہا کہ شیخ علائی خود بھی مہدی ہونے کا مدعی ہے اور مہدی تمام روئے زمین کے بادشاہ ہونگے سارا لشکر آپکا اور آپکے اکثر عزیز بھی در پردہ اوس کے معتقد ہوگئے ہین آپکی سلطنت [illegible] پیدا ہوجانے کا اندیشہ ہے مگر بادشاہ کا مزاج شیخ علائی کے قتل پر آمادہ نہوا بہار مین شیخ بڈہ ایک نہایت دانشمند شخص رہتا تھا شیر شاہ اوسکا بڑا معتقد تھا یہانتک کہ اوس کی جوتی اپنے ہاتھ سے سیدھی کرتا تھا سلیم شاہ نے شیخ علائی کو اوس کے پاس بھیجدیا اور جو کچھ اس کے حق مین شیخ بڈہ لکھدے وہ کیا جائے شیخ بڈہ نے بھی مخدوم الملک کے فتوے کی تقلید کی اس زمانہ مین مرض طاعون کا بڑا زور تھا شیخ علائی بھی اس مرض مین مبتلا ہوگیا بادشاہ کے حضور مین شیخ بڈہ کے فتوے کے ساتھ پیش ہوا تو اسوقت بولنے تک کی اوس مین طاقت نتھی سلیم شاہ نے آہستہ اوس کے کان مین کہا کہ اگر تم میرے سامنے یہ کہدو کہ مین مہدوی نہین ہون تو مین تمکو رہا کردون مگر اوس نے نمانا سلطان نے حکم دیا کہ اسکے کوڑے مارو تیسری کوڑی مین اوسکی جان نکلگئی یہ واقعہ سنہ ۹۵۵ ہجری کا ہے جمال خان مہدوی کی ہدایت سے نظام شاہی خاندان کے چھٹے بادشاہ اسمعیل بن برہان نظام شاہ ثانی نے بھی یہ مذہب اختیار کرلیا تھا مرتضیٰ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تھی انکے کارنامے تاریخ فرشتہ کے مقالہ سوم کی روضہ سوم مین فصل ششم مین [illegible]

انکو ملک سے نکال دیا در بدر شہر بہ شہر باہر حدود ممالک محروسہ آصفیہ سے پھرنے
لگے ایک مدت دراز اسیطرح گذری اور نواب سکندر جاہ کا انتقال ہوا اور نواب ناصر الدولہ
مسند نشین دولت آصفیہ کی ہوئے اور بسبب انقراض عہد اور بعد مدت کے اہل
حیدرآباد کے دلون سے بھی بغض وطیش کم ہوگیا اب الہ حیدر ولعل کے دربار مین مدار المہام
اور رشوتین دے دیکر ایک ایک دو مہدوی آکر گھسنا شروع ہوئے اور راجہ کی نظر عنایت
سے پھر انکا جماؤ ہو گیا۔

مہدویہ کہتے ہین کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار مین ایک صدیق تھے تو یہان
کے دربار مہدویت مین دو تھے سید محمود اور خوندمیر اور اگر وہان خلفائے راشدین چار
تھے تو یہان پانچ تھے سید محمود خوندمیر میان نعمت میان نظام میان دلاور اگر وہان
عشرہ مبشرہ تھے تو یہان بارہ تھے پانچ مذکورین اور باقی کے نام یہ ہین امین محمد
ملک معروف او عبد المجید اور ملک جیو اور یوسف اور ملک گوہر اور ملک برہان الدین
اور اگر آنحضرت کی امت مین تہتر فرقے ہین تو مہدی کی امت مین چوہتر فرقے ہین
ایک فرقہ کہ عقیدہ خوندمیر پر ہے ناجی ہے باقی غیر ناجی اور سید محمود پسر مہدی کو مہدی
ثانی بھی کہتے ہین اور میان خوندمیر داماد مہدی کو بدلہ مہدی بھی کہتے ہین کیونکہ قتال کا
کام مہدی سے نہوا اونکے بدلے ہین اونھون نے کیا اور اس کو خاتم بدر ولایت
کہتے ہین اور اسد اللہ الغالب بھی انکا لقب ہے اور انکے بیٹے سید محمود خاتم مرشد
نواسہ مہدی کو حسین ولایت کہتے ہین انکے ساتھ لڑکپن مین خدا ہمیشہ کھیلا کرتا تھا جیسا
پنج فضائل مین منقول ہے اور اونکی مان فاطمہ ولایت ہین اور مہدی کی سب بیبیان
ازواج مطہرات او امہات المومنین ہین اور مہدی کے نواسے سید محمود ثانی کو حسن
ولایت قرار دے امام حسین شہید کربلا علیہ السلام کی برابر ادن سے [illegible]
اور سید محمود کی شہادت اسطرح تراشی ہے کہ ایک روز سید محمود عید نماز [illegible]

اب آدت مسلمان مین اور مہدویہ کے نزدیک تصحیح مہدی کا اعتقاد رکھنا فرض ہے اور
اوس کی انکی اصطلاح مین یہ معنے ہین کہ تمام ارواح انبیا اور رسل اولو العزم اور اولیائے
بلند مرتبہ اور تمام مومنین اور مومنات آدم سے اس دم تک سید محمد کے حضور مین
پیش کیجاتی ہین اور یہ انکا داخلہ اور موجودات دیکھتے ہین اور حق تعالی کا ان ارواح کو
حکم ہوتا ہے کہ تمنے جس خزانہ سے نور لیا تھا پہر اوس محل سے مقابلہ کر کے تصحیح کرو
اور جو شخص یہان مقبول ہو وہ خدا کے پاس بھی مقبول ہے اور جو یہان مردود ہوا وہ عند اللہ
بھی مردود ہے اور تفصیل اسکی مطلع الولایت مین موجود ہے اور جب تک آدمی بچشم سر یا بچشم
دل یا خواب مین خدا کو نہ دیکھے مومن نہین ہے مگر طالب صادق کہ اپنے دل کو غیر حق
سے پہیر کر خدا کی طرف متوجہ ہو کر ہمیشہ مشغول بخدا رہے اور دنیا اور خلق سے عزلت اختیار
کرے اور خودی سے باہر آنے کی ہمت کرتا ہو ایسے شخص کے حق مین بھی مہدی
نے حکم ایمان کا کیا ہے چنانچہ عقیدہ خوندمیر مین جسکو مہدوی ام العقائد بحر العقائد بولتے
ہین مذکور ہے غرضکہ یہ چار قسم کے لوگ مومن ہین اور باقی سب انکے نزدیک کافر ہین اور
مہدی کا قول ہے کہ تین پہر خدا کا ذکر کرنے والا اسلام نو ہے اور چار پہر ذکر کرنے والا مسلم
ہے اور پانچ پہر کا ذکر کرنے والا مومن ناقص ہے اور آٹھ پہر کا ذکر کرنے والا مومن کامل
ہے پس اسی سبب سے انکے نزدیک کسب حرام ہے کیونکہ انکے نزدیک حالت کسب
مین یاد الٰہی متعذر ہے اور انکے عقائد سے یہ بھی ہے کہ اشیاء دنیوی اگرچہ حلال و
مباح ہون مگر اوسمین مشغول رہنے والا بلکہ اوس کا ارادہ رکھنے والا کافر ہے جیسا کہ
انصاف نامے کے باب پنجم مین لکھا ہے کہ میران نے فرمایا کہ وجود حیات دنیا کفر ہے
چنانچہ زنان و فرزندان و اموال و حیوانات و زراعات و عمارات و ملبوسات و ماکولات
وغیرہا جو کہ انکا مرید ہو اور انہین مشغول ہو وہ کافر ہے اور جو کہ انکا ارادہ رکھے اور
اوس ارادہ مین مشغول ہو وہ بھی کافر ہے اگر کوئی شخص اس کے ساتھ صحبت

اوس کی خطا معاف کردی اور مسیح موعود اور دجال کی طرح راستے ہی اپنی ملازمت مین لیکر
خسروانہ سلطانی کے معاملون مین داخل کر دیا (۵۸) یہ بھی مہدویہ مین مذکور ہے کہ ازبک
نامی ایک شخص بھی جہوٹے دعوے پر اوٹھکر مہدی کہلایا قہر کے پہاڑون کی طرف ایک
ایک بڑی جماعت کو اپنا تابعدار کیا آخر اوسی ولایت کے امیر احمد خان کردی نے اوس
فوج کشی کرکے اوس کو قتل کیا اور اوس کی جماعت کو پراگندہ کر دیا اور اوس کے بھائی کو
اسیر کرکے راہ راست پر لایا۔

فائدہ عبید اللہ خلفائے مصر کے مورث اعلیٰ کے سوا ملک مغرب مین اور بھی کئی شخص
ایسے گذرے ہین جنہون نے مہدویت کا دعوے کیا۔ انکی تفصیل یہ ہے

(۱) ابن خلکان نے وفیات الاعیان مین لکھا ہے کہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن
تومرت کوہ سوس مین جو بلاد مغرب کے انتہا پر ہے سنہ پانچسو تین مین پیدا ہوا تھا قبیلہ
ہرغین سے تھا جنکی نسبت مشہور ہے کہ امام حسن بن حضرت علی علیہما السلام کی نسل
سے ہین جوانی مین طالبعلمی کے لئے مشرق کی سمت گیا تھا امام غزالی علیہ الرحمۃ سے
بھی کچھ پڑہا تھا مدت تک مکہ مین رہا علم حدیث و فقہ وغیرہ علوم شریعت مین دستگاہ حاصل
کرکے زہد و عبادت مین مصروف ہو گیا تھا دنیاداری کے سامان مین سے اوس کے پاس
سوا عصا اور ایک لوٹے کی کچھ اور نہ تھا امر معروف اور نہی منکر مین نہایت سخت اور پابند تھا زبان
عربی اور مغربی نہایت فصاحت سے بولتا تہا اگر کسی سے کوئی ایذا اوس کو پہونچتی تو اوسکو
بکشادہ پیشانی برداشت کرلیتا مکہ مین کوئی دشواری اسکو لاحق ہوئی تو مصر کو چلا گیا اور جو کام
مخالف شرع دیکھتا اوس کے مٹادینے کی بیحد کوشش کرنے لگا لوگون کی سخت مخالفت
کی وجہ سے مختلف باتین کرنے لگا اور اپنی جان کو اونہر دیوانہ ثابت کرنے لگا مصر سے
اسکندریہ کو آیا وہان سے جہاز مین سوار ہوکر اپنے وطن کو روانہ ہوا اوس نے اس سے
پیشتر یہ خواب مین دیکھا تھا کہ دریا کا سارا پانی پی گیا ہون اہل جہاز کو بھی وعظ و نصیحت کرتا اور

قرآن پڑھتا رہتا تھا سنہ ۵ھ مین شہر مہدیہ مین پہونچا بعضے کہتے ہین سنہ ۵ھ مین
فقہا کے لباس مین نکلا مہدیہ مین پہونچکر مسجد غلق مین ٹھہرا ایک مسجد مین
بیٹھکر راستے کی طرف نگرانی رکھنے لگا اگر کسی شخص کے پاس کوئی خلاف شرع
چیز پاتا اوس سے لے لیتا پاس شراب کا برتن دیکھتا تو اوسے توڑ ڈالتا سلطان نے
حال سنا تو اوس کے پاس آنے لگے اوسکی دینی کتابین اوس سے پڑھتے مین اسی
مین مقیم رہے معز بن بادیس کو اوسکا حال معلوم ہوا تو فقہا کی جماعت کے ساتھ اوسکو
اپنے حضور مین بلایا جب امیر کی اوس سے ملاقات ہوئی اور اوسکی بات چیت سنی
تو بہت تعظیم و تکریم کی اور کہا آپ میرے حق مین دعا کیجئے کچھ دنون مہدیہ مین
رہکر بجایہ کو چلا گیا یہان بھی اوس نے اپنا وہی حال رکھا یہان کے آدمیون نے اوسے
شہر سے نکالدیا ضلع ملالہ مین چلا گیا اور یہان اسکی ملاقات عبد المومن بن علی سے
ہوئی ملوک مغرب کے حالات مین ایک کتاب ہے اوسمین کہا ہے
کہ ابن تومرت کتاب جفر سے واقف تھا جو علوم اہل بیت مین ہے اوس کتاب
مین اوس نے یہ لکھا ہوا دیکھا کہ ایک آدمی اس صورت کا سرور کائنات کی اولاد مین
ہوگا اور وہ آدمیون کو راہ خدا کی طرف دعوت کریگا اور اوس کا مدفن ملک مغرب
مین اوس مقام پر ہوگا جس کے یہ حروف ہین ت ی ن م ل اور یہ بھی اوس
کتاب مین دیکھا تھا کہ اوس کے اصحاب مین سے ایک آدمی ہوگا جس کے سبب
اوس کے کام کو قوت ہوگی اوس کے نام کے یہ حروف ہین ع ب د ا ل م
و م ن اور پانچوین صدی ہی مین اوسکا ظہور ہوگا ابن تومرت کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اوس
شخص کے ظاہر ہونے کا اب وقت قریب ہے اسی لئے عبد المومن کی تلاش مین
پھرنے لگا جس جگہ جاتا وہان اور جس شخص سے ملتا اوس کا نام دریافت کرتا اور حلیہ
اوس کا عبد المومن کے حلیہ سے جو اوس کے پاس موجود تھا ملاتا بالآخر ایک

شخص سے ملاقات ہوئی اوس سے نام دریافت کیا جواب دیا کہ محمد عبد المومن کہتے
ہین جلف بلایا تو موافق پایا بہت خوش ہوا پھر ابن تومرت نے عبد المومن سے
دریافت کیا تم یہان رہتے ہو اور اب کہان کا قصد ہے عبد المومن نے کہا کوفیہ کا
باشندہ ہون مشرق کو تحصیل علم کے لئے جا رہا ہون ابن تومرت نے کہا کہ شرق
اور علم تمنے پا لئے میرے ساتھ چلو یہ سب تمکو حاصل ہو جائیگا عبد المومن ابن تومرت
کے ساتھ ہو لیا پھر ابن تومرت نے اپنا تمام راز اوس سے کہا ابن تومرت کی ملاقات
ایک اور شخص سے ہوئی جسے عبد اللہ الونشریشی کہتے تھے یہ شخص فقیہ وجیہ فصیح لغات
عرب و اہل مغرب کا بڑا ماہر تھا ابن تومرت نے اسے بھی اپنے راز سے آگاہ کر کے
موافق کر لیا اور تینون نے مقصد اصلی کے حاصل کرنے پر غور کیا ابن تومرت نے عبد اللہ سے
یہ کہا کہ تمکو یہ چاہیئے کہ اپنی فصاحت و بلاغت کو چھپا لو ہکلا کے باتین کرنا شروع کر دو اور
ایسے طور پر باتین کرو کہ جس سے لوگون پر تمہارا جہل ثابت ہو پھر یکایک اپنے فضائل
اور فصاحت لسانی کو ظاہر کرنا کہ لوگون کو تمہارا معجزہ ثابت ہو اور جو کچھ ہم لوگون سے
کہین اوس پر یقین کرین اس منصوبہ کے بعد ابن تومرت اہل مغرب سے ملا اور
اونکو موافق کرنا شروع کیا چھ آدمی اوس کے ہمراہی اور رفاقت کو آمادہ ہوئے اور یہ تمام
جماعت مراکو کو روانہ ہوئی اسوقت یہان کا حکمران ابو الحسن علی بن یوسف بن تاشفین
تھا جو المرابطین یا ملثمین سے ہے اور نہایت حلیم عادل متواضع تھا مالک بن وہب کو
ابن تومرت کی بات چیت معلوم ہوئی تو اوس نے سلطان سے کہا کہ مین دیکھتا ہون
کہ ایک ایسا دروازہ کھلنے والا ہے جسکا بند کرنا مشکل ہوگا مناسب یہ ہے کہ ابن تومرت
اور اوس کے ساتھیون کو علما کے مجمع مین بلا کر اونکی باتین سنو ابن تومرت ایک ٹوٹی
ہوئی مسجد مین شہر کے باہر ٹھہرا ہوا تھا سلطان نے اوسے دربار مین بلایا اور علمائے
شہر کو بھی جمع کر کے اون سے کہا کہ اس شخص سے دریافت کرو کہ تمہارا کیا مدعا ہے

قاضی محمد بن اسود نے ابن تومرت کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ یہ سلطان ہمارا [illegible]
کے احکام کا پابند ہے اپنی خواہشات نفسانی پر اللہ کی فرمان برداری کو ترجیح دیتا ہے مگر آپ
سلطان کے حق میں تمہاری زبانی بعض باتیں اس کے خلاف سننے میں آئی ہیں ابن
تومرت نے کہا کہ جو باتیں سلطان کے حق میں میری زبانی تم تک پہونچی ہیں وہ واقع
میں نے کہی ہیں اور اس سے بہت کچھ کہونگا قاضی صاحب تم نے جو یہ کہا کہ یہ سلطان اللہ کے
احکام کا پابند ہے اپنی ہوا و ہوس پر طاعت الٰہی کو ترجیح دیتا ہے یہ قول تمہارا صحیح
نہیں تمہارے انہیں خوشامد کے الفاظ نے سلطان کو دھوکے میں ڈالدیا ہے یہ کیونکر
معلوم ہے کہ اکثر ایسے کام اس کی قلمرو میں ہوتے ہیں لوگ شراب علانیہ بیچتے ہیں سود
علی الاعلان لیا کرتے ہیں یتیموں کا مال لیتے ہیں اسیطرح کی اور کئی باتیں ابن تومرت نے
بیان کیں سلطان ابن تاشفین نے اوسکا کلام سنکر خجالت سے سر جھکا لیا اور رونے لگا [illegible]
نے سمجھ لیا کہ یہ شخص سلطنت کی طمع رکھتا ہے سلطان پر اوس کی باتوں کا اثر ہوگیا ہے
کہ سلطان اپنے زہد کی وجہ سے خاموش ہے مالک بن وہیب نے اوسوقت سلطان
سے کہا کہ میں جو کچھ آپ سے کہتا ہوں اوس پر اگر توجہ کیجائے گی تو انجام اچھا
ہوگا ورنہ آپ بڑی سخت مصیبت میں پھنس جانے کا اندیشہ ہے آپ اوسے اور اوس
کے ہمراہیوں کو گرفتار کر لیجئے اور ایک دینار روزانہ اونکے خرچ کے لئے مقرر کر دیجئے
تاکہ یہ کوئی شور پیدا نہ کر سکے اگر ایسا انتظام آپ نے نکیا تو پھر ایسا وقت آئیگا کہ تمام
خزانہ خرچ کرنے سے بھی اسکا تدارک نہوسکے گا سلطان نے یہ بات کرنا چاہی مگر وزیر
نے عرض کیا کہ ایسا مناسب نہیں ابھی تو آپ اسکی بات پر آبدیدہ ہوگئے تھے اور
ابھی گرفتار کرنا چاہتے ہیں یہ ایک محتاج آدمی ہے کیا کر سکتا ہے سلطان نے ابن
تومرت کو رخصت کر دیا اوس نے دربار سے نکل کر اپنے رفیقوں سے کہا کہ اس مقام میں [illegible]
ٹھہرنا مفید نہیں مالک بن وہیب ہماری مخالفت پر آمادہ ہے یہاں ٹھہرنا خلاف [illegible]

سلمت ہے شہر اغمات مین ایک فقیہہ عبد الحق بن ابراہیم نامی میرا دوست ہے
اوسکے پاس چلکر مشورہ کرین ابن تومرت اور سب ہمراہی وہان پہونچے اور عبد الحق
سے ساری سرگذشت بیان کی اوس نے کہا کہ تمہارا یہان رہنا بہتر نہین یہان سے
ایک منزل کے فاصلہ پر تینمل نام پہاڑ مین ایک موضع ہے تم وہان جا کر رہو اوس جگہ
تمہاری حفاظت بخوبی ہوگی جب یہ باشندے تینمل آئی اور نہایت زہد و تقوے اور فقر و فاقہ
کے ساتھ سب اوقات کرنے لگے مسلمانوں کو انکے ساتھ حسن عقیدت پیدا ہوگئی ابن
تومرت کو اس ضلع مین بڑی شہرت ہوگئی مقدس اور مذہبی پیشوا مانا گیا اطراف کے
لوگ اوسکی پابوسی کو آنے لگے ابن تومرت کے پاس جو کوئی آتا یہ اوس سے یہی کہتا
کہ مین سلطان مراکو پر خروج کرونگا تم بھی میری شرکت کرو جو شخص قبول کرتا اوسے
اپنے اصحاب مین داخل کر لیتا جو انکار کرتا اوس سے اعراض کرتا بہت سے نوجوان
اوسکے ساتھ ہوگئے دور اندیش لوگ انکو سمجہاتے تھے اس انتظام کو زیادہ عرصہ
گذرنے سے ابن تومرت کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا مین مرجاؤن اور یہ سارا انتظام ناتمام
رہے یا سلطان ان کو میرا کچھ دے ڈالے مجھے انکے ہاتھ سے نقصان پہونچے اوسے
اسکے خروج کے لئے حیلہ ڈھونڈھنے لگا ان پہاڑیون کے بعضے بچے سرخ و سفید
کنجی آنکھون والے اور اونکے باپ سانولے سیاہ چشم دیکھکر اوس نے دریافت کیا کہ ان
اولاد اور مان باپ مین اس اختلاف رنگ کا کیا سبب ہے اونہون نے بھید نہ بتایا اس نے اصرار
کیا تو جواب دیا کہ سلطان کے غلام ہر سال خراج وصول کرنے کے لئے اس پہاڑ پر آتے
ہین اور ہمارے مکانون مین ٹھہرتے ہین اور ہماری عورتون سے صحبت کرتے ہین ہم کو
اونکی اس زیادتی کے روکنے کی قدرت نہین ابن تومرت نے کہا کہ ایسی زیست سے
موت بہتر ہے تم جیسے شجاع تیغ و نیزہ کے چلانے والے ایسی بیحیائی پر کیسے راضی
ہو اون لوگون نے جواب دیا کہ ہمکو ضرورت نے مجبور کیا ہے ابن تومرت نے کہا کہ اگر کوئی

تمہاری حمایت اور سرپرستی کرے تو کیا کروگے سب نے جواب دیا کہ اوس کے شان
اپنی جانین نثار کردینگے دشمنون کو مارینگے اور مرینگے مگر ایسا آدمی کہان ہی
ابن تومرت تو اس بات کی تلاش مین تھا اون سے وعدہ کیا کہ مین تمہارے ساتھ ہونگا
اونہون نے اس کی سرداری منظور کی ابن تومرت نے سب سے معاہدہ کرکے کہا کہ
تیاری کرلو جب سلطان کے غلام یہان آوین اور تمہاری عورتون سے ہم بستری کی خواہش
کرین تو تم شراب انکے پاس رکھدینا جب وہ پیکر نشے مین مست ہوجاوین تو مجھے مطلع
کرنا غرضکہ وہ غلام حسب معمول آئے اور پہاڑیون نے اونہین مست کرکے ابن تومرت
کو خبر کی اوس نے حکم دیا سب کو قتل کرڈالو حکم کی تعمیل ہوئی ایک غلام حبشی کسی ضرورت سے
باہر چلا گیا تھا وہ بچکر بھاگ گیا اور سلطان کو سب حال سے مطلع کیا سلطان کو ابن تومرت
کی اوس کارروائی نے متاسف کیا اور اب خیال ہوا کہ مالک بن وہب کی تجویز اسکی
نسبت بہت مناسب تھی سلطان نے سوارون کی فوج کو باغیون کی سزادہی کے لئے
روانہ کیا ابن تومرت نے پہاڑیون سے کہا کہ بلند مقامات اور درون مین چھپکر سوارون پر
اتنے پتھر برساؤ کہ اونکے منہہ پھر جاوین اس سخت مقابلہ سے تمام سوار بھاگ نکلے
سلطان نے سمجھہ لیا کہ اب پہاڑیون پر قابو حاصل کرنا مشکل ہے اور فوج تسخیر کو بھیجی
اس موقع پر ابن تومرت نے عبداللہ سے کہا کہ اپنے فضل و کمال کو ظاہر کرو
اور ہکلانا چھوڑدو اوس نے ایسا ہی کیا اور نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ کلام
کرنے لگا اور لوگون کے سامنے بیان کیا کہ مین نے شب کو خواب مین دیکھا کہ دو فرشتے
آسمان سے اترے ہین جنہون نے میرے سینہ کو شق کرکے اوسمین قرآن کے
تمام علوم اور حکمت بھردی تمام آدمی اوس کی اطاعت کرنے لگے ابن تومرت نے
اوس سے کہا کہ اے بزرگوار یہ تو بتادے کہ مین سعید ہون یا شقی عبداللہ نے جواب دیا
کہ اے ابن تومرت تو مہدی قایم بامر اللہ ہے جو تجھہ سے موافقت کرے گا وہ سعید ہے

اور جو تیرے ساتھ مخالفت کرے وہ شقی ہے اپنے سب یاروں کو میرے سامنے
پیش کر کہ تجھکو یہ بتادوں کہ فلاں دوزخی ہے اور فلاں بہشتی اس حیلہ سے ابن تومرت
کے سامنے مخالف قتل کرا دیے گئے اور جسقدر دوست ان صادق باقی رہتے اور مقتولوں
کے اہل و عیال سب کو جنت میں جانے کا مژدہ دیا اور یہ خوشخبری اونکو سنائی کہ قلعہ مراکو تمہارے
قبض و تصرف میں آجائے گا اور تم سلطان کے تمام خزانے اور ہتیاروں کے مالک
ہوگے تمام بربری اس پیشین گوئی اور وعدے سے بہت مسرور ہوے اب ابن تومرت نے
دس ہزار آدمیوں کی فوج جمع کر کے مراکو کے محاصرہ کے لئے بھیجے اعلیٰ افسر ان کے عبد المومن
اور وہی عبد اللہ تھے اور خود ابن تومرت پہاڑ پر رہا ایک مہینے تک مراکو کا محاصرہ رکھنے
کے بعد اس سپاہ نے شکست پائی بہت سے آدمی کام آئے مقتولین میں عبد اللہ کا
شمار بھی ہے عبد المومن کے ساتھ یہ تمام مفرور سپاہی ابن تومرت کے قیام گاہ کو واپس آئے
مگر انکے واپس پہنچنے سے پیشتر ابن تومرت کا ۵۲۴ھ ہجری میں انتقال ہوگیا تھا
شکست کی خبر اوسکی اپنی حیات میں ہو چکی تھی اس لئے اوس نے حاضرین کو سمجھا دیا
تھا کہ ایسی شکست سے دل نہ چھوڑیں لڑائی میں یہی ہوتا ہے کبھی آپ فتحیاب ہوتے ہیں
کبھی مخالف فتح پاتا ہے صبر اور استقلال رکھنے سے ہر طرح کامیابی حاصل ہوگی ابن
تومرت نہایت اولوالعزم صابر شجاع تھا اوس کے ظہور کی ابتدا ۵۱۴ھ سے ہے متوکل اتنا
بڑا تھا کہ جب اوسکو فتوحات حاصل ہوئیں اور اوس کے ساتھیوں نے ٹھاٹ امیرانہ بنانا
چاہا تو اس نے لوٹ کا تمام مال جمع کر کے جلا دیا اور سب سے کہدیا کہ جو شخص دنیا کے
غرض سے چاہتا ہے وہ میرے پاس سے چلا جائے یہاں آخرت ہے جسکا نفع اللہ
تعالیٰ کے پاس ہے ابن تومرت نے اپنے فرقہ کا نام موحدین رکھا تھا اس تمام
بیان اور کتب تواریخ کی تحقیقات سے اتنا حال ضرور تحقیق ہوگیا کہ ابن تومرت کا دعوے
یہ نہ تھا کہ میں مہدی موعود ہوں بلکہ غرض اوس کی اس لفظ سے ہدایت کرنے والے

کے معنے تھے جو اوس کو مہدی موعود ہونے کا مدعی سمجھتے ہین وہ کوجیے تحقیق سے ...
ہاین ابن تومرت کی وفات کے بعد عبد المومن بن علی اوسکا خلیفہ ہوا ... رقم مہدی ...
علی سلطان مراکو کے ساتھ بہت جنگ کی اور پہلے پہلے شکست کھاتے رہے
بالآخر عبد المومن نے علی ابن یوسف کو ۵۳۹ھ ہجری مین اور اوس کے بھائی اسحاق کو
۵۴۱ ہجری مین قتل کیا اور المرابطین کی حکومت اتنی برس کے بعد ختم ہو گئی اور موحدین
نے تمام مغرب پر قبضہ کر لیا اور بالآخر اندلس کے بقیہ اسلامی سلطنت پر بھی قابض ہو گئے
(۲) فتوحات اسلامیہ مین لکھا ہے کہ ایک شخص متصوفہ کی جماعت مین سے تھا اوس
نے شہر سوس مین جو مغرب مین واقع ہے اور سوس الاقصے کہلاتا ہے ظہور کیا
پھر سجلماسہ مین آیا اور دعوے کیا کہ مین فاطمی اور مہدی منتظر ہون اور لوگ چونکہ حوادث
کے ظہور کی وجہ سے مہدی موعود کے ظہور کے منتظر ہو رہے تھے اس لئے اوسکا مرید
ہاتھ آگیا اور اون سے کہا کہ مہدی کی دعوت یہین سے اول شروع ہوگی بربر کی بہت
سی رعایا نے اوس کے اس دعوے کی اجابت کی یہان کے سرداروں نے فتنہ
بڑھانے کے خوف سے ایک آدمی کو اوس کے قتل کے لئے مامور کیا جس نے گھات
سے اوسے سوتے ہوئے کو مار ڈالا اور یہ شورش دفع ہو گئی۔
(۳) ہدیہ مہدویہ مین لکھا ہے کہ ایک کیمیا گر سید محمد نامی نے سات سو ہجری مین ملک
مغرب کی طرف سے نکلکر دعوی مہدیت کا کیا اور اکثر اوس اطراف کے لوگون کو مطیع کر لیا
آخر دروغ اوس کا نہ چلا چند مدت مین مع اپنی جماعت کے مارا گیا۔
(۴) اوسی مین لکھا ہے کہ محمد بن عبد اللہ نامی نے سنہ ۹۱۰ ہجری مین اطراف مصر مین مہدی بنکر
ایک جنگلی جماعت کے ساتھ خروج کیا تھا آخر کو اوسطرف کے حکام کے ہاتھ پر قید
ہو کر توبہ کی۔ (۵) ملا علی قاری نے اپنے اوس رسالہ مین جو مہدی کی باب مین سنہ ۹۶۵ ہجری مین
تالیف کیا ہے کہتے ہین ایک شریف آدمی نے بلاد مغرب مین مہدویت کا دعوے کیا ...

جذب کو گیا جسکو کبھی یورپ سیاح نے نہین دیکھا تھا ۱۸۵۵ء مین شیخ سنوسی نے
سلطان سے فرمان حاصل کرکے ایک زاویہ بنایا جسکے آس پاس کھجور کے درخت تھے
اور ایک زاویہ کے قریب اوس کے پیرو وہان جمع ہو گئے۔ وہ سنوسی عقاید بہت تیزی
کے ساتھ شمالی اور وسطی افریقہ مین پھیل گئے اونکا ارادہ یہ تھا کہ اسلامی ممالک کو مغربی
تہذیب کے پیش قدمی اور عیسائی طاقتون کے اثر سے محفوظ رکھنے کے لئے ایک
سد سکندری بنایا جائے اسی لئے وہ اون سب تمام کوششون کا جنہین ترکی یا مصری
حکومت نے یورپین تہذیب کی تقلید مین اختیار کیا تھا سخت مخالف تھا اوس نے
ایک سو کے قریب عبادتگاہین مراکو اور مکہ کے درمیان کی ضروری مقامات مین بنائین او
دعویٰ کیا کہ معتقدین کہتے ہین اسلامی شہر ایک حصہ مین مقرر کئے اس کے فرقہ کو
سنوسیہ کہا کرتے ہین اور طرابلس مین محمد سنوسی کے پیرو اخوان کہلاتے ہین
فرقہ سنوسیہ کے قایم کرنے سے سید محمد کی غرض یہ تھی کہ مسلمانون کی اصلاح ہو او
اسلام کی اشاعت کیجاوے سید محمد جنہون نے ۱۸۵۹ء مین انتقال کیا اور محض اپنی لیاقت
کے زور سے بغیر کسی کا خون بہائے وہ ایک ایسی سلطنت کے بانی ہوئے جسکا انتظام
خدا کے ہاتھ مین ہے اور جس کی رعایا دل سے اوس کی خدمت گذار ہے
پر فرض ہے کہ احکام قرآن اور اصول توحید کے مطابق چلین اور اونکی پابندی مین
سرمو فرق نہ ہو صرف خدائے وحدہ لاشریک کی بندگی کرین فقیرون اور درویشون کی
تعظیم اور مقابر کی زیارت سے پرہیز کرین قہوہ اور تمباکو نہ پیئے اور یہودیون اور عیسائیون
سے کسی طرح کی رسم پیدا کرنے کا حکم اونکو ملا اور ہر شخص پر فرض تھا کہ اگر وہ ہمیشہ اس فرقہ
کی خدمت مین مصروف اور ترقی اسلام مین ہمیشہ ساعی نہ رہ سکے جب بھی
سے اثر ... ضروری ہے تو وہ اپنی آمدنی کا ایک حصہ اس جماعت ...
... دیا کرے سید محمد کے انتقال کے بعد اوسکا بیٹا علی بن سنوسی قایم مقام ہوا۔

ہین جسوقت سنوسیہ کے لوگ پہونچے تو یہ سب قومین اسلام کی نہایت پابند ہوگئین مذہب
کے پھیلانے کے لئے یہ لوگ مدرسے کھولتے ہین اور صحرا کے شاداب مقامات پر
بستیان آباد کر دیتے ہین غلامون کو خرید کرکے وہ مسلمان کر لیتے ہین خاصکر
وادی کی قومین انہون نے اس طریقے سے مسلمانون کی تعداد بڑہائی ہے جغبوب
مین ان غلامون کو تعلیم و تربیت دی جاتی ہے اور جسوقت وہ سنوسیہ کے تمام باتون
سے واقف ہوجاتے ہین تو آزاد کر کے [illegible] بھیجدیئے جاتے ہین تاکہ اپنے بھائی
بندون کو مسلمان کرین اس فرقہ کے [illegible] سواحل عرب مع الجزایر اور ملایا مین بھی نظر آتے
ہین جھیل چاڈ کے شمالی مغربی علاقہ مین [illegible] نہایت مستعدی سے کام کر رہے ہین
سلسلہ کی بڑی مجلس وقتاً فوقتاً جغبوب مین منعقد ہوتی ہے ان اجلاسون مین تمام
خانقاہون کے مقدم یعنی ہیڈ [illegible] کارگذاری [illegible] پیش کرتے ہین اور آیندہ کے
لئے احکام حاصل کرتے ہین مقدمون کو اپنے علاقہ مین اون لوگون پر جو سلسلہ مین شامل
نہین بہت اقتدار حاصل ہے اس طرح سے کہ ایک شاہانہ منزلت بھی حاصل ہوگئی ہے
اشاعت مذہب کے لئے سنوسی پہلے مقتدر [illegible] پر اثر ڈالنے کی کوشش کرتے ہین
اور بچون کی تعلیم وہ بہت توجہ سے کرتے ہین درویشیہ کا خطاب اوسے ملتا ہے
جسنے اپنی رائے اور خودی کو بالکل دور کردیا ہو اور اپنی جان کو شیخ طریقت کے
کامل تصرف مین کردیا ہو یہ نتیجہ طویل شاگردی اور با احتیاط ارشاد و تربیت سے حاصل
ہوتا ہے اس سلسلہ مین نہایت زبردست متعصبانہ و اتحادی عنصر موجود ہے

(۷) سوڈان [illegible] محمد احمد نے مہدویت کا دعوے کیا شیخ احمد دحلان نے فتوحات
اسلامیہ کی جلد دوم صفحہ ۲۸۴ مین لکھا ہے کہ محمد احمد کے دعوے مہدویت کے باب مین
اختلاف ہے بعضے آدمی یہ کہتے ہین درحقیقت دعوی کیا تھا کہ مین مہدی منتظر ہون
اور بعضے کہتے ہین کہ مہدویت کا دعوے نہین کیا تھا بلکہ کہتا تھا مین اس لئے کھڑا

آپ گورنمنٹ مصر سے مخالفت نکریں اپنے آپکو گورنمنٹ مصر کے حوالہ کردیں قبیل اس
کے کہ بے معین و مددگار ہو کر تاب مقاومت فوج سرکاری اور بندوق و توپ و جہاز جنگی
و دخانی کی نہ لاسکیں مہدی نے نہایت بہادرانہ طور سے یہ جواب دیا کہ اگر توپ مصری
سب بھی پاس ہے مریدوں کو گولیاں مارے گی تو اور ہے کسی کو ضرر نہ پہونچے گا اور
جہاز جنگی ہمارے مقابلہ کو آئیں گے سب کے سب ڈوب جائیں گے غرض کہ
ابوسعود ناکامیاب خرطوم کو واپس آیا رؤف پاشا نے مہدی کی سزا کے لئے تین سو
سپاہی دو توپ ایک دخانی جہاز کے ذریعہ سے مہدی کے مقابلہ کے لئے
بھیجے اور آگے سے کی چھوٹی فوج بسرکردگی علی افندی تھی قریب اسکے تھوڑے فاصلہ پر آ کر
علی افندی نے اترنے کے بعد دیکھا کہ ایک شخص سبز کپڑے گرد اگرد بہت سے مریدین
معتقدین کو پکارتا ہے سمجھا کہ یہی شخص مہدی ہے اور فوراً حکم دیا کہ ایک ہی حملہ میں اوسکا
کام تمام کریں چنانچہ نہایت تیزی سے اوس شخص کی طرف پہونچکر کہا تو کیوں
ایسے فساد برپا کر رہا ہے اور بلا انتظار جواب پانے کے اوسکے گولی ماری مگر معلوم
مہدی نہ تھا ایک دوسرا شخص تھا چند منٹ کے بعد علی افندی مع اپنے ہمراہیوں کے
قتل ہوگیا القصہ بحیثیت مجموعی حملہ آور ہوئے لیکن آخر کو سب نے مہدی پر
بندوق چلانے سے انکار کیا مگر سرداران مہدی پیوستہ حملہ کرتے رہے قریب اکیسو
سپاہیوں کے اونہوں نے قتل کئے باقی لوگوں نے اپنے ہتھیار ڈالدئے اور مفرور
ہوگئے اسوقت وہ جنگی جہاز بھی قریب کے پہلو میں پہونچ گیا تھا چنانچہ افسر توپخانہ کو حکم
دیا گیا کہ وہ مہدی پر گولہ اندازی کرے اس لئے کہ اس مقام سے مہدی چند گز
کے فاصلہ پر سوار نظر آرہا تھا مگر وہ شخص بعض مہدی کی صورت مقدس دیکھکر گھبرا
گیا اور پہلے تو عذر کیا کہ گولہ بارود نہیں ملتا بعد اسکے ہوائی گولے اوڑانے
لگا مہدی بے تکلف اور بہ آرام تمام سوار ہو کر چلتا ہوا اور ابو سعود جو اوس فوج کے

سوڈان مین اپنی طرف سے امیر مقرر کر دیا بعد تباہی لشکر ہکس کے خدیو نے ایک جدید
جنرل ویلنٹائن بیکر پاشا کی ماتحتی مین مہدی کے مقابلہ کو روانہ کی مصری افسران فوج
جو کھلی کھلی جانے سے انکار نکر سکتے تھے یہ حکم سنکر کہ اونہین سوڈان جانا ہوگا رونے لگے
مہدی کے لشکر نے سواکم (سواکن) کی طرف پیش قدمی کی ۱۸ دسمبر ۱۸۸۳ء کو بیکر پاشا
قاہرہ سے روانہ ہوا اور مع ۳۶۰۰ فوجی آدمیون کے سواکم کے جنوب مین ترنکیٹ
مین جہاز سے اوترا اور ۴ فروری ۱۸۸۴ء کو آگے روانہ ہوا اس وقت یہ فوج الطیب
کے قریب پہونچی عثمان دغنہ نے ۱۲۰۰ درویشون کے ساتھ حملہ کیا اور شکست فاش
دی مصری فوج ایک وحشیانہ طور سے مارے گئے ہم کرپ توپین پانچ لاکھ کارتوس اور
تین ہزار بندوقین عثمان دغنہ کے ہاتھ لگین انگریزی افسر جو اوس فوج کے ساتھ تھے کام
آئے اور باقی ماندہ فوج کے ۱۴۰۰ آدمی سواکم کو لوٹ آئے بیکر پاشا اور اونکے مفرور فوج
کے واپس آنیکا قاہرہ سے حکم جاری ہوا اسوقت تمام انگلستان کی آنکھین اوس
پر لگی ہوئی تھین اور یہ کوشش تھی کہ بیکر پاشا کی شکست کا دھبہ مٹا کر سواکم کو مہدی کی
دست درازی سے بچایا جائے اور طوقار (ٹوکر) کی فوج کی پناہ تھی اور امداد کے لئے جو
ابھی تک گھری ہوئی تھی ..... افواج انگریزی مقیمہ مصر کی روانگی کا بندوبست کیا گیا جیر
الڈ گریہم کی ماتحتی مین یہ مہم جس مین چار ہزار گوروں کی فوج تھی بھیجی گئی - جس نے طیب
اور تمائی مین عثمان دغنہ کی فوج پر فتح حاصل کی اور جو توپین بیکر پاشا کی شکست سے سوڈانی
درویشون کے ہاتھ لگی تھین وہ واپس چھین لین ہکس پاشا کی فوج کی بربادی کے بعد
قاہرہ مین فوراً اوسکی نتائج نمایاں ہونے لگے تھے اور چونکہ گورنمنٹ مصر مین بغاوت کے
رفع کرنے کی قوت نہ تھی اس لئے انگریزی سپہ سالار مقیمہ مصر اور شریف پاشا وزیر اعظم
مصر نے یہ تجویز کی کہ سوڈان کے مختلف حصون سے فوج واپس کرلی جائے حفاظت مصر
کے لئے دریائے نیل پر خرطوم تک قبضہ رکھنا چاہیئے اور بحر احمر سے مشرقی سوڈان کا

اور اونکے شوہر اور آقا اونکے سامنے قتل کرڈالے گئے دوپہر تک یہ جنگ اور قتل عام
جاری رہا دوپہر کے بعد لوٹ کے لئے ہنگامہ اور فساد شروع ہوا اور نماز مغرب تک
سنی جو شنے اور بد دعاؤں کے اور کچھ نہ سنائی دیتا تھا نہ موذن نے اذان دی اور نہ کوئی
نماز مسجد میں ادا کی گئی مہدی نے اپنے تابعین سے بھی تاکید کر رکھی تھی کہ وہ خاکساری اور
عاجزی سے بسر کریں اور بالکل تارک دنیا ہیں کسی قسم کی جائداد اپنے پاس نرکھیں اور اپنی
انفرادی زندگی کے تمام رنگ کے لئے چیتھڑوں کے سلے ہوئے کپڑے پہنیں اور موٹا گاڑھا
لیکن اوس بادشاہ کے بعد درویشوں کے یہ حالت بگڑ گئی اور اونکی مذہبی خیالات کو زوال آنے
لگا اور چیتھڑوں کے لباس کے بدلے اب اونہوں نے صاف ستھرے اور صنعت کے
کاموں کی پر تکلیف کپڑے پہننا شروع کئے اور سفید کپڑوں کے اوپر رنگین وجبیان لگانے
لگے اور مفلسی اور ترک دنیا کی علامتیں باقی نہ رہیں پہلے جو جوش دیانت کے ساتھ متعصبانہ
مذہبی جوش پایا جاتا تھا اس کے بدلے اب دنیا داری کی باتیں زیادہ پائی جانے لگیں
درویشوں نے اس خیال سے سوڈان کی تمام جامع مسجدیں توڑ ڈالیں کہ وہ مال غنیمت سے بنائی
گئی ہوئی ہیں درویشوں نے حبش والوں کو بھی شکست دی تھی اور اونکی بادشاہ یوحنا کو مار ڈالا
تھا وفات سے قبل مہدی کے قوت اور سطوت میں بہت کچھ ضعف بسبب قحط اور جنگ
کے آگیا تھا ماہ مارچ ۱۸۸۵ء میں مولوی حسن علی مخالف مہدی نہایت تزک اور احتشام سے
الابیض میں داخل ہوا گھوڑے پر سوار اور ایک برہنہ شمشیر ہاتھ میں لئے ہوئے کہتا جاتا
تھا کہ یہ تلوار مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی کے قتل کرنے کو اور کافروں کے مصر سے
نکالنے کے لئے عطا فرمائی ہے اور چند روز بعد اس مولوی کے مقلدین نے پیروان مہدی
کو ایک سخت شکست دی اور اس کے سرداروں کو قتل کر ڈالا مہدی نے چھ ہزار آدمیوں
کے ساتھ مقام اُم درمان میں اپنا ہیڈکوارٹر قائم کیا تھا اور یہاں وہ سفید کرتہ پہنا کرتا تھا اپنے ہمراہ
تھا اور مجمع کا عصا اپنے پاس رکھتا تھا اور مصر پر حملہ کرنے کے لئے فوج جمع کر رہا تھا کہ

۱۹ رجون ۱۸۸۵ء کو عارضہ چیچک مین مبتلا ہوا رتے وقت سے اپنے پاس اپنے بھتیجے
کو خیمہ کے اندر بلایا اور اپنی تلوار اوسے دی اور اپنا جانشین اوسے مقرر کیا دوسرے
روز مہدی کی حالت خراب ہو گئی اور اپنے اعزا و اقربا کو الوداع کیا اور یہ وصیت کی
کہ انگریزون سے سلسلہ جنگ برابر جاری رکھنا اوسی روز پانچ بجے قریب شام اوس کا
انتقال ہو گیا اور فوراً ہی دفن کر دیا گیا اوسی خیمہ مین وہ ملا دیا گیا۔ عبداللہ
خلیفۃ التعائشی (طیشی یا طائشی) کہ چار خلفا مین سے ہے جسے مہدی نے نامزد کیا
تھا دعویدار اپنی جانشینی کا ہوا لیکن اوسکی اطاعت عام لوگون نے نہ تسلیم کی اور سخت
نزاع واقع ہوئی مہدی کی دفن ہونے کے بعد عبداللہ ام درمان سے مہدی کی
فوج اور خزانہ جسے اوس نے فراہم کیا تھا چھوڑ کر خرطوم چلا گیا اور محل شاہی مین قیام پذیر
ہوا اور فوج جو ام درمان مین تھی اوسنے مہدی کا خزانہ دینے سے انکار کیا اور وجہ انکار یہ
بیان کی کہ سپاہیون نے یہ پایا کہ یہ لوگ کافرون سے متصل جنگ کرتے مگر یہ لوگ نہ گئے کچھ
دنون کے بعد قبیلہ بقارا اور شہر والون مین ایک ہنگامہ واقع ہوا اور کسیقدر فوج بھی انکی
مدد کو آئی عبداللہ یہ قصد کر کے کہ اس ہنگامہ مین چلکر امن قایم کیجیے قرآن ہاتھ مین لئے
ہوئے آیا مگر اوس کی کہنی مین ایک تلوار لگی اور قریب المرگ ہو گیا اسی حالت مین
وہ سے لوگ محل مین اوٹھا لائے الغرض پیروان عبداللہ نے اپنے مخالفین کو پسپا کر دیا
۲ جولائی ۱۸۸۵ء مین لارڈ سالسبری وزیر اعظم انگلستان نے مہم سوڈان کا جو جنرل گارڈن
کی مدد کو بھیجے گئے تھے اور مہم سواکن کا جو عثمان دغنہ کا فیصلہ کرنے اور بربر تک ریل بنانی
کے واسطے روانہ ہوئے تھے خاتمہ کر دیا اور سوڈان خلیفہ مہدی کے قبضہ مین چھوڑ دیا
اوس وقت خلیفہ کی سلطنت چار سو میل تک بحر قلزم کے کنارے پر پھیلی ہوئی تھی۔
اور اندرون ملک مین اوسکا علاقہ نیل اور سرحد حبش تک پہونچ گیا تھا اور مغرب کی طرف
صحارے حد فاصل تھا یعنی ایک ہزار میل سے زیادہ وادی نیل مصر کے قبضہ سے

نکلگیا انگلستان اور مصر کے مجموعی قوت درویشون کے مقابلہ مین ناکارہ ثابت ہوئی۔ کسالا پر
جو اٹلی نے قبضہ کر لیا تھا اور یہ مقام درویشون کے قبضہ سے نکلگیا تھا اسپر درویشون کا دانت
تھا ۲۹ فروری ۱۸۹۶ء کو اٹلی کو مقام ادوا مین حبش کے ہاتھ سے سخت ہزیمت پہونچی تو انگلستان
کو خیال ہوا کہ اگر خلیفہ نے کسالا پر قبضہ کر لیا تو پھر وہ اٹلی کی طرف بڑھے گا اسلیئے سرہربرٹ
کچنر کو حکم ہوا کہ مصری فوج کو سرحد وادی حلفہ سے آگے بڑہا کر اکاشہ پر قبضہ کر لے اکاشہ
سے ۸۰ میل کے فاصلہ پر مقام فرکیٹ مین درویشون کی فوج خیمہ زن تھی جون ۱۸۹۶ء مین
لڑائی ہوئی درویشون کو شکست ہوئی ستمبر ۱۸۹۶ء مین ڈنگولہ بھی مصر کے قبضہ مین آگیا اور
وادی حلفہ سے ابوحامد تک ریل تیار کر کے مصری فوج نے ابوحامد پر قبضہ کر لیا اور پھر بربر مصری
فوج نے بغیر مقابلہ کے قبضہ کر لیا اور اپریل ۱۸۹۷ء مین اتبارا پر درویشون کو شکست دیکر امیر
محمود سردار لشکر کو قید کر لیا اور یہانتک ریل تیار کر کے ام درمان پر آخری حملہ کرنے کے
لیئے اوائل اگست ۱۸۹۸ء مین اتبارا کے قریب فوج اور سامان جنگ جمع کرنا شروع کیا
اور ۲۴ اگست تک وادی حیشی مین ۲۷ ہزار آدمیون کی ایک فوج نے بسرکردگی جنرل کچنر جمع
ہوکر آگے بڑہنا شروع کیا یکم ستمبر ۱۸۹۸ء کو جمعرات کے روز انگلش مصری فوج مقام اگان
دا گنیا، مین داخل ہوئے جو ام درمان سے آٹھ میل ہے اور گنبوٹون نے ام درمان تک
گرداوری کر کے تمام بیرونی قلعون کو گولون سے مسمار کر دیا اور تیسرے پہر کو خاص ام درمان
پر گولہ اندازی ہوئی بعض مقبرے مین محمد احمد مہدی کی قبر تھی اوس کا گنبد اوڑگیا شام کو یہ
گنبوٹ اگان کو واپس آئے اور کوئی آدمی انگلش مصری فوج کا مقتول و مجروح نہین ہوا درویشون
نے اسدن مقابلہ نہین کیا لیکن جمعہ کے دن علی الصباح خلیفہ کے تمام فوج جسکی تعداد تخمیناً
۳۵ ہزار تھی ام درمان سے باہر نکلے اس فوج کی کمان خلیفہ بذات خود کرتا تہا اور نہایت آمادگی
سے حملہ کیا گیا درویشون کی فوج تین چار میل تک تھی اور چھہ بجے پندرہ منٹ پر درویش شاخ
پہاڑ پر صف بستہ ہوے جو کمپ انگریزی کے قریب تھے انگلش مصری فوج بھی کمپ سے

باہر نکلی اور پونے سات بجے انگلش مصری توپخانہ نے گولہ اندازی شروع کی درویشون نے
نہایت آمادگی سے عقب سے حملہ کیا اور کوشش کی کہ دونون جانب سے اس فوج کو
آگہیرین اور متواتر دہاوے کئے ہرچند کہ توپوان اور بندوقون سے باڑہین چلتی تہین
اور ہزارہا برکاہ کی طرح کٹ کٹ کر گر رہے تھے لیکن سخت جنگ کی بعد اون کو نکلنا پڑا
جب جنرل گچنر ام درمان پر بڑہنے لگا تمام فوج اوس کے ساتھ رہی جب برٹش فوج
رو نیل سے آگے بڑہے تو درویش خلیفہ کے نشان تلے جمع ہوے جیسے ہی برٹش
فوج چوٹی پہاڑ پر پہونچی پندرہ ہزار درویشون نے مصری فوج پر حملہ کیا لیکن اوس کے
میکسم توپین تہین اور سردار نے خلیفہ کی فوج کے عقب سے کچہہ فوج بہیجکر گولہ اندازی شروع
کی درویشون نے آمادگی سے حملے کئے لیکن بڑی خونریزی کے ساتھ پسپا کئے
گئے اور دوپہر تک بالکل منتشر ہوگئے دو بجے سردار خلیفہ کا خاص سیاہ نشان چہین کر
ام درمان کی جانب روانہ ہوا اور اڑہائی بجے اوس پر قبضہ کرلیا جب یہ فوج ام
درمان مین داخل ہوئے تو درویشون نے دوبارہ حملہ کیا لیکن انکو ناکامی ہوئی اور کردفان کی
بہاگ گئے خلیفہ اور اونکے ہمراہی کہ ایک سو تیس آدمی تھے تمام تیزرفتار سانڈنیون پر
سوار تھے خلیفہ کی فوج جو بہاگ نہ سکی اوس نے سردار کے سامنے ہتیار رکہدیے
درویشون کے مقتولون کی تعداد کا تخمینہ دس ہزار آٹھ سو ہے اور سولہ ہزار زخمی ہو
اور تین ہزار سے چار ہزار تک قید کئے گئے جبکہ ام درمان پر فوج نے قبضہ کرلیا تو ڈیڑہ
قیدی جو خلیفہ کے پاس تھے رہا کردئے گئے جبکہ ایک جماعت مفرورین کا تعاقب
بعد جنگ کے کیاجاتا تہا تو کثیر التعداد شمشیرزن درویشون سے مقابلہ ہوگیا جو ایک
نشیب مین پوشیدہ تھے اور نظر نہین آتے تھے درویشون نے سخت حملہ کیا پندرہ گہنٹہ
تک برابر درویشون کا تعاقب ہو رسالہ نے خلیفہ کا تعاقب کرنا تیس میل جنوب ام درمان
سے ملتوی کیا زخمی درویشون کو مجمع والون نے لوٹنے کی غرض سے قتل کیا

اور لشکریون سے بھی ایسی لوٹ مار شروع کی اور کوئی اعتراض نہین کیا گیا جبکہ سوڈانیون
نے سب ۱۱ آدمیون کو قتل کیا جو راستے مین ملے اور جو درویش پڑے ہوے تھے
اونکے گولی ماردی گئی یا وہ اپنی ہی سنگینون سے ہلاک کر دے گئے جسوقت انگریزی فوج
نے ضیر درویشون کے حملے کو زک دی اور ام درمان پر بڑھ رہی تھی تو شہر کون پر بہت سی
پستان گرین مع عورتون اور بچون کے اپنے اونٹون اور گدھون اور خچرون کو جن پر مال
لدا ہوا تھا کھینچے لئے جاتے تھے یہ سب خوف زدہ بھاگ جاتے تھے یہانتک کہ
گنبوٹون کے گولہ اندازون کو اوپر گولہ اندازی کا حکم دیا گیا اور نہایت غضبناک گولہ
اندازی شروع کی گئی یہ سارے اوس مشکل پر سے جو دریا کو گئے تھے اور پر مکسیم
توپون سے گولہ اندازی کی گئی اور صدہا بلکہ ہزارہا مارے گئے اور سردار کی خاص اجازت
سے مہدی کا مزار کھودا گیا لاش جو معمولی طور پر ممنوط کی ہوئی تھی جیر پھاڑ کر ہڈیان
وغیرہ نیل مین پھینکی گئین سر اور بعض حصے کسی میڈیکل کالج کی نذر کرنے کے واسطے
رکھے گئے قبر مین بارود بھر کر اسکو اوڑا دیا گیا مسٹر بنل نے اپنی کتاب جنگ خرطوم
مین لکھا ہے کہ محمد احمد کی مہدویت کی تمام حقیقت کو بالکل مٹا دینے کی غرض سے
یہ بات کی گئی مگر عام لوگ لاش کو دیکھکر اسکا یقین نہین کرتے تھے کیونکہ انہین مشہور تھا
کہ مہدی آسمان پر چلا گیا ہے اور کچھ عرصہ کے بعد واپس آئے گا۔ اس کے بعد سردار
کچنر خرطوم کو گیا جہان اوسکا استقبال بڑی گرمجوشی اور تپاک سے ہوا اتوار کے روز انگلش
اور مصری نشان ایوان خرطوم پر اوڑائے گئے خرطوم بربر سے ۲۰۷ میل ہے ماہ اگست
سنہ ۱۹۰۰ء مین محمد شریف جو مہدی کے چوتھے خلیفہ تھے افسر فوج انگریزی سے اونکے
گاؤن شوکا مین جا کر اونکو اور مہدی کے دونون فرزندون کو بعد جنگ وجدال کے گرفتار
کر لیا ۷ درویش اس معرکہ مین قتل ہوے پھر ان تینون قیدیون کے بھی گولی ماردی گئی
اور لاشین انکی ندی مین بہادی گئین اور وہ گاؤن بالکل جلادیا گیا اور ۶۰ آدمی اتباع

وہ شیاع مہدی کے اسیر کیے گئے ماہ نومبر ۱۸۹۹ء مین دشت کردفان کی ایک جگہہ مین کرنیل ونگیٹ نے جو لارڈ کچنر کا معتمد علیہ لفٹننٹ ہے خلیفہ عبداللہ پر دھاوہ کیا جسمین خلیفہ مارا گیا عثمان دقنہ اس لڑائی سے بچکر نکلگیا اس لڑائی مین نو ہزار آدمیون نے اطاعت قبول کی جسمین خلیفہ کے نامی سردار اور امیر شامل تھے یہ سب گرفتار ہوگئے اور بہت سے لوگ مقتول ہوئے عثمان دقنہ نواحی ٹوکر واقع مشرقی سوڈان کی جنگلون مین بھٹکتا پھرتا تھا ایک عرب شیخ کی غداری سے چند مصری سوارون کے ہاتھہ اسیر ہوگیا غیر مسلح اور بالکل تنہا تھا اسوقت اوسکی عمر ۷۰ برس کی ہے

اشعار خاتمہ

کر چکا جسگھڑی مین اسکو تمام — نام رکھا مذاہب الاسلام
اس کی تحقیق حال مین کیا کیا — محنتین سینے کی ہین صبح و مسا
جتنے حالات اسمین ہین یک جا — جامع ایسا نہین کوئی نسخا
یہی اپنی دعا خدایا ہے — دل وجان کو یہی تمنا ہے
عام لوگ اس سے فائدہ پائین — علما بھی پسند فرمائین
دی جگہہ دیدۂ مسلمان مین — دل ارباب دین وایمان مین
حافظ احمد علی شوق کا کام — ہو ترقی پذیر صبح و شام
جنکی ایما سے بے بہا نسخا — منزل اختتام کو پہونچا
اونکو اقبال وجاہ ودولت دی — عمر مین اور خیر وبرکت دے
خوب مقبول عالم اون کو کر — بطفیل جناب پیغمبر

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله في البداية والنهاية على الهداية والوقاية الذي شرف النوع الانساني بانواع التشريف
وازال عنهم حسر الوزر واثار التضييق خلق الاشباح بقدرته وخلق الاصباح برحمته وافاد
على عباده مدارك شريعة الاسلام بوسيلة نبيه عليه الصلوة والسلام وسهل مسالكه لئلا يكون
على الله حجة بعد ذلك لكافة الانام جلت نعمته ووقت حكمته وتقدست له صفات وتنزه
عن تغير الحالات وتفرد بالقدم والدوام وتعالى عن مشابهته بالاعراض والاجسام
والصلوة والسلام على سيدنا محمد قطب دائرة المفاخر وبدر سماء المكارم ومآثر الذي حث على
تحصيل العلم وتبجيل العلماء وسماهم ورثة الانبياء - العبد الانبياء في انفسها عناية وبهم
معجزة وآية سيد المرسلين خاتم النبيين خير الخلائق وعلى آله واصحابه تاركي العلائق والعوائق
وبعد فيقول الفقير لرحمة ربه القدير محمد عبد الغني صانه الله عن شر كل غبي وغوي هذا تعليق يحل
مشكلات مسئلة الطهر المتخلل من كتاب شرح الوقاية خصصته من كتب الفقه تلخيصا حسنا
مجتنبا فيه التطويل الممل والاختصار المخل وسميته **بالقول الفيصل في تحقيق الطهر
المتخلل** وتيسر لي فيه بفضل الله وقوته من خلاصة تحقيق اساتذتنا -
اعلم ان الحيض دم تنفضه رحم امرأة بالغة ... ان يكون حكميا وقد يكون حقيقيا اما الحكمي
فهو الطهر الذي تخلل في مدة الحيض بين دمين ... فان استيعاب الدم جميع المدة ...
ليس بشرط والطهر الكامل وهو الذي يكون خمسة عشر يوما او اكثر فاذا تخلل بين الدمين كان

فاصلا بینهما اتفاقاً یعنی انه یعتبر طهراً فی الشرع ویعتبر طرفاه دمین علیحدتین لا المجموع دماً واحدا
متوالیاً والطهر الناقص سے الذی هو یکون اقل من خمسة عشر یوماً قید باقل من
خمسة عشر یوماً لاحتراز الطهر الصحیح الذی یکون خمسة عشر یوماً لانه طهر بلا نزاع وانما النزاع فی طهر
الفاسد الذی یکون اقل من خمسة عشر یوماً وتصویر الطهر الصحیح ان امرأة رأت ثلثة ایام دماً ثم
خمسة عشر طهراً ثم ثلثة ایام دماً فانه خمسة عشر یوماً طهر فاصل بین الدمین بالاتفاق والثلثة الاولی
والثانیة حیض فالطهر الذی یکون اقل من خمسة عشر یوماً فهو اذا تخلل بین الدمین ٥
اعلم ان احاطة الدم للطرفین یشترط بالاتفاق لکن عند غیر ابی یوسف رحمه الله فی مدة الحیض
وعلی هذا لا یجوز بدایة الحیض وختمه بالطهر لانه ضد الحیض والشیء لا یبدء ولا یختم بضده وعند ابی یوسف
یطهر فی الطهر المتخلل وان لم یکن فی المدة وعلی هذا یجوز بدایته وختمه به ومن اصله انه یجعل ما
هو طهر کالحیض باحاطة الدمین فالطهر الذی یکون اقل من خمسة عشر یوماً اذا تخلل بین الدمین فحینئذ
لا یخلو اما ان یکون اقل من ثلثة ایام او اکثر فان کان اقل من ثلثة ایام فهو لا یفصل
بینهما سے لا یعتبر طهراً شرعیاً ولا طرفاه دمین علیحدتین اتفاقاً بل هو مع الدمین المحیطین
به کالدم الواحد المتوالی واجمع علی هذا الحکم اجماعاً منعقداً بین الائمة او بالاجماع وان
کان ثلثة ایام او اکثر منها الی اربعة عشر یوماً فهو مختلف فیه فعند ابی یوسف رحمه الله
وهو قول ابی حنیفة رحمه الله قولاً آخراً لا یفصل بینهما سواء کان احاطة الدمین له
فی المدة او اکثر منها فیعتبر مجموع الطهر والدمین المحیطین به کالدم الواحد المتوالی لان اقل
مدة الطهر الصحیح خمسة عشر یوماً فما دونها فاسد وبین صفة الصحة والفساد منافات والفا
الطهر الصحیح شرعاً فیکون الکل کالدم المستمر وعلیه الفتوی کذا فی خزانة المفتین مثاله مبتدأة
رأت یوماً دماً وثلثة عشر یوماً طهراً ثم یوماً دماً لا یفصل الطهر عند ابی یوسف رحمه الله وهو قول ابی حنیفة
رحمه الله آخراً وان کان ذلک الطهر اکثر من عشرة ایام ایضاً واما قال وان کان
اکثر من عشرة ایام بالوصل مع انه کان مستفهماً من قوله السابق او اکثر توضیحاً للمراد ودفعاً للاتوهم

ان المراد بالاكثر الاول اكثر من ثلثة فقط واذا عرفت هذا فاقول اذا لم يكن الناقص فاصلا عند صلا
فيجوز بداية الحيض وختمه بالطهر الذى هو حيض حكما بان يكون الحيض الاول والآخر منها فقط
طهرا ويعتبر المجموع حيضا على هذا القول المنسوب الى ابى يوسف رحمه الله
دون الاقوال الخمسة الباقية قال فى العناية مثال قول ابى يوسف رحمه الله من المسائل
امرأة عادتها فى اول كل شهر خمسة فرأت قبل ايامها يوما دما ثم طهرت خمستها ثم رأت يوما دما
فعنده خمستها حيض اذا لم يجاوز المرئى عشرة لاحاطة الدمين بزمان عادتها وان لم تر فيه شيئا دما اذ لم
تعتاده فيكون جميع ذلك حيضا وكذلك لو رأت قبل خمستها يوما دما ثم طهرت اول يوم من خمستها
ثم رأت ثلثة دما ثم طهرت آخر يوم من خمستها ثم استمر بها الدم فحيضها خمسة عادته وان كان ابتدأ
الخمسة وختمها بالطهر لوجود الدم قبله وبعده فيجوز بدايته به اذا كان قبله فقط ولا يختم حينئذ ويجوز
ختمه به اذا كان بعده دما لا قبله انتهى كلامه فظهر ان المقصود بالبداية والختم معا بالطهر لا يمكن الا لمن
لها عادة معروفة وقد ذكر ان الفتوى على هذا القول المنسوب الى ابى حنيفة رحمه الله
وبه كان يفتى الامام صدر الاسلام وكان يقول قوله ايسر ولا حرج فى ديننا وعليه استقر راى صدر الشهيد
وبه كان يفتى بتيسير المفتى لان عنده باشتراطا واحدا فيسهل عليه الحفظ والفتوى وكذا تيسير
على المستفتى لانه يسهل عليه العلم والعمل وعند الآخرين شروط وتفاصيل يشق ضبطها عليهما
الحكم والعمل والتيسير هو اللائق فى الشريعة لقوله عليه السلام يسروا ولا تعسروا وفى رواية محمد رحمه
الله عنه اى عن ابى حنيفة رحمه الله انه اى الطهر المذكور لا يفصل بينهما لكن لا مطلقا بل
ان احاطت الدم بطرفيه اعم من ان يكون نصابا اى ثلثة ايام او اكثر او لا يكون نصابا
صورته رأت يومين دما وثلثة طهرا ويومين دما وثلثة دما واربعة طهرا وثلثة دما لا يفصل فى رواية
محمد عنه فى المدة التى هى عشرة ايام او اقل يعنى ثلثة ايام ولياليها فيعتبر المجموع كالدم
المتوالى وهذه الرواية اخص من قول ابى يوسف رحمه الله لانه لم يشترط مع ذلك
الاحاطة فى العشرة او ما دونها وعلى هذه الرواية لا يكون بداية الحيض ولا ختمه بالطهر مع ثلثة ايام او

فالطهر المتخلل حیض ولیس بفاصل فلو رأت یوماً دماً وثلثة طهراً ویومین دماً کان المجموع حیضاً و
فی روایة ابن المبارک عنه ای عن ابی حنیفة رحمه الله یشترط مع ذلک المذکور من اشتراط
ای مع اشتراط احاطة الدم بطرفیه فی عشرة او اقل شرط ثالث ایضاً وهو کون الدمین
نصاباً ای کون مجموعهما نصاباً للحیض وهو ثلثة ایام او اکثر وهذا اخص من القولین السابقین
لاشتماله علیهما مع امر زائد وهو اشتراط النصاب فروایة ابن المبارک اخص عن روایة محمد
روایة محمد اخص عن روایة ابی یوسف یعنی شرط کون الدمین نصاباً ای مجموع الدمین شرط ان یکون نصاباً
وان لم یکن کل واحد من الدمین نصاباً ای لا اشتراط ان یکون کل واحد من الدمین نصاباً
سواء کان الدم الاول یوماً والآخر یومین او بالعکس ثم اعلم انه اذا وجد الشرطان لاحاطة
الدم للطرفین فی الطهر فی عشرة او اقل وکون الدمین نصاباً کان الطهر الناقص حیضاً فی روایة ابن المبارک
بالاول فقط روایة محمد والا فلا صورته فی عشرة ایام ان امرأة رأت یومین دماً وسبعة ایام
طهراً ثم یوماً دماً او بالعکس وفی اقل من عشرة ایام انها رأت یومین دماً وثلثة ایام طهراً ثم یوماً
دماً او بالعکس وعند محمد رحمه الله یشترط مع هذا المذکور من الشروط الثلثة شرط رابع
فهذا اخص من الاقوال الثلثة السابقة لاشتمالها مع امر زائد وهو کون الطهر المتخلل
متساویاً للدمین المحیطین او اقل منهما صورته رأت ثلثة دماً وثلثة او یومین طهراً ثلثة
دماً لا یفصل عنده ثم اذا صار ذلک الطهر المتخلل عنده ای عند محمد دماً حکمیاً
حتی صار باعتبار مجموع الدمین الکائنین نصاباً او اکثر والطهر المتخلل بینهما ایضاً دماً حکمیاً عنده
فان وجد فی عشرة هو ای ذلک الطهر المتخلل بین الدمین الکائنین نصاباً او اکثر
فیها ای فی تلک العشرة طهر متخلل آخر قوله هو فیها صفة لعشرة وقوله طهر آخر فاعل وجد
یغلب الدمین المحیطین به بان یکون ایامه اکثر عدداً من ایامهما ان عدّ الدم الحقیقی
فقط دماً لا الحکمی لکن یصیر ذلک الطهر الاخیر مغلوباً بهما بان یکون اقل عدداً منهما ان
عدّ ذلک الطهر المتخلل الاول الذی هو الدم الحکمی دماً وباعتباره عدّ مجموع الدمین

والطہر دما فانہ الفلجنرانیۃ والحجۃ خبر اما لقولہ فان وجد الخ اے اذا اتفق کہذا فانہ اے الطہر المتخلل
الاول یعد دما حتی یجعل الطہر الاخیر ایضاً حیضاً بناء علی صیرورتہ معاداً حیضاً علی
ما انسرض وہذا الحکم متحقق فی جمیع الاقوال الا فی قول ابی سہیل فقولہ الا فی قول ابی سہیل استثنا
من قولہ فانہ یعد دما فانہ عندہ وان جاز کون احد الطہرین دما لکن لا یجوز ان یجعل الآخر
بتبعیتہ دما اعلم ان الاصل عند محمد رحمہ اللہ وہو الاصح وعلیہ الفتوی ان الطہر المتخلل انما یکون فاصلا
اذا بلغ ثلثۃ ایام او اکثر لکن ان استوی الدم والطہر او غلب الدم لا یکون فاصلا وان غلب
الطہر کان فاصلا فحینئذ ان لم یمکن جعل کل واحد حیضاً لا یکون شئی حیضاً وان امکن جعلہ حیضا
جعل حیضا متقدما او متاخرا وان صلح کلاہما لذلک جعل اسرعہما امکانا حیضا ولا یکون کلاہما حیضا اذا
لم یتخللہا طہر تام وہو لا یجوز بدایۃ الحیض ولا ختمہ بالطہر اصلا ولا یجعل الطہر الحیض باحاطۃ الدمین
فلو رأت مبتدأت یوما دما او یومین طہرا ویوما دما فالاربعۃ حیض لان الطہر المتخلل دون الثلث و
لو رأت یوما دما وثلثۃ طہرا ویوما دما لم یکن شئی حیضا لغلبۃ الطہر علی الدمین وان رأت یوما دما و
ثلثۃ طہرا ویومین دما فالستۃ حیض لاستواء الدمین والطہر ولو رأت ثلثۃ دما وخمسۃ طہرا ویوما
دما فحیضہا الثلثۃ الاولی لغلبۃ الطہر والدم المتقدم بانفرادہ صالح للحیض ولو رأت یوما دما و
طہرا وثلثۃ دما فالثلثۃ الاخیرۃ حیض لما عرفت ولو رأت ثلثۃ دما وستۃ طہرا وثلثۃ دما فحیضہا
الثلثۃ الاولی لانہا اسرعہما امکانا واستواء الدم بالطہر انما یعتبر فی مدۃ الحیض واکثرہا عشرۃ
والطہر فیہا غالب فی ہذہ الصورۃ کذا فی النہایۃ فلو اجتمع طہران معتبران وجعل احدہما لاحاطۃ الدم
واستوائہ بالطہر کالدم المتوالی ہل یتعدی کلہ الی الآخر علی قول محمد قال ابو زید یتعدی وقال
ابو سہیل لا صورۃ المسئلۃ رأت مبتدأۃ یومین دما وثلثۃ طہرا ویوما دما فالستۃ الاولی حیض اتفاقا
والاربعۃ بعد الستۃ الاولی صارت کالدم المتوالی خلافا لابی سہیل لان طہر ثلثۃ ایام سقط اعتبارہ
لاحاطۃ الدم بطرفیہ واستوائہ بالدم لکن لا یعتبر ہو حیضا فی حق غیرہ الا ان باسما حیضا تبعا لغیرہ لا یصیر
غیرہ حیضا تبعا لہ ولا فرق بین کون الطہر الاخر الغالب علی الدمین باعتبار المغلوب

بهما باعتبار آخر مقدما على ذلك الطهر الاول المتخلل بين الدمين الكائنين او ذكرنا في
في هذه الصورة - د ط ط ط د ط ط ط د د او موخرا عنه يعني يجوز في المثال ان يجعل الثلثة الاول
دما حكما ويجعل الثلثة الاول دما حكما ويجعل الثانية كذلك ويجوز العكس ايضا وعند الحسن
بن زياد الطهر الذي يكون ثلثة او اكثر منها يفصل بين الدمين مطلقا اي غير
مقيد باحاطة الدم الطرفين في المدة وكون الدمين نصابا وكون الطهر مساويا للدمين او اقل وهذا
القول قول الاعظم آخرا في طريق التفيض فانه يجعل الثلثة فيما فوقها غير فاصل مطلقا فهذه
الاقوال المذكورة ستة اقوال وحاصل الكلام وتوضيح المقام ان الطهر اذا كان اقل من الثلثة
لا يفصل مطلقا واذا كان اكثر من اربعة عشر يفصل مطلقا واختلفوا فيما اذا بلغ ثلثة ولم يبلغ اكثر من
اربعة عشر على ستة اقوال احدها ان الطهر لا يفصل اذا كان الدمان المحيطان به في المدة كمن
رأت يوما دما وثمانية طهرا ويوما دما رواه محمد عن ابي حنيفة وثانيها ان لا يفصل اذا بلغ نصابا
في مدته مجتمعا او متفرقا كمن رأت يوما وثلثة ويوما واربعة ويوما وبه اخذ زفر وروى ابن المبارك
عنه وثالثها ان لا يفصل اذا كان الدم نصابا سواء كان في مدته او لا كمن رأت يوما وتسعة و
يومين وبه اخذ ابن المبارك ورابعها انه لا يفصل اذا كان الطهر اقل من الدمين او مساويا لهما كمن
رأت ثلثة واربعة وثلثة او يوما وثلثة ويومين ونذهب الطهر المعتبر اي ثلثة ايام فصاعدا اذا وقع
طهران معتبران محيط بكل منهما دما لا يعتبر الطهران معا بل يجعل احد الطهرين المساوي للدمين
دما ثم يتعدى حكمه الى الاخير عند ابي زيد الكبير البخاري وابي علي الدقاق ولا يتعدى عند ابي سهل
كمن رأت يوما وثلثة ويوما وثلثة ويوما فالعشرة حيض عندهما وستة المتقدمة عنده والاول
اصح عند مشائخنا وبه اخذ محمد وخامسها انه لا يفصل مطلقا فيجوز ختم الحيض وبدايته كلاهما او احدهما
بالطهر كلاهما في المعتادة وبدا الختم في المبتدءة كمن رأت قبل العادة بيوم يوما وعشرة ويوما
ولا يتصور ان يكون كلاهما بالدم الا اذا كان الطهر مع الدمين عشرة او اقل وبه اخذ ابو يوسف و
سادسها انه يفصل مطلقا وبه اخذ الحسن كمن رأت يوما وثلثة واكثر ويوما وقد ذكر ان

كثيرا من المتأخرين افتوا بقول محمد رحمه الله في الكفاية وفي رسالة امام السرخسي ان
الاصح قول محمد وعليه الفتوى لتسهيل الامر فنصنع مثالا يجمع هذه الاقوال الستة وهو
ان امرأة مبتدأة بالحيض غير معتادة به رأت في اول الشهر يوما دما واربعة عشر يوما
طهرا اعلم ان كل نقطة قارن ثم يقدر فيه دم وكل نقطة قارن بالواو يقدر فيه طهر بهذا ثم يوما
دما وثمانية ايام طهرا ثم يوما دما وسبعة ايام طهرا ثم يومين دما وثلاثة ايام طهرا ثم
يوما دما وثلثة ايام طهرا ثم يوما دما ويومين طهرا ثم يوما دما فهذه الايام كلها خمسة
واربعون يوما وهذه الصورة التي رسمها الشارح

د طط [illegible] دططططططط ططططططططططد ططططططططط ططططططططط ططططططططططد

فالعشرة الاولى ... [illegible] ... من
حيض عند ابي يوسف ... لا يكون الطهر
الدم بطرفي الطهر ...
في رواية محمد هذه العشرة حيض للاصل
... الدم بطرفيه دون الذين هما ...
٥٦ العشرة حيض عند ابن المبارك
الاولى من ... حيض ... الساوات ...
كان يومين لا يفصل ... عند ابي سهل
عند ابن الحسن الاربعة الاولى

واذا تمهدت هذه الاصول المختلفة اختلفت الاحكام بحسبها ففي رواية ابي يوسف رح عن ابي حنيفة
رحمة الله عليه كونها مذهبا له ايضا ان الايام كلها ايام الدم لكن العشرة الاولى اي التي اولها دم
وعاشرها طهر والعشرة الرابعة منها اي التي طرفاها طهر حيض والباقي استحاضة - اما الاولى
فلان الطهر المتخلل ليس باقل من ثلثة واما الرابعة فلانه يجوز بداية الحيض وختمه بالطهر على قوله - انما
كان في رواية ابي يوسف العشرة الرابعة حيضا دون بعض العشرة الثالثة وبعضها لان الغالب
في النساء الحيض في شهر فاذا تعين عشرة للحيض بقي عشرون للطهر وفي رواية محمد رحمه الله
عن ابي حنيفة رضي الله تعالى عنه اليوم الاول استحاضة والاربعة عشر التي بعده طهر شرعي
وليس شيء منها دما لانه يشترط على روايته شرطان الاول الاحاطة والثاني كونهما في المدة و
هو منتف في طهر هو اربعة عشر يوما فيكون هو طهرا ويتحقق فيما بعده من الاطهار فيكون ما بعده من
الايام الثلثين دما ويكون العشرة الاولى منها وهي العشرة التي بعد طهر هو اربعة

عشر یوماً حیضا علی روایته وهو مبتدأ من قوله ثم یوماً ثمانیة وما بعدها من الایام العشرین استحاضة اما الخمسة الاول منها فلانها من الشهر الذی حاضت فیه عشرة کاملة فلو اعتبرت حیضا لزم زیادة الحیض علی العشرة فی شهر واحد واما الخمسة عشر الباقیة منها فلانها من الشهر الثانی و قد اعتادت المرأة فی الشهر الاول بانها تحیض بعد خمسة عشر یوماً من الشهر فهی من الاستحاضة لکنها ان رأت بعدها دماً سواء کان هناک طهر متخلل او لا کان حیضا علی ما ظهر من عادتها فی الشهر الاول و فی روایة ابن المبارک عن الامام رضی الله تعالی عنه الیوم الاول استحاضة واربعة عشر بعدها طهر ثم یوم الدم بعدها استحاضة ثم الثمانیة بعدها طهر وما بعده من الایام کلها دم وذلک لان المروی عنه بروایته شروط ثلثة الاولان المذکوران والثالث کون الدمین نصابا ولا یخفی انه تنتفی فی طهر الثمانیة وکذا فی الطهر الذی قبله فلذا لم یجعلا دمین وتحقق فیما بعدهما من الایام الاحد وعشرین فیکون کلها دماً ویکون العشرة الاول من بین هما وهی العشرة التی بعد طهر هو ثمانیة ایام حیضا ولبعدها من الایام الاحد عشر استحاضة وعند محمد شروط اربعة الثلثة المذکورة و الرابع کون الطهر مساویا للدمین او اقل منهما وهو لا یوجد فی طهر هو سبعة ایام وکذا فی ما قبله من الطهر عشر و یوجد فیما بعده من الایام الثلثة عشر اما فی طهر الاول من هذه الایام فظاهر واما فی الطهر الثانی منها فلانها احد طرفیه هو طهر الاول مع طرفیه والکل دم حکمی عنده فیکون الطهر الثانی اقل من الدمین المحیطین به فبناءً علی هذا لا یکون الاطهار الثلثة الاول وما ماه وما بعدها من الایام الثلثة عشر دم والعشرة الاولی منها وهی التی بعد طهر هو سبعة ایام حیض وما بعدها من الایام الباقیة استحاضة وعند ابی سهیل شروط اربعة ایضا لکنه لا یعتبر الدم الحکمی دماً فلا توجد تلک الشروط الاربعة عنده الا فی الستة الاولی من عشرة محمد فیکون تلک الستة الاولی منها ای من العشرة التی جعلها محمد جملة حیضا حیض لا الاربعة الباقیة لانه لا یحیل الطهر الآخر بعد الاول دماً حیضاً والایام التی قبل هذه الستة اعنی اثنین وثلثین یوماً استحاضة والایام التی هی بعد هذه الستة هی السبعة ایضا استحاضة وعند الحسن ابن زیاد یشترط

وتحققه في كل صورة ۔ الثاني ظرف لكونه فاصلا فالتعلق لكل واحد من الطرفين على حدة بحسب المعنى ويرجع الحاصل الى قولنا فيكون الطهر الناقص فاصلا في هذه الاقوال حال كونه واقعا ومتحققا في كل صورة صورة الخ والا محذور فيه فان قال لا يصح تعلق الظروف بالافعال الناقصة فكيف يستقيم تعلق الظرفين بيكون اقول هذا انما استند الى كلامهم وكيف وانهم قالوا بتعلق الظروف المستقرة بالافعال العامة وتخصيصها بما سوى كان ومشتقاته فالقول بانه لا يصح لا يصح هنا وقيل في بعض الحواشي ان قوله يكون جملة وقعت صفة للصورة والعائد محذوف اي فيها والظرف اعني قوله في كل صورة خبر لمبتدأ محذوف وهو قوله التفصيل وقوله ان كان بيان لذلك التفصيل وتقدير العبارة ان في كل صورة كذا التفصيل وهو انه كان احد الدمين الى آخره وانت تعلم انه مع كونه تكلفا لفظا لا يخلو عن خلل في المعنى فانه يلغو حينئذ استثناء قول ابي يوسف رحمه الله بخروجه بالصفة وايضا لا يصح التفريع لان ما قبل الفاء من الاصول المختلفة للمذاهب المذكورة لا يصح علة لهذا التفصيل انما هو علة لكون الطهر الناقص المتكرر فاصلا بين الدمين على قوله من الاقوال الستة سوى قول ابي يوسف رحمه الله كما ظهر بالتامل الصائب والله اعلم هذا بيان الطهر المتخلل في الحيض واما المتخلل في الاربعين من النفاس ففي الخلاصة انه اذا كان اقل من خمسة عشر يوما لا يكون فاصلا بالاجماع وان كان خمسة عشر يوما فصاعدا فكذلك عند ابي حنيفة رحمه الله وعليه الفتوى كذا في المضمرات ايضا ۔ هذا آخر ما اردنا ايراده في هذه الرسالة ۔

اللهم اغفر لمؤلفه الذنب والعصيان ٭ والسهو والنسيان

وانظر اليه بالعفو والغفران ٭ والفضل والاحسان

واحفظه عن الكفر والطغيان ٭ وعن جميع الغموم والاحزان

وامنه من الكذب والبهتان ٭ ومن شر الشيطان

وادخله بحبوحة الجنان ٭ بجودك العظيم الشان

واعطه من السقر الامان ٭ بحق نبيك المرسل العدنان

وبحرمة الصديق والفاروق والعثمان ٭ والمرتضى عليهم الرضوان

فہرست کتب موجودہ فروختنی مطبع احمدی ریاست رامپور (مرادآباد) کوچہ لنگر خانہ

ترجمہ سفرنامہ محمد ابن جبیر اندلسی

یہ عربی کے ایک عجیب و غریب سفرنامہ کا ترجمہ ہے اصل عربی نسخہ خود دنیا میں نایاب تھا مگر ۱۸۵۲ء میں ولیم رائٹ نے اسکی تصحیح کر کے لیڈن میں چھپا کر شائع کیا عربی سفرناموں میں یہی سفرنامہ سب سے پہلا ہے یعنی سب سے قدیم عربی سفرناموں میں الگ یہی کتاب ماخذ ہے جسکی سیاح صاحب کا ... والا تھا ۵۷۸ھ میں مکہ معظمہ مدینہ منورہ اسکندریہ بیت المقدس وغیرہ کی سیر کرتا رہا اور سفرنامہ لکھا۔ مگر اکثر حالات ابن جبیر کے سفرنامہ سے اخذ کئے ہیں۔ قاضی ابو البقا خالد بن عیسیٰ کے سفرنامہ کا نام تاج المفرق ہے۔ ابن الخطیب نے اسکو عماد الدین اصفہانی کا سرقہ بیان کیا ہے مگر درحقیقت اس نے ابن جبیر کے سفرنامہ کو سرقہ کیا ہے ابن بطوطہ نے بھی حلب اور دمشق کے حالات ابن جبیر ہی کے سفرنامہ سے لئے ہیں تقی الدین الفاسی نے شفاء الغرام باخبار البلد الحرام میں ابن جبیر کے سفرنامہ سے بہت سے حالات لکھے ہیں۔ ابن جبیر ۵۷۹ھ میں غرناطہ سے سوار ہوا خلیج صقلیہ سے گزر کر اسکندریہ پہنچا۔ وہاں سے مصر کے عجائبات دیکھتا ہوا خشکی کی راہ سے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کو گیا قافلوں کے ساتھ بغداد کی راہ سے دمشق میں آیا۔ جو سلطان صلاح الدین کے صلیبی لڑائیاں جاری تھیں۔ دمشق سے عکہ کو گیا اور وہاں سے کشتی میں سوار ہو کر دریائی راہ سے صقلیہ میں پہنچا۔ اس کے وقت سے کچھ ہی قبل وہاں سے مسلمانوں کی حکومت جا چکی تھی۔ اور عیسائیوں کا تسلط ہو رہا تھا۔ اس وقت وہاں کے مسلمانوں کی جو حالت تھی اسکو پڑھکر آنسو نکل آتے ہیں۔ یہ وہ حالات ہیں جنکا کسی عربی یا انگریزی کتاب میں پتا بھی نہیں ہے تین مہینے صقلیہ میں رہکر وہاں کے مفصل حالات لکھے اور پھر وہاں سے ۵۸۱ھ میں اندلس پہنچا اس دور دراز سفر میں ہر گاؤں ہر قصبہ ہر شہر اور ہر ایک دریا۔ ندی اور جبل کے بہت مفصل حالات لکھے ہیں۔ ہر مقام کی طرز معاشرت۔ طریقہ حکومت۔ رسم و رواج اور پیداوار ملکی۔ عام اخلاق۔ اور عادات غرضکہ جو باتیں آجکل یورپ کی تاریخوں میں لکھی جاتی ہیں وہ سب موجود ہیں ترجمہ نہایت فصیح اردو زبان میں بامحاورہ کیا ہے کاغذ اعلیٰ قسم کا ہے چھپائی بہت عمدہ ہے قیمت (عہ) علاوہ محصول

معارف لدنیہ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ عنہ کی وہ تصنیف جو اب تک کبھی نہیں چھپی تھی۔